تاریخ خاندان عثمانیہ

جلد اول

از ابتداء تا بعہد حکومت سلطان محمد چہارم

مؤلفہ

ومرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد

ضلع گوجرانوالہ

ایڈیٹر وکیل امرتسر

باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد صاحب مطبع روز بازار

امرتسر میں طبع ہوئی

طبع اول .... قیمت فی جلد دو روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ

ونصلی ونسلم علی النبی الکریم

تاریخ خاندان عثمانیہ

از ابتدائے تا بعہد حکومت سلطان عبدالعزیز خان شہید

تمہید

شہزادی لوسگنان نے ہماری موجودہ امیرالمومنین سلطان عبدالحمید خان غازی کے عہد حکومت کے سوانح سنہ ۱۸۹۶ء تک اگرچہ نہایت ہی جامع طور پر بضرورت موقع اختصار یا تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب مین درج کر دیئے ہین لیکن خاکسار مترجم نے متن کتاب بسلسلہ عہد حکومت مین جا بجا حواشی دیدینے اور کتاب کے آخر مین ضمیمہ ایزاد کر دینے سے اس مسعود و محمود عہد کے سنہ ۱۸۷۶ء سے اوسکے بعد کے ضروری واقعات و حالات تا بہ سن روان اور حضرت امیرالمومنین کی پرائیویٹ لائف کے متعلق چند کوائف درج کر دینے کی کوشش کی ہے تاہم جبتک اس سلطنت عظمیٰ کی ابتداء سے لیکر اب تک کی کم از کم وہ تاریخ معلوم نہ ہو جس سے اوسکے وہ تعلقات جو یورپ کی عیسائیون طاقتون سے رہے ہین۔ اور نیز جس سے عیسائیون کا وہ جد و جہد جو وہ اس اسلامی طاقت کے برباد کرنیکے لئے کرتے رہے ہین اچھی طرح معلوم نہ ہو تبتک صرف ایک ہی عہد حکومت کے واقعات و حالات کے پڑہنے سے یورپ کی عیسائی طاقتون کی پیچیدہ پالیسی کا سمجھنا۔ اُس فرمانروا کی مشکلات کا اندازہ لگانا اور ساتھ ہی اوسکی بے نظیر ہمت و کوشش اور لیاقت خداداد کی داد دینا اور ان احسانات کا احاطہ کرنا جو اُس نے اپنی قوم و ملک پر کئے ہین قریب ناممکن کے ہے۔ اسلئے مین اپنے اردو خوان ملکی بھائیون کے سامنے سلطنت عثمانیہ کی ایک ایسی تاریخ پیش کرنا مناسب سمجھتا ہون جو امور متذکرہ بالا پر حاوی ہو اور جس مین ایشیائی طریقہ کے مطابق محض روکھے پھیکے واقعات اور فتوحات وغیرہ کے قصہ افسانے ہی درج نہ ہون بلکہ مختلف سلاطین عثمانیہ کے عہود حکومت کے نتیجہ خیز واقعات پر منصفانہ بحث اور نکتہ چینی بھی ہو۔ اردو زبان مین سلطنت

عثمانیہ کی کوئی جامع تاریخ موجود نہین۔ اور اگر ہوتی بھی تو وہ اس غرض کے لئے ہمارے کارآمد نہین ہو سکتی تھی۔ کیونکہ فن تاریخ مین یہ نئی جدت صرف زمانہ حال کی یورپین اختراع ہے۔ اور ایشیائی مؤرخین نے سوائے چند عربی مؤرخین کے ابتک اس سے بہت کم فایدہ اوٹھایا ہے۔ اس لئے اس جامع و مختصر تاریخ کو ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لئے بھی مجھے ایک یورپین مؤرخ (لاوٹ مِنڈاولیو صاحب) کا ممنون احسان ہونا پڑا ہے۔ جس نے سر اڈورڈ کریسی صاحب کی طرح اکثر عیسائی مؤرخین کے برخلاف اس اسلامی سلطنت کے واقعات تحریر کرنے مین حتے المقدور تعصب اور ضد کو اپنے قریب نہین پھٹکنے دیا اور جہان تک ایک عیسائی سے توقع ہوسکتی ہے انصاف و دیانت سے کام لیا ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد مین اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

باب اول

قوم عثمانیہ کا حسب و نسب۔ صحاری تاتار انکا مبدا و مخزن ہین۔ اونکا آرمینیا اور ایشیائے کوچک مین آباد ہونا۔ ترکون کا عربون سے راہ و رابطہ پیدا ہونا اور اسکے طفیل اسلام کی برکتون سے مستفید ہونا۔ ایشیائے کوچک مین ترکی تسلط کا قیام۔ ارطغرل کا کامیاب و بامراد عہد حکومت۔ عثمان غازی کی فتوحات۔ ترکی مقبوضات کا دارالخلافہ بروصہ مقرر کیا گیا۔ یونانی سلطنت کا زوال۔ چودہوین صدی مین اوسکی ردی حالت۔ تخت قسطنطنیہ کا ایک دعویدار اپنی امداد کے لئے ترکون کو یورپ مین بلاتا ہے ارخان اور اوسکے جانشینون کے زیر حکومت ترکون کی فتوحات۔ کسووا (واقع سرویا) مین عیسائیونکو شکست فاش۔ مراد اول کی وفات۔ ینگچری یا نئی شہری فوج کا بنایا جانا۔ ترکی اوضاع و اطوار۔ سلطان بایزید یلدرم کے جنگی کارنامے۔ اوسکا تیمور سے شکست پانا۔ تاج عثمانیہ کا کچھ عرصہ تک کیلئے بے سر رہنا۔ محمد اول کا عہد حکومت مراد ثانی اور اوسکی بے نظیر فتحیابیان۔ عیسائیون کے جدید زمانہ سپہ سالار

جان ہنیاڈس کے ساتھ معرکہ آرائیان۔ شاہ ہنگریا (مجرستان) اور اُسکے رفقاء کی بے ایمانی۔ بمقام وارنا ۱۴۴۴ء میں عیسائیونکا شکست فاش کہانا۔ سکندربیگ تمکحرام کے عجیب و غریب کارنامے۔ مراد ثانی کی وفات۔ پندرہوین صدی کے وسط مین سلطنت عثمانیہ کی پولیٹیکل حالت۔ جدید اصلاحات محمد ثانی کی زیر حکومت ترکون کی قابل تحسین مستعدی۔

ترکی مؤرخین مثلاً خیر الدین آفندی وغیرہ آل عثمان کی نسبت بیان کرنے مین ایک دوسرے سے بہت کچھہ مختلف ہین۔ بعض لکھتے ہین کہ وہ عیص[1] بن اسحاق کی نسل سے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ وہ بنی قطورہ (عرب کا ایک قبیلہ) مین سے ہین۔ اور قحط کی وجہ سے حجاز سے نکل کر ترمان مین جا بسے تھے۔ اور بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ وہ ان دونون قومون کے اختلاط سے پیدا ہوئے ہین۔ مگر یہ تینون قیاس صحیح نہین۔ اگر ترکی قوم کی اصل کو دریافت کرنا ہو تو اوسے اونہی ممالک مین تلاش کرنا چاہئے جہان سے اونکے جانی دشمن روسیون نے نکل کر شمال مشرقی یورپ کو آباد کیا ہے۔ یہ دونون قومین ایک ہی جگہہ یعنی سیدیا (یا تاتار) کے صحرائے ذخار سے نکلی ہین۔ دونون کلاً یا جزاً بعید ترین واسطہ سے تاتاری الاصل ہین۔ اور دونون مین چند قومی خصائل مشترک[2] ہین۔

تاتاریون کا ذکر آجانے پر یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ تاتاری جو روسیون اور ترکون کے

---

[1] ایک ایشیائی مورخ لکھتا ہے کہ عیص پسر اسحاق نبی تہے۔ اور سلاطین رومتہ الکبریٰ اونکی اولاد سے تہے۔ اونکے پانچ بیٹے تہے جن مین سے ایک مسمیٰ روم تھا جسکی نسل سے رومی ہین۔ مگر یہ غلط ہے۔ بنو ابراہیم کا یونانی یا رومیون سے کبھی کوئی تعلق نہین ہوا۔ البتہ حضرت عیص یا عیصو نے جو حضرت یعقوب کے بڑے بہائی تہے اور اونکی اولاد نے یروشلیم کے قریب ادوم کی ریاست قائم کی تہی جو کسی زمانہ مین بڑی عظیم الشان طاقت ہوچکی ہے۔ محمد عباس صاحب مؤرخ مذکور نے شاید ادوم کو روم سمجھہ لیا ہے۔ اس مین کلام نہین کہ رومتہ الکبریٰ کے فرضی بانی کا نام رومولس یا روم بتایا جاتا ہے۔ مگر اوسکی پیدایش ۷۵۳ء قبل مسیح مین فرض کیگئی ہے اور حضرت عیص سترہوین صدی قبل مسیح مین ہوئے ہین۔ اور اونکو ادوم بھی پکارا جاتا ہے اور جہانتک محقق ہوا ہے روم اونکے کسی فرزند کا نام نہین تہا۔ مؤلف ۱۲

[2] کاش کہ وہ مذہب مین بھی شریک ہوتین جس سے ایک یہی فایدہ نہ ہوتا کہ یہ دونون بزرگ قومین اوس جنگ سے جو کبھی

آباواجداد ہین اون مغل تاتاریون سے بالکل مختلف اور علیحدہ ہین جو جنوبی روس مین آبسے۔ اور جو چین کے ایک زمانہ مین حکمران رہچکے ہین اور جنکے شاہان مغلیہ ہندوستان ہمنام تھے۔ گو دوسری باتون مین یہ بہی اُن سے مختلف ہون مگر مغل تاتار اُسی نسل مین سے ہین جس مین سے کہ چینی لوگ ہین۔ انکا رنگ زرد۔ داڑہی پتلی۔ رخساری کی ہڈی اُبہری ہوئی۔ ناک چپٹی اور آنکہین چہوٹی چہوٹی ہین۔ اصل تاتاری بنی نوع انسان کی کاکیشن شاخ کی نسل ہین جو شاخ اکثر یورپ مین اور ایشیائی قومون کی مخزن ہی۔ تاتاری خاندان پہر خود کئی شاخون مین منقسم ہوگیا جنمین سے ایک بڑی شاخ ترکون کی ہے۔ ان لوگون کے کئی قبیلے کچہ عرصہ تک ایشیا مین پہرنے پہرانے کے بعد ساتوین صدی عیسوی مین یورپ والون سے شناسا ہوے جبکہ ہرقلیس شہنشاہ مشرق[۱] نے اونکو اپنی ملازمت مین داخل کیا۔ یہ اسوقت بحیرہ اسود اور جہیل کاسپین کے

صدیوں سے ادن مین کم و بیش دفعون کے ساتھ ہوتا چلا آتا ہے بچی رہتین۔ بلکہ ممکن تہا کہ وہ اپنی سفینہ کو ستون سے یورپ کے ظلمت کدہ کو اسلام کی نورانی شعاعون سے بہت کچہ منور کردیتین۔ مگر مشیت ایزدی مین کسی کو مجال دم زدن نہین ہے۔ روس مین سب سے اول باقاعدہ حکومت ایک سویڈش بحری لوٹیرے مسمی رورک نے جو بت پرست تہا سنہ ۸۶۲ء مین قایم کی تہی۔ مگر اس نئی حکومت کا استحکام اصل مین اوسکے پرپوتہ ولیڈیمر کے عہد مین ہوا جو اپنے باقی دو بہائیون کے ساتھ سنہ ۹۸۰ء مین تخت پر بیٹہکر سنہ ۹۸۰ء مین کل سلطنت کا واحد مالک ہوگیا۔ یہ اوایل مین پکا بت پرست تہا۔ لیکن اہل کتاب اور مسلمانون کی قربت اور ہم جلیسی نے رفتہ رفتہ اوسکے خیالات کو بدل دیا۔ اور وہ مسلمان ہونے کو بالکل تیار ہی تہا کہ ہمارے متقی و پرہیزگار اور عابد و زاہد عیسائی پادریون نے جاہل و عیش پرست ولیڈیمر کو دختِ رز کے وصال و ہم آغوشی کی عام اجازت دیکر جس کا وہ عاشق زار تہا عیسائی بنالیا۔ اور اوسکے ساتھ ہی اوسکی قوم بہی بتدریج عیسائی ہوگئی۔ مسلمانون سے اوس نے بار بار استدعا کی کہ مجہے شراب کی اجازت دیجائے۔ یہ مجہہ سے نہین چہوٹ سکتی۔ مگر مسلمان علما نے صاف صاف کہدیا کہ جب تک مے نوشی قطعاً ترک اور آیندہ کے استعمال سے توبہ نکرو تب تک تم مسلمان نہین ہوسکتے۔ الغرض ان نیک بخت مسلمانون کے اپنے پاک مذہب کے مقدس احکام پر ثابت قدم رہنے سے خدا کے فرزند ہونے کا دعوے کرنیوالے ایماندار مسیحی پادریون کو ایک جلیل القدر بادشاہ اور اوسکی کثیر التعداد قوم کو اپنا مرید بنالینے کا موقعہ ملگیا۔ مگر ہم مسلمانون کو اسپر ذرہ بہر افسوس نہین کرنا چاہیئے۔ اس مین بہی ضرور رب کریم کی کوئی حکمت بالغہ پنہان ہوگی۔ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ۔ ✣

[۱] رومتہ الکبریٰ کی سلطنت آخری زمانہ مین دو حصون پر منقسم ہوگئی تہی ایک حصہ کا دار الخلافہ قسطنطنیہ قرار پایا اور وہ مشرقی سلطنت کے نام سے موسوم ہوا۔ دوسرے حصہ کا نام مغربی سلطنت ہوگیا اور اوسکا پایہ تخت رومتہ الکبریٰ ہی رہا۔ مؤلف۔

و بیابانی ملک یعنی آرمینیا میں کوہ قاف کے قریب مقیم تہے۔ ہرقلیس کو خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ سپاہی ہونگے
بہت عمدہ کام دے سکیں گے۔ اور اوسکا یہ خیال غلط ثابت نہ ہوا۔ اونکے ترکی سپاہیوں نے ہر موقعہ
پر ایسی جان نثاری دکہائی۔ اور ایسی شجاعت و مردانگی دی کہ نوین صدی میں خلفائے عباسیہ نے
اونکو اپنی فوجوں میں بہی بہ تعداد کثیر بہرتی کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت تک انکا مذہب کسی قدر زردشتی
واتش پرستی اور کسی قدر تاتاری گروہوں کے مختلف اعتقادی روایتوں اور رسم و رواج کا عجیب و غریب
پنچ میل کہچڑی تہا۔ مگر عربوں اور ایرانیوں کے ساتہہ ربط و ضبط پیدا ہونے سے اسلام کی خوبیاں و برکتیں
اونپر ظاہر ہونے لگ گئیں وہ مسلمان ہوگئے۔ اور اسلام قبول کرنیکے وقت سے لیکر اب تک مقدس مذہب
اسلام کے سچے خدمتگار اور معتقد معاونوں میں سے رہے ہیں۔ اسلام قبول کرنیسے پہلے وہ جنگجو اور
نبرد آزما گڈریوں کی قوم تہی جو جا بجا اور آرمینیا کے بڑے بڑے میدانوں میں ایک جگہہ سے دوسری جگہہ
پہرتی رہتی تہی۔ مگر ساتہہ ہی جبکہ امیر مشرقی شاہی شان و شوکت سے اپنے عالیشان دربار کو ہمیشہ آراستہ
و پیراستہ رکہتے تہے۔ بعدہ ان انہوں نے بدویت چہوڑکر شہریت اختیار کر لی۔ اور دسوین صدی عیسوی
کے وسط سے پہلے ہی مصر میں اپنا ایک آزاد حکمران خانوادہ قایم کر لینے اور عباسیہ خلفاء کے تقرر
اور تنزل پر پورا اقتدار پا لینے سے ان میں اس قدر امنگ پیدا ہوگئی کہ ایرانی اور یونانیوں کے ساتہہ جو
خلافت عباسیہ پر انکا سکہ جمے ہوئے تہے ایک تیسرے دعویدار سلطنت ہوگئے۔

ترکمانوں کا خاندانہ سلجوقیہ اس وقت مصر شام اور ایشیا کوچک پر حکمران تہا ان ممالک میں سے ایشیا
کوچک[1] پر سلطان سلیمان سلجوقی فرمانروا تہا۔ جس نے گیارہویں صدی کے اخیر پر یورپ کو اپنی طاقت
و جبروت کے کئی کرشمے دکہلائے۔ اوسکے زمانہ میں قسطنطنیہ کے تخت کا دو عیسائی شہزادوں نے
دعوے کیا۔ ان میں سے ایک نے اپنے ہمسایہ سلطان سلیمان سے مدد طلب کی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں
ترکوں کو اس نواح میں اور مزید ملک ملگیا جس سے عیسائی اقوام یورپ کے دلوں میں یہاں ترکمانوں
کی فتح مندیاں دیکہکر سخت اندیشہ پیدا ہو گیا۔ مگر مجسم قہر خدا یعنی چنگیز خان کے تاخت و تاراج نے جسکی
عظیم الشان سلطنت حدود چین سے شروع ہوکر سرحد جرمنی اور پولنڈ پر ختم ہوتی تہی برائے چندے نہ صرف
عیسائی مقبوضات کو ترکمانوں کی پیش قدمی سے محفوظ کر دیا۔ بلکہ خود اونکی حکومت کو بہی بہت کچہہ

[1] ترک ایشیائی کوچک کو روم کہتے ہیں کیونکہ یہ ایک وقت رومن سلطنت کا ایک جزو تہا۔ مولف ۱۲

کمزور بنا دیا۔ لیکن ایشیا کوچک کے جوانمرد ترک جنکا صدر مقام انکو نیم [سلطنت] مین تہا چنگیز خان کے وفات پاتے ہی پھر بہت جلد سنبھل گئے اور اپنی قلمرو کی حدود کو فوراً سنبھال لیا۔

سنہ ۱۲۲۴ء مطابق سنہ ۶۲۱ ہجری مین سلاطین آل عثمان کا ابوالآبا سے اور اوغوز ترکون کا سردار سلیمان شاہ مغلون کے حملون سے بہ تنگ آکر خراسان سے آرمینیا مین چلا آیا۔ اور وہان سے چنگیز خان کی وفات کے بعد سنہ ۶۲۴ ہجری القدس کو اپنے مغربی ترک بہائیون کی مدد کے لیے جنکے فرمانروا سلطان علاؤالدین سلجوقی شاہ قونیہ [۱] پر اسوقت خوارزم شاہیون نے چڑہائی کی ہوئی تھی ایک جرار فوج لیکر ایشیا کوچک کو روانہ ہوا اور اپنے فرزند ارطغرل کو کچہہ فوج دیکر بطور ہراول آگے روانہ کیا۔ ارطغرل ابہی منزل مقصود تک نہین پہونچا تہا کہ راستہ مین ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہونچکر کیا دیکہتا ہے کہ وادی زیر کوہ مین دو فوجین بالمقابل صف آرا ہین۔ ایک اون مین سے کمزور ہے اور عنقریب دشمن اوسپر غالب آیا چاہتا ہے حقیقی شجاعت اور جوانمردی کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ کمزور کی طرفدار ہوتی ہے۔ ارطغرل علاؤالدین کی مدد کے لیے چلا آرہا تہا۔ مگر اس معرکہ نے اوسے سب کچہہ بہلا دیا۔ وہ دونون فریقون مین سے کسی کو نہین جانتا تہا لیکن اوسنے سچی جوانمردی کے جوش مین بلا درنگ کمزور فریق کی حمایت مین جابر فریق پر حملہ کر دیا جو اس حملہ کی تاب نہ لا سکا اور میدان جنگ سے بہاگ گیا۔ کمزور فریق نے اپنے غائبانہ امداد کنندگان کا شکریہ ادا کیا اور ارطغرل کو اس وقت معلوم ہوگیا کہ خوش قسمتی سے اوس نے اوسی فریق کی مدد کی ہے جسکی اعانت کے لئے وہ آیا تہا۔ سلطان علاؤالدین نے ارطغرل اور اوسکے والد بزرگوار کو جو نیز جلد آ پہونچا تہا انعام واکرام سے مالامال کر دیا۔ سلیمان سپہ سالار افواج سلطانی مقرر کیا گیا۔ اور وہ چند برس اپنے آقا ولی نعمت کی خدمت کرنیکے بعد عرب پر لشکر کشی کرتے ہوئے دریائے فرات مین غرق ہوگیا۔ اور اوسی کے کنارہ دفن کر دیا گیا۔ اوسکے چار فرزند تہے سنقور تگین، کون طوغدی ارطغرل، اور دوندر۔ اول الذکر دونون بیٹے باپ کی وفات کے بعد خدمت سلطانی سے علیحدہ ہو گئے۔ اور ہر دو آخر الذکر سلطان علاؤالدین کی خدمت مین رہے جس نے ارطغرل اور اوسکے قبیلہ کو متذکرہ بالا خدمت ہی کے صلہ مین انگورا کے قریب وسیع چراگاہین عطا کر دی تہین۔ اور اوسکو امیری کا خطاب اختیار کرنے کی اجازت دیدی تہی۔ ارطغرل اسکے بعد سلطان کو مغلون اور ہمسایہ عیسائیون کے برخلاف ضرورت کے وقت

[۱]۔ اسکا موجودہ نام قونیہ ہے۔ اسکو بعضے فلاطون بہی کہتے ہین کیونکہ حکیم افلاطون یہین مدفون ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی اور اکثر دیگر مشایخ صوفیہ کے مزار بہی اسی شہر مین ہین۔ مؤلف ۱۲

امداد دیا اور مزید قطعات ارضی انعام مین پاتا رہا جو یونانی سلطنت کے سرحد پر ہوتے تھے - اور اس شرط پر ملتے تھے کہ ارطغرل تیکی مالک محروسہ کی قسطنطنیہ کے یونانی عیسائیون کے حملون سے حفاظت کرے - اس شرط کی کامل طور پر عمل کیگئی - اور ارطغرل اپنی بے نظیر بہادری اور بیمثال کامیابیون کے زمانہ کو جو کسی جرم و جفا کی سے نامنزہ نہوا ۶۸۷ھ مین ختم کرکے جوار رحمت الٰہی مین جا بسا - اور سلطان علاؤالدین نے اوسکے فرزند عثمان کو جو ۶۵۶ھ ہجری مین متولد ہوا - امیر لشکر بنا کر علم و طبل عنایت کیا - رفتہ رفتہ انفصال مقدمات و معاملات کا نظام بھی اوسی کی سپرد ہوگیا - اور بادشاہ کی طرف سے بروز جمعہ جامع مسجد مین بھی وہی جانے لگا - اپنی شجاعت و جوانمردی سے اس قدر ممالک فتح کئے کہ ملقب بہ عثمان غازی ہوا - اور ۶۹۹ھ ہجری مین جب علاؤالدین مغلون کے ہاتھ سے شکست یاب اور مقتول ہوا تو شہری اور لشکری دونون فریقون نے جو اس سے خوشنود تھے اوسکو اپنا بادشاہ تسلیم کرکے تخت پر بٹھلا دیا - سلطان علاؤالدین کا بیٹا کوئی نہین تہا - ایک بیٹی تھی جو عثمان کے نکاح مین تھی -

سلطان عثمان نے جسکی نسبت سے ترکی سلاطین اب تک عثمانیہ اور ترک عثمانلی کہلاتے ہین سریر خلافت پر بیٹھتے ہی سب سے اول قرا حصار کو فتح کرکے اوسے اپنا دار الخلافہ بنایا - اقبال اُسکا غلام اور فتح اوسکی کنیزک تھی جس طرف رخ کرتا بامراد واپس آتا قیصر روم سے صوبجات نیکومیدیا اور بیتھینیا (واقع ایشیاء کوچک) فتح کئے اور جب خود پیرانہ سالی سے کمزور ہوگیا تو اپنے پسر ثانی ارخان کو جو شجاعت و مردانگی مین لاثانی تہا فوج کی سپہ سالاری عطا کر دی - اُس نے پہلے تاتاریون کو جو مقبوضات سلطانی پر حملہ آور ہوئے شکست فاش دیکر بھگا دیا اور پہر چند برسون کے محاصرہ کے بعد ۷۲۶ھ مین بروصہ کو عیسائیون کے قبضہ سے چھینکر حکومت عثمانیہ کا دار الخلافہ بنایا - سلطان عثمان بیماری کی حالت مین نو مفتوح شہر مین لائے گئے اور تھوڑا عرصہ بعد ۱۰ - ماہ رمضان ۷۲۶ھ مین ۶۹ سال کی عمر اور ۲۷ برس کی سلطنت کے بعد فوت ہوگئے سلطان عثمان نے اپنے نود سالہ چچا دوندر کو اوسکی شرارتون سے تنگ آکر قتل کرا دیا تہا - اونکے ملکی انتظام کریم النفسی - رعایا پروری - اور عدل و انصاف کے جملہ عیسائی مؤرخین بھی ثنا خوان ہین سخی ایسے تھے کہ مرنیکے بعد سوا سنے خفتان - کمربند اور شمشیر کے کوئی زر و جواہر یا قیمتی چیز اونکے قبضہ سے برآمد نہ ہوئی - جو نیا سلطان سریر خلافت پر متمکن ہوتا ہے پہلے اس کریم النفس غازی و جوانمرد کی تلوار اوسکے زیب کمر کی جاتی ہے -

خاندان عثمان کے اس بانی مبانی کو ایام جوانی ہی مین جبکہ وہ ابھی سلطان نہین ہوئے تھے اپنے خاندان کی

سلطنت کی استقامت و وسعت اور فتح قسطنطنیہ کی بشارت عجیب غریب طریقہ سے عالم خواب
مین ملگئی تھی۔

سلطان عثمان کے بعد ارخان تخت نشین ہوا۔ یہ سب سے بڑا بیٹا نہین تھا۔ مگر جنگی قابلیتون کی وجہ سے
باپ نے اسی کو جانشین مقرر کیا بڑے بھائی علاء الدین نے کمال ایثار اور نفس کشی سے اس امر کو برا نہ منایا
اور اپنے چھوٹے بھائی کی وزارت کو قبول کر کے نظم و نسق مملکت اور آئین و ترتیب فوج کے لئے ملکی اور
جنگی قوانین اس حسن لیاقت سے مرتب کیئے کہ ابتک انکو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اگر ارخان کو اپنے
بھائی کی علمی اور انتظامی لیاقت سے مدد نہ ملتی تو شاید اوسے فتوحات کے لیئے اس قدر فرصت نہ ملتی۔
اوسکا عہد فتوحات کا ایک مسلسل زمانہ تھا۔ ایشیا کو چک مین اپنے جرار اور نامغلوب ہونیوالی بہادرون کو لئے
ہوئے مغرب کیطرف وہ دردانیال اور سواحل یورپ کے قریب تک پہونچگیا۔ اپنی فوجی طاقت کو ایک
عظیم الشان بیڑہ جہازات کی ایزادی سے اور زیادہ مضبوط کیا۔ اور اوسکی قوت اس قدر بڑہگئی کہ شاہان قسطنطنیہ
اوسکی دوستی کے خواہان اور اوسکی مخالفت سے ترسان رہتے تھے۔ اس موقعہ پر اس عیسوی سلطنت کی
کچھہ مجمل کیفیت بیان کردینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔ مسٹر اڈمنڈ اولیور لکھتے ہین کہ :۔

یہ عیسائیون کی یہہ مشرقی سلطنت اوس زمانہ مین کامل انحطاط کو پہونچ چکی تھی۔ دنیا کی تاریخ مین وہ
کافی اور نمایان حصہ لے چکی تہی۔ اور اوسکے کارنامے گو وہ بے تعداد جرائم کبیرہ سے ملوث اور داغدار
ہین۔ تاہم ابتدائی عیسوی زمانہ کے نہایت ہی دلچسپ کارنامون مین سے متصور ہوتے رہین گے۔
بائیزن ٹائیم (قسطنطنیہ کا پرانا نام) کے قیاصرہ جو رومتہ الکبریٰ کی وسیع سلطنت کے چند ایک نہایت ہی
زرخیز اور بار آور حصون کے مالک ہوگئے تہے۔ اپنی سلطنت کو مغربی سلطنت کی نسبت جو وحشیون کی
تاخت و تاراج کی آماجگاہ ہوکر برباد و پامال ہوگئی۔ زیادہ عرصہ تک قایم رکھنے مین کامیاب ہوئے۔
رومن سلطنت کا پرانا دار الخلافہ (یعنی روم واقع برلب دریائے ٹائیبر) جب گوتھ اور ونڈلن (وحشی اقوام
جنہون نے رومن سلطنت کو برباد کیا) کا شکارگاہ بنا ہوا تہا۔ اس وقت بھی جانشینان قسطنطین۔
(بانی قسطنطنیہ) قدیم شائستگی کا کچھہ کم حصہ محفوظ نہین رکھے ہوئے تہے۔ وحشی روسی قسطنطنیہ پر وقتاً
فوقتاً حملہ آور ہوکر جو نقصان اوسے پہونچا جاتے تہے وہ اوس بربادی کے مقابلہ مین کوئی حیثیت نہین
رکھتے تہے جو ان خونخوار وحشیون سے جو کہ طوفان بلاخیز کی طرح امڈ آئے تہے اسکی پروا ارد ہوگئی تہی مشرقی

سلطنت کی شاہنشاہون کے زیر حکومت یونان کی قدیم جودت و ذکاوت مین نئی جان پڑ گئی تھی یونانی زبان ابھی تک مروج تھی اور یونانیون کی ذہانت طبع کو اپنے جوہر دکھانیکے لئے ابھی تک میدان ملا ہوا تھا۔ اور گو مغرب مین علم و ہنر تقریباً ناپید ہو چکا تھا۔ تاہم بحیرہ امار موررا اور مجمع الجزائر کے سواحل پر اوسکی اکثر مسکن محفوظ تھی۔ اور صرف علم و فضل ہی نہین بلکہ یونان کی قدیم صنعت و حرفت اور دستکاری بھی کسی نہ کسی قدر بائی زن تائن سلطنت کی حدود مین باقی رہگئی ہوئی تھی۔ چنانچہ فلورینس (واقع اٹلی) مین مصوری اور بت تراشی کا جب مکرر رواج ہوا تو اس امر کی تحریک بائی زن تیم (قسطنطنیہ) ہی سے ہوئی تھی۔

جسٹینین[۱] اعظم جس وقت اپنی قلع اور خوشنود رعایا مین مفید اور کار آمد قوانین کی برکتین پھیلا رہا تھا۔ اس وقت روم وحشیون کے قدمون کے نیچے کچلا جا رہا تھا۔ تمام مشرقی یورپ نے عیسائی مذہب کے اعتقادات اور رسومات باسفرس کے شہنشاہی شہر ہی سے سیکھے۔ اور بائی زن تیم کے جرنیلون نے اپنے آبائی کارنامون کی ناموری کو جو بھیڑیئے کے دودھ سے پلے ہوئے توام[۲] بچون کے وقت سے چلی آتی تھی۔ اپنی فتوحات سے یہانتک قائم رکھا ہوا تھا۔ کہ ایک وقت روم بھی کچھ مدت کیلئے شاہان قسطنطنیہ کے ماتحت ہو گیا۔ مگر چودھوین صدی کے آنے تک یہ سب کچھ خواب و خیال ہو چکا تھا۔ بائی زنتینی (یونانی یا اروام) بوسیدہ و ناکارہ۔ بدچلن و آوارہ اور کمزور و زنانہ ہو گئے ہوئے تھے۔ وہ اندرونی تنازعات سے اسقدر پاش پاش ہو گئے تھے اور عیاشی و بدچلنی

۱؎ یہ سنہ ۵۲۷ء سے سنہ ۵۶۵ء تک حکمران رہا۔ +

۲؎ شہر روم کی بنا کی نسبت مختلف روایتین مشہور ہین۔ ایک روایت یہ ہے کہ رومولس نامی ایک شخص نے اسے آباد کیا۔ اور رومیون کا وہی ابو آبائی ہے۔ رومولس اور ریموس دو توام بھائی تھے جو سلویا نامی ایک کنواری لڑکی کے بطن سے جو دیبی وسٹا کے مندر کی پجارن تھی مریخ دیوتا کے نطفہ سے پیدا ہوئے پیدا ہوتے پر وہ ایک جھولے مین ڈال دیئے گئے اور طوفان اوسے بہا کر کوہ پالاٹائن کے دامن تک لے گیا۔ جہان ایک مادہ گرگ اونکی پرورش کرتی رہی حتی کہ بادشاہ کا ایک گڈریا سمی فاس ٹولس اونکو اوٹھا کر لے گیا اور اوسکی بیوی نے اونکو پالا۔ بڑے ہو کر انہون نے روم کی بنا ڈالی اور اوس سلطنت قائم کی جو آخر کار تقریباً کل معلومہ دنیا کی مالک ہو گئی۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ یہ روایت افسانہ سے زیادہ وقعت نہین رکھتی رومولس اور اوسکے بھائی کی پیدائش سنہ ۷۵۳ قبل مسیح مین بتائی جاتی ہے۔ شہر روم دریاء ٹائبر کے دونون طرف سمندر سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے اسکی فصیل کا محیط ۱۳ میل ہے جو باہر کی طرف پچاس فیٹ اور اندر کیطرف سے تیس فیٹ بلند ہے اسمین ۳۶۵ گرجا ہین اور آبادی جو سلطنت روما کے عروج کے زمانہ مین بہت زیادہ تھی اب صرف دو لاکھ ۵۰ ہزار ہے۔ +

سے ایسے تباہ ہو گئے تہے کہ مقبوضات بعیدہ تو در کنار وہ خود اپنے دار الخلافہ کو قابو مین رکہنے کے قابل نہین رہ گئے تہے۔ اور اس موقع پر بہی ایشیا کی طرف سے ایک زبردست قوم کی پیش قدمی کا سیلاب آگے آگے بڑہتا چلا آرہا تہا۔

آرخان کے وقت قسطنطنیہ کا بادشاہ اینڈرونیکوس[51] (کلان) تہا۔ وہ ایسا کمزور طبیعت تہا کہ غنیم کو خود بخود حملہ کرنے کی تحریک ہوتی تہی۔ سنہ ۱۳۲۸ء مین اوسکے پوتے اینڈرونیکوس[52] خورد نے علم بغاوت برپا کیا۔ شہزادہ جونز کنٹاکوزینس باغی کا طرفدار تہا اوسنے عمر بیگ ترکی شہزادہ گورنر صوبہ ایدن سے امداد مانگی۔ ترکی پرنس ۳۸۰ جہازون کا بیڑہ اور ۲۸ ہزار فوج لیکر باغی کی اعانت کو روانہ ہوا۔ اور یورپ مین داخل ہوکر دریا ہربس کے کنارے کنارے جاکر شہر ڈیموٹیکا پر جسکا بلغاریون نے محاصرہ کیا ہوا تہا پہونچ گیا۔ اور محاصرہ اوٹہا دیا۔ اسکے بعد دو ہزار چیدہ سپاہی لیکر یلغار کرتا ہوا سرویا مین داخل ہوا۔ مگر موسم سرما کی شدت اور سختی سے لاچار ہوکر واپس آگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قیصر نے اسوقت عمر پاشا کو زرکثیر دیکر باغیون کی امداد دہی سے روک لیا۔ لیکن اوسکی پہلی امداد دہی سے باغی کی طاقت مضبوط ہو گئی تہی۔ وہ شہنشاہ ہو گیا۔ اور ترک باہمی جنگ وجدال کے خاتمہ پر ایشیا کو واپس ہٹ آئے۔ اینڈرونیکوس خورد اپنی وفات تک جو سنہ ۱۳۴۱ء مین واقع ہوئی حکمران رہا۔ اسکے بعد جان پلاوگس بادشاہ ہوا اور سنہ ۱۳۴۷ء مین کنٹاکوزینس نے تخت کو غصب کر لیا جو سنہ ۱۳۵۴ء تک حکمران رہا اوسکے بعد دو اور بادشاہون نے سنہ ۱۴۵۳ء تک حکومت کی جبکہ قسطنطنیہ ترکون کے قبضہ مین آگیا۔

" مشرقی سلطنت کی قسمت کا اصل مین اُسی وقت فیصلہ ہو گیا تہا جبکہ ترکون سے مدد چاہی گئی تہی۔ ترکون نے یورپ کو دیکہہ لیا تہا۔ قیاصرہ کے عالیشان دار الخلافہ کا نظارہ اور ان زرخیز و متمول ممالک مین اپنی قوت و شجاعت کا اظہار کر چکے تہے۔ وہ دو دعویداران تخت کے درمیان بطور ثالث فیصلہ کرنے کے لئے بلائے گئے تہے۔ یعنے کہ اونکی طاقت و جبروت کو تسلیم کیا گیا تہا اور اونپر اونکی طاقت واضح کر دیگئی تہی۔ چنانچہ انہون نے اس سبق سے فائدہ اُٹہانے مین درنگ نہ کیا۔ یہ امر ایک معمولی سمجہ کے ناظر پر بہی پوشیدہ نہین تہا کہ بائی زن تائن سلطنت دن بدن روبہ تنزل ہے۔ امرا جملہ بدمعاشیون کا مجموعہ بنے ہوئے تہے۔ عام علیاین

---

[51] یہ بادشاہ سنہ ۱۲۸۲ء سے سنہ ۱۳۲۸ء تک حکمران رہا۔

[52] اس نے سنہ ۱۳۲۸ء سے سنہ ۱۳۴۱ء تک فرمانروائی کی۔

خودداری کا نام و نشان نہ رہگیا تہا۔ اور وہ بترین محض سازشی رہگئے تہے۔ ترکون نے معلوم کرلیا کہ مشرقی سلطنت کا دار الخلافہ اور اوسکے ملحقہ علاقجات کمزور لوگون کے ہاتہہ مین ہین جو اپنے کانپتے ہوئے ہاتہون مین عصائے سلطنت کو مشکل سے قابو رکہہ سکین گے۔ ترک بجائے خود اس وقت مین شباب پر تہے۔ اونمین وہ تمام اوصاف موجود تہے جو ایک فاتح قوم مین ہونے لازمی ہین وہ مستعد جفاکش نبرد آزما۔ اپنے امیر کے تابع فرمان اور دشمن کی کمزوری سے فائدہ اوٹہانے کا ڈہب جانتے تہے۔ انہون نے قیاصرہ سے صلح رکہنی اور ضرورت کے وقت انکو انکی رعایا کے دہمکانے ڈرانے کیلئے فوجی امداد دینے کی پالیسی اختیار کرلی۔ اور جب کبہی وہ یورپ مین بلائے جاتے تو طلب کنندگان کے مفاد کی نسبت اپنی اغراض کو زیادہ پیش نظر رکہتے حتی کہ چودہوین صدی کے وسط مین جبکہ ان سے امداد طلب کیا تو وہ بطور امتحان مین مقیم ہوگئے ارخان قیصران قسطنطنیہ سے رشتہ قائم کر کے مین ہشیار منشیر علاقے چہین لئے اور اونکے یورپی مقبوضات فتح کرلینے کی بہی ٹہانی چنانچہ ۱۳۵۶ء مین سلیمان ابن ارخان نے گیلی پولی پر قبضہ کرلیا

ارخان کا یہ بہادر بیٹا ۱۳۵۸ء مطابق ۷۶۰ھ ہجری القدس مین پشت توسن سے گرکر راہی ملک عدم ہوگیا ارخان پیرانہ سالی مین اس صدمہ جانکاہ کو برداشت نہ کرسکا۔ اور اس حادثہ سے ایک برس بعد ۱۳۵۹ء مین ۳۰ برس سلطنت کرنیکے بعد ۷۵ سال کی عمر مین خود بہی اپنے بزرگون سے جا ملا یہ سلطان نہایت شجاع سخی بردبار۔ عادل اور علم دوست تہا۔

سلطان ارخان کے بعد سلطان مراد تخت نشین ہوا اوسنے ۱۳۶۱ء مین بروصہ کو چہوڑکر یورپ مین اڈریانوپل کو اپنا دار الخلافہ مقرر کیا۔ اور اپنی کمر ہمت ملک کے وسیع کرنے پر باندہی۔ لالہ شاہین سپہ سالار کو بانب اطراف ملک کیطرف روانہ کیا اوس نے قلیل المدت مین کوہ بلقان تک کا علاقہ اور صوبہ تہریس ایک سال مین واقعہ سے فتح کیا۔ قیصر روم نے پوپ سے مدد چاہی۔ اوسنے کمک روانہ کردی۔ اور دوسرے عیسائی بادشاہون نے بہی امدادی فوجین بہیجدین مگر لالہ شاہین اور تیمورتاش بیگ سپہ سالاران فوج عثمانیہ نے کل عیسائی فوج کو تہ تیغ کردیا۔ اور شاہ قسطنطنیہ نے بعجز و الحاح سلطان مراد سے صلح کرلی۔ لشکر اسلام نے اس طرف سے فارغ ہوکر پہر دیگر ممالک نصارا پر یورش کی اور پانچ برس کے عرصہ مین

۵! بندرگاہ گیلی پولی دہانہ ڈارڈنیلز کی شمال مغربی جانب یورپین ٹرکی کے صوبہ رومیلیا مین اڈریانوپل سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے اسکی آبادی تیس ہزار ہے۔ اس مین دو عظیم الشان بندرگاہ ہین اوسکے بازار ہر قسم کے اقمشہ اور سوداگری مال و اسباب سے معمور رہتے ہین۔ +

بہت سے ملک فتح کر لیے۔ مقدونیا و البانیا بہی سلطانی حکومت مین داخل ہو گئے۔ سلطان مراد کو یورپ کے
نصارا بادشاہون کے علاوہ ایشیا مین ایک اسلامی ریاست کے ساتھ بہی جنگ کرنا پڑا۔ سلجوقی خاندان
کے بیچراغ ہوجانیکے بعد مختلف خاندان اوسکے مختلف صوبون پر قابض و متصرف ہو گئے تہے چنانچہ قرمان
مین ایک دوسرے ترکی خاندان نے اپنی حکومت قایم کر لی ہتی۔ اسکے فرمانروا عثمانیہ سلاطین کی
روز افزون ترقی اور جاہ و جلال سے بہت رشک کہاتے تہے اور موقعہ ملنے پر سلطانی مقبوضات پر
حملہ آور ہوکر عثمانی رعایا کو نہایت تنگ کرتے تہے عثمانیہ فرمانروا بوجہ قرابت اور رسم مذہبی بہت عرصہ تک
درگذر کرتے رہے۔ لیکن جب والی قرمان کی شرارتین حد برداشت سے گذر گئین تو سلطان مراد نے اوسکی
ریاست پر حملہ کرکے اوسکو پے در پے شکستین دین۔ والی مذکور نے آخرکار سلطان بایزید پسر سلطان
مراد سے اپنی لڑکی کا رشتہ کر دیا۔ اور مراد کو اپنا بہت سا علاقہ دیکر صلح کر لی۔ اس ایشیائی مخمصہ سے
فراغت پاکر سلطان اپنے لشکر جرار کو لیکر پہر یورپ کیطرف متوجہ ہوا۔ اور ۱۳۸۹ء مین کسووا کی میدانون
مین سرویا اور دیگر شاہان یورپ کی افواج کا قلع قمع کر دیا۔ اس فتح سے سرویا۔ بوسنیا بلگیریا۔ اور البانیا
تمام و کمال سلمان فاتحین کے تصرف مین آ گئے۔ ترکون کے ہر روز آگے قدم بڑہتے دیکہکر جنوب مشرقی
یورپ کے تمام بادشاہون نے آپسمین اتفاق و اتحاد کر لیا ہوا تہا۔ چنانچہ کسووا کے میدان پر صرف سرویا
والے ہی ترکون کے مقابل نہین ہوئے تہے۔ بلکہ یورپ کے اوس حصہ کی تمام قومین مخالف فوج مین شامل
تہین۔ نصارا کی فوج مسلمانون سے تعداد مین تگنی تہی اور گو وہ نہائیت جرات و استقلال سے لڑے
مگر ترکون کے جوش کے سامنے اونکے قدم جم نہ سکے۔ لاکہون نصارا قتل ہوئے۔ اور سرویا کا
بادشاہ قزال زندہ گرفتار ہوا۔ یورپین مؤرخین لکہتے ہین کہ یہ شکست دنیا کی نہائیت ہی بڑی ہزیمتون مین
شمار ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی تہوڑی ہی شکستین ہونگی جن سے اس سے بڑہکر اہم نتائج پیدا ہوئے ہون
اس سے آل عثمان کی حکومت یورپ مین قایم ہو گئی اور عیسائیون کی بیشمار قومین جنہون نے ابتدائی
زمانہ کی جہالت و وحشت کو چہوڑکر تہذیب و شائستگی کے میدان مین قدم رکہا ہی تہا صدیون کے
واسطے ترکون کی ماتحتی مین آ گئین ترکون کو اس سے بڑہکر نمایان فتوحات بہت کم حاصل ہوئی ہین۔
مگر اس فتح کی خوشی و شادمانی فوراً ہی رنج و ماتم سے متبدل ہو گئی۔ فوج نصارا کے نامور اسیر سلطانی خیمہ
مین لائے گئے۔ ایک سروین اسیر مسمی میلوسک کوبی لووسک قاتل سلطان کے قدمون پر گر پڑا۔ اور

اطاعت وعبودیت کا ہر طرح سے اظہار کیا۔ سلطان اوسکی اطاعت پژوہی سے خوش ہوکر کچھہ حکم
دینے ہی لگے تہے کہ اس نابکار نے جہٹ کہڑا ہوکر ایک خنجر آبدار سے جسکو اس نے اپنے کپڑون مین
چہپایا ہوا تہا۔ سلطان کا سینہ چاک کر دیا۔ چوبچیون نے قاتل کا اسی وقت قیمہ کر ڈالا۔ اور سلطان نے
مرتے مرتے قرال شاہ سرویا کا سر قلم کرنیکا حکم دیدیا اور فاتح ومفتوح دونون ایک ہی وقت جہان ناپایدار
سے رخصت ہوگئے۔ بایزید نے اپنے باپ کی لاش بروصہ مین لاکر دفن کی اور خود سریر سلطنت پر جلوہ
افروز ہوا۔ سلطان مراد نے ۴۵ برس سلطنت کی۔ اور ۶۳ برس کی عمر مین شہید ہوا۔ وہ نہایت دانشمند۔
صاحب عزم درست۔ صوفی مشرب۔ صوف پوش۔ درویش سیرت۔ اور عابد و پرہیزگار تہا۔

اس خونخوار معرکہ سے چند ہی برس بعد ترک دریائے ڈنیوب کو عبور کرکے والیشیا مین داخل ہوئے
اور اس صوبہ کو بہی اپنی روز افزون سلطنت مین شامل کر لیا۔ اس موقعہ پر عثمانیہ فوج کی ایک جدید جزو کی
کیفیت جو سلطان ارخان کے بڑے بہائی علاؤالدین کی دانشمندی سے فاتحین کو ہاتہہ آئی تہی ضمناً
بیان کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔ علاؤالدین کو خیال پیدا ہوا کہ مفتوح علاقجات کی عیسائی رعایا اور اسیران
جنگی سے آیندہ فتوحات مین کام لینے کے لئے اگر ایک مستقل فوج قایم کیجاوے تو وہ ترکی طاقت کی بہت
کچھہ ترقی کا موجب ہوگی۔ سلطان ارخان نے اس تجویز کو پسند کیا اسیران جنگی سے جنمین سے پانچوان
حصہ شرع محمدی کے مطابق امیر کا حصہ ہوتا ہے چند نوعمر اور صلاحیت پذیر اشخاص منتخب کیے گئے اور اسیطرح
عیسائی رعایا سے کچھہ نوعمر لڑکے حاصل کیے گئے انکی ایک جماعت بنائی گئی۔ اور اونکو دین اسلام کے عقاید اور
فن جنگ کی تلقین وتعلیم دینی شروع کیگئی جس وقت کچھہ عرصہ کے بعد یہ لڑکے کسی قدر ماہر ہوگئے تو ایک
مشہور درویش حاجی بکتاش کے پاس جنکی سلطان نہایت عزت کرتے تہے لیجائے گئے۔ حاجی موصوف نے
اپنی سفید آستین ان سپاہیون مین سے ایک کے سر پر رکہکر اونکے حق مین یہہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ "انکا نام
ینی شہری (نئے سپاہی) ہوگا۔ خداوند کریم اونکے چہرون کو ہمیشہ روشن۔ اونکے ہاتہون کو ہمیشہ فاتح
ومضبوط۔ اونکی تلوارون کو آبدار اور اونکے نیزون کی سنانون کو ہر وقت دشمنون کی سینہ فگار رکہے اور
جہان کہین وہ جائین فتح ونصرت کے ساتہہ واپس آئین گے" اسوقت سے اس سپاہ کا نام جسکی تعداد اسیران
جنگی اور عیسائی لڑکون کی شمولیت سے ہر سال بڑہتی جاتی تہی اور جو سلطان سلیمان کے وقت مین ایک لاکہہ
تک پہونچ گئی تہی۔ ینی شہری یا ینگچری یا جنی ساری ہوگیا۔ اور سلطان کی خاص باڈی گارڈ کی فوج بنائی گئی

کہ تمام بڑے بڑے معرکون مین سلاطین کی ذات سے جدا نہ ہوان اور خاص بادشاہ کے زیر کمان غنیمون
پر حملہ آور ہون۔ الغرض جس وقت ترکون نے خالص جنگی خدمات کے لئے پیشہ ور سپاہیون کی یہ مستقل فوج
بنائی اوسوقت یورپ کی عیسائی طاقتین سٹینڈنگ آرمی (مستقل فوج) کا نام و نشان تک نہین جانتی
تہین۔ بادشاہ کی طرف سے امرار کو جنگی خدمات کے عوض زمینین ملی ہوئی ہوتی تہین کہ جب ضرورت ہو اسقدر
سپاہی اور سوار لیکر بادشاہ کے پاس آجاوین۔ وہ امرار پہر بجائے خود شاہی عطا کردہ اراضیات کو اپنے
ہاتہون مین اسی شرط پر تقسیم کر دیتے تہے۔ اور یہ سلسلہ آخر کار کسان پر جا ختم ہوتا تہا جو جنگی خدمت کے عوض
زمین پر کاشتکاری کرتا تہا۔ اسی آئین کو انگریزی مین فیوڈل سسٹم کہتے ہین۔ اور ترکون مین بہی یہ عرصہ تک
مروج رہا جسکا مفصل ذکر آگے کیا جاوے گا مگر انہون نے اپنے خاندان کے دوسرے ہی بادشاہ
کے عہد مین علاوہ اس فیوڈٹیری فوج کے متذکرہ بالا مستقل فوج بہی ۱۳۲۶ء مین تیار کر لی تہی عیسائی
طاقتون نے بہت عرصہ کے بعد اونکی تقلید کی۔ کسووا کی لڑائی مین عثمانیہ فوج مین عیسائی باجگزارون
کی انصار افواج اور یہی ینگچری فوج بہی شامل تہی۔ یہ ینگچری فوج پانچ سو برس تک ترکی فوجی نظام کا جزو اہم رہی۔
اور ایک وقت تو اونکی طاقت اسقدر بڑہ گئی کہ بادشاہ کو تخت پر بٹہانا یا اوتارنا انکی مرضی پر منحصر ہو گیا۔ اور
انہی نالایقیون کی بدولت آخر کار سلطان محمود نے انیسوین صدی کے شروع مین کل ینگچری فوج کا ستیاناس
کر دیا۔ ترکون کی یورپی فتوحات مین اس فوج نے جو عیسائی رعایا سے حاصل کیگئی عثمانیہ سلاطین کو کچھ کم مدد
نہ دی۔ لیکن بعد مین جبکہ ینگچریون کی اپنی اولاد ہی فوجی ضرورتون کے لئے کافی ہو گئی تو عیسائی لڑکون کا
بہرتی کیا جانا ترک کر دیا گیا۔ اور عیسائی رعیت بدل عسکریہ کے ادا کرنے پر اب تک فوجی خدمت سے آزاد چلی
آتی ہے۔ گو خط ہمایون کے رو سے اونکو فوج مین داخل ہونے کی اجازت ملگئی ہے۔ حاجی بکتاش کی سفید
آستین کی یادگار مین ینگچری فوج اپنے عمامون کے نیچے سفید سمور کی ٹوپی پہنتی تہی۔ یہ سپاہ فوج پیدل
کا کام دیتی تہی۔ اور کل دنیا مین غالبًا یہ پہلی باقاعدہ فوج پیدل تہی جسے ترکون نے قائم کیا۔ فوج ینگچری کی
اس اجمالی کیفیت کے بیان کرنیکے بعد پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔

سلطان بایزید نے جو اپنے باپ کی زندگی ہی مین چستی و چالاکی اور فوج دشمنان پر برق کی طرح جا پڑنے
کی وجہ سے یلدرم (بجلی) کے خطاب سے موسوم ہو چکا تہا تخت پر بیٹہتے ہی اپنے چہوٹے بہائی یعقوب
کو بظاہر بجرم بغاوت اور دراصل فوج مین اوسکے ہر دلعزیز ہونے پر رشک کہا کر قتل کرا دیا یہ پہلی برادرکشی

ہے جو تخت کیخاطر خاندان عثمانیہ مین ہوئی۔ سلطان بایزید جیسا بہادر اور جوانمرد تہا ویسا ہی سفاک اور خونخوار بہی تہا۔ اور ایک بڑی خرابی اوسمین یہ تہی کہ کسی قدر عیش پسند بہی تہا۔ اور اُسی کے زمانہ سے ترکون مین یہ بُرائی پیدا ہوئی۔ جب ترک ابتدا مین صحاری تاتار سے باہر نکلے تو وہ بہادر سادہ مزاج جفاکش اور محنتی لوگ تہے مغربی ایشیا کی عشرت خیز آب وہوا اور وہان کے شاندار شہرون نے اونکی عادات مین کوئی فرق نہین ڈالا تہا۔ وہ جابر اور سخت گیر تو بیشک تہے اور زنانہ و مصنوعی رحمدلی کو اپنی ترقی کی راستہ مین سدراہ نہین ہونے دیتے تہے۔ مگر ساتہہ ہی منصف مزاج بہی تہے۔ وہ شراب خوار یا اوباش و بدچلن نہ تہے اور اپنے پاک مذہب کے عمدہ اصولون اور احکام کے سخت پابند تہے۔ اونکے اخلاقی تنزل کا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ انہون نے جنوب مشرقی یورپ مین قدم رکہا۔ زمانہ وسطی کی بائی زن تائن سلطنت مین اخلاق تنزل اور پستی کے آخری درجہ پر پہونچ چکے تہے۔ اوس زمانہ کے یونانی یعنی رومی کمزور، بزدل مکار اور اول درجہ کے بدچلن تہے۔ اونمین اپنے قدیم بزرگون (افلاطون وغیرہ) کی فہم وفراست اور ذکاوت بالکل معدوم نہین ہو گئی تہی۔ لیکن ساتہہ ہی اونمین اپنے آباؤ اجداد کے بعض نہایت ہی قبیح عیوب بہی موجود تہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہو کہ جب مختلف طبایع اور ترقی و تربیت کے مختلف درجے رکہنے والی دو قومین فاتح ومفتوح یا کسی اور حیثیت سے آپسمین ملتی ہین تو بہرحال ایک کی عادات دوسری پر حاوی ہو جاتی ہین۔ پس ممکن تہا کہ ترک یونانیون کو پستی سے نکال کر اپنی سطح پر لے آتے۔ مگر بدقسمتی سے یونانی ترکون کو اپنی سطح پر نیچے کہینچ لے گئے۔ ایک عیسائی مورخ لکہتا ہے کہ "سلطنت عثمانیہ مین رفتہ رفتہ جو اس قدر اخلاقی خرابیان پیدا ہو گئین اور اوسکے بڑے بڑے شہرون مین سوسائٹی کی حالت بہت ذلیل اور شرمناک ہو گئی۔ اسکی وجہ ترکی قوم کی کوئی ذاتی خرابی یا عیب نہین ہے۔ بلکہ اسکا باعث بعض ادنیٰ قومون کی نظیر بد ہے جنکو انہون نے فتح کیا۔ یورپ مین یہہ عام خیال ہے کہ یونانیون۔ بلغاریون۔ بوسینیا والون اور سرویون مین ترکون کی وجہ سے بدچلنی پہیلی ہے۔ مگر اصل حقیقت اسکے عین برعکس ہے۔ ترک جب اول اول یورپ مین داخل ہوئے تہے تو سوائے ذہنی اور علمی قابلیت کے وہ ہر ایک بات مین مشرقی تمام و کی ذلیل رعایا سے اولیٰ اور بہتر تہے۔ اور خود اونکے اپنے تنزل کی یہی بڑی وجہ ہے کہ انہون نے اون عادات واطوار کو جو اونکے پیش نظر تہے بلا سوچے سمجہے فوراً اختیار کر لیا۔"

سلطنت عثمانیہ بایزید کے عہد حکومت مین دریاے فرات سے لیکر دریاے ڈینوب تک پہیل گئی۔ اور وہ خود

اپنی مملکت کی ایک سرے سے دوسرے سرے تک اعدا کی سرکوبی کرتا بجلی کیطرح کوندتا پہرتا تہا۔ اوسنے اناطلیہ (ایشیا ٔ کوچک) کا شمالی حصہ جو ابتک قیاصرہ روم کے ماتحت تہا فتح کیا۔

کرمانیہ کی ریاست کو اور محدود اور خاندان سلجوقیہ کی دیگر ریاستون کو معدوم کر دیا۔ قیصر روم کی سلطنت اسوقت بہت ہی مختصر ہوگئی تہی۔ ایشیا مین اوسکی ماتحت بمشکل کوئی مقبوضہ رہگیا تہا اور یورپ مین بہی صوبہ تہریس کے ایک چہوٹے سے ٹکڑہ۔ صوبہ مقدونیہ کی ایک جزو۔ یونان اور بحیرہ مجمع الجزائر کے چند جزیرون کے سوا، اور کوئی علاقہ اوسکے پاس نہین رہگیا تہا۔ اور یہ ملک بہی ایک طرح سے ترک فاتحین کی مہربانی اور رعایت سے اوسکے پاس بچا ہوا تہا۔ امپراطور منیوئیل پلاؤگس[۱] نے نہایت ذلت کے ساتھ بایزید کے پاس الحاح وزاری کی کہ یہ بچے کہچے ٹکڑے میرے پاس رہنے دیئے جائین۔ مگر اوسکی ذلت و عاجزی نے کچہہ فائدہ نہ بخشا۔ ایشیا مین ایک شہر فلیڈلفیا ہی قیصر روم کے ماتحت رہگیا تہا اور اوسکے باشندے ترکون کی ماتحتی قبول نہین کرتے تہے۔ سلطان نے اسپر چڑہائی کرکے ۱۳۹۱ء مین اوسے فتح کرلیا۔ قیصر روم کی حالت اس وقت ایسی نازک ہورہی تہی کہ اوسنے سلطان کو اس شہر کے فتح کرنے مین اپنی رعایا کے برخلاف خود مدد دی۔ اس فتح سے پانچ برس بعد سلطان نے دریائے ڈنیوب کے قریب بمقام نکوپولس کل یورپ کی متفقہ افواج کو جسمین ایک لاکہہ چیدہ سپاہی تہے اور جسمین فرانس و جرمنی کے بڑے بڑے امرا بہی جو سجس منڈ شاہ ہنگریا (مجرستان) کی امداد کو آئے تہے شامل تہے ناش شکست دی۔ اور شاہ ہنگریا جان بچاکر بہاگ گیا۔ اور کئی سو بڑے بڑے امرا قید ہوگئے جب وہ سلطان کے روبرو لائے گئے تو بایزید نے اونکو مخاطب کرکے کہا کہ تم میرے علاقہ مین گہس آتے ہو مین خود تہوڑے ہی عرصہ مین ہنگریا کے دار الخلافہ کا محاصرہ کرونگا۔ اور جرمن و اٹلی کو فتح کرکے روم کے بڑے گرجا سینٹ پیٹر کی قربانگاہ پر اپنے گہوڑون کو جو کہلاؤنگا۔ اس مہیب معرکہ مین عیسائی فوج کا بہت سا حصہ تہ تیغ ہوا یا دریائے ڈنیوب مین غرق ہوگیا۔ اور خود ترکون کے بہی ساٹھ ہزار سپاہی شہید ہوئے۔ لڑائی کے خاتمہ پر میدان جنگ مین اپنے بہادرون کی اس قدر لاشین دیکہکر بایزید ایسا برافروختہ ہوا کہ اوس نے سوائے چوبیس شہزادون کے جو بعد مین زرفدیہ لیکر چہوڑ دیئے گئے۔ اسیران جنگ کے قتل کئے جانیکا حکم دیا۔ مگر ابہی چند ہزار اسیر ہی قتل ہوئے تہے کہ امرا و وزرا نے اونکی جان بخشی کرائی اور وہ فاتح فوج مین تقسیم کر دیئے گئے۔ اس فتح کے بعد عیسائیون سے بدلہ لینے کے لئے سلطان نے

[۱] اس قیصر نے ۱۳۹۱ء سے ۱۴۲۵ء تک حکمرانی کی اسکے بعد صرف دو قیصر ہوئے پہر قسطنطنیہ فتح ہوگیا۔

یونان کیطرف بڑھ گیا اور اسکے بہت سے حصہ پر قابض ہوگیا۔ ان فتوحات سے فارغ ہوکر بایزید نے قیصر روم سے خراج طلب کیا اور اوسکو قسطنطنیہ مین مسجد بنانے اور ایک مسلمان قاضی کو مقرر کرنے کا حکم دیا اور قیصر کے لئے بجز اسکے پس وپیش اسنے پر شہر کا محاصرہ کر لینے کی دہمکی دیکر آخر کار اوسکا محاصرہ کرہی لیا جو غالباً اسی وقت فتح ہوجاتا مگر بایزید کو اپنے ایشیائی ماتحتون کو ایک اور ایشیائی فاتح کی دست برد سے جو اس سے بھی بڑا تہا بچانیکے لئے شہر سے محاصرہ اوٹہا لینا پڑا۔

مغل بادشاہون کی طاقت جو تیرہوین صدی مین چنگیز خان کے زیر حکومت منتہا الراس تک پہونچ گئی تہی اوسکی وفات کے بعد بہت کم ہوگئی تہی۔ اور اوسکی عظیم الشان سلطنت تکڑے تکڑے ہوکر اوسکی اولاد و رفقاء مین تقسیم ہوگئی تہی۔ مگر چودہوین صدی کے آخری حصہ مین تاتاری ماوراءالنہر سے چنگیز خان جیسا ایک اور دوسرا فاتح پیدا ہوا جس نے برق رفتاری سے اسقدر فتح پر فتح پائی کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا وہ کل دنیا پر اپنا تسلط قائم کریگا۔ یہ نامور فاتح امیر تیمور گورگان تہا فتوحات سے پہلے ایک دن اوسکا علاقہ دریائے فرات کے کنارے سے بایزید کی مملکت کی سرحد سے آملا جس سے یہ امر یقینی ہوگیا کہ ان دونون اولوالعزم مشرقی فاتحون کی آپس مین ضرور مڈبھیڑ ہوگی۔ اور ان مین سے ایک نہ ایک ضرور دوسرے کے علاقہ کو غصب کرنے کی کوشش کریگا چنانچہ سنہ ۱۴۰۰ء مین تیمور نے قصبہ سیواس پر جو دریائے ہلیس پر واقع ہے قبضہ کرلیا۔ اور تمام باشندون کو نہایت بیرحمی سے قتل و ہلاک کرایا۔ قلعہ مین ترکی جرنیل کے ماتحت چار ہزار آدمی فوج تہی۔ جسنے اپنے فرض کو پوری دیانت داری سے ادا کیا۔ اونکی یہ وفاداری اور جان نثاری تیمور کو پسند نہ آئی۔ اور جس وقت فاقہ سے لاچار ہوکر ترکی فوج نے ہتیار رکھدیئے تو تیمور نے کل محصورین کو جو اب اسیران جنگ ہوگئے تہے زندہ دفن کرا دیا۔ اسکے بعد امیر شام اور مصر کیطرف چلا گیا اور بایزید کے کسی دوسرے علاقہ پر حملہ نکیا۔ بایزید اُس زمانہ مین یورپ کے نصارا کے ساتھ جنگ و جدل مین مصروف تہا اسلئے امیر تیمور کی اس غاصبانہ اور ظالمانہ حرکت کا جواب دینے سے معذور رہا لیکن جونہی اوسکو ادہر سے فراغت ہوئی اوسنے اپنی فوجون کو درست اور مضبوط کرکے قصبہ ارزنگان پر جو دریائے فرات کے کنارہ واقع ہے اور امیر تیمور کی مملکت مین داخل تہا قبضہ کرلیا۔ اس سے دونون بادشاہون مین لڑائی کی ٹھن گئی۔ اور سنہ ۱۴۰۲ء مین انگورا کے وسیع میدان مین عثمانی اور تاتاری اپنے اپنے بادشاہ کے زیر کمان ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے تیمور کی فوج شمار مین پانچ لاکہ سے متجاوز تہی۔ اور بایزید کی فوج لاکہ سوا لاکہ کے قریب تہی۔ تمام دن سخت جان ستان

ہوتی رہی۔ شام کے قریب عثمانی فوج شکستیاب ہوئی۔ بایزید کھیل کو بگڑا ہوا پاکر میدان جنگ سے بھاگا۔
مگر گھوڑے سے نیچے ٹھوکر کھائی اور بایزید گر پڑا تیمور کا ایک سوار تعاقب کیلئے چلا آرہا تھا اوسنے گرفتار کرلیا۔ اور غروب
آفتاب کے وقت فاتح کے خیمہ مین لایا گیا مغلوب کے ساتھ فاتح نے جو کچھ سلوک کیا اوسکی نسبت مختلف
روائتین ہین۔ بعض کے مطابق وہ برتاو نہائیت ہی شریفانہ اور نرم تھا اور بعض کے مطابق نہائیت
ہی ظالمانہ اور سفاکانہ تھا۔ ایک روائیت ہے کہ تیمور نے بایزید کو جب وہ اوسکے سامنے آیا تو تعظیم دی۔ اپنے
برابر تخت پر بٹھلاکر دلجوئی کی اور نہائیت نرمی کے ساتھ سمجھایا کہ کفار نصاریٰ کو چھوڑکر تمہین ایک مسلمان فرمانروا
سے جنگ کرنا مناسب نہین تھا۔ اور ملاقات کے خاتمہ پر حسن برلاس کو حکم دیا کہ بایزید کو عزت و احترام کے
ساتھ نظربند رکہے۔ مگر بایزید جو سخت غیور تھا اس شکست کی ذلت اور بدنامی کو زیادہ عرصہ تک برداشت
نہ کرسکا اور ایک سال کے بعد سنہ ۱۴۰۳ء مین راہی ملک عدم ہوگیا تیمور نے جس وقت اوسکی وفات کی خبر سُنی
تو سخت افسوس کیا اور اوسکے فرزند موسیٰ کو جو باپ کے ساتھ اسیر ہوا تھا بلاکر تشفی دی اور ایک سو عربی گھوڑے
آل تمغا و سیف و خلعت گرانبہا دیکر بایزید کی نعش کے ساتھ اپنے ملک کو واپس بھیجدیا۔ اور موسیٰ نے
اپنے باپ کی لاش کو بروصہ مین لاکر دفن کردیا۔ دوسری روایت ہے کہ تیمور نے بایزید کو سخت زجر و توبیخ
کی۔ اوسکو آہنی پنجرہ مین بند کرکے ہر جگہہ اپنے ساتھ لئے پھرتا اور اوسکی ملکہ کی جو نیز گرفتار ہوگئی تھی اوسکے سامنے
سخت بےحرمتی کرائی۔ بایزید ان تمام خواریون کی تاب نہ لاسکا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد چودہوین شعبان ۸۰۵ھ
کو خودکشی کرلی۔

انگورا کی شکست سے ایشیا مین عثمانیہ سلطنت کا رقبہ بہت محدود ہوگیا۔ کیونکہ تیمور نے کئی سلجوقی شہزادونکو
جنکی ریاستین عثمانیون نے فتح کرلی تھین پھر اپنا اپنا علاقہ دیدیا۔ مگر ترکون کا یورپی علاقہ اس مصیبت کے بد اثرون
سے محفوظ رہا۔ ممکن ہے کہ تیمور بحیرہ مارمورا کو عبور کرکے یورپ مین بھی ترکون کا تعاقب کرتا۔ مگر اوسکی توجہ
ایک اور عظیم الشان کام کی طرف مبذول ہوچکی تھی۔ ہندوستان۔ ایران۔ خراسان۔ اور شام وغیرہ
وغیرہ کو فتح کرلینے کے بعد اوس نے چین کو فتح کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔ اور انگورا سے اوسطرف روانہ ہوا۔
مگر موت نے مہلت نہ دی۔ راستہ ہی مین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اور اوسکے بعد اوسکی اولاد یا تاتاریون مین
کوئی ایسا صاحب ہمت و اقبال پیدا نہ ہوا جو اوسکے ارادہ کی تکمیل کرتا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اس شکست سے
بہرکیف ترکی حکومت کچھ عرصہ کے لئے بہت کچھ متزلزل ہوگئی۔ بایزید کے چار بیٹے موسیٰ عیسیٰ سلیمان اور

محمد باقی رہگئے تہے۔ اور تخت کے لئے ان چارون مین خانہ جنگیان شروع ہوگئین۔ اور گیارہ برس تک جاری رہین۔ اس عرصہ مین کبھی کوئی شہزادہ غالب آجاتا اور کبھی کوئی۔ آخر متواتر فتوحات کے بعد محمد ۱۴۱۳ء مین واحد فرمانروا ہوگیا۔ اور ۱۴۲۱ء تک حکومت کی عثمانیون کی پراگندہ اور منتشر جمعیت اور طاقت کو جمع کرنیکے صلہ مین اسکو مورخین اور قوم نے جامع کا خطاب بخشا ہے۔ تخت سلطنت پر بیٹہتے ہی حفظ امن کیلئے اوسنے اپنے بہتیجے کو جو سلیمان کا بیٹا تہا قتل کرادیا۔ اور دوہی برسون مین اون تمام سلجوقی شہزادون کو جنہین تیمور مختلف صوبے بخش گیا تہا عثمانیون کے مقبوضات سابقہ سے باہر نکالدیا۔ اس فرمانروا کے عہد مین ترکون کو چند نقصان بہی اوٹہانے پڑے۔ ۱۴۱۶ء مین وینس کی جمہوری ریاست کے جنگی بیڑہ نے ترکی جہازات پر بندر گیلی پولی کے قریب حملہ کرکے اونکو برباد کردیا۔ دوسرا واقعہ درویشون کی بغاوت تہی۔ یہ لوگ آجکل کے سلسٹون یا دہریون کے ہمخیال تہے۔ اور چاہتے تہے کہ خودمختار حکومت کی عوض جمہوری سلطنت قایم ہو۔ انکو قسطنطنیہ کے قریب شکست دی گئی اور اونکی جمعیت منتشر ہوگئی۔

۱۴۲۱ء مین سلطان محمد جامع قیصر امانیول کو ملنے قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔ جہان اونکی آؤبہگت بڑی شان و شوکت سے کیگئی۔ قسطنطنیہ سے گیلی پولی واپس آتے پر سکتہ یا اسہال دموی سے اوسکا انتقال ہوگیا۔

اس بادشاہ نے سلاطین عثمانیہ مین سب سے اول مکہ معظمہ کے اخراجات کے لئے سالانہ ایک معقول رقم بہیجنی شروع کی۔ شریف مکہ نے اوسے خادم الحرمین الشریفین کا خطاب دیا۔ اور اس خطاب نے سلاطین عثمانیہ کے لئے خلافت کا راستہ صاف کردیا۔ مگر شہزادہ مراد کے تخت نشین ہوجانے تک جو اپنے باپ کے انتقال کے وقت شہر امالیا مین تہا اس واقعہ کو پوشیدہ رکہا گیا۔ وزراء نے فوج کی شورہ پشتی کے اندیشہ سے اوسکو یاسغوریس سے عبور کرکے بروصہ کو جانے کا حکم دیا۔ اور اسے سلطان کا حکم ظاہر کیا۔ لیکن سپاہیون نے سلطان کے فوت ہونیکی افواہین سن لی تہین۔ انہون نے جواب دیا کہ جبتک ہم سلطان کو نہ دیکھینگے اس حکم کی تعمیل نہین کرینگے۔ اسپر وزراء نے بادشاہ کے بیجان جسم کو ایک اندہیارے بالاخانہ مین بٹہلادیا اور اوسپر شاہی لبادہ ڈالکر پیچہے ایک غلام کو بٹہادیا جو فوج کی سلامی کے جواب مین حسب قاعدہ سلاطین عثمانیہ بادشاہ کے ہاتہہ کو پیشانی تک اوٹہادیتا۔ اکتالیس دن کے بعد شاہزادہ مراد ولیعہد پہونچگیا اور اس پردہ داری کا خاتمہ ہوا۔

انگورا کی خوفناک شکست تھی یہ جس نے عثمانیہ طاقت کو بیخ و بن سے ہلا دیا تھا۔ کسی کو امید نہ تھی کہ عثمانیہ حکومت پھر کبھی سنبھل سکے گی لیکن اس پر جوش اور باہمت قوم نے گیارہ برسوں میں جو عرصہ بھی باہمی خانہ جنگیوں میں صرف ہوا۔ نہ صرف اپنی حالت کو ہی سنبھال لیا۔ بلکہ پھر بطور سابق ایک زبردست فاتح سلطنت کی حکمران بن گئی۔ اور قوموں کی تاریخ میں ایسی نظیر مشکل سے دستیاب ہوتی ہے۔ سلطان محمد اول مشائخ صوفیہ سے کمال محبت رکھتا تھا اور ان کی ہر زمانہ خدمت کیا کرتا تھا۔ آل عثمان میں یہ اول بادشاہ ہوا ہے جس نے شریف مکہ کے لئے سالانہ رقم معین کی کہ حرمین شریفین کے اخراجات اور وہاں کے غربا و مساکین کی پرورش پر صرف ہو۔

مراد خان ثانی اپنے باپ محمد خان کے بعد اورنگ خسروانی پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ ۱۴۲۱ء مطابق ۸۰۶ھ میں تولد ہوا تھا۔ اسکو تخت پر بیٹھتے ہی ایک شخص کے جھوٹے دعاوی سے اپنے تاج و تخت کی حفاظت کرنی پڑی۔ شخص مذکور اپنے تئیں بایزید کا بڑا بیٹا مصطفےٰ بتاتا تھا جسکی نسبت یہ خیال کیا گیا تھا۔ کہ وہ انگورا کے میدان جنگ میں قتل ہو گیا تھا۔ اس شخص نے سلطان محمد کے وقت بھی شورش برپا کی تھی۔ مگر شکست کھا کر قیصر روم کے پاس چلا گیا تھا جس نے اوسکو نظر بند کر لیا۔ اور اوسکے گذارہ کے لئے سلطان سے معقول سالانہ رقم لیتا رہا۔ مراد کے تخت نشین ہونے پر قیصر نے خیال کیا کہ اگر میں اس مدعی تخت کو قید سے رہا کر کے اوسکی تائید کروں تو شاید میرے لئے زیادہ مفید ہو۔ چنانچہ اس نے فرضی مصطفےٰ سے یہ عہد و پیمان کیا کہ میں تمکو اس شرط پر امداد دیتا ہوں کہ بادشاہ ہونے پر تم گیلی پولی۔ صوبہ تھسلی اور بحیرہ اسود کے سواحل میرے حوالہ کر دو۔ مصطفےٰ نے یہ شرطیں مان لیں۔ اور کچھ عرصہ کے لئے زمانہ اوسکا مساعد و مددگار رہا۔ اس نے یونانی فوج سے گیلی پولی اور ایڈریانوپل کو فتح کر لیا۔ اور سلطان مراد نے سردار بایزید کے زیر لواء جو ترکی فوج اوسکے مقابلہ پر روانہ کی وہ اوسکے ساتھ جا ملی یہ کیفیت دیکھکر مراد بنفس نفیس فوج جرار لیکر خود میدان جنگ میں پہونچگیا۔ اوسکے آنے پر مصطفےٰ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور قیمتی وقت کو اوس نے اس سوچ بچار میں ضائع کر دیا۔ کہ مراد کا مقابلہ کروں یا نہ کروں۔ اور اگر کروں تو کہاں کروں۔ وہ اسی غور و فکر میں تھا کہ جو ترکی فوج اوس سے آملی تھی وہ پھر اپنے اصلی مالک کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی۔ سلطان مراد نے مدعی دروغگو پر گیلی پولی کے قریب دھاوا میں حملہ کر کے اوسکو شکست فاش دی۔ وہ ایڈریانوپل کو بھاگ گیا۔ جہاں پکڑا گیا اور شہر کے

ایک برج پر پہانسی دیدیا گیا۔ اس سے فارغ ہوکر سلطان مراد نے قیصر سے بدلہ لینے کے لئے اوسکی تمام ریاست کو برباد کر دیا۔ اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کرلیا۔ ۲۴ اگست سنہ ۱۴۲۲ء کو ترکی فوج نے عام دہاوا کیا اور خوفناک معرکہ آرائی برپا ہوگئی۔ مگر شام کے قریب ترک یکلخت غیر مترقبہ طور پر واپس ہٹ گئے۔ یونانی اسکا باعث یہ بتاتے ہین کہ حضرت مریم کی صورت نورانی شکل مین فصیل شہر پر نمودار ہوگئی تہی ترک اس سے ڈر گئے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سلطان کو خبر پہونچی کہ اوسکے چہوٹے بہائی نے جسکا نام بہی پہلے مدعی کیطرح مصطفے تہا۔ علم بغاوت بلند کردیا ہے۔ جسکا فرو کرنا فتح قسطنطنیہ سے مقدم تہا۔ اس دوسرے مدعی کا بہی اپنے ہمنام جیسا انجام ہوا۔ ان خرخشون سے فراغت پاکر سلطان نے ایشیا و یوروپ دونون براعظمون مین سمند فتح کو دوڑانا شروع کیا۔ سنہ ۱۴۲۶ء مین اپنی جان نثار فوج کو ہمراہ لیکر اوس نے جزیرہ زانٹی کو جو ریاست وینس کے تابع تہا تباہ و برباد کیا۔ اور سال آیندہ مین موریا (یونان کا جنوبی حصہ) اور سالونیکا کو فتح کیا۔ اور ریاست وینس نے مجبور ہوکر نہایت ذلیل شرائط پر صلح کرلی۔ ان ممالک کے بعد سرویا اور والیشیا کی نوبت آئی۔ اور سنہ ۱۴۳۸ء مین سلطان صوبہ ٹرین سلونیا (ہنگری کا ایک صوبہ جو سرویا اور رومینار کے شمال مین ہے) مین داخل ہوا۔ اور ستر ہزار قیدیون کو ساتہہ لیکر واپس لوٹا۔ مگر آخر کار بزور آزمائی کے لئے اوسکو ایک مدمقابل بہادر ملگیا ٹرین سلونیا اوسوقت شاہ ہنگری کے تابع تہا اور وہان اوسکا گورنر مشہور جان ہنیا ڈاس کورنی وس تہا۔ جسکے پاس زبردست اور بیشمار فوج موجود تہی اوسنے ولاوریانہ مسلمانون پر حملہ کیا اور کئی مقامات پر اونکو شکستین دیکر ڈینوب سے پار اُتار دیا۔ اور سنہ ۱۴۴۳ء مین یوروپ کے اس حصہ کے تمام ممالک سے ایک شاندار اور چیدہ فوج فراہم کرکے دریاء مذکور کے جنوب مین بہی ترکون کا تعاقب کیا۔ اور بمقام نسک یا نیسا پر انکو شکست فاش دیکر بہگا دیا۔ اور تمام رومیلیا کو تاخت وتاراج کرکے بیشمار غنیمت اور قیدی ہمراہ لے کر اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ سلطان نے ان پے درپے ہزیمتون اور اپنے بڑے بیٹے علاوالدین کی بیوقت موت سے آزردہ دل ہوکر صلح کی درخواست کی۔ جو دونون فریقون یعنی ایک طرف ترکی اور دوسری طرف ہنگری اور اوسکے رفیقون مین اس شرط پر قرار پائی کہ دونون ممالک مین دریائے ڈینوب حد فاصل رہے۔ کوئی فریق بہ نیت جنگ و حملہ اسکو عبور کرکے دوسرے کے ملک مین داخل نہ ہو۔ اس واقعہ سے کچھہ عرصہ پہلے مراد اپنے ایشیائی صوبون مین ایک عالمگیر بغاوت کو جسے عثمانیون کے موروثی دشمن ریاست قرمان کے والی دوغلی نے بہڑکایا تہا۔

فرو کر چکا تہا - اور اوسنے دریا دلی سے اپنے دشمن کی خطا معاف کر دی تہی - مگر اوس کو رنگ کے دل مین کینہ
باقی تہا - صلح ہو جانے کے بعد اوسنے ہنگریون کو پہر لڑائی شروع کرنے پر اکسایا - اور پوپ کے قائم مقام
نے جو دار الخلافہ بودا مین رہتا تہا - بادشاہ ہنگریا کو پوپ کیطرف سے عہد شکنی کی اس نامعقول بنیاد پر اجازت
دیدی کہ کافرون کے ساتہہ جو قول اقرار اور قسم نیم کیا جائے اوسکی پابندی لازمی نہین - الغرض انعقاد
صلح سے دس ہی ہفتون کے اندر افواج نصارا دریائے ڈنیوب سے پہر عبور کر آئین - اور معلوم ہوتا
تہا کہ کل بلگیریا پر اونکا قبضہ ہو جائے گا - اودہر مراد صلح ہوتے ہی تخت وتاج اپنے نابالغ بیٹے محمد کو
سونپ مقام میگنیشیا (واقع ایشیا کوچک) کو چلا گیا - اور درویشون اور زاہدون کی ایک جماعت مین جو
نہائیت ہی مرتاض اور نفس کش تہی جا ملا تہا - مگر نصارا کی اس بدعہدی اور ملک کی سلامتی کے خطرہ
مین ہونے کی خبر سنکر وہ کنج تنہائی کو چہوڑ اپنی جان نثار فوج مین پہنچ گیا - اور ڈبل کوچ کرتا ہوا بمقام وارنا جو
بحیرہ اسود کے کنارہ پر ہے ضد احملہ آورونکے مقابلہ کیلیے پہونچگیا - یہان ۱۰ نومبر ۱۴۴۴ع مین سخت جانستان معرکہ آرائی ہوئی مراد نے عین لڑائی کی گہمسان
مین عہدنامہ کو نیزہ کی نوک پر بلند کیے جانیکا حکم دیا اور اپنی فوج کو مخاطب کرکے باواز بلند کہا - "ان کافرونکو اپنے خدا اور انجیل کے مقابلہ پر ازدرے
عادل خداوندا اگر ان لوگون کا ان چیزون پر سچا یقین ہے - تو اونکو اپنی بدعہدی کا خود ہی سزا دہندہ اور
عوض لینے والا بنا!" لڑائی نہائیت خونریز اور سخت تھی - اور ابہی فیصلہ مشتبہ ہی تہا کہ لیڈس لاس
شاہ ہنگریا گہوڑا دوڑاتا ہوا سلطان مراد کے خیمہ کے پاس پہونچگیا - اور مراد کو اپنے مقابلہ پر بلایا - سلطان نے
گہوڑے کو تیر سے ہلاک کیا - اور شاہ ہنگریا زمین پر گر پڑا - اینگچریون نے اوسکا سر فورًا کاٹ لیا - اور نیزہ پر بلند
کر دیا - اپنے بادشاہ کا سر نیزہ پر دیکہکر فوج کفار مین ایسی ابتری پیدا ہو گئی کہ جان ہنیاڈ اس کی خاص فوج
بہی جو اس وقت تک ترکون کو برابر پیچہے ہٹاتی چلی آتی تہی سراسیمہ و بددل ہوکر بہاگ گئی - فوج نصارا کا بہت
سا حصہ قتل یا اسیر ہوا - اور معدودے چند جان بچا کر بہاگ گئے - کارڈینل جولین سیزرانی بہی جس نے
بادشاہ ہنگریا کو پوپ سے عہد شکنی کی اجازت لے دی تہی مقتولین کے زمرہ مین پایا گیا - ہنیاڈ اس بیک بینی
و دو گوش اپنے وطن کو فرار ہو گیا - اور مراد یہ خیال کرکے کہ اب میری سلطنت کل خطرات سے محفوظ ہو گئی
ہے پہر تاج وتخت کو چہوڑ کر درویش ہو گیا - مگر اس دفعہ بہی اوسے یہ جلدی ہی ثابت ہو گیا کہ بادشاہون کی
عبادت وریاضت یہی ہے کہ ملک کا انتظام کرین - اور رعایا کی فلاح وبہبود اور حفاظت جان ومال
مین ساعی رہین - ینگچریون نے ۱۴۴۶ع مین بمقام ایڈریانوپل فساد کر دیا اور رعایا کو اس قدر تکلیفین پہنچائین کہ

سلطان کو دوبارا کنج عزلت سے باہر آنا پڑا - اور یہ فساد رفع ہوا ہی تہا کہ ایک اور رخنہ پیدا ہوگیا - جو کسی قدر تشریح طلب ہے - صوبہ البانیا کو فتح ہوئے گو عرصہ ہوچکا تہا - مگر اوسکی حکومت ابہی تک وہین کے قدیم فرمانروا خاندان کے ہاتھ مین تھی جو سلاطین عثمانیہ کو خراج دیدیا کرتے تہے - جان کسٹرایٹ والی البانیا نے اپنے چار خوردسال فرزند جن مین سے بڑے کا نام جارج کسٹرایٹ تہا سلطان مراد کے پاس بطور یرغمال ایڈریانوپل روانہ کئے جہان چہوٹے تین مرگئے - اور اونکے باپ کو شبہ ہوا کہ وہ زہر سے ہلاک ہوئے ہین - اسپر سلطان نے جارج کو خاص اپنی نگرانی مین پرورش کرنا شروع کیا - اوسے اسلامی طریقہ پر اور بطور ایک مسلمان بچہ کے تعلیم دیگئی - اور جب اٹہارہ برس کا ہوا تو مراد نے اوسکو فوج کے ایک دستہ کا افسر مقرر کردیا - اُسنے ایسی بہادری اور مردانگی سے سلطانی خدمات کو ادا کیا کہ مراد نے اوسکو پیار سے سکندر بیگ پکارنا شروع کیا مگر ؎

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ با آدمی بزرگ شود

یہ شخص سچے دل سے مسلمان نہین ہوا تہا - اور اوایل مین جانفشانی سے کام ہی صرف اپنا اعتبار اور رسوخ بڑہانیکے لئے کیا تہا - سنہ ۱۴۳۲ء مین اوسکا باپ مرگیا جسکا جانشین فقط وہی تہا - مگر مراد کو جس نے اوسے فرزندون کی طرح پرورش کیا تہا اوسکی جدائی گوارا نہ تہی - اوسنے اپنی فوج مین اوسکو والی البانیا سے اعلےٰ رتبہ عطا کردیا - اور البانیا پر اپنا کوئی اور پاشا مقرر کردیا - اسکندر اس نوازش خسروانہ سے ممنون ہونیکی بجائے دل مین اور زیادہ بگڑ گیا - اور البانیا پر مکر و فریب سے متصرف ہوجانے کی نیت پختہ کرلی - چنانچہ جب ترکون نے ہنگری پر حملہ کیا تو وہ بہی ہمراہ گیا اور خفیہ طور پر ہنیاڈاس سے اتفاق کرلیا - اور جب ہنیاڈاس نے بمقام نیسا ترکی فوج پر حملہ کیا تو اوسنے اپنی ماتحت فوج کو چالاکی سے کارزار مین شریک نہ ہونے دینے سے ترکون کو شکست دلادی - اور ہزیمت کی افراتفری مین سلطان کے میرمنشی کے خیمہ مین گہسکر خنجر اوسکے حلق پر رکہدیا - اور قتل کی دہمکی دیکر صوبہ اپائرس کے صدر مقام کرویا کے گورنر کے نام جو البانیا کا بہی گورنر تہا مُہر سلطانی حکم لکہا لیا کہ مقام مذکور کسٹرایٹ یعنی سکندر بیگ کے سپرد کردے - یہ حکمنامہ حاصل کرکے اوسنے سکرٹری کو فوراً قتل کردیا اور اسیوقت تین سو البنی سپاہیون کو ساتھ لیکر کرویا چلدیا اور حکمنامہ کے ذریعہ سے کرویا پر قابض ہوکر ترکی فوج مقیم قلعہ کو قتل کردیا - اور اسلام سے علانیہ مرتد ہوکر اپنے آبا و اجداد کے تخت پر متمکن ہوگیا - سلطان مراد کو اس نمک حرام سے اس قدر دلی محبت تہی یا پاس پرورش تہا کہ باوجود

ایسی سخت نمک حرامی اور غداری کے بہت عرصہ تک چشم پوشی کرتے رہے۔ جب کبھی وہ دیگر سلطانی علاقون
پر یورش کرتا تو سرسری طور پر کچھہ فوج بھیجدیتے۔ اس طرح سے پانچ دفعہ فوجین بھیجی گئین اور ناکام واپس آئین۔
لیکن جب اوسکا تمرد حد برداشت سے گذر گیا تو ۱۴۴۸ء مین مراد نے بذات خاص اوسکی گوشمالی کرنیکا
ارادہ کیا۔ مگر اوسیوقت ہنیاڈ واس سرویا کو تاخت و تاراج کرتا ہوا مقدونیہ کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ جہان
اوسکو اسکندر بیگ کے آملنے کی امید تھی۔ اسکی فوجین کسووا کے تاریخی میدان مین جہان مراد اول عیسائیون کی فوج
ذخار کو شکست دیچکے تھے خیمہ زن تھین کہ اکتوبر ۱۴۴۸ء مین مراد ثانی اونکے سر پر آپہونچا۔ ہنگرین کی تعداد نسبتاً
تھوڑی تھی۔ اور اسکندر بیگ بھی غالباً سلطان مراد کے قہر و جلال کے خوف سے اونکی مدد پر نہ آیا۔ عیسائی جان
توڑ کر لڑے۔ لیکن ترکون کی جرأت و مردانگی کا مقابلہ نہ کرسکے۔ اور تین دن رات کی مسلسل لڑائی کے بعد بیسین
ہزارون کی تعداد مین قتل ہوے میدان جنگ سے دُم دبا کر بھاگ گئے۔ اس فتح و کامرانی کے بعد سلطان مراد البانیا
سے ہوتے ہوئے ایڈریانوپل واپس آگئے۔ اور ۹ فروری ۱۴۵۱ء کو مطابق ۸۵۵ ہجری المقدس بعارضہ سکتہ
جنت الفردوس کو سدھار گئے۔ سلطان مرحوم کے جانشین محمد فاتح کے عہد مین بھی جو تخت پر بیٹھتے ہی فتح قسطنطنیہ
اور اوسکے بعد دیگر اہم معاملات مین مصروف ہوگیا تھا کچھہ مدت تک آزادی سے بسر اوقات کرتا رہا۔ کیونکہ جسطرح
سلطان مراد اوسکو بچون کیطرح سمجھتے تھے اوسیطرح سلطان محمد اوسکو بھائیون کی طرح پیار کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۴۶۱ء
مین سلطان مذکور نے اسکندر بیگ سے باضابطہ صلح کرکے اوسکو البانیا کا والی تسلیم کرلیا۔ مگر چند ہی برسون کے بعد
اوس نے عہد شکنی کردی اور کئی ترکی جرنیلون کو پسپا کردیا۔ اسپر سلطان محمد فاتح نے بذات خود حملہ آور ہوکر ۱۴۶۶ء
مین صوبہ اپائیرس کو فتح کرلیا۔ اور اسکندر بیگ جان بچاکر ریاست وینس کے علاقہ مین بھاگ گیا جہان ۱۴۶۸ء
مین ۶۳ برس کی عمر مین بمقام لیسا فوت ہوگیا۔ اور ۱۴۷۸ء مین تمام البانیا باقاعدہ طور پر حکومت عثمانیہ کے تابع ہوگیا
اسکندر بیگ کی غداری کی وجہ سے گو ترک اوسکو برا کہتے ہین مگر اوسکی بہادری اور شجاعت کو بھی ساتھہ ہی تسلیم کرتے
ہین۔ اور اوسکے افسانے اب تک البانیا اور صوبجات متصلہ مین زبان زد عام ہین اور قومی گیتون مین اوسکے
کارنامے بڑے شوق سے درج کئے جاتے ہین۔ اسکے مرنیکے بعد چند جاہلون نے اسکی لاش اکھاڑ کر اسکی ہڈیان
کو سونے یا چاندی مین منڈھ کر بطور تعویذ استعمال کیا۔

سلطان محمد فاتح کے کارنامون کا تذکرہ شروع اور اس باب کو ختم کرنیسے پہلے اوس زمانہ کے پولیٹیکل
نظم و نسق سلطنت عثمانیہ کی مجمل کیفیت بیان کردینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔

ترکی افواج جس وقت کسی نئے علاقہ کو فتح کرتی تہین تو اوسکا نظم و نسق فیوڈل سسٹم کے قاعدہ پر کیا جاتا
تہا۔ فیوڈل سسٹم کی تعریف پہلو درج ہو چکی ہے کہ جنگی خدمت کے عوض زمین عطا کئے جانیکے قاعدہ کو فیوڈل سسٹم
کہتے ہین۔ ترکون نے عطیون کی تین قسمین مقرر کی تہین۔ تیمار۔ ضیامت اور بے لک۔ ایک تیمار مین تین سو
سے لیکر پانسو ایکڑ تک زمین ہوتی تہی۔ اور اسکا مالک جسے سپاہی پکارا جاتا تہا اپنی آمدنی کے ہر تین ہزار
اسپر یا اقشہ (چاندی کا سکہ جو ملم پنس یا آدہ آنہ کے برابر ہوتا ہے) کے لئے ایک مسلح سوار مہیا کرنیکا ذمہ دار
ہوتا تہا۔ ضیامتون اور بے لکون کے رقبے اس سے بہی بڑے ہوتے تہے اور یہ سلسلہ ذکور یہ عطیئے موروثی
ہوتے تہے۔ اور جب ان عطیون کی ایک کافی تعداد ایک جگہہ جمع ہو جاتی تہی تو اونکا ایک ضلع بنا کر ایک افسر کو
جسکے عہدے کا نام سنجق بے ہوتا تہا اوسپر مقرر کر دیا جاتا تہا۔ بے لک کا درجہ فوج کے [illegible] کرنیل کے برابر
ہوتا ہے۔ مگر یہ خطاب موروثی ہے۔ سنجق کے معنے علم یا جہنڈے کے ہین۔ اور ہر جہنڈے کے ساتہہ با لعموم
پانچ ہزار سوار ہوتے تہے۔ ہر سنجق بے کو گہوڑے کی ایک دم کا جہنڈا افسری کے امتیازی نشان کے طور پر
دیا جاتا تہا کیونکہ ترک جو ابتدا از خانہ بدوش لوگ تہے گہوڑے کو طاقت کا نشان تصور کرتے ہین حکومت کا تمام
سلسلہ ان جنگی عطیات اراضی پر مبنی تہا ملکی نظم و نسق کے اعتبار سے تمام اہم امور وزیر کے سپرد ہوتے تہے
جیسا کہ وزیر کے لفظی معنے یعنی بوجہہ اُٹہانے والا سے ظاہر ہوتا ہے۔ اوسکے بعد قاضی عسکر کا رتبہ تہا جو تعداد
مین دو ہوتے تہے۔ ایک یورپ اور دوسرا ایشیا کیلئے۔ انکو فرائض قانون کی متعلق ہوتے تہے! اور خوجگان یعنی اتالیق شہزادگان اور
مفتی یعنی شیخ عمومی کی ترتیب کر دیوے انکی ماتحت ہوتے تہے فتح قسطنطنیہ کے بعد ان کا جج بہی انکی ماتحت کر دیا گیا تہا جب یہ افسر باہمی
صلاح و مشورہ کے لئے جمع ہوتے تو انکے اجتماع کو دیوان کہا جاتا۔ اور اسکے ہر اجلاس مین چیف سکرٹری
یعنی رئیس آفندی بہی جو اکثر اوقات بڑے رسوخ اور وقعت کا عہدہ دار ہو جاتا تہا شامل ہوتا۔ سلطان کی غیر حاضری
مین وزیر اعظم صدر ہوتا لیکن سلطان بالعموم شریک ہوتے تہے۔ پاشا کا خطاب جسکے لفظی معنی بادشاہ کے پاؤں
کے ہین ترکی رعایا مین سے ابتدا از اون لوگون کو دیا جاتا تہا جنہون نے کسی طرح سے ملک اور قوم کی نمایان
خدمت کی ہو مگر اب یہ ایک طرح سے جنگی افسرون کے ساتہہ مخصوص ہو گیا ہے۔ کسی پاشا کو تین دمون
والے جہنڈے سے بڑا جہنڈا عطا نہین ہوتا تہا۔ اور یہ بہی نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی کارگزاری اور خاص خاص صورتون
مین۔ بادشاہ کا جہنڈا سات دمون والا ہوتا ہے۔

فاتح عثمانیون کے ارضی مقبوضات ان تین قسمون مین تقسیم کئے جاتے تہے اراضیات اوقاف۔ وہ اراضیات

جو عثمانیون کی خانگی اور ذاتی جائیداد بنادی جاتین - اور اراضیات بملکیت تاج - تیسری قسم کی اراضیات کی آمدنی سلطان کے ذاتی خرچ اور ریاست کے اخراجات مین کام آتی - اور انہی اراضیات سے بڑے بڑے فیوڈل لارڈز (امرا جنکو جنگی خدمت کے عوض مین زمین عطا ہو) کو جنگی خدمت کے معاوضہ مین زمینین عطا ہوتین - اسی ضمن مین ایک عیسائی مورخ حسب ذیل لکھتا ہے :-

"کچھہ عرصہ کے بعد سلطنت کے مسلسل وسعت پذیر ہوتے چلے جانے کی وجہ سے سپاہیون کی مانگ اسقدر بڑہگئی کہ غلامی کے طریقہ کو رائج کرنا پڑا - جسکے رو سے مفتوحہ اقوام کا پانچوان حصہ فاتحین کے دست تصرف مین آجاتا تہا - عثمان غازی کے فرزند اور جانشین ارخان نے ہر سال ایک ہزار ایسے عیسائی لڑکون کے لینے سے جنکی عمرین بارہ اور چودہ برس کے درمیان ہون اس طریقہ کو رائج کیا - ان لڑکون کو دین اسلام کی تعلیم دیجاتی تہی اور اونکی تربیت اس طرح سے کیجاتی تہی کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ جنگی - ملکی - یا مذہبی ملازمت دینے کے قابل ہوجائین - اس سے وہ لڑکے تو عموماً بڑے بڑے عہدون پر پہونچ جاتے تہے یا پہونچ کار آہستہ اونپر کہل جاتا تہا - مگر اونکے والدین اپنے بچون کی تبدیلی مذہب پر بہت سٹپٹاتے تہے الغرض ینگچری فوج کی بنیاد اس طرح سے قایم ہوئی تہی جو منظور نظر فوج بعد مین کل سلطنت عثمانیہ مین عیسائیون کی جانی دشمن بنگئی - مگر اس مین کسی کو کلام نہین کہ ترکی حکومت کے ابتدائی زمانہ مین عیسائیون کے ساتھہ ہرگز سخت برتاؤ نہین کیا جاتا تہا - ترکی قانون کا ایک عام مسئلہ اور اصول تہا کہ "خم شدہ سر کو کبہی قلم نہین کرنا چاہیئے" ایک مفتی سے ایک دفعہ سوال کیا گیا "اگر گیارہ مسلمان کسی عیسائی کو جو بادشاہ کی رعیت ہو اور خراج دیتا ہو بلا وجہ جائز قتل کردین تو کیا کرنا چاہیئے؟" مفتی نے جواب دیا "اگر مسلمان ایک ہزار ایک بہی ہون تو سب کو قصاص مین پہانسی دیجائے گی" افسوس ہے کہ اس شریفانہ اصول کے مطابق ترکون کا اپنی عیسائی رعایا کے ساتھہ برتاؤ نہین رہا - مگر ساتہہ ہی انصاف ہمین یہہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ پرجوش مذہبی خبط کا اظہار ہمیشہ ایک ہی طرف سے نہین ہوتا رہا - اگر ترکون نے بسا اوقات اپنی طاقت کو بری طرح استعمال کیا ہے تو عیسائیون کا بہی بعض اوقات رویہ ایسا ستمگرانہ اور نامعقول رہا ہے کہ نرمی اور ملاطفت سے اونپر حکومت کرنا نہایت ہی مشکل امر تہا" ۔

ابتدائی سلاطین نے جو طرز حکومت قایم کی تہی - اوسکی کسی قدر ترمیم سولہوین صدی کے آخری حصہ مین سلطان مراد ثالث نے کی - اور پہر ۱۸۳۲ء مین سلطان محمود ثانی نے اوسکو بالکل رد و بدل کردیا - محمود کا اس ترمیم سے بڑا مدعا یہہ تہا کہ فیوڈل سسٹم کے طریقہ سے جو بیحد خرابی اور تنظلم ہورہا ہے اوسے دور کیا جائے - بے اور پاشاؤن کا

ایک طرح سے ایک علیحدہ طبقہ جسے طبقہ امرار کہنا بیجا نہ ہوگا بنگیا ہوا تہا۔ اور اونکے اختیارات غیر محدود ہوگئے ہوئے تہے جسکا لازمی نتیجہ یہ تہا کہ اونکی کُل کارروائی خود پروری اور ظلم سے خالی نہیں ہوتی تہی۔ کاہلی۔ عیاشی اور حرص اونکے اوصاف تہے۔ جو زمینیں اونکے ماتحت تہیں اونکے وسایل پیداوار کو اونہوں نے ختم کردیا ہوا تہا۔ ترقی کے مانع ہوتے تہے۔ اور غربا پر ظلم کرتے تہے۔ محمود پر عموماً خودرائی اور مائل بہ سختگیری ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ لیکن ملک کی سچی خوشحالی کے پیدا کرنے اور ابتریوں اور خرابیوں کے دور کرنے مین جو اوسنے کوششیں کیں اوسکو سب تسلیم کرتے ہین کہ صدق دل سے کیگئی تہیں۔ مگر عملاً نظام مین خیانت اور خرابی اس درجہ پر پہونچی ہوئی تہی کہ اپنے ہمعصر روسی زار نکلس کیطرح جس نے بہی اپنے قلمرو مین درستی و اصلاح کا بیڑا اوٹہایا تہا وہ حیران و ششدر رہگیا۔ اور اوسکے پائے ثبات ڈگمگا گئے۔ اوسے معلوم ہوگیا کہ جبتک ان موروثی فیوڈل عہدہ داروں اور پاشاؤں کو جنکے توسل ہی سے صوبجات مین گورنمنٹ کا کاروبار چلتا تہا یک قلم موقوف کرکے اونکی جگہہ ایسا سلسلۂ انتظام نہ قایم کیا جائے جو خاص بادشاہ اور اوسکے وزرا کی زیر نگرانی ہو تب تک خرابی کبہی دفع نہیں ہوسکتی۔ اس تجویز کو کسی قدر سلطان موصوف عملاً مین لائے اور اوسکی پوری پوری تکمیل سلاطین مابعد کے زمانہ مین ہوگئی چنانچہ اب سلطنت بڑے بڑے انتظامی مرکزوں مین جنکو ولائیت پکارا جاتا ہے منقسم ہے اور اونپر سلطان اور اوسکے وزیروں کی عام نگرانی رہتی ہے۔ ہر ولائیت پر والی یا گورنر جنرل مقرر ہے۔ جسکے اختیارات بہت وسیع ہوتے ہین۔ مگر وہ ہر وقت سلطان کے حکم سے معزول کیا جا سکتا ہے۔ سلطان عبدالعزیز مرحوم نے اپنے عہد مین اس اختیار کو اسقدر تواتر سے برتا کہ عام ناراضگی پہیل گئی تہی۔ گورنر کسی گہری چال کی بناء پر یا شاہ کی ترنگ کی وجہ سے تہوڑی تہوڑی مدت کے بعد بار بار تبدیل کردئے جاتے تہے۔

ٹرکی کی تعلیمی حالت مین پچہلے دنوں سے بہت بڑا تغیر واقع ہوگیا ہے۔ سنہ ۱۸۴۶ء تک وہان کی تعلیم صرف مذہبی ہوتی رہتی تہی۔ تمام مدارس مسجدوں کے متعلق ہوتے تہے۔ اور کل تعلیمی سلسلہ علماء کے ہاتہہ مین تہا۔ سن مذکور مین دنیوی تعلیم کیطرف گورنمنٹ کو خیال ہوا۔ اور سنہ ۱۸۶۹ء مین تعلیم عامہ کے متعلق ایک بنیادی قانون بذریعۂ فرمان شاہنشاہی نافذ کیا گیا۔ اوسکے رو سے سلطنت عظمیٰ کے مدارس دو اقسام مین منقسم کئے گئے۔

(۱) سرکاری مدارس جو بالکل گورنمنٹ کے اقتدار اور نگرانی مین ہین۔

(۲) پرائیویٹ مدارس جنکا گورنمنٹ صرف معائنہ کرتی ہے۔ مگر جنکے متعلق باقی کل انتظام و اہتمام پرائیویٹ اشخاص یا جماعتوں کے ہاتہہ مین ہے۔

ایک عیسائی مؤرخ پندرہوین صدی کے ترکون کے اوضاع واطوار کی نسبت حسب ذیل لکھتا ہے :-

" جب محمد ثانی اپنے باپ مراد ثانی کی وفات پر تخت نشین ہوا تو اس وقت ترکون کی طاقت مین عروج پر تھی۔ اور ترکی کیرکٹر اور خصلت نے پورا پورا نشو ونما پالیا تھا۔ عثمانلی ایک فاتح قوم تھی۔ اور اونمین لاکلام وہ قباحتین موجود تھین جنکا ایک فاتح اور جنگی قوم سے منفک ہونا محال ہے وہ مغرور اور خود رای تھے اور قدرتی استحقاق یا حق آسایش کے خیالات اور دعاوی کو اپنی پیش قدمی کرتی ہوئی افواج کے راستہ مین حایل نہین ہونے دیتے تھے - مگر ساتھہ ہی اونمین ایک زبردست اور حکمران قوم کے بیشمار اوصاف بھی موجود تھے۔ بطور قاعدہ کلیہ وہ خواہ مخواہ ظالم نہ تھے - اور جو قوم اونکی اطاعت قبول کرلیتی تھی اوسکے ساتھہ بالعموم نہائیت عمدہ برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اکثر جگہہ اونہون ہی نے جاکر ایسی قومون کے درمیان جو موروثی برائی یا کمزور اور ایذا رسان گورنمنٹ کی وجہ سے پست و ناکارہ اور کمزور ہورہی ہین۔ امن پہیلایا - پندرہوین صدی کے وسط مین ترکی قوم من حیث المجموع نہائیت ہی نیک چلن اور با وصف قوم تھی -اعلےٰ جماعتون مین بدچلنی پیدا ہونی شروع ہوگئی تھی مگر وہ ابہی کسی خطرناک حد تک نہین پہونچی تھی - اور قوم کا باقی حصہ تو بالکل بچا ہوا تھا۔ تب ہی نہین بلکہ موجودہ زمانہ مین بہی عثمانلی قوم کا طبقہ عامیانہ بیشمار قابل تعریف اوصاف سے متصف ہے - گو طبقہ حکام اور اعلےٰ درجہ کی جماعتون کی عیاشی کی دیمک نے ٹرکی کے پولٹیکل (انتظامی یا سیاسیہ) اور سوشل (تمدنی) جسم کو بہت کچھہ کہالیا ہے۔ اوس نامور فاتح کے زمانہ مین جس نے یونانی قیاصرہ کے کمزور ہاتہہ سے قسطنطنیہ کو چہینا ایسی حالت نہ تہی۔ اوس وقت ٹرکی کی قسمت عروج پر تہی اور اوسکی قسمت کا ستارہ پیچ پیچ روز افزون ترقی کرنے والا ہلال تہا۔ ارادہ کی زبردست مستعدی - عزم کی نہایت مستقل پختگی - نہائیت ہی اعلےٰ درجہ کا مذہبی جوش - مردانہ اوصاف جو نہائیت ہی مضبوط نشو ونما پائے ہوئے تہے - اور اپنی قوم کے جو صدیون سے فتوحات کی عادی ہورہی تہی پرانے اور جدید کارنامون کا ذخیرہ ان سب نے عثمانیہ پیش قدمی کی زبردست اور وسیع موج کو جس کے سامنے کسی چیز کے پاؤن جمنے محال تہے - قیاصرہ کے شاہی دار الخلافہ کی فصیلوان اور برجون سے جا ٹکرایا - ایک طرف تو مردانہ طاقت کی مستعدی تہی - اور دوسری طرف قریب پہونچگئے ہوئے اختلاط کی کہولت و کمزوری - یورپ کی قسمت کے لئے یہ ایک بڑے معرکہ کا زمانہ تہا اور ایسے زمانون مین سے ایک تہا جنکی طرف انسان کا خیال بڑے سخت اشتیاق کے ساتہہ کہنچتا ہے - کیونکہ یہ زمانے ایک طرح سے تاریخ عالم کے رود روگذرنیوالے جلوس مین موڑ کا کام دیچکے ہین - انپر آکر تاریخ نے پلٹا کہایا اور دوسرے رخ پر چل پڑی - یہ زمانہ عثمانیہ فتوحات کے ایک نئے دور ان

کی ابتدا معلوم ہوتا تہا جو عیسائیت کے وجود تک کو معدوم کر دینے کی دہمکی دینے والا تہا۔ مگر درا صل یہہ عثمانیہ زوال کا شروع تہا۔ وہ زمانہ نقصان[1] کی پیشگوئی تہا یہ نقصان ایکسانی اور شاندار شاہنشاہی طاقت کے حصول کی فریب دہ شکل مین پیدا ہونے والا تہا۔"

باب (۲) دوم

سلطان محمد ثانی الفاتح کی تخت نشینی قسطنطنیہ کے لئے جنگی تیاریان

[1] فاضل مورخ کا یہ بیان شاید بادی النظر مین متضاد اور نا قابل قیاس معلوم ہو۔ مگر درحقیقت وہ ایک بڑے گہرے خیال اور صداقت پر مبنی ہے۔ عام مثل ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ اسکی تشریح ایک عالم اہل نے یہ کی ہے کہ کوئی قوم یا شخص کمال کو پہونچ نہین سکتا۔ اسلئے اس مثل کے مطابق زوال بہی نہین آنا چاہیئے۔ مگر کوئی قوم نہین جسپر زوال نہ آیا ہو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ جب کوئی قوم یہ سمجہہ لیتی ہے کہ مین کمال تک پہونچ گئی ہون۔ تو خواہ مخواہ آگے بڑہنے اور ترقی کرنے کی کوششین بند ہو جاتی ہین۔ جسکا اثر یہہ ہوتا ہے کہ وہ قوم کچہہ عرصہ اوس سطح پر رہکر بتدریج نیچے کیطرف پہسلنا شروع کر دیتی ہے۔ اسی طرح جبتک ترکون نے قسطنطنیہ فتح نہین کیا تہا۔ اور اونکے فرمانروا شہنشاہ نہین بنچکے تہے تبتک ان مقاصد کے حصول کی کوشش ہوتی رہی۔ جب یہہ حاصل ہوگئے تو اونہون نے سمجہا کہ اب ہم کمال پر پہونچ گئے ہین۔ یہ سمجہنا تہا کہ پیش قدمی کی لہر رک گئی۔ اور مطابق قاعدہ کلیہ انحطاط شروع ہو گیا۔ سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے جسپر فاضل مورخ نے یہ غلط نا صداقت اور قیاس ظاہر کیا ہے۔ مگر اسکے ساتہہ اب یہہ بہی کسی قدر وجہ گردانا جا سکتا ہے کہ قسطنطنیہ کے فتح کر لینے کے بعد عیاش اور بد چلن یونانی ترکون کے زیادہ ہمقرین اور ہم جلیس ہوگئے اور مدہ بارنتیا سرہ کی تمام خرابیون کو ترکون مین بہی حلول کرنے کا کافی موقع ملگیا جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ترکون مین جو مردانہ اوصاف موجود تہے۔ وہ بد چلنی اور عیاشی کی تاریکی مین چہپ گئے۔ یہ ممکن تہا کہ ترک ان خرابیون سے بچ جاتے۔ مگر وہ نہ بچے اور اسی لئے فتح قسطنطنیہ اونکے زوال کا پیش خیمہ ہو گئی۔ اگر وہ بچے رہتے۔ اور ان بد فعال یونانیون اور اونکے رسم و رواج اور خیالات کو قریب بہٹکنے دیتے اور ساتہہ ہی فتح قسطنطنیہ اور حصول شہنشاہت کو اپنا انتہائی مدعا نہ سمجہ بیٹہتے تو بیشک اس کامیابی سے عروج و ترقی کا ایک اور نیا زمانہ اونکے لئے شروع ہو جاتا !*

قسطنطنیہ کی مجمل تاریخ - فتح قسطنطنیہ - اور یورپ پر اس کا اثر -

محمد خان ثانی اپنے باپ مراد خان کی وفات پر بائیس برس کی عمر مین تیسری دفعہ تخت پر بیٹہا - باپ کے
عین حیات اوسکو دو دفعہ تخت نشینی کا مجمل ذکر پچہلے باب مین ہو چکا ہے - اوسکے باپ نے اپنے بیٹے کے لیئے
ایک شاندار اور وسیع سلطنت چہوڑی - مگر وہ کچہہ عرصہ سے جان ہنیاڈاس اور اسکندر بیگ کی جنگی قابلیت
سے کسی قدر کمزور ہو گئی تہی - مراد اپنے عہد مین فی الجملہ نمایان طور پر کامیاب رہا تہا - مگر اوسے چند ایک
ہزیمتین بہی اوٹہانی پڑین - خاصکر فتح کسووا کے بعد البانیا کے صدر مقام کو اسکندر بیگ سے فتح کرنے مین ناکامیاب
ہونے سے وہ سخت شکستہ دل ہو گیا تہا اور اس رنج نے اوسکی موت کے وقت کو زیادہ قریب کر دیا تہا - مرتے وقت
اوسنے اپنے لخت جگر کو یہ آخری نصیحت کی کہ دشمن کو کیسا کمزور ہو اوسے حقیر نہ سمجہو - محمد نے تو اس وصیت پر
پورا پورا عمل کیا لیکن کاشکے کل سلاطین اس اصول کو جنگی معاملات مین ہمیشہ مد نظر رکہتے - اللہ اکبر اگر یہ بات
ہوتی تو زار پیٹر ہوتا اور نہ اوسکی وصیت اور نہ ہی اوسکی سلطنت اس عروج و کمال کو پہونچتی - اور غالباً سلطنت
عثمانیہ کا رقبہ آج جو تہا حصہ رہگیا نظر نہ آتا - خیر مضیٰ ما مضیٰ - محمد مراد کی وفات کے وقت شہر سونیزہ مین تہا -
خبر رحلت سنکر بسرعت تمام دارالخلافہ مین جو اس وقت بمقام ایڈریانوپل تہا پہونچگیا - اوسکا ایک چچیرا بہائی
ارخان قیصر روم کی نظر بندی مین تہا - جسکے گذارہ کے لیئے قیصر کو سالانہ رقم ملتی تہی - اور ایک حقیقی بہائی
تہا جسکی عمر ابہی آٹہہ ماہ کی تہی - لیکن آیندہ کے خطرات سے محفوظ رہنے کے لیئے محمد نے اوسے ینگچریون کے آغا
کے ہاتہ سے مروا دیا - اور پہر قصاص مین آغا کو اپنے ہاتہ سے قتل کر دیا - اس طرح اندرونی خرخشہ سے مطمئن
ہوکر اس نے عیسائی باجگذارون سے صلح کا عہد و پیمان کیا اور خود ایشیا مین جاکر قرمان اوغلی کا جو پہر سر فساد
ہو گیا تہا خاتمہ بالخیر کیا - اور سب طرف سے فارغ البال ہوکر اپنے عہد کے کارنامہ عظیم یعنی فتح قسطنطنیہ کی تیاریون
مین دل و جان سے مصروف ہوگیا - ان تیاریون سے کچہہ عرصہ ہی پہلے قیصر روم سے اوسنے عہدنامہ صلح و
دوستی کی تجدید کی تہی - مگر اس مین کسی کو شبہ نہین تہا کہ تخت پر بیٹہتے ہی اوس نے شاہی قیصر پر اپنا علم نصب
کرنے کی ٹہان لی تہی - اس مدعا کو پیش نظر رکہکر اوسنے اپنے دربار کے تمام فضول اخراجات کو ایک سرے
سے موقوف کر دیا - کئی خائنون اور بدمعاملون کو سزائین دیکر نکال دیا - ینگچری فوج کی حالت کو جو مفسدانہ خود
سری کے آثار دکہلانے لگ گئی تہی درست کر کے اپنے قابو مین کیا اور فوجی جمعیت کو بہت بڑہا دیا - وہ طبیعت کا
بڑا سخت تہا - اپنے حکم مین کسی شخص کے معترض ہونیکی برداشت نہین کر سکتا تہا - اور نہ ہی کسی کو سرتابی

کی مجال تہی۔

قسطنطنیہ اس وقت تنزل و پستی کے آخر ترین درجہ کو پہونچ چکا تہا یونانیون کے ہر ایک کام مین خواہ وہ عیش و آرام کے متعلق ہو یا بہاری سے بہاری ملکی یا علمی معاملہ کے اوچہاپن اور سفاہت اپنا گہر کر چکی تہی۔ اسکا ثبوت اس سے بڑہکر کیا ہو سکتا ہے کہ ایک زبردست بیقرار اور موقع شناس دشمن سر پر پہونچا ہوا قیصری سلطنت کی رہی سہی جان قبض کرنیکو تیار ہے اور ادہر وہ ہین کہ معاملاتِ سلطنت سے غافل فقہ و شرع عیسوی اور الہیات کے خشک فضول مسایل متشابہات اور غوامضِ دقیقہ کی موشگافیون اور اونپر لڑنے جہگڑنے مین جنکو نہ کبہی کوئی قطعی طور پر حل کر سکا اور نہ اونکی حل کرنے کی کوشش کرنے مین کوئی فایدہ مصروف و مشغول تہے۔ ہر ایک فردِ بشر عیاشی اور سیر و تماشا مین ڈوبا ہوا تہا۔ اور ایک گہنٹہ بیفکری مین بسر کر لینے کے مقابلہ مین سلطنت قیصری کے چہن جانے کی کوئی حقیقت نہین سمجہتے تہے۔ یہ سلطنت جو ابتدائی قیاصرہ کے زمانہ مین لاکہون مربع میل کی مالک تہی گہٹتی گہٹتی اب شہر قسطنطنیہ اور تہوڑے سے علاقہ ملحقہ پر محدود رہگئی تہی اور اتنا کچہہ بہی فقط ترکون کی مہربانی سے اونکے پاس بچا ہوا تہا۔ جان پلیلوگس کے ۱۴۴۸ء مین فوت ہونیپر اوسکا جانشین قسطنطین دوازدہم سلطان مراد سے پہلے اجازت حاصل کر لینے کے بعد تخت پر بیٹہنے کی جرأت کر سکا۔ اسی لئے بعض مورخین اوسکو یونانی قیاصرہ کی فہرست مین شامل نہین سمجہتے۔ کیونکہ وہ فی الحقیقت ایک خود مختار فرمانروا نہین تہا۔ جان پلیلوگس دیکہہ چکا تہا کہ سلطنت کا وجود قریب الاختتام ہے۔ اوس نے ترکان کی پیشقدمی اور مخاصمہ کی آمد کو روکنے کے لئے مغربی یورپ کی بعض طاقتون سے بذاتِ خاص وہان جاکر مدد چاہی مگر بانی زنیتیم کو اوسکی قسمت پر چہوڑ دیا گیا۔ اور قسطنطین کو اوس اٹل ساعت کا مقابلہ کرنا پڑا جسکی آمد کو ذلیل ترین خوشامد یا اوس کی قریب النزع سلطنت کی کل قوت و طاقت روکنے سے بالکل عاجز تہی۔

محمد ثانی نے ۱۴۵۱ء سے حکومت شروع کی۔ یہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا اوسنے روزِ اول سے مصمم ارادہ کر لیا تہا۔ عہدنامہ ہو جانے کے باعث شاید اس ارادہ کے ظہور پذیر ہونے مین ابہی کچہہ توقف واقع ہوتا۔ مگر یونانیون اور اونکے قیصر کی بدبختی اور شومی طالع نے ایسا نہ ہونے دیا قیصر نے سلطان کو خط لکہا کہ اگر اپنے بہائی ارخان کا گذارا جو میری نظربندی مین ہے بڑہا نہ دوگے تو مین اسکو رہا کر دونگا۔ سلطان معاہدہ کے باعث اوسکی اس جسارت سے درگذر کر گئے مگر جب نادان بار بار اصرار کرنے لگا تو اسکے جواب مین نفقہ بالکل ہی بند کر دیا گیا۔ اور سلطان نے فتح قسطنطنیہ کے لئے علانیہ تیاریان شروع کر دین۔

دیا نے سنر اٹمان یا ابیولی کے کنارون سے جو موجیات تہریس و مقدونیا کی سرحد پر بہتا ہے۔ یونانی افسرونکو
نکال دیا گیا اور آبنائے باسفرس کے یورپی کنارہ پر قسطنطنیہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر مین اوس قلعہ کے مقابل
جو ایشیائی ساحل پر سلطان کے دادا محمد اول جامع نے تعمیر کیا تہا ایک عظیم الشان قلعہ تعمیر کرانا شروع کر دیا۔
توپ کا رواج ترکون مین مراد ثانی کے وقت سے شروع ہو چکا تہا۔ اور بعد اس دسکیان و دیگر مقامات کی فتح مین وہ
بہت کار آمد ثابت ہوئی تہین۔ محمد ثانی نے سوچ لیا تہا کہ باسفرس کے دونون سواحل پر بالمقابل اگر یہ اسلحہ آتشبار
نصب کر دیئے گئے تو بحیرہ اسود و بحیرہ مارمورا کا راستہ اوسکو کامل اقتدار مین ہوجائیگا۔ ادہر قسطنطین کو اس قلعہ کی
تعمیر سے فوراً سوجہ گئی کہ جب قلعہ تیار ہو کر اوسپر بڑی بڑی توپین نصب ہوگئین تو سلطان بندر قسطنطنیہ مین جب
چاہے جہازون کی آمد کو روک سکیگا۔ اور اس طرح اہالیان شہر بدوران محاصرہ فاقہ ہی سے لاچار ہو کر حملہ آورون
کے ماتحت چلا جانا قبول کرینگے۔ اس خوف و اندیشہ سے اوس نے سنہ ۱۴۵۲ء مین سلطان کے پاس ایلچی روانہ
کرکے شکایت کی کہ اس قلعہ کی تعمیر سے سلطان معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ محمد فاتح نے جواب دیا۔ کہ
مجہے اپنی زمین پر رفقار سے اجازت لینے کے بغیر جسطرح کی عمارت چاہون اوسکے بنانے کا اختیار ہے۔ اور
اگر مین اپنے مقبوضات کی حفاظت کا انتظام کرون تو اس سے کسی معاہدہ کی خلاف ورزی نہین ہوتی۔ اس
جواب کے موصول ہونے پر جو نہایت معقولیت سے دیا گیا تہا قیصر نے دلیر ہو کر دوسرا سفیر بہیجا کہ قلعہ کی تعمیر بند کر دی
جائے۔ اس گستاخانہ درخواست سے سلطان کو سخت غصہ آیا۔ مگر پہر بہی طبیعت کو قابو مین کرکے بڑی متانت
سے جواب دیا کہ ایک تو قیصر کی حکومت فصیل شہر سے باہر نہین ہے۔ دوم جب سلطان مراد کے وقت تم
لوگون نے ہنگریون کے ساتہ ملکر مقبوضات سلطانی پر حملہ کیا تہا تو آبنائے ڈارڈینیلز کو فرنگیون کے جہازون نے
بند کر دیا تہا اور سلطان مرحوم کو مجبوراً باسفرس کے راستہ یورپ مین داخل ہونا پڑا تہا۔ اس وقت اوس نے
یورپی ساحل پر قلعہ تعمیر کرنے کی قسم کہائی تہی۔ اور باپ کی قسم کو پورا کرنا مجہپر لازمی ہے۔ اس جواب کے بعد
سلطان نے سفیر کو دہمکی دی کہ اگر قیصر کی طرف سے پہر کوئی ایلچی اس بارہ مین آیا تو وہ زندہ واپس نہین جائیگا۔
یہ جواب سنکر قسطنطین نے بہی حملہ کے روکنے کی تیاریان کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ مگر اوسکے بزدل مشیر
اوسکو یہی صلاح دیتے رہے کہ ابہی تیل دیکہو تیل کی دہار دیکہو۔ جلدی کرنا مناسب نہین۔ سنہ ۱۴۵۲-۵۳ء کا موسم سرما
یونانیون نے تو اسی بات مین گذار دیا اور ہاتہ پر ہاتہ دہرے بیٹہے رہے۔ لیکن عثمانی اپنے کام مین پوری
مستعدی سے مصروف رہے۔ سلطان فتح قسطنطنیہ کے خیال مین محو تہا۔ راتون کو بستر پر لیٹا اکثر ساری رات

وسایل فتح کو سوچتا رہتا اور دن کو مجوزہ محاصرہ کی جزئیات پر اپنے جرنیلون سے صلاح و مشورہ کرتا رہتا تھا۔
توپخانہ کی تیاری و درستی کی طرف اوسکو خاص خیال تھا جسکو وہ کل دنیا کی سلطنتون کے توپخانون سے زبر
دست بنانے کا ارادہ کرچکا تھا۔ اس ارادہ مین اوسکو ایک عیسائی نومسلم مسمی اربن سے جو توپین ڈھالنے
کا کام کرتا تھا بڑی امداد پہونچی۔ سلطان اوس سے عموماً صلاح و مشورہ کرتا اور اوسکو بیش بہا انعام و اکرام
عطا کرنیکے وعدے دیتا۔ ایک دفعہ سلطان نے اوس سے دریافت کیا کہ کیا تم ایسی توپ ڈہال سکتے
ہو جسکا سنگین گولہ قسطنطنیہ کی دیوارون کو توڑ سکے۔ اربن نے جواب دیا۔ کہ مین ایسی توپ تیار کرسکتا
ہون جو بابل کی دیوارون سے بڑہکر مضبوط دیوارون کو توڑ سکے۔ اسپر اوسکو ایڈریانوپل مین جو فتح قسطنطنیہ
سے پہلے سلاطین کا یورپی دارالخلافہ تہا توپ ڈہالنے کا کارخانہ قائم کرنے کی اجازت دیگئی۔ تین مہینون
کے بعد اوسنے پیتل کی ایک ایسی عظیم الشان توپ تیار کی جسکے برابر اسوقت روئے زمین پر کوئی دوسری
توپ موجود نہ تہی۔ اوسکی نال کا قطر بہت ہی بڑا تھا۔ اور آٹھ من پختہ وزن کا سنگین گولہ اوسمین پڑتا تھا۔
سلطان نے اول اسکی آزمایش کرنی چاہی۔ لوگون کو اوسکی رعدنما آواز سے بچنے کا انتظام کرلینے کیلئے پہلے
اطلاع کردیگئی کہ فلان دن توپ چلائی جاوے گی۔ توپ آزمایش مین کامل اتری۔ گولہ ایک میل تک گیا
اور جہان گرا وہان چھ فیٹ زمین مین دہنس گیا۔ اور چوطرفہ ساڑھے بارہ بارہ کوس تک گونج سُنی گئی۔ اِس
بلا کو اڈریانوپل کا راستہ سے قسطنطنیہ پہونچانا ہی سہل کام نہ تھا۔ تیس چھکڑون کو ایک دوسرے کے نیچے
جوڑکر نال کو اوسپر لادا گیا ساٹھ بیل اوسے کھینچنے پر لگائے گئے۔ اور اس طرح ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ تقریباً دو مہینون
مین طے ہوا۔

ادہر باسفرس کے یورپی ساحل پر قلعہ کی تعمیر بڑی سرگرمی سے جاری تہی۔ ایک ہزار معمار روزانہ
اوسپر کام کرتے جس سے عمارت بہت جلد تیار ہوتی جاتی تہی۔ قلعہ مثلث کی شکل مین اور ہر ایک زاویہ پر ایک
ایک برج بنایا گیا۔ ان مین سے ایک پہاڑی کے دامن مین اور باقی دو ساحل پر بنائے گئے۔ دیوارون کی
موٹائی ۲۲ فیٹ سے لیکر تیس فیٹ تک تہی۔ اور کل عمارت پر سیسہ سے فرش بندی کیگئی۔ جب یہ تینون برج
تیار ہوگئے تو سلطان محمد نے آبنائے مین سے گذرنے والے ہر ایک جہاز سے محصول لینا شروع کیا۔
وینس کی ریاست جمہوری کے ایک جہاز نے محصول دینے سے انکار کیا جسکو سلطانی اتواپ مین سے ایک
توپ کے ایک ہی گولہ نے فی الفور غرق کردیا۔ جو اہالی جہاز ڈوبنے سے بچے اونکے سر قلم کردیئے گئے اور کپتان

کو پہانسی دیا گیا۔ اسوقت سے بعد پہر کسیکو انکار کرنے کی جرأت نہ پڑی۔ قیصر نے یہہ زبردست سامان دیکھکر
سوائے منت و عاجزی کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ مگر اب وقت گذر چکا تھا۔ تہوڑے ہی عرصہ بعد قلعہ کی
فوج اور علاقہ متصلہ کے عیسائیوں میں تکرار ہو پڑی جسپر فوج سلطانی نے سرکشوں کو تہ تیغ کر دیا۔ قسطنطنیہ کے
باشندے اس منظر اور اپنی اجل کو جو اونکے دبوچ لینے کی تیاریاں کر رہی تہی۔ اور جسکا ٹلنا ناممکن تہا فصیل
شہر سے دیکھتے رہے۔ مگر کوئی چیز انکو خواب غفلت اور نشہ مدہوشی سے بیدار نہ کر سکتی ہی۔ وہ مدتوں سے
اوسمیں فنا ہو چکے تہے اور اب ہوشیار ہونا محال تہا۔ پیام اجل کو آتا دیکھ رہے تہے۔ مگر وہ ہیں کہ بطور سابق
کہیل۔ کہود۔ ہنسی ٹہٹہا اور فلسفہ و مذہب کے دقایق پر لڑنے جہگڑنے میں جو اونکا شب و روز پیشہ و شیوہ
ہو گیا تہا۔ مصروف ہیں۔ شہر کی مضبوط فصیلوں کے اندر بچنت بیٹہے۔ اسیکو اپنی دنیا سمجھ رہے ہیں۔ شہر کی
دیواروں پر سے انکے لئے کوئی افق ہی نہیں تہا۔ محاصرہ کنندہ افواج جوق در جوق جمع ہو رہی ہیں
اونکے گہوڑوں کی ٹاپوں نے مطلع گرد و غبار سے تاریک ہو رہا ہے۔ مگر وہ ایسے سرمست ہیں کہ اونکو کبہی
دشمن کے وجود کی گویا خبر ہی نہیں۔ قیصر نے اخراجات ضروریہ کے لئے روپیہ مانگا۔ انہوں نے صاف انکار
کر دیا۔ یونانی قوم کا نام اور وجود باقی رکہنے کے لئے ابہی کچھہ نہ کچھہ ہو سکتا تہا مگر یہہ امر باشندوں کی
ہمت و مستعدی پر موقوف تہا جو صدیوں کی انسے رخصت ہو چکی تہیں۔ قیصر کی فوج چہہ ہزار یونانی اور
تین ہزار جنوا اور وینس کے سپاہی تہے۔ بحری فوج میں چند کشتیاں اور جنگی جہاز تہے۔ اناج کا ذخیرہ جمع اور مورچوں کو
مضبوط کرنے کی کوشش کیگئی۔ لیکن کامیابی بہت تہوڑی ہوئی۔ ایک لاکہہ کی آبادی میں سے فقط ۴۹۷۰
آدمیوں نے اپنے نام مجاہدین کی فہرست میں درج کرائے چنانچہ قلت لشکر کے باعث فصیلوں کی حفاظت کما حقہ
نہ ہو سکتی تہی۔ قسطنطین نے اپنی رعایا سے مایوس ہو کر دوسری سلطنتوں سے امداد کی درخواست کی۔ بلکہ پوپ کے پاس بہی
جو مغربی کلیسائے فرقہ رومن کیتہولک کا صدر اعلیٰ تہا سفارت روانہ کر دی کہ مشرقی کلیسا ہی جواب تک
اوس سے سخت منحرف تہا۔ تمہاری حکومت تسلیم کریگا۔ اس نازک وقت پر کچھہ امداد کرو۔ اور مغربی یورپ
کے بادشاہوں کو قسطنطنیہ کے بچاؤ کے لئے مجتمع ہونے پر آمادہ کرو۔ مگر پوپ نکلس پنجم نے اسبارہ میں چندان
مستعدی اور ہمدردی ظاہر نہ کی ایلچی کو یہہ جواب اور فوج روانہ کرنے کا وعدہ کر کے رخصت کر دیا جو کچھہ اوسنے
فی الحقیقت کیا وہ یہہ تہا۔ کہ کارڈینل عیسادور کو قسطنطنیہ بہیجدیا کہ مشرقی (یونانی) اور مغربی (لاطینی)
دونوں کلیسوں کو باہم ملا کر لاطینی مشرب قایم کر دو۔

یہ قاعدہ ہے کہ جو قوم گر چکی ہو اوسمیں چھوٹا یا نامناسب مذہبی تعصب اور خبط بہت بڑھ جاتا ہے اسی
طرح سے کو انکو بلغیار و محاصرہ سے تو یونانیوں کو ذرہ بھر غم نہ کیا۔ مگر جب کارڈینل مذکور نے قسطنطنیہ پہونچکر
سینٹ صوفیا کے گرجا میں جسے قیصر جسٹنین نے تعمیر کیا تہا رومن (لاطینی) طریقہ کے مطابق نماز
اداکی تو کل باشندے غیظ و غضب سے بہر گئے وہ سب اکٹھے ہو کر ایک مشہور راہب جناڈیس کے پاس
گئے جو زہد و اتقا کے باعث نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تہا۔ اوسنے جواب دیا کہ جو شخص اپنا
مذہب یعنے یونانی مشرب چہوڑکر لاطینی مذہب کو قبول کریگا اوسپر نہایت ہی سخت عذاب نازل
ہونگے۔ یہ جواب سنکر قسطنطنیہ کے پادریوں۔ سپاہیوں اور تمام باشندوں نے عام بلوہ کر دیا وہ کہتے
تہے کہ سینٹ صوفیا کا گرجا ناپاک ہو گیا ہے۔ ہم کو اپنے معابد میں مسلمانوں کی پگڑیاں دیکہنا منظور ہے
مگر رومن کارڈینلوں کی ٹوپیاں دیکہنا کبہی گوارا نہیں کرینگے۔ یہ کیفیت دیکہکر پوپ کے ایلچی کو یقین ہو گیا
کہ یونانی و لاطینی فرقوں میں کبہی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اور اوسنے پوپ کو لکہہ بہیجا کہ ایسی لوگونکی جو مذہب حقہ کے استقدر
مخالف ہوں ہرگز مدد کرنا مناسب نہیں۔ ناظرین کو معلوم رہے کہ عیسائی مذہب کے یہ دونوں بڑے فرقے
نہایت قدیم سے چلے آتے ہیں۔ تیسرا بڑا فرقہ پراٹسٹنٹ پندرہویں صدی عیسوی کی پیدایش ہے
اول الذکر دونوں فرقوں میں سب سے بڑا اختلاف یہ ہے۔ کہ عبادت ماس یعنی عشاء ربانی میں یونانی خمیری روٹی
استعمال کرتے ہیں۔ اور لاطینی فطیری۔

یونانیوں نے شہر دینا قبول کیا۔ مگر خمیر چہوڑ فطیر منظور نہ کیا۔ اسیطرح لاطینی محض اسبات پر کہ وہ خمیر
نہیں چہوڑتے۔ اپنے ہم مذہبوں کی قلع قمع ہو جانے پر رضامند ہو گئے۔ افسوس یہی کیفیت اب مسلمانوں کی
ہو رہی ہے آمین بالجہر اور رفع یدین کرنے والا آمین بالخفی کرنے اور نیچے ہاتھ باندہنے والے کو کافر اور یہ
اوسکو بدعتی پکارتا ہے۔ الغرض جو باتیں کسی قوم کی اوسکی دم نزع کیوقت ہوتے ہیں وہ سب مسلمانوں میں
اسوقت موجود ہیں آگے دیکہئے خدا کو کیا منظور ہے۔

محاصرہ اور فتح کی کیفیت درج کرنے سے پہلے شہر محصور کی مختصر تاریخ دیدینا شاید نامناسب نہوگا
شہرت و ناموری میں رومۃ الکبریٰ کے بعد قسطنطنیہ یورپ کا دوسرا شہر ہے۔ یہاں سینکڑوں ایسے اتفاقات گذرے
ہیں جنسے بنی نوع انسان کی قسمتوں کے فیصلے ہوئے۔ یہ زیادہ تر قدیم شہر بائی زنتیم کے موقعہ پر آباد ہے
جسے ڈوریا قوم کی ایک جماعت نے جو میگارا سے نقل وطن کرکے آئی تہی ۶۶۷ سنہ قبل مسیح میں آباد کیا تہا۔

دارا ہستاسپ کے زمانہ مین ایرانیون نے بائی زنتیم کو فتح کیا۔ مگر کچھہ عرصہ بعد یونانیون نے اسکو پہر فتح کر لیا۔ اور اتھنز اور لقدیمونیا سے اور زیادہ لوگ وہان آکر آباد ہوگئے۔ اسی طرح کے متواتر حوادثات کے بعد اسپر فیلقوس والی مقدونیا نے حملہ کیا۔ اوسکے سپاہی اندہیاری رات مین شہر کیطرف بڑہے چلے آرہے تہے کہ اچانک شمال کیطرف ایک روشنی نمودار ہوگئی۔ اور شہر والون کو حملہ آور فوج کی آمد سے وہ بالکل بیخبر تہے آگاہی ہوگئی۔ وہ جہٹ فصیلون اور برجون پر تیار ہوکر کہڑے ہوگئے۔ اور فیلقوس بادلِ ناکام واپس ہٹ گیا۔ اہل شہر نے اسکو دیبی ڈائینا کا معجزہ سمجہا۔ اور اسکے شکرانہ مین دیبی کا ایک عالیشان مندر تعمیر کرکے ہلال کو اپنے شہر کا نشان مقرر کیا۔ ہلال آجتک اور ترکون کا نشان ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ انہون نے اسکو قسطنطنیہ کے فتح کرنے پر اختیار کیا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ مسلمانون مین ہلال اس سے بہت پہلے کا نشان چلا آتا ہے۔

فیلقوس کی ناکامی کا بدلہ اوسکے بیٹے اسکندر اعظم نے لیا۔ اور اوسکے بعد تہریس و تاتار اور دیگر ممالک کے وحشیون نے کئی دفعہ تاخت و تاراج کیا۔ بائی زنتین تجارتی لوگ تہے۔ اور ایک زمانہ مین اچہے خوشحال اور تومند تہے۔ قدیم مؤرخین اونکی نسبت لکہتے ہین کہ وہ کاہل۔ عیاش۔ ناچ رنگ کے شوقین اور جنگجوئی سے متنفر تہے۔ مگر دوسری صدی عیسوی مین انہون نے رومتہ الکبرا کے قیصر سیورس کا تین برس تک مقابلہ کیا۔ اور آخرکار جب فاقہ سے لاچار ہوئے تو اطاعت قبول کی۔ بائی زنتیم مین دوسرے ممالک کے ملاحین۔ سوداگرون اور ماہی گیرون کا ہر وقت جمگہٹا لگا رہتا تھا۔ اور چونکہ یہان شراب عمدہ اور بافراط ملتی تہی بدمستی اور عیاشی کا بہی کوئی حد و حساب نہ تہا۔ بائی زنتیم کا قلعہ اوس موقعہ پر تہا جو موجودہ سلطانی باغات سے پرے ہے۔

بائی زنتیم کو جب قیصر قسطنطین اول نے اپنے رقیب لیسی نس کو کامل شکست دیکر فتح کیا تو وہ اس کے پرفضا موقعہ کو دیکہکر دنگ رہگیا۔ اور اسکے قریب ایک نیا شہر تعمیر کرکے اوسکو اپنے ممالک محروسہ کا دارالخلافہ بنانیکا ارادہ کیا۔ جدید شہر کا نام پہلے نیا رومہ رکہا گیا۔ لیکن بعد مین بانی کے نام پر قسطنطنیہ ہوگیا۔ قسطنطین نے جسکے مورث اور جو خود پہلے لامذہب تہا تازہ دین عیسوی کو اختیار کیا تہا۔ چنانچہ مئی سنہ ۳۳۰ء مین نیا شہر جسکی تعمیر ۳۲۸ء مین شروع ہوئی تہی حضرت مریم کے نذر کیا گیا اور اس تقریب کی خوشی مین متواتر چالیس دن جشن ہائے عظیم ہوتے رہے۔ سلطنت روما جب دو حصون مشرقی و مغربی مین تقسیم ہوئی تو

قسطنطنیہ اول الذکر حصہ کا دار الخلافہ ہوا۔ مشرقی سلطنت کامل مستقل حیثیت مین ارقیداس کے عہد مین
سنہ ۳۹۵ء سے شروع ہوئی اور اوس عرصہ تک قائم رہی جسکی تاریخ اب لکھی جا رہی ہے۔ اس سلطنت کو
کامل عروج قیصر جسٹنین کے زمانہ مین ہوا جس نے سنہ ۵۲۷ء سے سنہ ۵۶۵ء تک حکومت کی۔ اس نے قسطنطنیہ کو
جو نیقہ کی بغاوت مین تقریباً کلہم جل گیا تھا از سر نو تعمیر کرایا۔ الغرض کئی صدیون تک مشرقی سلطنت کے قیاصرہ
نہایت شان و شوکت اور عظمت و جبروت سے حکمرانی کرتے رہے۔ مگر شہر ہمیشہ حادثات زمانہ سے محفوظ نہ رہا۔
اوسکی چار دیواری کے اندر سینکڑون بغاوتین اور ہزارون سازشین ہوئین۔ اور کئی دفعہ ایرانیون۔ عربون۔ روسیوں
اہالی وینس اور دیگر اقوام نے اسپر چڑہائی کی۔

عرب کے مسلمانون نے اول اول اسپر خلفاء بنو امیہ کے وقت فوجکشی کی۔ برسون تک محاصرہ رہا۔ اور غالباً
اسی وقت فتح ہو جاتا لیکن ایک تو یہ ناموری محمد فاتح کے نام مقدر تھی۔ ثانیاً شہر کی فصیلون اور روغن نفط
کے آتشین بوچھاڑون کا جو اس وقت اول مرتبہ استعمال کیگئی عرب فاتحین مقابلہ نہ کرسکے۔ حضرت ایوب انصاری
اس معرکہ مین شہید ہوئے تھے۔ اور اونکا مزار جسکے متصل فتح قسطنطنیہ پر سلطان محمد فاتح نے جامع ایوب تعمیر کی۔
اسوقت سے قسطنطنیہ مین موجود ہے۔ عیسائیون نے کئی دفعہ مزار کی بیحرمتی کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر ہمسایہ مسلمان
بادشاہون کے خوف سے اپنے ارادہ بد کو عمل مین لانے کی جرأت نہ کرسکے۔ خلفاء عباسیہ کے زمانہ مین بھی قسطنطنیہ
پر کئی دفعہ یورش کیگئی۔ مگر اوسکے فتح ہونے مین کوئی نہ کوئی امر مانع ہو جاتا۔ عیسائی مجاہدین کی فوجکشی کے وقت
قسطنطنیہ ایسا خوش نصیب نہ تھا۔ یہ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ رومن کیتھولک (لاطینی کلیسا) گریک چرچ (مشرقی
یا یونانی کلیسا) کو اپنا مخالف اور کافر سمجھتا تھا چنانچہ جب یروشلیم کو مسلمانون کے قبضہ سے نکالنے کے لئے
یورپ مین عام تحریک پیدا ہوئی اور صلیبی جہادون کا دور دورہ شروع ہوا تو ایک صلیبی جہاد کے موقعہ پر
موجود الوقت پوپ نے حکم دیا کہ قسطنطنیہ کے قیاصرہ اور رعایا بھی مسلمانون سے کچھ کم کافر نہین۔ مسلمانون کے
ساتھ ہی انپر بھی فوجکشی کیجاوے۔ اس حکم کی تعمیل مین وینس والون نے اپنے معمر اور نابینا جرنیل ڈانڈلو کی زیر
کمان عیسائی مجاہدین کی ایک جماعت کی ہمراہ ہوکر جو بالڈون کونٹ آف فلینڈرز کے ماتحت تھی سنہ ۱۲۰۴ء
مین قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا جو ایک طویل محاصرہ کے بعد فتح ہوگیا۔ عیسائی فاتحین نے جس بیدردی اور سفاکی
سے اپنے ہم مذہب مفتوحین کو تاخت و تاراج کیا اور بیدریغ قتل کیا۔ اوسپر عیسائی مورخین تک نفرین کئے بغیر نہین
رہ سکتے۔ اس فتح کے بعد قسطنطنیہ مین لاطینی سلطنت قائم کیگئی۔ اور بالڈون پہلا بادشاہ بنا۔ سے حکومت

سنہ ۱۲۶۱ء تک رہی۔ اوسکے بعد یونانیوں (رومیوں) نے اپنے پرانے تختگاہ کو پھر فتح کرلیا۔ اور مشرقی سلطنت دوبارہ قائم ہوگئی لیکن اوسکی شان و شوکت کے دن گذر چکے تھے۔ اور تقریباً دو صدیوں کے بعد قیاصرہ کا تاج و تخت عثمانیہ سلاطین کے تصرف و قبضہ میں آگیا ہے۔

قسطنطنیہ ایک مثلث راس پر جو بحیرۂ مارمورا میں چلی گئی ہے۔ بنا ہوا ہے۔ اوسکی دو اطراف پر بحیرہ مذکورہ اور اوسکی شاخ گولڈن ہارن (شاخ زریں۔ قسطنطنیہ کا بندرگاہ) موجزن ہیں اور تیسرے طرف صوبہ تہریس کے ساتھ ملی ہوئی ہے جسکی شرقی حد پر شہر آباد ہے۔ پندرہویں صدی کے وسط میں قسطنطنیہ کے چاروں طرف حفاظت کے لئے فصیلیں بنی ہوئی تھیں۔ بندرگاہ کی طرف والی دیواریں چنداں مضبوط نہ تھیں۔ مگر باقی تمام اطراف کی حفاظت میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ اگری کاپوسی (دمشقی دروازہ) سے لیکر ہفت مینار تک شہر کی حفاظت کے لئے دوہری فصیل اور دوہری خندق موجود تھی۔ فصیلوں کی بنیاد بڑی بڑی چٹانوں کی بنی ہوئی تھی باہر سے دیکھنے والوں کو بعینہ ایک سیدھی پہاڑ کا سامنے کا حصہ معلوم ہوتی تھیں۔ شہر چونکہ پہاڑی پر بنا ہوا ہے۔ اسلئے فصیل سے باہر کئی ایک مقامات پر کھڑا ہونیسے آدمی دیوار کے اوپر سے شہر کے اندرونی حصہ کو دیکھ سکتا ہے محمد فاتح کی حملے کے وقت بندرگاہ کے دہانہ پر دو آہنی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔ اور اونکے علاوہ مخالف کے بحری حملہ روکنے کیلئے بندرگاہ میں کئی جہاز بھی تھے۔ محلہ غلاطا خشکی کی طرف سے بخوبی محفوظ تھا۔ مگر سمندر کی جانب یہ حالت نہ تھی

الغرض شہر کی مورچہ بندی فی الجملہ کافی مضبوط تھی۔ مگر آدمیوں کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی پھر ایسی حالت میں جبکہ محمد فاتح جیسے اولوالعزم اور زبردست بادشاہ سے مقابلہ تھا۔ اوسنے آخری حملہ کی تیاریوں میں ہزاروں کو ایک کیا ہوا تھا۔ اور فتح کے انتظام عظیم کے ہر پرزہ کی بذات خاص نگرانی کرتا تھا۔ بڑی بڑی توپیں ہر روز نہایت مفید موقعوں پر نصب کیجاتی تھیں۔ اور اونچے اونچے چوبی مینار جو پہیوں پر چلتے تھے خندق کے قریب کھڑی کردی گئی تھیں۔ کہ مناسب وقت پر فوجیں اون پر چڑھ جائیں اور اون سیڑہیوں کو جو میناروں کے ساتھ آویزاں تھیں میناروں کی چوٹی سے شہر کی فصیل پر ڈالیں۔ اور اونکے ذریعہ خندق کو اوپر اوپر سے عبور کرکے فصیلوں تک پہونچ جائیں۔ بڑے بڑے منجنیق جنسے پتھر پھینکے جاتے تھے اور پہاڑوں و دیواروں کو توڑنے کے لئے عظیم الشان طاقت کے شہتیر ان مقامات کے مقابل جہاں پر حملہ کیا جاتا تھا بڑہی تک اور وہ سے لاکر کھڑی کئے گئے۔ اور بیشمار بیڑہ جہازات ایشیا کوچک کے کنارے سے بڑہتا ہوا

تواپ خیمہ میں داخل ہوگیا۔ جب کل انتظام مکمل ہو چکا۔ تو سلطان فوجکو لیکر قسطنطنیہ کی طرف بڑہا۔ فوج جسکے
شمار میں مورخین متفق نہیں۔ بعض چار لاکھ اور کئی تین لاکھ بتاتے ہیں۔ گبن دو لاکھ ۵۸ ہزار لکہتا ہے
جو کیفیت تعداد خواہ کچھ ہو۔ اوسکا بہت سا حصہ رنگروٹ اور مجاہدین تھے۔ جو لڑائی میں باقاعدہ فوج سے پہلے
دشمن کے ساتھ دست بگریباں ہوکر اوسکی بہت سی طاقت کو زایل کر دینے کا کام دیتی تھی۔ اصل باقاعدہ
فوج جسپر کل دار و مدار تہا۔ ۷۰ ہزار سوار اور ۲۰ ہزار پیدیل تھے۔ سلطان اس لشکر جرار کو ہمراہ لیکر ۱۴۵۳ء کی موسم
بہار میں اڈریانوپل سے روانہ ہوا۔ ترکی مورخ سعدالدین آفندی عثمانیہ لشکر کے جاہ جلال اور شاندار کوچ کو
نہایت ہی لطیف و جرأت انگیز پیرایہ میں بیان کرتا ہے۔ جو سلطان اپنے سپاہیونکے دلاورانہ انداز اونکے
ہتہیارونکی براقی و صفائی اور اپنی فوج کی عظمت و جبروت کو دیکھکر بار بار خوشی کے جامہ میں پہولا نہ سماتا تہا
اور ہر وقت خالق کائنات او واہب العطیات کا شکر ادا کرتا تہا۔ روانگی سے پہلے اوسنے کل فوج کے روبرو
فضایل غزا بیان کرکے اس ارشاد نبوی سے اونکے حوصلے بڑہائے کہ جو مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کرینگے وہ بہت
خوش نصیب اور خدا کے محبوب ہونگے۔ لشکر کے ہمراہ علما و مشایخ اور سادات صوفیا کرام کا بہی ایک
جم غفیر تہا جو اسلام کی فتح و نصرت کے لئے دست بدعا رہتے تھے علاوہ بریں جس طرح اب عیسائیونکو خداوند
کریم نے ایسا اقبال و عروج بخشا ہوا ہے کہ مسلمان فوجیں اور سپاہی اونکے ہمراہ و ماتحت ہوکر اپنے
ہم مذہب مسلمان بہائیوں کا مقابلہ اور اونکا قلع قمع کرتے ہیں اسی طرح اسوقت اقبال سلطانی ایسے
عروج پہ تہا۔ کہ ہنگری بوہیمیا اور جرمنی سے ہزاروں عیسائی یونانیونکے مقابلہ کے لئے سلطانی لشکر میں جمع
ہوگئے تھے۔ ۶ - اپریل ۱۴۵۳ء کو عین طلوع آفتاب کے وقت دریائے سوآج کو قسطنطنیہ والوں نے شہر کیطرف بڑہتا
چلا آتا دیکھا۔ اور سمجھ گئے کہ آجکا طلوع آفتاب ہماری سلطنت کے آفتاب کا غروب ہے۔

سلطان الفاتح نے شہر سے پانچ میل کے فیصلہ پر مقام کیا اور پہر وہانسے صف جنگ باندہ کر شہر کے
قریب آیا اور علم پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کو دروازہ سینٹ رومانس کے مقابل نصب کردیا۔ یہ محاصرہ
کی کارروائی شروع ہونے کی علامت تہی۔ ترکی لشکر بحیرہ مارمورا سے لیکر بندرگاہ تک پہیلا ہوا تہا۔
سلطان کی فرودگاہ قطار محاصرہ کے وسط میں تہی۔ اور بارگاہ سلطانی کے سامنے ینگچری فوج مقیم تہی۔ محاصرہ
کنندگان کی حفاظت کے لئے سلطان نے قسطنطنیہ کی اوس فصیل کے مقابل جو خشکی کیطرف تہی خندق کہدوائی۔
چودہ باتہیاں فصیل شہر کے کمزور مقامات کے سامنے لگائی گئیں۔ تیرانداز مامور کئے گئے۔ کہ فصیل پر سے جو ذرا سر اونچا

کرے اوسکو اوسیوقت تیر ہلاکت کا نشانہ بنا ئین - اور سرنگین لگانے اون سرنگ بازون کو جو سرویا سے لائے گئے تھے لگا دیا گیا -

شہر مین چارون طرف سراسیمگی اور بیچارگی پھیلی ہوئی تھی - اور بدقسمتی سے جنوا اور وینس کے اون تین ہزار سپاہیون کو جو مدد کے لئے آئے ہوئے تھے - لاطینی مذہب ہونیکے باعث یونانی ناقابل اعتبار اور دغا باز سمجھتے تھے - مگر باوجود ان تمام مشکلات کے قسطنطین نے اس نازک موقعہ پر اوسان نہ ہارے - بیرونی فصیل کی حفاظت اوس نے خود اپنے ذمے لی - اور اوسکے دیکھا دیکھی رؤسا و امرا اور باشندگان شہر مین بھی کچھ جرأت پیدا ہو گئی - اوسکو کامیابی کی تو ذرہ بھر امید نہ تھی - لیکن ساتھ ہی اوس نے ناموری کے ساتھ جان دینے کی ٹھان لی تھی جس ارادہ کو اوس نے آخر تک نباہا - اور غرناطہ کے آخری مسلمان بادشاہ ابو عبدل کی طرح نامرد نہ بنا کہ تاج و تخت اور دار الخلافہ عیسائی فاتحین کو خود اپنے ہاتھ سونپ کر بھاگا اور نامرادی مین باقی عمر صرف کرنیکے لئے اپنے زن و فرزند اور دیگر اپنے جیسے ننگ اسلام مسلمان عمائدین کو ہمراہ لیکر عورتون کی طرح روتا ہوا شہر و ملک سے نکل گیا -

شروع شروع مین عیسائیون کی حالت قطعی مایوسی بخش بھی نہ تھی - رعایا مین غیرت و جرأت پیدا ہو گئی تھی - اور پہلے چند دنون مین مسلمانون نے فصیل مین توپون اور سرنگون سے جو شگاف کر دیئے تھے وہ بڑی بہادری سے پھر بھر دیئے گئے - اور ترکون کے متفرق حملون کو کمال مردانگی سے پسپا کر دیا گیا - اسکے علاوہ انکو یہ بھی امید تھی کہ عیسائیون کا نامور بہادر جان ہنیاڈاس جو اوسوقت ہنگری کے نابالغ بادشاہ کا ولی اور سرپرست تھا ضرور ہماری امداد کریگا - مگر سلطان نے اوسکے ساتھ عہد و پیمان کر کے اس اندیشہ کا پہلے ہی انتظام کر لیا ہوا تھا - اور مزید اطمینان کے لئے ہنیاڈاس کے سفیر کو بطور ضمانت اپنے ساتھ لے آیا تھا اس سفیر نے ترکون کو توپخانہ کی درستی کے متعلق معقول امداد دی تھی - اربن کی تیار کردہ وزنی توپون نے جیسی کہ توقع تھی کام نہ دیا - وہ اس قدر گران وزن تھین کہ ٹھیک قابو مین نہ آتی تھین - اور سارے دن مین ہر ایک توپ بمشکل سات دفعہ چلائی جاتی - ہنیاڈاس کے سفیر نے لائق انجینئرون سے بہم پہونچا کر اس نقص کی بہت کچھ تلافی کر دی - مگر استعداد زمانہ سے ترکی توپچیون نے فن گولہ اندازی مین اگر عملی ترقی کی تو عیسائی بھی ویسے غافل نہ تھے - پہلے تو عیسائی شہر سے باہر نکل کر بھی کبھی کبھی شبخون مارتے - لیکن آخر کار قسطنطین نے حکم دیدیا کہ فصیلون سے باہر نہ جایا جائے - اس دوران مین محافظین نے اپنی توپون سے ایسی عمدگی سے کام لیا

کہ محاصرین کے دمدمے اور مورچے کئی دفعہ برباد کر دیئے گئے۔ لیکن ایسے نقصان بہادر ترکون کے قدم کب روک سکتے تہے۔ وہ بتدریج بڑہتے بڑہتے خندق کے کنارہ پر پہونچ گئے جس کے کچہہ حصہ کو انہون نے ستون پیپون۔ اور کورہ کرکٹ سے پر کر کے سڑک بنالی گئی اور فوج عثمانی کا ایک حصہ اوپر سے گذر کر فصیل تک پہونچ گیا۔ مگر وہ اس قدر بلند اور مضبوط تہی کہ سلطان نے یورش کر کے اوپر چڑہنا ناشکل کام دیکہا۔ اسلئے واپس ہٹکر پہر سرنگ اور توپ و تفنگ کا ذریعہ پکڑا۔ چند دنون کی گولہ باری سے دروازہ رومانس کا برج گر گیا۔ اور اسکے ملبے سے خندق بہی تقریباً بہر گئی۔ یہ دیکہکر سلطان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا جو رات کے وقت کیا گیا۔ تہوڑی دیر نہایت خونریز معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ آخرکار مسلمان مسلمان حملہ آور روغن نفط کی بہڑکتی ہوئی آگ اور جلتے ہوئے تیل کی بوچہاڑون کی زیادہ تاب مقاومت نہ لاسکے اور پیچہے ہٹ آئے۔ عیسائیون نے راتون رات خندق کو صاف اور برج کے گرنے سے جو رخنہ ہو گیا تہا اسکو مرمت کر لیا۔ روغن نفط کے شعلون یعنی یونانی آگ سے رات کو سلطان کا ایک چوبی مینار بہی جل گیا۔ اس لڑائی مین تین ہزار جنوا کے سپاہیون کے افسر جان گسطیانی نے قیصر کو بہت بڑی مدد دی اور اپنی فوج سمیت لڑائی کے گہمسان سے ایک لحظہ کے لئے بہی دور نہ ہوا۔

اس معرکے سے کچہہ دن بعد محصورین کی امداد کے لئے جزیرہ کیوس یا ساوٹ سے پانچ جہاز براہ ڈارڈنیلز بحیرہ مارمرا مین داخل ہوئے۔ باسفرس کے قریب پہونچکر انہون نے سینکڑون ترکی جہاز بشکل ہلال ایک کنارہ سے دوسرے کنارے تک پہیلے ہوئے پائے۔ مگر یونانی ملاحین نے حوصلہ بالکل نہ ہارا۔ ہوا موافق تہی اوسکی مدد اور چپوؤن کے سہارے وہ دوارو سیدہے چلے آئے۔ ترکی جہاز مزاحم ہوئے۔ باسفرس کے ایشیائی و یورپی سواحل پر ہزارہا لوگ بحری جنگ دیکہنے کو کہڑے تہے۔ اور خود سلطان بہی دریا کے کنارہ پہونچ گیا تہا۔ سب کو یہی یقین تہا کہ یونانی جہاز آناً فاناً تباہ یا گرفتار ہو جائینگے۔ مگر عیسائی توپون کی باڑہین مارتے اور جب ترکی جہاز قریب پہونچکر ترکی انہین کو دنا چاہتے تو یونانی آگ کی بوچہاڑین چلاتے شیر کیطرح سیدہے تیرتے آئے۔ ترکی جہاز دو تین حملون کے بعد منتشر ہو گئے وہ پانچون جہاز بندرگاہ کے دہانہ پر پہونچ گئے۔ محصورین نے آہنی زنجیرون کو نیچے کیا اور وہ بفتح و شادمانی گولڈن ہارن بندرگاہ مین داخل ہو گئے۔

سلطان محمد اپنے جہازون کو متواتر شکست کہاتا دیکہکر سخت غضبناک ہو رہا تہا۔ اس نے گہوڑے کو سمندر مین ڈالدیا کہ خود اپنے جہازون مین پہونچکر شکست کو فتح سے بدلدے۔ مگر یہ کوششین فضول تہین۔ چند قدم جاکر اُسے مجبوراً گہوڑے کو روکنا پڑا۔ جاہل ترکون اور عیسائیون مین اس وقت یہ خیال عام پہیل گیا کہ ترکون کی قسمت

مین فقط خشکی پر فتح و نصرت مقدر ہے۔ سمندر مین ہمیشہ کفار غالب رہین گے۔ لیکن اس خیال کو جلدی ہی ترکون کے
بحری کارنامون نے بہلا دیا۔ اور وہ خشکی و تری دونون جگہ عیسائیون سے بدرجہا زبردست ہو گئے۔

اگر کوئی پست ہمت اور وہمی مزاج سلطان ہوتا تو وہ اس بظاہر ناممکن شکست سے بہت بد شگون لیکر محاصرہ
سے دست بردار ہو جاتا۔ لیکن جو انمرد ہر مزاحمت پر اور زیادہ جری اور مستقل مزاج ہوتے جاتے ہین۔ اسی طرح اس
شکست نے سلطان سے جسکو عقل و ہمت دونون کا حصہ وافر قادر مطلق نے عطا کیا تہا وہ کام کرایا جو اوس سے پہلے
دنیا مین نہ کبھی ہوا اور بعد ایکدفعہ بھی نہ ہوا۔ اوس نے معلوم کر لیا کہ جبتک میرے جہاز بندرگاہ مین داخل ہو کر شہر پر اس طرف
سے بہی حملہ نہ کرین عیسائیون کا فتح ہونا مشکل ہے۔ لیکن دہانہ بندرگاہ کی آہنی زنجیر اور عیسائیون کے زبردست جہازون کے
مقابلہ مین ترکی جہازون کا اوس مین داخل ہونا امر محال ہے جس مشکل کا چارہ یہ کیا گیا کہ اونہون نے ایک بات محلہ گلاٹا اور دیبایت
باسفرس سے لیکر بندرگاہ کے کنارہ تک صاف چوبی تختے بچہا دیئے۔ اور چربی سے اونکو چکنا کرا کے اسی جہازون کو
باسفرس سے خشکی پر چڑہایا۔ اونکے بادبان کہلے ہوئے اور ناخدا وملاح اپنے اپنے موقعہ پر موجود تھے۔ باین
ہیئت کذائی بیشمار مخلوق ان جہازون کو چربی دار تختون پر سے آٹھ نو میل کہینچتی ہوئی شعلون کی روشنی اور ڈہول
ڈہمکے کے شور وغل مین کنارہ بندرگاہ تک لیگئی۔ محصورین شعلون کی روشنی دیکھتے اور شور وغل سنتے تہے پر سمجھ
نہ سکتے تہے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ دوسرے دن طلوع آفتاب کے وقت جب یہہ جہاز بندرگاہ مین اتارے گئے
تو یہ واقع دیکھ کر جسکے وقوع مین آنیکا اونکو کبھی وہم وگمان بہی نہین ہو سکتا تہا وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئے۔ اور انکو
خوف وہراس کا کوئی پایان نہ رہگیا۔ گلاٹا مین زیادہ آبادی جنوا کے باشندون کی تہی۔ وہ اس امر مین سلطان کی
مزاحمت کرنے کی جرأت نہین کر سکتے تہے۔ بلکہ بعض مورخین کا خیال ہے کہ انہون نے جہازون کو اتارنے
چڑہانے اور کہینچنے مین ترکون کی مدد کی۔ ایسا واقعہ ایک دفعہ پہلے شہر وینس کے سامنے جہیل بنیاکس مین ہوا تہا
جو کہا جاتا ہے کہ سلطان کے لشکر کے ایک عیسائی ہمراہی کو معلوم تہا۔ اور اوسنے سلطان کو بتایا۔ چند مورخین
لکہتے ہین کہ قسطنطنیہ مین یہہ پیشینگوئی عام مشہور تھی کہ اس شہر کو وہ بادشاہ فتح کریگا جو جہازون کو کہلے بادبانون کے
ساتھ خشکی پر تیرائے گا۔ سلطان نے یہہ روایت سن پائی تہی اور اس سے اوسکو براہ خشکی بندرگاہ مین جہاز
پہنچانے کا خیال پیدا ہوا۔

ترکی جہازات کا بندرگاہ مین پہنچ جانا محصورین کے لئے ایک نئی بدقسمتی تھی۔ قسطنطین نے انپر حملہ کرنے
کیلئے اپنے جہازون کو روانہ کیا۔ مگر ترکی بادبانون نے جو ساحل پر نصب تہین اونپر ایسے گولے چلائے کہ وہ فوراً

غرق ہوگئے اور باقی پیچھے ہٹ گئے۔ وینس کے ایک باشندہ نے قیصر کو اسلامی بیڑہ کے جلادینے کا مشورہ دیا یہہ سازش جنوا کے ایک باشندہ نے سلطان کو بتادی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب عیسائیون نے جلانے کی کوشش کی تو کامیاب نہ ہوسکے۔ محاصرہ کی شدت دن بدن زیادہ سخت ہوتی جاتی تھی حتی کہ قیصر نے بھی چالیس دن کی شب و روز کی محنت و جفاکشی سے لاچار ہوکر ادہر تو خلیل پاشا وزیر اعظم کو زر خطیر رشوت مین دیکر اسبات پر آمادہ کیا کہ سلطان کو قصد فتح سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ اور ادہر سلطان کی خدمت مین براہ راست نہایت الحاح و منت سے گذارش کر بہیجی کہ جو خراج مانگو مین دینے کو تیار ہون۔ شہر کو میرے پاس رہنے دیا جاوے۔ اسکے جواب مین اوسکے ایلچی کو کہا گیا کہ قیصر سے یہہ رعایت ہوسکتی ہے کہ اگر وہ قسطنطنیہ خود بخود حوالہ کردے تو اسکے عوض موریا (یونان کا جنوبی حصہ) کا ملک اوسکو بخش دیا جاوے گا۔

قسطنطنیہ کا سلطانی علاقہ مین داخل ہونا لابدی ہے۔ قیصر نے اس شاہانہ رعایت سے فائدہ نہ اوٹہایا تاہم وزیر کو رشوت دینے اور اس نامہ و پیام کا یہ اثر ہوا کہ ساعت فتح اور چند ہفتون کے لئے ملتوی ہوگئی۔ مگر آخرکار جب یہہ افواہین عام مشہور ہونے لگین کہ ہنگری اور اٹلی سے عیسائیون کی مدد کیلئے فوجین روانہ ہوگئی ہین تو سلطان نے عام حملہ مین زیادہ توقف مناسب نہ سمجھکر ۲۸ مئی ۱۴۵۳ء کو کل فوجکو حکم دیا کہ دوسرے دن علی الصباح قسطنطنیہ پر آخری حملہ کیا جاویگا اور سپاہیون کا حوصلہ بڑہانیکے لئے اشتہار دیا کہ فاتحین کو تین دن رات تک عام تاخت و تاراج کی اجازت ہوگی مگر ساتھہ ہی عمارات سرکاری و رفاہ عام کی نسبت سخت فہمایش کردیگئی کہ اونکو کسی طرح کا نقصان نہ پہونچایا جاوے۔ سپاہ نے یہہ حکم سنکر خوشی کے نعرے بلند کئے۔ ۲۸ مئی کو دن کل سپاہیون نے روزہ رکہا۔ اور شام کو بعد افطار روزہ کل لشکر مین سامان خوشی و شادمانی نظر آنے لگے۔ ہر ایک خیمہ مین چراغان ہو رہی تہی اور فتح کا یقین کامل سے غازیان اسلام نعرہ ہائے تہلیل و تکبیر بلند کرتے تہے محصورین یہ فکر اور تردد منی اور بہادران اسلام کی مستعدی و گرم جوشی دیکہکر جان گئے کہ اب آخری وقت پہونچگیا ہے۔

لشکر اسلام تو اسبر فتح کی تیاریون مین مصروف تھا۔ اور اسی شام کو قیصر نے اپنے سرداران لشکر کو صلاح و مشورہ کیلئے محل مین طلب کیا۔ جو آخری تقریر اس نے اس موقع پر کی گبن اوسکی نسبت نہایت جرئتہ الفاظ مین یہ فقرہ لکہتا ہے کہ وہ رومن سلطنت کی نماز جنازہ کا خطبہ تہا۔ یونانی مورخ فرینزا اس مجلس مین شامل تہا اور اسکا سیمین نہایت درد انگیز اور رقت آمیز پیرایہ مین بیان کیا ہے۔ قیصر کے چیدہ افسران فوج اونکو

گرد جمع تھے۔ اونکی آنکھون سے آنسو جاری تھے۔ اور آخر ایک دوسرے سے بغل گیر اور اپنے مال ومتاع اور زن و
فرزند سے وداع ہوکر مورچون اور فصیلون پر اپنے اپنے موقعہ پر چلے گئے جہان وہ برابر ساری رات پہرہ دیتے
رہے مجلس کے برخاست ہونے پر قیصر چند ہمراہیون سمیت کنیسا ایا صوفیا مین جسمین دوسرے دن اللہ اکبر کا نعرہ پہلی
مرتبہ بلند ہونا تھا گیا اور بحضور قلب نماز ادا کرکے وہان سے رخصت ہوا۔ پھر تھوڑی دیر محل مین استراحت کرنیکے بعد
جو خادمون اور حرم سرائے شاہی کے نوحہ وفغان سے گونج رہا تہا۔ بہمت مردانہ مگر بہ یاس کامل جام اجل نوش کرنیکو
مورچون کی طرف چلا گیا۔

ترکون کی توپون نے دیوار ہاے شہر کو چھلنی بنا دیا ہوا تہا۔ اور اکثر مقامات پر اتنے اتنے بڑے سوراخ ہوگئے
تھے کہ اون مین سے محاصرین اور محصورین ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے فصیلون اور عیسائیون کی یہ حالت
تھی کہ ۲۹ ر اپریل ۱۴۵۳ء مطابق ۲۹ ر مئی ۱۴۵۳ء و ۲۰ ر ماہ جمادی الاول ۸۵۷ھ ہجری المقدس بروز اتوار جو کلیسائی یونانی
کے رو سے یوم الاولیاء کے تیوہار کا دن تہا سلطان محمد ثانی جسکے نام کے ساتھ آئندہ دن سے بعد الفاتح کا خطاب
ایزاد ہونے والا تہا آہنی گرز ہاتھ مین لیے سمند باد پا پر سوار ہوکر شگاف فصیل کیطرف روانہ ہوا۔ دس ہزار بہادر جان
نثار ینگچری اوسکے ارد گرد تھے اور ایک لاکھ سوار دائین بائین اور عقب مین تھے۔ انکے علاوہ ڈیڑہ لاکھ پیدل
مختلف موقعون پر اور بیشمار سپاہی جہازات اور چوبی پل پر مامور تھے۔ یہ جانگداز ہنگامہ پو پھٹتے ہی شروع ہوا
ترکون نے ہیبت خیز اور خوفناک خاموشی سے سمندر اور خشکی دونون طرفون سے حملہ کے لیئے قدم آگے بڑہائے
سب سے اول غنیم کی طاقت زائل کرنے اور اپنی لاشون سے خندق کو پر کرنے کیلئے فوج کا ناکارہ حصہ آگے
بڑہایا گیا۔ وہ سیڑہیان اور کمندین لگاکر فصیل پر چڑہ گئے۔ مگر عیسائیون نے اونکو پیچھے ہٹا دیا۔ دو گھنٹہ
اسی طرح لڑائی ہوتے رہنے کے بعد سلطان نے ہلہ کا حکم دیدیا اور وعدہ کیا کہ جو ینگچری سب سے پہلے فصیل پر
پہونچیگا وہ پاشا بنایا اور مال وزر سے مالا مال کیا جاوے گا اور دوسرے سپاہیون کو بھی جیسی جانفشانی
وہ دکہلائینگے اوسکے مطابق انعام واکرام ملیگا۔ اجازت ملنے کی دیر تھی کہ بہادر ینگچری مقید شیر کیطرح خلاصی پاتے
ہی اپنے شکار پر کود پڑے۔ توپخانہ نے آگ برسانی شروع کردی۔ آسمان تاریک ہوگیا۔ اور خاموشی کافور
ہوکر گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ بہادران اسلام عیسائیون کی گولیون۔ توپون اور تیرون کی کچھ پروا نہ کرکے
بڑے سوراخ مین داخل ہوگئے۔ کئی کمندین لگاکر فصیلون پر چڑہ گئے۔ اور بعض فصیل کے دوسرے شگافون
سے شہر مین داخل ہوگئے۔ مگر محصورین ابھی تک مقابلہ پہ تلے ہوئے تھے پیر وجوان۔ عورتین اور بچے لڑائی

مین شامل ہوگئے تو ترکون کے پانون نہ جمے اور وہ پھر پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ لیکن یہ ہٹنا عارضی تھا۔ وہ سنبھلے اور پھر حملہ کرنے کو آگے بڑھے۔ اتنے مین لشکر اسلام مین فتح کا نعرہ بلند ہوگیا۔ شاخ زرین کی طرف سے جو مسلمان ملاحین حملہ کر رہے تھے اونہون نے ایک برج پر قبضہ کرلیا اور ہلالی جھنڈا اوسپر نصب کردیا تھا جسکو فصیل پر لہراتا دیکھکر دوسرے مسلمان شیرون کی طرح شہر پر کود پڑے۔ کلہاڑیون اور شہتیرون سے پھاٹک توڑ دیئے گئے۔ اور کل فوج شہر مین در آئی۔ اس موقعہ پر جان گسٹیانی کا ہاتھ تیر یا گولی سے زخمی ہوگیا۔ وہ مورچون سے ہٹ کر جراح کی تلاش کو چلا قیصر نے اوسکو جاتا دیکھکر روکا اور کہا۔ تمہارا زخم خفیف اور خطرہ نہایت عظیم ہے۔ تمہاری موجودگی لازمی ہے۔ اور اب جاؤگے بھی کہان؟ گسٹیانی نے جو معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین اکر اوسان ہار گیا تھا جواب دیا کہ مین اوسی راستہ سے پیچھے ہٹونگا جس راستہ کو خدا نے ترکون کیلیا کھولا ہے۔ یہ کہکر اندرونی فصیل کے ایک شگاف مین سے جو ترکون کی توپون سے ہوا تھا وہ شہر مین چلا گیا اور پھر لڑائی مین نہ دیکھا گیا۔ اوسکے بعد اوسکو سپاہی بھی پیچھے ہٹ گئے اور محصورین کی طاقت مدافعانہ کا اسی وقت سے خاتمہ ہوگیا۔ مگر قیصر اپنی جگہہ سے نہ ہلا اور حملہ آورون کا برابر مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن اوسکی کوششین اور بہادری بے سود تھی۔ تھوڑی ہی دیر مین وہ فاتحین کے سیل عظیم مین گھر گیا۔ اوس وقت بعسرت و یاس اوس نے باواز بلند پکار کر کہا "کیا کوئی عیسائی زندہ نہین رہگیا جو میرے سر کو قلم کرے" اور آخرکار جب دیکھا کہ اب زندہ گرفتار ہوا چاہتا ہون۔ رخت شاہی کو جسم سے اوتار کر پھینک دیا اور اپنے ایک ادنیٰ ترین سپاہی کیطرح مردانہ وار معرکہ رستخیز مین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اوسکی لاش مقتولین کی پشتون مین سے بڑے شگاف کے قریب جہان محصورین آخر تک لڑتے رہے بتلاش بسیار پائی گئی۔

فاتحین نے شہر کو شعلون کی روشنی سے لوٹا اور ہر ایک سپاہی کو بیشمار زر و جواہر اور اقمشہ نفیسہ ہاتھ لگین چالیس ہزار عیسائی مقابلہ مین کام آئے۔ اور ساٹھہ ہزار لشکر سلطانی نے اسیر کیئے۔ شاہ فاتح بوقت ظہر شہر مین داخل ہوئے۔ اور سیدھے کنیسہ ایا صوفیا مین جاکر موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ اور بارہ سو برس کی ظلمت تثلیث کو نور توحید سے دور کرکے نماز ظہر وہین گذاری۔ اسکے بعد قیاصرہ کے محلات مین داخل ہوا جنکی سنسانی اور ویرانی نے اوسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ فردوسی طوسی کا یہ شعر بے اختیار اوسکی زبان پر جاری ہوگیا۔ ؎

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت ✣ چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

تین دن کی تمام لوٹ کے بعد سلطان نے شہر مین امن قائم کیا۔ اسیران شاہی سے نہایت نرمی سے پیش آیا۔

عیسائیون کے اکثر معابد و دیول اونھی کے پاس رہنے دیئے - یونانی بطریق کو وہی اختیارات عطا کیے جو اونکو پہلے سے حاصل تھے عیسائیون کو کامل مذہبی آزادی بخشی اور حصار و بروج شہر کی مرمت و درستی کا حکم دیا - پوپ کا ایلچی کارڈینل عیسیاڈور بھی دوسرے باشندون کے ساتھ اسیر کر لیا گیا تھا - مگر اوس نے اپنا لباس بدل لیا ہوا تھا اسلئے پہچانا نہ گیا اور ایک حقیر رقم کے عوض ایک سوداگر کے پاس فروخت کیا گیا - جسکے پاس سے وہ کسی طرح سے بھاگ کر روما جا پہونچا - گسٹیانی فتح سے بعد جلدی ہی شکستہ دل ہوکر جزیرہ کیوس مین مر گیا جو یونانی غلامی سے بچے رہ دیگر ممالک یورپ خاصکر اٹلی کو بھاگ گئے - اور قسطنطنیہ ایسا ویران اور غیر آباد ہوگیا کہ سلطان محمد اکثر فراریون کو تسلی و دلاسا دیکر واپس لانے پر مجبور ہوگیا - سینکڑون یونانی اسیرون کو بیگچریون سے خرید کر لیا اور انکو رہائش کے لیئے فنار کا محلہ دیا - غلاطہ کے اہالی جنوا اس مضافاتی محلہ مین برابر آباد رہے - اور باقیماندہ کمی پوری کرنیکے لئے ایشیائی مقبوضات سلطانی سے پانچ ہزار مسلمان خاندان ہمیشہ تک قسطنطنیہ مین لاکر آباد کیئے گئے اور اونکو مراعات کثیر عطا کی گئی - خاندان قیاصرہ کے اکثر ارکان شہر سے بھاگ گئے - اور ایک نے موریا مین حکومت قایم کی - جب اس صوبہ کو بھی ترکون نے فتح کر لیا تو ٹامس حکمران موریا کا بیٹا اینڈریو قسطنطنیہ مین مسلمان ہوگیا - باقیماندہ افراد کئی پشتون تک اٹلی مین آباد رہے - انگلستان کے ضلع کارنوال کے قصبہ لینڈلف کی قبرستان مین ایک قبر کے برنجی کتبہ پر لکھا ہوا ہے کہ اس قبر مین تھیوڈور پلالوگس ساکن پیسارو (واقع اٹلی) جو آخری قیصر قسطنطین کے بھائی کی اولاد مین سے تھا مدفون ہے - اس شخص نے ایک انگریز عورت سے شادی کی تھی - اور ۲۱ جنوری سنہ ۱۶۳۶ء کو کارنوال مین فوت ہوا - ایک شخص مسمی جان انتھونی پلالوگس سکرس ٹیورن (واقع اٹلی) مین سنہ ۱۸۷۴ء کو فوت ہوا - وہ خاندان قیصریہ کی اولاد ہونیکا مدعی تھا - مگر اوسکا دعوے مشتبہ ہے -

کوتاہ کلام قسطنطین اعظم کی تاریخ بنا سے ٹھیک ۱۱۲۳ برس بعد قسطنطنیہ ہمیشہ کے لیئے یونانیون کے ہاتھ سے نکلا - اور بشارت محمدیہ سے تقریباً ساڑھے آٹھ سو برس بعد مسلمانون کے قبضہ مین آیا - اس سے پہلے وہ ۲۹ مرتبہ محصور اور سات دفعہ فتح ہوا - اسکا فاصلہ مکہ معظمہ سے ۱۳۲۷ میل ہے - یورپین مؤرخین زمانہ وسطی کا اختتام اور زمانہ تہذیب موجودہ کا آغاز فتح قسطنطنیہ سے شمار کرتے ہین - یہ واقعہ دنیا کے عظیم ترین واقعات مین سے گنا جاتا ہے - اس فتح سے سلطان محمد نہ صرف فاتح کے معزز خطاب سے ملقب ہوا - بلکہ درجہ سلطانی سے بڑھکر شاہان یورپ مین شہنشاہ کے ممتاز لقب کا وارث و مالک ہوگیا -

باب سوم

فتح قسطنطنیہ کا اثر عیسوی ممالک پر۔ اسلام اور عیسویت کے ملکی اقتدار کی مساوات مین عارضی تفاوت۔ مسلمانون کے زوال اور عیسائیون کے عروج کے اسباب پر سرسری نظر۔ یونان کا فتح ہونا۔ سلطنت طرابزون کا معدوم ہونا۔ سلطان محمد کے جنگی کارنامے۔ اوسکی فتوحات اور ہمتین سلطان کے خصایل۔ بایزید ثانی کی تخت نشینی۔ ایشیا مین خانہ جنگی۔ بایزید کے عہد حکومت کے واقعات۔ ینگچری فوج کی خود سری۔ بایزید کا عزل اور سلطان سلیم یاوز کی تخت نشینی۔ ایران کے ساتھ جنگ فتح شام و مصر۔ فتوحات کا غیر معمولی سلسلہ۔ سلطان کا مذہبی خلافت کا جانشین ہونا۔ فتح ایران کے لئے تیاریان اور سلیم کی وفات۔ سلطان سلیمان صاحبقران کی تخت نشینی۔ ترکون کی بحری فتوحات۔ الجزایر کا فتح کرنا۔ سلطان سلیمان کی دیگر فتوحات اور طریقہ حکمرانی۔ اوسکی خوبیان۔ اوسکی وفات۔ سلیم ثانی کی تخت نشینی۔ ممالک بربر کے مسلمانون کی عیسائی ممالک پر تاخت و تاراج۔ فتح قبرص۔ لیپانٹو کی بحری جنگ۔ ترکون کی شکست۔ عیسائیون کا عدم مستعدی کے باعث اس فتح سے کوئی فائدہ نہ اوٹھانا۔ ریاست وینس سے خفیہ معاہدہ۔ عثمانیہ طاقت کا زوال سلیم ثانی کے وقت سے شروع ہوا۔ اسباب تنزل جو مختلف مورخین نے لکھے ہین۔

سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کر کے تمام ممالک محروسہ کا دار الخلافہ بنایا۔ عیسائیون کا خیال ہے اور وہ کسی قدر درست بھی ہے کہ اونکا یہ عالیشان شہر عیسائیون کی باہمی رشک حسد اور بزدلانہ غفلت اور خود غرضیون کی بدولت اونکے قبضہ سے نکلا۔ یورپ کی بڑی بڑی عیسوی قومین اوسوقت بھی عثمانیہ فتوحات کے سیلاب کے روکنے کے لئے کافی مضبوط تہین۔ مگر اون مین اتحاد کا نام و نشان مفقود تہا۔ اور خفیف خفیف سے مذہبی اختلافات یا ملکی تنازعات نے آجکل کے مسلمانون کیطرح اونکا شیرازہ پراگندہ کر رکہا تہا۔ عثمانیہ طاقت مسیحی دنیا کے لئے بڑی

اندیشناک چیز تہی - اوسکی پیش قدمی کو روکنے کا کوئی مسلسل انتظام نہ کیا گیا جس سے آخر ش عیسائیون کو وہ صدمہ عظیم پہونچا جسکا اثر ترکون کے ہمسایہ ممالک پر ہی نہین بلکہ دور دور تک محسوس ہوا - یہ صحیح ہے کہ عیسائی قبل ازین ترکون کا کئی دفعہ متفق ہوکر مقابلہ کر چکے اور ہزیمت ہائے فاش کہا چکے تہے - اور ترکی حکومت کئی برسون سے سرزمین یورپ مین قایم ہوچکی تہی - لیکن قیاصرہ کے پایہ تخت کو فتح کرنیسے ترکون کے رعب داب اور اقبال و حکومت مین بیحد اندازہ ایزادی ہوگئی - یورپ کے جنوب مغربی گوشہ (ہسپانیہ و پرتگال) پر ابہی تک اسلام کا جہنڈا لہراتا تہا - جو اب جنوب مشرقی حصہ مین بہی بڑی استقامت کے ساتہ نصب ہوگیا - اس سے دنیا مین اسلامی طاقت کا پلہ عیسائیون کے پلڑے سے پہر بہاری ہوگیا - لیکن افسوس عیسائیون کی خوش نصیبی اور مسلمانون کی بدبختی سے یہ حالت زیادہ عرصہ تک قایم نہ رہسکی - عیسائی گو دیر بعد مگر آخر خواب غفلت سے چونک پڑے اونکو خطرہ پیدا ہوگیا کہ اگر اس طاقت کو روکنے اور اپنی حالت کو سنوارنے کی کوشش نکیگئی تو ترک اپنے بادشاہ بایزید یلدرم کی دہمکی کو پورا کرکے عنقریب روما الکبرے کے کلیسائے اعظم (گرجہ سینٹ پیٹر) کی قربانگاہ پر اپنے گہوڑون کو دانہ کہلاتے نظر آئینگے - اس خطرہ نے عیسائیون کو مساوات قایم کرنے پر ابہارا اور سب سے پہلا انہون نے جنوب مغربی یورپ کی ضعیف کمزور اسلامی حکومت کو دور کرنے پر کمر ہمت چست کی - ہسپانیہ مین بیحد حکومت آٹہوین صدی سے قایم تہی اور کل ملک سے عیسوی اقتدار کو محو کردیا گیا تہا لیکن سلسلہ کوہ پیرینیز کے دامن مین ایک چہوٹی سی ریاست آستوریاس باقی رہگئی تہی -

اندلس کے عرب حکمرانون نے نشہ سرمستی مین اس بظاہر بے حقیقت کی کوئی پروا نہ کی اور آخر یہی بے نشان سی پہنسی اسلامی سلطنت کے حق مین مہلک ناسور ثابت ہوئی - اس ریاست نے عیسائی اقتدار کے بڑہنے کو خمیر کا کام دیا - یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جس وقت کوئی قوم اپنی طاقت کو درجہ کمال پر پہونچگئی تصور کرکے فتوحات مزید اور ملکگیری کا خیال چہوڑکر محض تمدنی خوشحالی اور آسایش مین منہمک ہوجاتی ہے تو جنگی اوصاف خود بخود اوس سے زایل ہونے شروع ہوجاتے ہین حتی کہ اوسکی سپاہ و فوج بیکاری اور آرام طلبی کیوجہ سے جنگی نبرد آزماؤن کا مجموعہ ہونے کی بجائے - اگر ملک مین اندرونی خوشحالی موجود ہوتی بتدریج بانکے ترچہے زنانہ صفت جوانون اور خوبصورت کہلونون کی جماعت اور اگر تعطل و بیکاری نے افلاس بہی پیدا کردیا ہو تو لٹیرون اور اٹہائی گیرون کا ایک انبوہ رہ جاتی ہے چنانچہ اندلس کے مسلمانون نے بہی جب فتوحات مزید کا خیال چہوڑ دیا اور محض صنعت و حرفت اور اسکے لازمی ہمقدم عیاشی و کاہلی مین مصروف ہوگئے تو اونکی فوجین جو کبہی دشمنون کے ملکون مین

جاکر اونسے تعاقب تنگ کیا تو تہین اپنے ملک کو بہی بچانے کے قابل نہ رکھین۔ اندلسی عیسائیون نے تہاسی چہوٹی
سی ریاستین نکال کر اپنے مقبوضات کو دوبارہ شروع کر دیا۔ اور فتح قرطبہ ملیتہ کے وقت تک اسلامی سلطنت کے
وش بدوش ادہانہ ... ریاستین (جو طوائف الملوکی مین منقسم ہو چکی تہی) اسی کی مقبوضات چہین کر صوبہ اراگان
اور ... کیسٹیل مین عیسائیون کی دو زبردست بادشاہیان قایم ہو چکی تہین۔ سنہ ۱۴۶۹ء مین فرڈیننڈ شاہ اراگان
نے ازبیلا ملکہ کیسٹیل سے شادی کی جس سے دونون ریاستین ایک ہو گئین۔ اس اتحاد نے عیسائیون کی طاقت
اسقدر بڑہا دی کہ انہون نے بچے کہچے ٹکڑے بہی مسلمانون سے چہیننے شروع کر دیئے۔ اور آخرکار سنہ ۱۴۹۲ء مین
بوعبدل آخری شاہ غرناطہ کو ملک بدر کر کے تمام اندلس پر عیسوی حکومت قایم کر دی۔ اور اوس ملک سے جسپر آٹھ سو برس
کامل اسلام نے فرمانروائی کی تہی مسلمانون کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ اور جس طرح فتح قسطنطنیہ نے عیسوی دنیا کی
پیشانی پر قیامت تک نہ مٹنے والا داغ لگا دیا تہا اوسی طرح مسلمانون کے ہسپانیہ سے اس دیس نکالا نے ترکی حکومت
کی پیشانی پر ہمیشہ منقش کر دیا ہے۔ ترکون کی طاقت اوس وقت نہایت زبردست تہی۔ اور گو عیسائی ابہرنے کے لئے
ہاتھ پاؤن مارنے لگ گئے تہے لیکن اگر ترک اپنے ہم مذہب اندلسی بہائیون کی امداد کے لئے ذرا بہی
ہاتھ آگے بڑہاتے تو آج ہم اندلس کو مسلمانون کے وجود سے ایسا خالی اور خود ترکی کو دشمنون کے نرغہ مین ایسا بےبس
نہ پاتے۔ انصاف ہمین یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ پیر فلک ترکوں سے اب اسی غفلت اور باوجود طاقت و استطاعت
دوسرے مسلمانون کی دستگیری نہ کرنیکا ایسی بُری طرح سے بدلہ لے رہا ہے۔ افسوس ترکون کو نشۂ زوری
اور خمار حکومت نے اسوقت اور بعد بہی یہ سوچنے کی کبہی مہلت نہ دی کہ عیسائی ان اسلامی طاقتون اور قومون کو
نابود نہین کر رہے ہے بلکہ ترکی کے دست و بازو اور اسلام کے پر و بال کاٹ رہے ہین۔ ترکون کو ملزم ٹہرانے کے
ساتھ ہی دیکہنے کہ وہ واقعی ہین (ہمکو کسی قدر تقدیر کا قائل ہو کر اونکو معذور بہی سمجہنا پڑتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ خداوند کریم نے ہی بخواست اپنے ارشاد "تلک الایام نداولہا بین الناس" اوسی زمانہ سے عیسائیون کا پہر
ابہارنا مناسب خیال کر لیا تہا۔ اور اسی لیئے اونکے واسطے سامان بہی ایسے عجیب و غریب بہم پہونچا دیئے ہین جن کا
روکنا امکان انسانی مین داخل نہ تہا۔ یہ خدا ہی کی مرضی تہی کہ فتح اندلسیہ کے وقت تخت قسطنطنیہ پر ایک نہایت کمزور
اور بودی طبیعت کا سلطان فرمانروا ہوا۔ جو ممالک غیر کے مسلمانون کی امداد کرنا تو در کنار اپنے ملک کو بہی اندرونی
بغاوت سے محفوظ نہ رکھ سکا۔ کیا یہ تعجب نہین کہ بایزید کا قبل نشین تو محمد فاتح ہو اور اوسکے دو مسلسل جانشین سلیم خونخوار
اور سلیمان صاحبقران ہون۔ جن تینون کے نام سے ابتک عیسائیون کے چہکے چہوٹ جاتے ہین۔ اور عین اس

موقعہ پر جبکہ اسلام کو ایک ان جیسی ہی زبردست بادشاہ کی ضرورت تھی سنہ ۱۴۸۱ء سے لیکر ۱۵۱۲ء تک بایزید
ثانی ساکن مزاج سلطان شاہان اسلام کا صدر ہو۔ اس وقت سے عیسائیون پر خداوند کریم کی خاص مہربانی
کا دوسرا بین ثبوت یہ ہے کہ اسی سال ۱۴۹۲ء مین کرسٹوفر کولمبس نے امریکہ کو دریافت کیا۔ اور ایک عیسائی
کے اس اکیلے کارنامہ عظیمہ سے کہ دو ون بیل مربع زمین رکھنے والے دو عظیم الشان براعظم کیا بلحاظ مذہب و کیا
بحیثیت ملکی اقتدار خالصتاً عیسائیون کے قبضہ مین آگئے۔ اور آج وہی امریکہ عیسائیون کی مالی صنعتی۔ مذہبی
تمدنی اور علمی طاقت کا مرکز اور مسلمانون کے وجود سے ویسا ہی پاک ہے جیسا کہ ہسپانیہ۔ گویا کہ ۱۴۹۲ء کے لئے
روز ازل سے یہ مقدر کر دیا گیا تھا کہ جو ملک اس برس مین عیسائیون کو ملے۔ وہان مسلمان کا نام نہین پایا جائیگا۔

اس موقعہ پر یہ بتانا بھی شاید نامناسب نہ ہوگا کہ قومی اقتدار بلکہ خود قومی وجود کے قیام کے لئے علوم وفنون
صنعت وحرفت۔ تجارت وفلاحت ملکی حکمت عملی وتدبیر اور فنون سپاہگری مین زمانہ کی ضرورت کے مطابق ترقی
کرتے چلا جانا اور فتوحات مزید کے سلسلہ کو جاری رکھکر فوجون کے لئے عملی شغل بنائے رکھنا۔ یعنی ان مین سے ہر ایک
اور یہ سب بالمجموع ضروریات سے ہین اور اوس قیام کے لئے یہ لازم وملزوم کا تعلق رکھتی ہین۔ جو قوم ان باتون مین سے
کسی ایک مین پیچھے رہی۔ اوسکا خمیازہ اوسکو اٹھانا پڑے گا۔ اندلس کے مسلمان فاضل اجل اور عالم اکمل۔ اول درجہ کے
صناع۔ زراعت وتجارت مین ید طولے رکھنے والے اور علوم وفنون مین بےنظیر دستگاہ رکھتے تھے۔ مگر جیسا کہ ہم
اوپر بتا چکے ہین۔ فتوحات کا سلسلہ اور فنون سپاہگری مین ترقی بند ہونے نے اونکو یورپ سے نکلوا کر چھوڑا۔
وسطی افریقہ کے علاقہ کانگو اور مغربی افریقہ کی فلاح ریاستون کے عرب بیکار۔ کاہل۔ جاہل محض وحشی اور بزدل ہین۔
یہ وہی مقام ہین جو صدیون سے اسلامی علوم کا مخزن چلے آتے ہین۔ اور گیا۔ تینوپ کے دار الخلافہ کا
نام جسے حال ہی مین انگریزون کی رائل نائیگر کمپنی نے فتح کیا ہے۔ بیضا سنکر یا بہ سبب کامل ناواقفیت کے انگریزی
اخبارون سے اوسے "بیدا" "بیدا" پڑھکر ہمارے دلون مین کوئی حرکت پیدا نہ ہوتی ہو۔ مگر یہ وہی شہر ہے جو مشہور
ومعروف اسلامی کتاب تفسیر بیضاوی کے مصنف امام بیضاوی کا مسکن تھا۔ اور جہان ۱۸۹۶ء مین بھی غلام
قانون شہادت الیواقیت مضمون پر بازارون مین لکچر دیتے تھے۔ تجارت کرنا ان لوگون کا آبائی پیشہ اور شجاعت وتہور
عربون کا موروثی جوہر ہے۔ لیکن زمانہ کی ضرورت کے مطابق ترقی نہ کرنے سے انگریزی میکسم توپون اور میگزین
رائفلون کے سامنے شجاعت وتہور اور علم وفضل کی کوئی پیش نہ گئی۔ ٹرکی کی آج یہ گت کیون بن رہی ہے۔
فتوحات کا سلسلہ بند کیا۔ علم وہنر تجارت وصنعت وحرفت کیطرف توجہ نہ کی۔ بگڑنے لگے۔ مگر پھر بھی خیر ہی کہ

جلدی ہی متنبہ ہوکر فوجی معاملات میں زمانہ کی ترقیون کے قدم بقدم چلنے لگ گئے۔ اور فتوحات کے جوش و خروش کے مسلمانوں نے علی شغلہ کا کام ویکر ترکون کی جنگی قابلیتون کو زایل یا کم نہ ہونے دیا۔ یورپ امریکہ کی عیسائی سلطنتوں اور ایشیا مین جاپان نے اس گر کو خوب سیکھ لیا ہے۔ انگریزی سلطنت اس وقت ایسی وسیع ہے کہ اوس پر آفتاب کسی وقت غروب نہین ہوتا۔ مگر انگریز اپنی سلطنت کی وسعت پر نازان نہ ہوکر جس طرح تجارت و صنعت و حرفت اور علوم و فنون مین روز افزون انہماک کے ساتھ مشغول ہین ویسے ہی ملکی فتوحات کے میدان مین ہر روز انکا قدم آگے بڑہ رہا ہے۔ وہ جانتے ہین کہ یہ وہ چڑہاؤ ہے جسمین ایک دم کے لئے بھی ٹھہر جانا نیچے گرنے کا یقینی باعث ہے۔ ہر کمانے والے کی مثل بالکل غلط ہے۔ بلکہ اپنی ترقی کو کامل فرض کر لینا تنزل کا باعث ہے۔ انسان کے دل دماغ اور جسم کو عیاشی، بادہ خواری اور کاہلی سے لاکھ معطل اور بیکار کرنے کی کوشش کرو یہ فطرتی تقاضا ہے کہ وہ نکمے نہین رہ سکتے۔ جب انکو دشمنون کی تخریب اور اندرونی و بیرونی قومی ترقی کے لئے استعمال کرنا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تو وہ خود بخود ابتداءً غیر محسوس طور پر اپنی ہی تخریب کے لئے کام کرنا شروع کر دیتے ہین۔ کیونکہ انسان کی طبیعت مین حیوانون کے نمو مین ہونیکی وجہ سے غارت کرنیوالے مادہ کو بالفطرت تعمیر و بناکنندہ مادہ پر غالب رکھا گیا ہے۔ بنابرین جو دماغی قوت غیرون کی پامالی کے جوڑ توڑ مین اور جو جسمانی طاقت اونکی بربادی مین صرف ہوتی تھی وہ اب اندرونی قومی و شخصی فتنہ و فساد برپا کرنے اور ایک بھائی کا دوسرے بھائی کے گلے کاٹنے مین خرچ ہونے لگ جاتی ہے۔ پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ کیا تھا یہی کہ عرب کی طاقتون کو جو آپسمین ہی ایک دوسرے کی تباہی پر صرف ہو رہی تھین جمع کر کے انکو غیرون کے مقابلہ پر لگا دیا۔ اس مختصر بحث کو اور زیادہ طول دینا مناسب نہ سمجھکر مین اپنے مدعا کی طرف رجوع کرتا ہون۔ کیونکہ مسلمانون کے موجودہ نکبت و افلاس کے اسباب دور کرنے مین جبتک فضل ایزدی بھی شامل حال نہ ہو۔ تنہا مسلمانون کی ہمت و کوشش سے کچھ نہین بنیگا۔

فتح قسطنطنیہ سے مسیحی دنیا کے لئے ویسا ہی خطرہ پیدا ہوگیا تھا جیسا کہ آٹھوین و نوین صدی عیسوی مین فتوحات عرب سے۔ جنہون نے تقریباً تمام ہسپانیہ و پرتگال کو مغلوب کر کے فرانس پر فوجکشی کی۔ اور جزائر میجورکا منورکا اور سسلی (صقالیہ) وغیرہ مین حکومت قائم کر کے سلطنت روما کا خاتمہ بالخیر کرنیکی بھی نیت کر لی تھی اور کئی دفعہ اس غرض کے لئے قسطنطنیہ پر چڑہائی بھی کی تھی۔ مگر فایز بمرام نہ ہوئے۔ حضرت ابو ایوب انصاری شہید کا مزار جسکے متصل سلطان محمد فاتح نے فتح کے بعد فوراً عالیشان مسجد تعمیر کی۔ اوسی زمانہ کی یادگار اب تک

قایم ہے۔ اس خطرہ کو تمام یوروپ تسلیم کرتا تہا۔ لیکن عیسائی فرمانرواؤن کی نااتفاقی کے باعث سے اوسکا کوئی تدارک ممکن نہین تہا۔ شہنشاہ میزینی کا سکرٹری مسمی انئیس سلوی اس جو بعد مین پایس ثانی کے نام سے ملقب ہوکر عیسائیون کا اسقف اعظم یعنی روما کا پوپ ہوگیا۔ عیسائیون کی اس حالت تباہ پر دردناک مرثیہ لکھکر یوپ کو بے سر کا جسم بتاتا ہے اور اوسے ایک ایسی جمہوری ریاست قرار دیتا ہے جسمین قانون اور مجسٹریٹون کا کوئی وجود نہ ہو۔ اور سب کو اپنا اپنی اور نفسا نفسی پڑی ہو۔ سلطان محمد ایسا جوانمرد اور زیرک فرمانروا عیسائیون کی اس نااتفاقی سے فایدہ اوٹہانے سے کب چوکنے والا تہا۔ قسطنطنیہ سے فراغت پاتے ہی وہ دیگر عیسوی ممالک کو فتح کرنے پر متوجہ ہوگیا۔

یونان چہوٹی چہوٹی کمزور ریاستون مین منقسم تہا جو ایسے زبردست دشمن کی مزاحمت کرنے سے بالکل عاجز تہین سلطان فاتح لشکر جرار لیکر انپر حملہ آور ہوا اور چند برسون مین یونان کے جنوبی حصہ یعنی جزیرہ نما موریا اور اوسکے اکثر دیگر حصص کو فتح کرکے ممالک محروسہ مین شامل کرلیا۔ البتہ وینس کی جمہوری ریاست نے شمال مغربی یونان پر اوسکی پیش قدمی کو کچہہ عرصہ کے لیے روکدیا بلکہ سلطان سے اوسکے چند مفتوحہ علاقے بہی چہین لئے۔ مگر آخرکار یہہ ریاست بہی تاب مقاومت نہ لاسکی اور اپنی سلامتی کے لئے سلطان سے صلح کرلینے پر مجبور ہوئی۔ یونان کے بعد طرابزون کی یونانی عیسوی سلطنت کو فتح کیا گیا۔ اس ریاست کو یونانی شاہی خاندان کے شاہزادہ کومنینی نے جو سنہ ۱۲۰۴ع مین قسطنطنیہ سے نکالدیا گیا تہا۔ بحرہ اسود کے جنوبی ساحل پر قدیم علاقہ کولکیس مین قایم کیا تہا۔ سلطان محمد کی فوجکشی کے وقت اسی شاہزادہ کی اولاد مین سے ایک شخص اس ریاست پر خودمختار بادشاہ تہا۔ اس زمانہ مین ایران کی طاقت بہی بہت زبردست تھی۔ جارجیا۔ سرکیشیا آرمینیا اور کوہ قاف کا تمام علاقہ جو اس وقت زیادہ تر روس کے قبضہ مین اور کسیقدر ترکون کے پاس ہے ایرانی مقبوضات تہے۔ اور سلطنت طرابزون ایرانی علاقہ سے ملحق تہی۔ شہنشاہ ایران حسن اوزون ... سلطنت طرابزون کے شاہی خاندان کی لڑکی سے شادی کی تہی۔ اس بنا پر شاہ موصوف اسبات کے مدعی ہوئے کہ سلطنت طرابزون کے موجودہ فرمانروا کے بعد سلطنت مذکور وراثتاً اونکا حق ہے۔ سلطان محمد نے اس دعوی کو بنظر حقارت دیکہکر سنہ ۱۴۶۱ع مین قصبہ طرابزون کو فتح کرکے اس ریاست کو معدوم کردیا۔ جس سے یونانیون کی آخری ریاست بہی زائل ہوگئی اور وہ بتمامہ ترکون کی رعیت بنگئے۔ ترکون نے اس قوم پر کوئی احسان کئے یا نہین اسپر ہم ابہی بحث نہین کرتے لیکن سنہ ۱۸۲۱ع سے لیکر سنہ ۱۸۲۹ع تک اس قوم نے بغاوت عظیم برپا کرکے اور اوسکے دوران مین لاکہون معصوم

وبکس ترک عورتون اور بچون کو طرح طرح کے عذاب سے قتل و ہلاک کرکے اپنی طبعی بکحرامی کا قطعی ثبوت دے دیا۔ اور اسکے ساتھہ ہی چند دول یوروپ اور انگلستان کے مشہور شاعر لارڈ بائرن (جو بدچلنی میں اپنا ثانی نہین رکھتا تھا۔ مگر انگریزی قوم اوسے فخر انگلستان سمجھتی ہے) اور اوسکے دیگر شرکا نے ان شکوا سیہ کارون کی حمایت و امداد کرکے اپنی تہذیب اور انسانیت کو بخوبی ظاہر کر دیا۔ فتح طرابزون سے مسلمانون کو عیسائیون سے ایک اور علاقہ تو مل گیا۔ مگر اس سے شاہ ایران کے دل مین جو گرہ بیٹھہ گئی۔ اوسکے لحاظ سے اس فتح کو مسلمانون کے حق مین اگر نامبارک کہا جائے تو بیجا نہین ہوگا۔ اس مین کلام نہین کہ اسلام کی دو عظیم الشان سلطنتون ٹرکی و ایران مین جانگداز عداوت قایم ہو جانے کا اصلی اور سب سے بڑا سبب ادرہی ہے تاہم ملکی تنازعات نے اوس آگ پر تیل ڈالنے مین کچھہ کم مدد نہین دی

سلطان محمد کا طویل زمانہ حکومت جو تیس برسون سے زیادہ عرصہ ہی جنگی کارنامون کا ایک مسلسل اور غیر منقطع سلسلہ تھا۔ لیکن یہہ کارنامے ہمیشہ فتح و نصرت کے ساتھہ ہی ختم نہ ہوتے رہے۔ اس بہادر سلطان کو کئی دفعہ ہزیمت بھی اٹھانی پڑی جنمین سب سے بڑی محاصرہ بلگریڈ (دار الخلافہ سرویا) کی ہزیمت تھی محمد فاتح نے عیسائی ممالک کی اس کلید کو حاصل کرنیکے لئے لشکر جرار اور کئی سو توپین لیکر اسپر فوجکشی کی۔ اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ عیسائیون کا سپہ سالار وہی نامور جرنیل جان ہنیاڈ اس تھا جسکا ذکر سلطان مراد کے حالات مین بھی آچکا ہے۔ اس مقام کا فتح کرنا ایسا ضروری تھا کہ سلطان بذات خاص لڑائی مین شریک ہوتے رہے۔ لیکن ۶ اگست ۱۴۵۶ء کی لڑائی مین اونکو کاری زخم پہونچا جسکی وجہ سے اونہون نے راتون رات محاصرہ کو اوٹھا کر بلگریڈ سے مراجعت کر لی۔ ہنیاڈ اس فاتح قسطنطنیہ کو پسپا کرکے خوشی سے جامون مین پھولا نہ سماتا تھا۔ لیکن آخری معرکہ مین وہ بھی سخت مجروح ہوچکا تھا اور اس مہلک زخم نے اوسکو چند دن سے زیادہ اس فتح عظیم پر خوشی منا نیکے لئے مہلت نہ دی۔ محاصرہ بلگریڈ کے علاوہ دریاء ڈینیوب کے شمالی صوبہ مالڈیویا اور ہنگری کے جنوبی صوبہ ٹرانس سلوینیا مین سلطانی افواج کو متعدد دفعہ دشمنون کے مقابلہ سے پسپا ہونا پڑا۔ اور جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے محسن کش سکندر بیگ گو آخر پامال کیا گیا تاہم برسون تک اس زبردست شہنشاہ کا مقابلہ کرتا رہا۔

اپنی سلطنت کے آخری دنون مین سلطان محمد نے میشا پلو لوگس پاشا کو جو مقتول قیصر کے عزیزون مین سے تھا اور اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے سلطان کی نظرون مین بہت عزیز اور صاحب عزت ہو گیا تھا۔ فوج جرار

دیگر جزیرہ رہوڈس پر روانہ کیا۔مگر وہ سنہ ۱۴۸۰ء مین وہان کے مذہبی نائیٹون سے شکست کہاکر واپس آگیا۔
سلطان اس شکست سے ایسی برافروختہ ہوئے کہ اونہون نے بذات خود جزیرہ پر یورش کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔
مگر زندگی نے وفا نہ کی۔جزیرہ رہوڈس کے نائیٹون نے جو سینٹ جان یا نحواری یوحنا کے نائیٹ یا شہسوار
کہلاتے تہے گیارہوین صدی عیسوی کے آخیر پر جبکہ عیسائی مجاہدین نے ارض مقدس کو فتح کیا تہا فلسطین
مین اس جنگجو مذہبی طبقہ یا گروہ کی بنیاد ڈالی تہی۔سنہ ۱۳۰۹ء یا سنہ ۱۳۱۰ء مین انہون نے جزیرہ رہوڈس پر
قبضہ کیا۔اس جزیرہ سے نکل کر وہ ترکی جہازون پر چہاپہ مارا کرتے تہے۔اور بیش بہا مال غنیمتان تجارتی
جہازون سے لوٹ کر پہر جزیرہ مین واپس آکر قہر سلطانی سے محفوظ ہو جاتے تہے۔
سلطان محمد نے انکی متواتر گستاخیون سے تنگ آکر اونپر فوجکشی کی تہی لیکن گو وہ اپنی زندگی مین اس مدعا مین
ناکامیاب رہا اور عیسائیون کو اس مضبوط مقام سے بیدخل نہ کرسکا۔تاہم اوسکی ان چند ناکامیون کی تلافی۔
یونان والیشیا۔سرویا۔بوسینا۔البانیا۔اپائیرس۔کریمیا۔قرمانیہ اور بحیرہ مجمع الجزایر کے بڑی بڑی جزیرون
کے فتح کر لینے سے بخوبی ہوگئی۔بحیرہ اڈریاٹک کے ساحلی ممالک البانیا واپائیرس اور دریا ڈنیوب کے صوبجات
مالڈیویا والیشیا اور سرویا کی نسبت یہ کہنا کہ سلطان محمد نے اونکو فتح کیا کسی قدر درست نہین۔ترکی سلطان
انکو پہلے سے فتح کرچکے تہے۔البتہ اونپر ترکی سکہ اچہی طرح نہین جما تہا۔سلطان محمد نے اس اقتدار کو مضبوط
کر دیا۔ان فتوحات یا تجدید قبضہ کے علاوہ ساحل بحیرہ اڈریاٹک کے صوبجات اِسٹریا۔کارنی اولا۔اور ڈلمیشیا۔
پر متواتر یورشین کی گئین۔جمہوری ریاست وینس کے مقبوضہ فریولی پر حملہ کیا گیا۔اور اس بحری جمہوری طاقت کو
سنہ ۱۴۷۹ء مین البانیا کا صدر مقام سکوتری اور دیگر مقامات حوالہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔اٹلی کا بندرگاہ اوٹرانٹو
سنہ ۱۴۸۰ء مین فتح کیا گیا۔اور شاہ ایران کو کئی دفعہ شاہانہ صولت وجلال کا جلوہ دکہایا گیا۔
اوٹرانٹو کے قبضہ سے تمام اٹلی مین ایسا تہلکہ برپا ہو گیا کہ پوپ سکسٹس چہارم تک نے اپنا بوریا بستر باندہ لیا
اور ملک سے بہاگ جانے کے لئے تیار ہو بیٹہا۔مگر عیسائیون کی خوش نصیبی یہان بہی اپنا کام کر گئی۔خداوند کریم
کو اسلامی بہادرون کا ایک حد معین سے تجاوز کرنا منظور نہ تہا۔واقعات گذشتہ اور حالات موجودہ نے
حضرت سرور کائینات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان ارشادات کی کامل تصدیق کر دی ہے کہ باریتعالے کو
ان دونون مذہبون کا قیامت تک ایک دوسرے کے دوش بدوش قائم رکہنا منظور ہے چنانچہ مسلمانون کو
اس فتح سے بہی اوسی امر نے فائدہ نہ اٹہانے دیا جو اونکو مسلمانان اندلس کی حمایت ودستگیری کرنے سے باز رکہا

یعنی یہ فتح اسوقت نصیب ہوئی جبکہ سلطان فاتح کا جام عمر لبریز ہونیوالا تہا۔ اور عنقریب تاج عثمانیہ ایک ایسے سر پر رکہا جانے والا تہا جو کم از کم ایسے موقعہ پر اوس تاج کے قابل نہین تہا۔ یہی فتح اگر چند برس پہلے ہوتی۔ یا خداوند کریم سلطان محمد کی عمر مین اور چند برس کا اضافہ کر دیتا۔ یا اور نہین تو یہ فتح بایزید ثانی کے بعد سلطان سلیم یا سلیمان کے وقت مین ہی حاصل ہوتی تو کیا یہ ممکن تہا کہ بایزید یلدرم (اول) کی وہ دہمکی پوری نہ ہوتی جسکے پورا ہونیکے لئے بہادر احمد پاشا فاتح اوٹرانٹو نے ۱۴۸۰ء مین سامان بہم پہونچا دیئے تہے کارخانہ قدرت بہی عجب نیرنگیان دکہاتا ہے۔ ایک بایزید تو فتح اطالیہ کا پیش خیمہ کہڑا کرتا ہے اور دوسرا بایزید باوجود موجودگی وسایل اوس فتح کی توقع کو ہمیشہ کیلئے معدوم کرتا ہے۔ الا ماشاء اللہ سلطان محمد کی بیوقت موت سے پوپ سکٹس کو بہاگ جانیکی ضرورت باقی نہ رہ گئی۔ اس نازک موقعہ پر جبکہ اسلام کی طاقت کا مجتمع ہونا یا کم از کم ترکون کا اپنے مسلمان بہائیون کی طرف سے بالکل مطمئن ہونا سخت ضروری تہا۔ شاہ ایران نے دیگر چند ایشیائی مسلمان فرمانروائون سے سلطان کے برخلاف اتفاق کر کے سلطان کے فرزند اکبر بایزید کو بہ نقصان عظیم فاش شکست دی۔ مہم رہوڈس کی ناکامیابی پر اس دوسری ہزیمت نے سلطان محمد کے نایرہ غضب کو سخت مشتعل کر دیا۔ اوسنے قابل تعریف بلکہ حیرت انگیز سرعت کے ساتہہ دو جرار لشکر فراہم کئے اور سب سے پہلے شاہ ایران کی طاقت کو نابود تا لابدی تصور کر کے میدان جنگ کیطرف روانہ ہوا۔ مگر راستہ ہی مین ۳ مئی ۱۴۸۱ء کو ۵۲ سال کی عمر مین مرض نقرس کے مہلک دورہ سے صوبہ بیتہنیا کے ایک چہوٹے سے قصبہ ازن مکید مین و بروایت دیگر قصبہ نیکومیدیا مین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اوسکا جسم فانی وہان سے لایا جاکر قسطنطنیہ مین دفن کیا گیا۔ اور اوسکی قبر پر یہ کتبہ کندہ کیا گیا "میرا ارادہ رہوڈس کو فتح اور مغرور اٹلی کو مغلوب کرنیکا تہا"۔ سلطان فاتح کی موت کو اہالی اطالیہ نے واقعی سچا طور پر اپنی مخلصی کا باعث سمجہا چنانچہ باشندگان روم نے اسکی خوشی مین تین دن متواتر جشن کیا۔ افسوس سلطان مرحوم کے ہر دو فرزند بایزید اور جمشید اپنے نامور باپ کی آخری آرزو کو جو اوسکی قبر کے سرہانے جلی حروف مین منقوش و مجسم عثمانیہ قوم کو اپنے پورا کئے جانیکی تاکید کر رہی تہی۔ اوسکے آنکہین بند کرتے ہی فراموش کر گئے۔ ورنہ چند سال بعد ہی اوٹرانٹو کی گلیان مسلمانون کے خون سے تر نہ ہوتین۔

سلطان محمد عظیم الشان انسانی طاقتون کا مجموعہ اور حکمت عملی و تدبر مین ید طولی رکہتا تہا۔ عیسائی مؤرخ اوسکو سخت بیرحم اور نہایت دغاباز لکہتے ہین۔ اونکا بیان ہے کہ کوئی شخص اوسکی عنایت یا وعدہ پر بہروسہ نہین کر سکتا تہا۔ ایک اور عیسائی مؤرخ جسے منصف مزاجی کا دعوے ہے تحریر کرتا ہے کہ یہ سلطان کی بغاکی

کی بعض روایات غالباً بہت مبالغہ آمیز ہین لیکن اس مین کلام نہین کہ وہ اپنے حصول مدعا کے سامنے انسانی جان کی کوئی حقیقت نہین سمجھتا تہا۔ اوسکی نارضی پیام اجل تھی۔ اور موقعہ ملجانے یا ضرورت لاحق ہوجانے پر وہ اپنے حلفی قول اقرار سے بڑی دلیری کے ساتھہ منحرف ہوجاتا تہا۔ عیسائی مورخین کو اونکی ان الزامی تحریرون کا الزامی جواب دینے کے لئے ہمکو سلطان مرحوم کے ہمعصر عیسائی فرمانروایون کے حالات معلوم کرنیکی تکلیف اوٹھانے کی کوئی ضرورت نہین۔ اوس زمانہ کو جو زمانہ وسطیٰ کے نام سے موسوم ہے خود عیسائی تاریکی یا سفاکی کا زمانہ تسلیم کرتے ہین۔ وہ اس انیسوین صدی کے آخری عشرہ کی کامل تہذیب اور انسانیت کے زمانہ مین بھی معتدبہ مہذب عیسوی گورنمنٹون کے کارنامون مین ایسی سفاکی خونخواری اور بے ایمانی پائینگے جسکی نظیرین سلطان محمد کے عہد حکومت مین شاید بہت کم ملینگی مگر ہم اس سفاکی یا خونخواری پر عیسائی گورنمنٹون کو الزام دینے کی کوئی وجہ نہین پاتا۔ دنیا مین کوئی چیز بذاتہ اچھی یا بری نہین۔ ہر ایک کے لئے محل استعمال موجود ہے۔ اور اوسکے بے محل برتے جانے کا نام برائی ہے۔ قاتل کو پھانسی دینا سفاکی نہین۔ اور اوسپر مہربانی کرنا سخت برائی ہے۔ بات دراصل یہہ ہے کہ ہمارے عیسائی اور بعض مسلمان مورخین اور معلمان اخلاق اعتراض کرتے وقت کتابی اخلاق کو مدنظر رکھہ لیتے ہین۔ اور یہہ نہین دیکھتے کہ دنیا مین اوسپر عمل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ اگر وہ اخلاق کے عملی یا قابل عمل پہلو کو لین تو اونکو کبھی اعتراض کرنیکا موقعہ نہ ملے۔

حسب مقتضائے وقت و ضرورت جو سفاکی یا سختی کیجائے اوسکا معیوب ہونا تو درکنار مستحسن بلکہ لازمی ہے مگر اسکے ساتھہ ہی کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ بسا اوقات سفاکی و سختی کا استعمال بلا ضرورت اور بے محل کیا جاتا ہے پس مورخین کا الزام دینے سے پہلے یہ تمیز کرلینا فرض ہے کہ آیا ایسی سختی کی کوئی ضرورت تہی یا نہین۔ سلطان محمد پر عیش پسندی کا الزام بہی لگایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فرقہ اناث سے اوسکے تعلقات بجی محبت اور مروت سے معرا تھے امر دوم کی تائید یا تردید کوئی نہین کرسکتا۔ دلی جذبات کا عالم صرف خدا ہے۔ البتہ پہلو امر کو ہم بھی تسلیم کرتے ہین لیکن سلطان کی عیش پسندی شجاعون کی عیش پسندی تھی محمد شاہی عشرت پسندی نہ تہی۔ اور اس وصف سے کوئی شجاع خالی نہین پایا جائیگا۔ جس کا دل دماغ اور قوائے ذہنی و جسمانی تندرست و مضبوط ہون وہ ہر ایک قوت سے جو قدرت نے انسان کو عطا کی ہے مستفید ہوگا۔ مگر بیمار و ناتوان جسمانی یا روحانی لذات سے کیا بہرہ ور ہوسکتا ہے سلطان کی دماغی اور علمی قابلیت اور فضیلت کے سب قائل ہین۔ وہ اپنی مادری زبان ترکی کے علاوہ عربی۔ فارسی۔ لاطینی اور یونانی مین تحریر و گفتگو کرسکتا تہا۔ اوسکی علمی استعداد اور علم دوستی اپنے ہم قومون سے جو بحیثیت قوم بہی علم کے کم شائق

مشہور نہین بہت بڑہی ہوئی تہی طبیعت موزون پائی تہی نظم کو پسند کرتا اور خود بہی کبہی کبہی شعر کہتا تہا تاریخ سے خاص شوق تہا - اسکندر یونانی اور قیصر جولیس کے کارنامے اوسے ازبریاد تہے - اور انہی فاتحان کو اوسنے اپنا نمونہ بنایا تہا جن سے وہ کم نہین ہا - بارہ سلطنتین اور ریاستین اور دو سو سے زیادہ شہر و قلعے فتح کیے - ترکی مورخین اوسے محمد ابو جہ (اعظم) اور محمد فاتح لکہتے ہین - اور یورپین مورخ اوسکو پہلا ترکی امپرا طور تحریر کرتے ہین گو اوسکے طفیل ترکی حکومت و اقتدار مین بہت وسعت ہوئی - کہا جاتا ہے کہ اوسکی ہم مذہب اوسکی تغلم شعاری اور کسیقدر مذہبی پابندیون سے آزاد ہونے کی وجہ سے اوسپر خوش نہین تہو - بلکہ بعض کے خیال مین تو وہ بالکل لامذہب تہا - مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کو پورا اور چاردانگ عالم مین اسلام کی شان و شوکت کو نمایان کرنے والے پر ایسا حرف رکہنا صریح نادانی ہے - بات یہ ہے کہ اولوالعزم اور مضبوط دل فرمانروا متعصب و تنگ خیال کٹ ملاؤن کے بہرون مین نہین آتے - جو اونکو بیدین اور ملحد کا خطاب دیکر اپنے دل کا بغض نکالنا شروع کر دیتے ہین - وہ ایک آزاد خیال اور آزاد لئے بادشاہ تہا - اوسنے وینس سے ایک مشہور مصور جنٹایل بلینی کو اپنے دربار مین بلاکر خود اپنی اور کئی اور تصویرین تیار کرائین - شاید بعض ملا اسبات سے بہی ناراض ہو گئے ہون - دوسری طرف عیسائی جدت طرازون نے اس واقعہ کے متعلق اپنے ڈہب کی ایک نرالی روایت گہڑ لی - وہ لکہتے ہین کہ مصور مذکور نے جب یحیی[1] پیغمبر کا سر تن سے جدا کئے جانے کے وقت کی تصویر پیش کی - تو سلطان نے اوسکی بہت تعریف کرکے یہہ اعتراض کیا کہ گردن کی رگہائے بریدہ پیچہے کو کافی کہنچی ہوئی نہین اور اپنے دعوے کے ثبوت مین اسی وقت ایک غلام کا سر قلم کئے جانے کا حکم دیا - یہ نقشہ دیکہکر بلینی ایسا ڈر گیا کہ جبتک وہ پہر وینس نہ جا پہونچا اوسے ایک گہنٹہ کے لئے بہی کبہی آرام اور طمانیت نصیب نہ ہوئی -

فاتح قسطنطنیہ قد مین درمیانہ چوڑا جسم اور نہایت شہ زور تہا - رنگ گندم گون چہرہ کا بشرہ عموماً اداس اور بوقت غضب نہایت دہشتناک - بینی لمبی اور خمدار - آنکہین تیز اور گہری تہین - ذاتی وقار کا ایسا خیال تہا کہ وزیر اعظم تک کو اپنے ساتہہ دسترخوان پر شامل نہ کرتا - اور جنگ کے وقت میدان مین گو اوسنے سے ادنی سپاہی کا ہاتہہ بٹانا اپنا فرض سمجہتا تہا مگر غیر سرکاری موقعون پر کسی سے ملنے جلنے کی نسبت تنہا رہنے کو

[1] یحییٰ مسیح کی ولادت سے پانچ برس پہلے پیدا ہوئے - اور سنہ ۳۲ عیسوی مین شہید کیے گئے حضرت ذکریا کے اکلوتے فرزند تھے -

ترجیح دیتا تہا۔ تنہائی پسندی سے ممکن ہے جو نتیجہ عیسائی مؤرخین نے نکالا ہے درست ہو۔ مگر اسکا باعث یہہ بہی تو ہو سکتا ہے کہ فتوحات تازہ کی ادہیڑ بن اور انتظام ملک کے لئے احسن تجاویز کی سوچ بچار جیسا کہ اکثر تجربہ ہے اوسکو اس کے زمانہ مین زیادہ تر خلوت مین رہنے پر مجبور کرتی ہون۔ سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے بہائیون کو قتل کرا دیا تہا۔ بعد مین علماء سے فتویٰ لیکر حکمران سلطان کے ایسے بہائیون کو مروا دینا جنسے نقص امن کا اندیشہ ہو سکے قانوناً جایز کر دیا۔ یہ رسم ملک و قوم کے لئے مضر بہی ہے اور مفید بہی تاہم خوشی کا مقام ہے کہ اب سلطنت عثمانیہ مین اسکا نام تک باقی نہین رہ گیا۔ سلطان مین وہ تمام خوبیان موجود تہین جو ایک حکمران کے لئے لازمی ہین۔ اُسنے ملک کے حسن انتظام اور عدالتون کی ترتیب کے لئے پرانے اور نئے قوانین سے ضروری ضروری حصے اخذ کر کے نیا مجموعہ قوانین تیار کیا۔ تمام سرکاری ملازمون اور عہدہ دارون کو دیانت و انصاف سے فرائض مذہبی ادا کرنے کی سخت تاکید تہی۔ اور جو حاکم اپنے اختیارات سے ناجایز فایدہ اٹہاتا تہا اوسکو سخت عبرتناک سزا دیتا تہا۔ چوری کا اوسکی قلمرو مین کوئی نام نہین جانتا تہا۔ اور گو رعایا کو مسلسل لڑائیون کے لئے سپاہی بہم پہنچانے پڑتے تہے اور اوسکے عہد مین آٹہہ لاکہہ ترکی سپاہی شہید ہوئے۔ تاہم رعایا نہایت آسودہ حال اور فارغ البال تہی۔

ابو المعالی سلطان محمد خان کی وفات پر وزیر محمد پاشا نے چہوٹے لڑکے جمشید کو تخت نشین کرنا چاہا مگر سپاہ ینگچری نے اس امر کو منظور نہ کر کے محمد پاشا کو قتل کر ڈالا۔ اور اسحاق پاشا کو اوسکی جگہہ وزیر بنایا۔ بایزید باپ کے مرنے کی خبر سنکر میدان جنگ کے ہیڈ کوارٹر شہر اماسیہ سے چار ہزار سوار ہمراہ لیکر یلغار کرتا ہوا دار الخلافہ پہونچگیا اور اورنگ قیصری پر متمکن ہوگیا۔

بایزید ثانی جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے غیر مستقل مزاج اور بودی طبیعت کا شاہزادہ تہا۔ یہ مغربی سلطنتون کی خوش قسمتی تہی کہ محمد فاتح ایسے مستعد جفاکش مدبر اور تجربہ آزما کے بعد ایسا کمزور سلطان تخت نشین ہوا۔ اگر یہ اپنے باپ کا خلف رشید ہوتا تو خدا معلوم اسلامی فتوحات کا سیلاب کتنے مسیحی تختون کو برباد کرنے کے بعد تہمتا۔ اٹلی والون کو فوراً ہی معلوم ہوگیا کہ اونکے جزیرہ نما کے برخلاف ترکون کی جنگی کارروائیان دہیمی پڑ گئی ہین۔ احمد پاشا فاتح اوٹرانٹو سلطان مرحوم کا قابل ترین سپہ سالار تہا۔ اوسنے اوٹرانٹو پر قبضہ کرتے ہی اوسکو مورچہ بند کرنا شروع کر دیا کہ تمام ملک کے فتح کرنے کے لئے یہ مقام بیس آف آپریشن (صدر مقام) کا کام دے۔ مورچہ بندی کو مکمل کر کے وہ آخری ہدایات حاصل کرنے اور آیندہ موسم بہار مین جرار فوج ہمراہ لیکر واپس

آ سلنے کی امید رکہکر قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔لیکن سلطان محمد کی وفات نے کل منصوبے خاک مین ملادئے۔ تمام
عیسائی طاقتین ترکون کی اس تازہ فتح سے ہراسان ہوکر خواب غفلت سے بیدار ہوگئیں۔ ہنگری۔
ہسپانیہ۔اور پرتگال سے شاہ نیپلز (اسوقت جنوبی اٹلی کا دارالخلافہ تہا) کی امداد کے لئے مجاہدین آپہونچے۔
اور اوس نے ان مددگارون کو ہمراہ لیکر اٹرانٹو کا محاصرہ کرلیا۔جس سے تنگ آکر ترکی فوج محصور نے ۱۴۸۱ء
مین بوعدہ امان عیسائی فوج کے سامنے ہتیار رکہدیئے۔مگر عیسائیون نے وعدہ خلافی کرکے سب کو تہ تیغ
کردیا۔ بایزید شاید داغ ہزیمت کو دہونے کی کوشش کرتا۔لیکن خود بہائیون مین خانہ جنگی شروع ہوجانے سے
اُسے ایک طرح معذور بہی سمجہا جا سکتا ہے۔سلطان محمد کا چہوٹا بیٹا جمشید جو ۸۶۴ھ ہجری مین پیدا ہوا۔ تیز
طبیعت نوجوان تہا۔ وہ کچہہ برسون سے قرمانیہ کی گورنری پر مامور تہا۔ اوسکی تیز طبعی نے بہائی کی تابعداری گوارا
نہ کی۔ اور حجت یہہ بتائی کہ تاج وتخت بایزید کو سپرد کردینے کی وصیت سلطان مرحوم نے کوئی نہین کی
تہی جعلی بنالیگئی ہے۔ الغرض اوسنے اپنے بہائی کے برخلاف علم بغاوت برپا کرکے شہر بروصہ پر قبضہ کرلیا
اور باسفرس کی طرف بڑہنا شروع کیا۔بایزید نے احمد پاشا کی امداد سے باغی بہائی کی فوج کو شکست فاش دیج
جو بحال خراب وخستہ قایدبیگ شاہ قوم چرکس والیٔ مصر کے پاس پناہ گزین ہوا۔مصر کو جاتے وقت راستہ
مین ترکمانون کی ایک قوم بدنصیب شاہزادہ کے قافلہ کو لوٹ کر اوسکا مال ومتاع بامید انعام بایزید کے پاس
لیگئے۔ بایزید نے ان نمکحرامون کو اس بے ادبی اور گستاخی کی سزا مین فوراً قتل کرادیا۔جمشید چار مہینے قایدبیگ
کے پاس رہکر بیت اللہ شریف کو گیا۔ اور حج سے فارغ ہوکر پہر سامان جنگ تیار کیا۔ بایزید نے اس خود
سر نوجوان کو بہ نرمی وملاطفت راہ راست پر لانے کی بہت کوشش کی۔جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو لاچار
دوبارہ لشکرکشی کرکے جمشید کی جمعیت کو پراگندہ کیا۔ وہ اپنی والدہ اور بیوی کو والیٔ مصر کے پاس ہی چہوڑ آیا ہوا
تہا۔مگر کوئی مصلحت سوچکر اب کے مصر جانے کی بجائے جزیرہ رہوڈس کیطرف رُخ کیا۔ وہان کے نائیٹوں کو
سردار ڈوابسن نے جو ۱۴۸۰ء مین ترکی حملہ کو پسپا کرچکا تہا پہلے تو اوسکی بہت خاطر تواضع کی۔مگر آخرکار
بایزید کی ناراضگی کے خوف سے جمشید کو اٹلی اور پہر فرانس بہیجدیا۔جہان کچہہ برسون کے بعد شاہ فرانس نے
اوسکو اپنی تحویل مین لیکر نظربند کردیا۔اس اثنا مین ایماندار ڈوابسن جمشید کے گذارہ کے لئے اوسکی غریب مان
اور بیوی سے بہی معقول سالانہ رقم لیتا رہا۔ اور دوسری طرف بایزید سے اس بہانہ پر کہ مین نے تمہارے بہائی
کو قابو کیا ہوا ہے بیش بہا وظیفہ حاصل کرتا رہا۔ ڈوابسن کے اس نامردانہ سلوک کو جو اُس نے ان بیکس عورتون

کے ساتھہ کیا تمام منصف مزاج عیسائی بہی سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین جمشید چند برس شاہ فرانس کا قیدی رہنے کے بعد شاہ مذکور کی وفات پر قلعہ سے کسی طرح بہاگ کر پوپ شینوس کے پاس پہونچا۔ اُس نے پہلے تو جمشید کو عیسائی بنانے کے لئے اوسے بہت سے مسیحانہ سبز باغ دکہائے۔ لیکن جب اُسکو ثابت قدم دیکھا تو اس خیال خام سے باز آکر اس مہمان عزیز کی مدارات اُسکے مرتبہ کے مطابق کرتا رہا۔ اس پوپ کی وفات پر مشہور بدچلن۔ دغاباز اور مکار اسکندر بورجیا جو اپنے سے بڑہکر بدکار اور چالباز صاحبزادی لکریشیا بورجیا کا باپ تہا اسکندر ششم کے نام سے پوپ ہوا۔ بایزید کو اس خانگی شریف کی خصلت تو معلوم ہی تہی۔ زر خطیر بہیجکر درخواست کی جمشید کا شر مجہہ سے دور کر دے۔ یہ روپیہ اٹلی کے قصبہ انکونا کے حاکم جولیانوس نے راستہ مین لوٹ لیا۔ پوپ نے بایزید کو خبر کی اور لکہا کہ یا تو جمشید کی نظر بندی کے لئے چالیس ہزار ڈوکٹ[1] سالانہ دو۔ اور اگر اوسے ہلاک کرانا چاہتے ہو تو تین لاکہہ ڈوکٹ بہیجدو۔ بایزید نے رقم مطلوبہ بہیجدی جسپر کم بخت پوپ نے جو تمام مسیحی دنیا کا مذہبی پیشوا تہا غریب الوطن شہزادہ کو فروری ۱۴۹۵ء مین زہر ہلاہل پلاکر ہلاک کر دیا۔ شاہزادہ کے زمانہ قید کے قصے اب تک اٹلی اور فرانس مین زبانزد خاص و عام ہین۔

بایزید نے ۱۴۸۱ء سے ۱۵۱۲ء تک حکومت کی۔ اور اس عرصہ مین اُس نے بہت سے جنگ کئے جن مین سے اکثر کا نتیجہ سلطان کے حق مین اچہا نہ نکلا۔ پہر بہی فی الجملہ ترکی اقتدار کو کچہہ نہ کچہہ ترقی ہی ہوئی ترکون نے وینس کی ریاست کو بری و بحری جنگ مین متواتر سخت شکستین دین۔ اور پندرہوین صدی کے خاتمہ پر اسکندر پاشا نے شمالی اٹلی پر فوجکشی کی۔ ٹرکی اور وینس کے درمیان یونان کے اکثر حصص اور جزائر ملحقہ کے قبضہ کے لئے لڑائیان ہوتی تہین۔ اور گو بایزید کو بعض مقامات پر شکست بہی ملی مگر جنوبیہ مشرقی یورپ کے اس قیمتی اور دلفریب حصہ مین اپنی حکومت کو وسیع کرنے مین کامیاب ہوگیا۔ بایزید پہلا عثمانیہ سلطان ہے۔ جسکے زمانہ مین ۱۴۹۰ء مین پولنڈ اور ٹرکی کے درمیان معاہدہ ہوا۔ اور اس کے عہد مین ۱۴۹۵ء مین باب عالی اور ایوان ثالث زار ماسکو کے درمیان پہلی دفعہ سفارتی تعلقات پیدا ہوئے اور افسوس ہے کہ سفیر سلطان کی طفلانہ مزاجی اور کمزوری کی وجہ سے ترکی رعب داب کا کچہہ ایسا اچہا خیال اپنے ساتہہ واپس نہ لے گیا۔ بایزید کے زمانہ مین ایران کی طاقت کو بہت فروغ حاصل ہوا جس سے اوسکو ہر وقت تشویش رہتی تہی۔ شاہ اسمٰعیل بانی خاندان صفویہ نے اپنی حکمت و تدبیر اور جفاکشی سے ایران کی شان

---

[1] ڈوکٹ ایک پرانا سکہ طلائی و نقرئی ہوا کرتا تہا۔ نقرئی مالیت مین ساڑہے چار شلنگ اور طلائی دو شلنگ ہوتا تہا۔

وشوکت تقریباً سابقہ جاہ وجلال کے ہم پلہ بنادی تہی - اور اوسکو اپنی طاقت پر اس قدر بہروسہ ہوگیا
تہا کہ بڑی دلیری سے کچھ سلطانی مقبوضات بہی دبا لئے - مگر بایزید دوسری مہمون مین اس قدر مصروف
تہا کہ اس گستاخی کا بدلہ نہ لے سکا -

بایزید کے عہد کا ایک اور واقعہ بہی خاص تذکرہ کے قابل ہے جس سے ینگچری فوج اور سلاطین
کے باہمی تعلق کی کیفیت معلوم ہوتی ہے - اس فوج نے سابقہ حکومتون مین کئی دفعہ خودسری کی علامتین ظاہر
کرکے اونکو قابو مین رکہنے کے لئے ایک زبردست فرمانروا کی موجودگی کی ضرورت ثابت کردی تہی
اس ثبوت کو محولہ بالا واقعہ سے اور زیادہ تقویت ملگئی - محمد فاتح کی بینظیر قابلیت اور مضبوط ہاتہ کے
اٹہتے ہی ینگچری فوج کی وفاداری مین کمی پیدا ہونی شروع ہوگئی - سنہ ١٤٨٢ء مین بایزید نے اس فوج کی تعداد
اور اختیارات کم کرنے کی تجویز کی - اور شراب کے نشہ مین جبکہ محفل عیش ونشاط گرم تہی اپنے ارادہ کو ظاہر کردیا
احمد پاشا فوج مین ہردلعزیز ہونے کے علاوہ آزاد رائے بہی پورا تہا - اور اکثر سلطان کی غلطیون اور طفلانہ
حرکتون کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا کرتا تہا - اس نے سلطان کا یہ ارادہ سنتے ہی اوسکی سخت مخالفت کی
اور اس کارروائی کے بدنتائج جتا دیئے - سلطان اس مخالفت سے دل مین بہت ناراض ہوا - اور اسی وقت سے
اس نامور جنرل کی ہلاکت کا جسکی بہادری اور وفاداری نے بایزید کو کئی دفعہ بربادی وتباہی سے بچایا تہا -
مصمم ارادہ کرلیا - چنانچہ سلطان نے چند دنون کے بعد اعیان دولت کی پرتکلف دعوت کی جسمین احمد پاشا
بہی شامل تہے - اور بعد بادہ خواری کے بعد مہمانون مین خفتان تقسیم کئے جانیکا حکم دیا - احمد پاشا کو سیاہ
مخمل کا خفتان ملا جو اس بات کی علامت تہی کہ وہ موت کے لئے تیار ہوجائے - اسپر حسب قاعدہ باقی
تمام مہمان احمد پاشا کو سلطان اور جلادون کے پاس چہوڑکر باہر چلے گئے - بہادر پاشا نے اس نازک
موقعہ پر بہی اپنا حوصلہ قایم رکہکر سلطان کو اوسکی بدکاریان اور بالخصوص بے اندازہ مے خواری پر سخت
تقریرین کی اوسکی تقریر ابہی ختم نہ ہوئی کہ جلاد اوسکو زمین پر پچہاڑکر اوسکا کام تمام کرنے ہی لگے تہے کہ سلطان
کے ایک خواجہ سرا نے پاشا کو صبح تک قتل نہ کرنے کی صلاح دی - اور وجہ یہ بتائی کہ اوس وقت تک معلوم
ہوجائیگا کہ ینگچری اس زعم مین کہ اونکا افسر قتل کردیا گیا ہے کیا کارروائی کرتے ہین - اس زعم کا وہی نتیجہ
ہوا جسکی غالباً خواجہ سرا کو توقع تہی - ینگچریون نے محلسرا کا محاصرہ کرلیا - اور بایزید کو نہایت فحش مغلظات سنا کر
قتل کردینے کی دہمکی دی - اور یہ بغاوت اس خطرناک حد تک پہونچگئی کہ ینگچریون کو دکہانے کے لئے احمد پاشا

کا قیدخانہ سے باہر نکالنا ضروری ہوگیا۔ مگر سلطان نے دل مین برابر کینہ رکھا اور کچھ عرصہ بعد جبکہ فوج مذکور جنگی مہم پر ممالک غیر کو گئی ہوئی تھی احمد پاشا کو دغا سے قتل کرا دیا گیا۔

بایزید کی سلطنت جسطرح کہ خانہ جنگی سے شروع ہوئی تھی اوسی طرح خانہ جنگی پر اوسکا خاتمہ ہوا۔ وہ اپنے بیٹے احمد کو جانشین کرنا چاہتا تہا۔ سب سے بڑے بیٹے کورکود نے اس حکم سے سرتابی کرکے بغاوت شروع کر دی مگر اسکا انجام یہ ہوا کہ سلطنت دونون مین سے کسی کو نہ ملی۔ اور سب سے چہوٹا بیٹا سلیم جسپر کل فوج دل و جان سے نثار تہی مالک تاج و تخت ہوگیا۔ بایزید بقیۃ العمر صوبہ رومیلیا کے دلفزا مقام ڈیموٹیکا مین بسر کرنے کے لئے قسطنطنیہ چہوڑ کر مقام مذکور کو روانہ ہوا۔ مگر ۲۶ مئی ۱۵۱۲ء کو بمرض نقرس ۶۷ سال کی عمر مین راستہ ہی مین فوت ہوگیا۔

بایزید جنگ کے لئے ملک ارنوط (البانیا) کو جا رہا تہا کہ ایک فقیر نے برابر آکر اوسکو خنجر سے ہلاک کرنا چاہا مگر اردلیون نے اوسکو فوراً گرفتار کرکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اوسدن سے دستور ہوگیا کہ کوئی سلاح بند شخص سلطان کے قریب نہ جاوے۔ ۱۵۰۹ء مین قسطنطنیہ مین سخت زلزلہ آیا جس سے ایک ہزار ستر مکانات ایک سو ایک مسجدین اور ایک حصہ محل قیصری کا گر گیا۔ یہ زلزلہ پینتالیس روز تک بار بار آتا رہا۔ سلطان نے بیوت و مساجد منہدمہ کی مرمت کے لئے پندرہ ہزار معمار مزدور مقرر کر دیئے۔ بایزید قوی ہیکل سیاہ گیسو لطیف و ظریف۔ نامور تیرانداز اور ناظم و ناثر بہی تہا۔ بعض مسلمان مؤرخین نے اوسے عابد و پرہیزگار بہی لکہا ہے۔ شاید وہ پیری مین ایسا ہوگیا ہو۔ جوانی مین جو کیفیت تہی وہ سپاہ ینگچری کی بغاوت کے واقعہ مین درج ہوچکی ہے۔ البتہ مذہبی پاس اس قدر ضرور تہا کہ ہر سال حرمین شریفین کو نذر بہیجا روانہ کیا کرتا تہا۔ اسکے زمانہ مین بڑی طاقت کے مقابلہ مین عثمانیہ بحری طاقت کو کمال رئیس ترکی امیر البحر کی بطفیل اکثر فتوحات حاصل ہوئین۔ یہ امیر البحر درصل غلام تہا۔ اور کپتان پاشا (سپہ سالار افواج بحری) عثمان نے اوسکو سلطان بایزید کی خدمت مین بطور پیشکش نذر کیا تہا۔ بایزید نے اوسکے کمال حسین ہونے کی وجہ سے اوسکا نام ہی "کمال" رکہدیا اور اُسے غلامان شاہی کی ذیل مین داخل کر دیا۔ کمال کا مشہور اول بحری کارنامہ ۱۴۸۳ء مین واقع ہوا۔ مسلمانان غرناطہ نے بایزید سے بحیثیت خاقان البرین والبحرین عیسائیون کے برخلاف امداد بہی کی درخواست کی تہی جسپر اوسنے سن مذکور مین کمال رئیس کو ایک بیڑہ کا کپتان مقرر کرکے سواحل سپانیہ کو برباد کرنے کے لئے قسطنطنیہ سے روانہ کیا۔ مگر افسوس سلطان بایزید نے مسلمانان اندلسیہ کی اس سے زیادہ

کوئی امداد نہ کی۔ اور جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے سنہ ۱۴۹۲ع مین تمام اندلسیہ عیسائیون کے قبضہ مین آگیا
اور مسلمانون کا نام و نشان اوس سرزمین سے ہمیشہ کے لئے معدوم ہوگیا۔ کمال رئیس نے سنہ ۱۴۹۹ع
مین وینس کے جنگی بیڑہ کو جزیرہ سپی انزا کے قریب معرکہ کی لڑائی کے بعد فاش شکست دی۔ اور زیادہ تر
اوسی کے بیڑہ کی امداد سے ترکی فوج نے شہر لیپانٹو کو فتح کیا۔ سنہ ۱۵۳۸ع مین اس بہادر امیر البحر نے پوپ بادشاہ
ہسپانیہ اور ریاست وینس کے متفقہ بیڑون کو جو عثمانیہ بیڑہ سے طاقت مین بدرجہا زیادہ تھے ترکی بہ ترکی
جواب دیکر اونکی کوئی پیش نہ جانے دی۔ ترکی بحری طاقت کا یا اقتدار اوس جلال و سطوت کا جو اُسے سلطان
سلیم اور سلطان سلیمان کے زمانون مین حاصل ہوا پیش خیمہ تھا۔ عثمانیہ سلاطین قسطنطنیہ اور مملوک سلاطین مصر
کے درمیان بھی پہلی لڑائی اسی سلطان کے عہد مین سنہ ۱۴۸۵ع مین شروع ہوئی۔ جو برابر پانچ برس جاری رہی
اور اس مین ترکون کو متواتر ہزیمتین اوٹھانی پڑین۔ آخرکار بایزید نے وہ تین قلعے جو سرحد پر مملوکون نے فتح
کر لئے تھے اونکے سپرد کرکے اُنسے صلح کر لی۔ اور داغ ندامت مٹانے کے لئے بظاہر یہ مشورہ کیا گیا کہ یہ قلعے شاہ
مصر کو جو حرمین شریفین کا محافظ تھا مصارف مقامات متبرکہ کے لئے سپرد کئے گئے ہین۔

بایزید نے اپنے باغی اور سرکش بھائی شہزادہ جمشید کو ابتداءً بصلح و آشتی راہ راست پر لانے کی کوششون
مین ناکام رہکر پوپ سکندر بورجیا کو طمع دیکر جو ہلاک کرا دیا تھا۔ اسپر اگرچہ وہ اکثر نیک دل مؤرخین کی نگاہ
مین بہت کچھ ذلیل ہوگیا۔ تاہم وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ بادشاہی کا مسئلہ ہی ایسا کم بخت ہے کہ
بایزید ایک حد تک معذور سمجھا جا سکتا ہے لیکن رہوڈس کے نائیٹون اور دیگر شاہان یورپ و پوپ کو
تمام عیسائی وقائع نگار بھی متفق اللفظ ہوکر سخت مطعون کرتے ہین۔ ایک عیسائی مورخ (دیکھو صفحہ ۱۵۰
تاریخ ترکی مصنفہ لین پول) کے الفاظ یہ ہین " اس تمام پر درد و غم قصہ کا عجیب و غریب لب لباب یہ ہے کہ
کل مسیحی دنیا مین ایک ایماندار فرمانروا بھی موجود نہ تھا جو اس بیکس قیدی پر رحم کھاتا۔ یا گرینڈ ماسٹر۔ پوپ یا چارلس
ہشتم والئی فرانس کی کمینہ اور غیر شریفانہ سازشون پر نفرین ظاہر کرتا۔ ان مین سے ہر ایک اس مال غنیمت کو جو بے ایمانی
اور مکاری سے حاصل کیا گیا تھا قابو کرنے کے لئے دوسرے کے ساتھ برسر جنگ تھا۔ بایزید اگر اپنے بھائی کی
محفوظ نظربندی کا خواہان تھا تو وہ معاف سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن کل مسیحی دنیا کے مذہبی مقتدا پوپ (مذہبی
نائیٹون (خادمان مذہب) کے ایک طبقہ کے سردار کی طرف سے کیا عذر پیش کیا جا سکتا ہے۔ جنہون نے
کافر یعنی بایزید کے روپیہ کی خاطر غریب الوطن پناہ گزین سے دغا کیا۔ جب ناظرین رہوڈس اور ملٹن کے

معرکون مین نائیٹون کی شجاعت و مردانگی کے کارنامے پڑہین تو ساتہہ ہی شاہزادہ جمشید کی اس دردناک کہانی کو بھی یاد کرلین اور پھر اگر وہ چاہین تو اوس شجاعت و مردانگی کی داد دین۔ جو ایسی بیکس بے ایمانیون اور دغا و فریب پر مبنی ہوگی۔

یہ متفق علیہ امر ہے کہ اسکندر بورجیا (مشہور فاحشہ قاتل و سفاک اور بیحد سازشی عورت لکریشیا بورجیا کا باپ) نے شاہزادہ کو زہر سے ہلاک کردیا طریقہ زہر خورانی مین البتہ اختلاف ہے۔ بعض کے مطابق پوپ نے جمشید کے خادم کی معرفت شربت مین سفید زہر دار سفوف جس سے وہ اکثر اپنے ماتحت کارڈینلون (پوپ سے کمتر مذہبی عہدہ دار۔ یہ تعداد مین ساتہہ ستر کے قریب ہوتے ہین اور پوپ انہی مین سے منتخب ہوتا ہے) کو ہلاک کردیا کرتا تہا پلوادیا۔ دوسری روایت ہے کہ شاہزادہ کے حجام مصطفے نے پوپ سے سازش کرکے جمشید کو حجامت کرتے وقت سخت مہلک زہر مین بجھے ہوئے اُسترہ سے زخم لگادیا۔ اس نمک حرام کو آخر کار بایزید نے وزیر اعظم بنادیا تہا۔ جمشید زہر کے اثر سے بتدریج گہل گہل کر فوت ہوا۔ مرنے سے پہلے مصر سے اوسکی والدہ کا خط نیپلز پہونچگیا۔ مگر وہ اس قدر ناطاقت ہوچکا تہا کہ خود نہ پڑہ سکا۔ سچے مسلمان اور عثمانی شاہزادہ کیطرح اوسکی آخری دعا یہ تہی "یا رب! اگر مذہب حقہ کے اعدا مجھکو پیروان اسلام کے برخلاف اپنی مہلک تجاویز کی تائید کے لئے آلہ بنانا چاہتے ہین تو مجھے آج کا دن بہی زندہ نہ رہنے دے۔ اور اسیوقت میری روح قبض کئے جانیکا حکم دے" شاہزادہ مرحوم تیرہ برس کی قید فرنگ کے بعد ۳۶ برس کی عمر مین اس جہان سے چلدیا۔ سلطان بایزید نے باقاعدہ سفیر بہیجکر بہائی کی لاش عیسائیون سے طلب کی اور اوسے شاہانہ شان و شوکت سے بروصہ مین دفن کیا۔

عیسائیون کی رحمدلی اور ہمدردی بنی نوع انسان کی ایک اور نظیر اس موقعہ پر بیمحل نہ ہوگی۔ بایزید کے زمانہ مین عیسائی ممالک پر کوئی ایسی بڑی یورشین نہین کیگئی تہین پہر بہی اہالی پولنڈ، ہنگریا۔ اور وینس کے ساتھ سرحدون پر کچھ نہ کچھ چیڑ چہاڑ برابر چلی جاتی رہی۔ اور قصبات لیپانٹو۔ موداں اور قروں (واقع موریا) ممالک محروسہ مین شامل ہوگئے۔ ایک معرکہ مین ہنگرین سپہ سالار دیمی تریس یاکسق نے جو سردی نژاد تہا۔ ترکی جرنیل غازی مصطفے اور اوسکے بہائی کو قید کرلیا۔ اوسنے غازی کے تمام دانت تڑوا کر اوسکے بہائی کے جسم کو سیخ سے چہید کر زندہ کو گرم آنچ پر بہونوا ڈالا۔ اور مصطفے کو سیخ کے پہیرتے رہنے پر مجبور کیا۔ چند برس بعد یہ سفاک شاہ ہنگریا کیطرف سے ایلچی ہوکر قسطنطنیہ آرہا تہا کہ مصطفے نے اوسے راستہ مین پکڑ کر قتل کردیا۔ مگر اور کوئی عذاب

اوسے نہ پہونچایا ۔ ؎

سلطان سلیم کی تخت نشینی

سلطان سلیم بایزید کے عزل پر ۴۷ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ بایزید کے آٹھ بیٹے تھے جن مین سے تین بڑے ہوکر باقی چھوٹی عمر مین مر گئے۔ اُس نے اپنے بیٹون اور پوتون کو مختلف صوبون پر گورنر مقرر کر رکھا تھا چنانچہ سلیم صوبہ طرابزون کی گورنری پر مامور تھا جب کورکود اور احمد دونون بھائیون نے تخت کے لیے سازشین کرنی شروع کین۔ تو سلیم نے بھی جو شجاعت و مردانگی اور جنگی قابلیت کی وجہ سے فوج مین بہت ہردلعزیز تھا ہاتھ پاؤن مارنے شروع کئے۔ گورنری کے زمانہ مین اوسنے بطور خود ہمسایہ ملک سرکیشیا پر کئی دفعہ چڑھائی کرکے کچھ علاقہ فتح کرلیا تھا۔ سلطان نے جب اوسکو منع کیا تو اُس نے جواب دیا کہ مجھے یورپ مین کوئی صوبہ دیدو کہ مین اس طرف رہنے بھی نہ پاؤن۔ سلطان نے یہ درخواست نامنظور کی تو اُس نے مکرر درخواست کی کہ مجھے آداب فرزندانہ بجالانے کے لئے ایڈریانوپل حاضر ہونیکی اجازت بخشی جائے۔ جب یہ بھی منظور نہ ہوئی تو وہ جم غفیر ہمراہ لیکر جسے بلحاظ تعداد و ترتیب فوج کہنا زیادہ موزون ہو سکتا ہے بحیرۂ اسود کو عبور کرکے یورپ آپہونچا اور ایڈریانوپل پر پیش قدمی شروع کی۔ بایزید جو اس وقت بہت بیمار تھا کچھ فوج لیکر بیٹے کے مقابلہ کو باہر نکلا۔ لیکن جسوقت باپ بیٹا دونون کی فوجین مقابل ہوئین تو یہ غیر طبعی مقابلہ دیکھکر بایزید کی آنکھون سے بے اختیار آنسو چل پڑے۔ یہ کیفیت دیکھکر رومیلیا کے بیلربے (امیر کبیر) نے باپ بیٹے مین بیچ بچاؤ کرکے صفائی کرا دی۔ سلیم کو یورپین علاقہ مین صوبہ سمندرا کی گورنری دیگئی اور بایزید نے اقرار کیا کہ مین احمد کو اپنا وارث نہین بناؤنگا۔ یورپ مین تو یہ واقعات درپیش آرہے تھے۔ اور ادہر ایشیائی علاقہ مین کورکود اور احمد کی چالبازیون اور سب سے بڑھکر قزاقون کی شورہ پشتی سے جو بایزید کی کمزور سلطنت مین بہت خود سر ہوگئے تھے عجب طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا تھا۔ قزاقون کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تہی کہ انکی جمعیت ایک خاص باقاعدہ فوج کے برابر ہوگئی تہی۔ اور عقیدہ اثنا عشریہ کے بھی اکثر پیرو جنکا شمار اُس وقت ایشیا کوچک مین بہت بڑھ گیا تھا۔ اونکے ساتھ شامل تھے۔ یہ لوگ ایران کے شیعہ فرمانروا شاہ اسمعیل صفوی کا یہان تک ادب و احترام کرتے تھے کہ قزاقون اور مذہبی خبطیون کی اس مخلوط فوج کے سردار نے اپنے لئے شاہ قلی (غلام شاہ) کا خطاب اختیار کیا۔ مگر عثمانی اوسے شیطان قلی پکارتے تھے۔ اس شخص نے سلطانی فوج کے کئی دستون کو شکست دی۔ آخرالامر وزیر اعظم اوسکے مقابلہ پر روانہ کیا گیا۔ اگست سنہ ۱۵۱۱ء مین مقام سریم شاک لی کے قریب باغی اور

سلطانی افواج مین سخت جانگداز لڑائی ہوئی۔ اور شیطان قلی اور وزیر اعظم دونون کہیت رہے۔ سلیم نے
ان فسادون کی آڑ پکر کر فوج عظیم اپنے پاس جمع رکھی اور ظاہر یہہ کیا کہ بوقت ضرورت کام آنیکے لئے اسے
جمع رکہا گیا ہے۔ اور جب حصول مدعا کی تکمیل مین زیادہ انتظار نہ کرسکا تو ایڈریانوپل مین جبرًا داخل ہوکر شاہی
اختیارات نافذ کرنے شروع کردیئے۔ بایزید یہہ خبر سنکر ایڈریانوپل پر بڑہا۔ اور باپ بیٹا ایک دوسرے
سے نبرد آزما ہوئے۔ سلیم کی فوج کے اکثر سپاہی بوڈہے سلطان کو دیکہکر اپنی حرکت پر سخت نادم ہوئے اور
سلیم کیطرف سے ہٹ گئے۔ جنکی باقیماندہ جمعیت سلطانی فوج کے ایک ہی ہلہ مین منتشر ہوگئی۔ اور خود سلیم اپنے
بادپا گہوڑے قرہ بلوط (سیاہ بادل) کی برق رفتاری اور اپنے دوست فرہادبیے کی جان نثاری کی بطفیل جسنے
ایک تنگ درہ مین تعاقب کنندگان کا مقابلہ کرکے سلیم کو اونکے پنجہ سے بچا دیا میدان جنگ سے جان
سلامت لے گیا۔ سلیم بحیرہ اسود کے بندرگاہ اخیولی کو جاکر وہان سے جہاز پر سوار ہوکر اپنے خسر خان کریمیا
کے پاس چلا گیا۔ اور تاج و تخت عثمانیہ کے لئے پہر ایک دفعہ قسمت آزمائی کرنے کے لئے وہان تاتاریون
اور ترکون کی ایک نئی فوج جمع کرلی۔ بایزید منجہلے بیٹے احمد کو تخت نشین کرنا چاہتا تہا۔ مگر دارالخلافہ کی فوج
نے اس ارادہ کی ایسی مخالفت کی کہ سلطان کو مجبورًا سلیم کو کریمیا سے واپس بلانا پڑا۔ سلیم کو یہہ پیغام کریمیا
مین موسم سرما مین پہونچا۔ اوس نے فورًا تین ہزار سوار جمع کرکے جنہین نصف کے قریب تاتاری تہے بحیرہ اسود
کے شمال مغربی ساحل کے راستہ وطن مالوفہ کا راستہ پکڑا۔ اوسکے بیشمار ہمراہی سردی کی شدت سے راستہ مین
مر گئے لیکن وہ یلغار کرتا ہوا برابر آگے بڑہتا چلا آیا۔ دریاے نیسٹر برف سے منجمد تہا اوسپر مقام ایکرمان کے قریب
عبور کیا اور بایزید کے اس حکم کی کوئی پروانہ کرکے کہ سلیم سمندرا کی گورنری پر جائے سیدہا قسطنطنیہ کیطرف
چلا آیا قسطنطنیہ سے تیس میل دور سے مینی شہری فوج کا آغا اوسے راستہ مین آملا۔ اور وہ دارالخلافہ مین تقریبًا
شاہانہ جلوس کے ساتہ جس مین وزراء و اعیان سلطنت بہی شامل تہے داخل ہوا بایزید نے بیشمار خزانہ اپنے
عہد مین جمع کیا ہوا تہا۔ اس نے سلیم کو تین لاکہ ڈیوکٹ یکمشت اور دو لاکہ سالانہ کی رشوت پر ٹالنا چاہا مگر
سلیم سوائے تخت کے اور کسی امر پر رضامند نہ ہوتا تہا۔ بایزید ابہی تک محلسرائے سلطانی پر قابض تہا کہ ۲۵
اپریل کو تمام فوج و باشندگان شہر نے محلسرائے کے دروازون پر جمع ہوکر سلطان کی خدمت مین بدلنے کا
مطالبہ کیا۔ اور جب اونکی درخواست نامنظور ہوئی تو سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ ہمارا بادشاہ ضعیف و بیمار
ہوگیا ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ اب سلیم ہمارا سلطان ہو۔ بایزید نے اس مطالبہ کو پورا کرنیکے سوا کوئی چارہ

بناکر اسی وقت تاج و تخت سلیم کے حوالہ کر دیا۔ سلیم نے آگے بڑھکر بکمال ادب باپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔
اور فصیل شہر تک باپ کی سواری کے ہمراہ جس نے بقیۃ العمر قصبہ ڈیموٹیکا مین جہان وہ پیدا ہوا تھا بسر کرنیکا
ارادہ ظاہر کیا پیدل گیا اور باپ کی پند و نصائح کو بغور سُنتا گیا۔

سلیم نے صرف آٹھ برس حکومت کی۔ مگر اس عرصہ مین اوسنے سلطنت عثمانیہ کو وسعت مین دوگنا بڑھا دیا
اوسکی فتوحات کی شان و شوکت۔ علم و ادب۔ تدبیر سلطنت اور فن جنگ مین اوسکی بےبدیل قابلیتون اور
اوسکی شاہانہ مستعدی اور مستقل مزاجی کے یورپ اور ایشیا دونون براعظمون کے مورخین معترف اور قایل ہیں
مگر اوسکی سفاکی اور بیرحمی مین بھی کسی کو شک نہین۔ اوسکے قہر و غضب سے دوست دشمن کسی کو مفر نہین تھا۔
اور خود اوسکے زمانہ مین یہ عام بد دعا تھی کہ خدا کرے تو سلطان سلیم کا وزیر ہو جائے۔ جو اس عہدہ پر مامور ہوتے
تھے اونکو اکثر ایک مہینہ سے زیادہ وزارت کرنی نصیب نہ ہوتی تھی چنانچہ جس شخص کو وزیر مقرر ہونے کا
حکم پہونچتا وہ سفر عاقبت کے لئے اوسیوقت سے تہیہ شروع کرکے سلطان کی خدمت مین حاضر ہونے سے پہلے
آخری وصیت وغیرہ سے فارغ ہو کر جاتا۔ ایک دفعہ وزیراعظم پیری پاشا نے سلیم سے کسی قدر ادب اور احتیاط
اور کسی قدر مزاحاً عرض کیا۔ میرے پادشاہ مین جانتا ہون کہ جلدی یا کچھہ دیر بعد تجھے اپنے وفادار غلام کو
قتل کرنیکے لئے کوئی نہ کوئی عذر مل جائے گا۔ اسلئے مجھے اپنے دنیاوی معاملات کے درست کرنے اور
دوسری دنیا کے سفر کے لئے جب مجھے تو کرائیگا کچھہ مہلت عطا کر۔ سلیم اس آزادانہ درخواست کو سُنکر کھلکھلا کر
ہنس پڑا۔ اور جواب دیا۔ مین تھوڑے عرصہ سے تیرے قتل کے فکر مین تو ہون۔ مگر مجھے ابھی تک تیری جانشینی
کے لئے کوئی قابل آدمی نہین ملا۔ ورنہ مین تجھے بڑی خوشی سے ممنون کرتا۔

جس شخص کو اپنے لواحقین۔ رعایا اور قابل ترین ملازمون کے خون کی ذرہ بھر پروا نہ ہو۔ اوسکے لئے
جنگ و جدال کا شایق ہونا ضروری امر تھا۔ اور اوسکا عہد حکومت تقریباً کبھی ختم نہ ہونیوالے کشت و خون کا
فسانہ تھا۔ وہ جیسا جسمانی طاقت مین شہ زور تھا ویسا ہی دماغی طاقت مین بھی تنومند و توانا تھا۔ عیاشی اور
حیوانی لذات کا اوسکو مطلقاً خیال نہ تھا۔ البتہ شکار کی مردانہ تفریح کا دلدادہ تھا۔ اوسکی عمر کے دن شکار یا جنگی امور
کے انصرام مین صرف ہوتے۔ سوتا بہت تھوڑا تھا۔ اور رات کا بڑا حصہ علمی مطالعہ مین گذارتا تھا۔ کتب
تواریخ یا فارسی نظم اکثر اوسکے مطالعہ مین رہتین۔ فارسی زبان اوسے بہت پیاری تھی اور اس مین خود اپنا ایک
دیوان چھوڑ گیا ہے۔ وہ نہ صرف عثمانیہ سلاطین مین سب سے بہتر شاعر گذرا ہے۔ بلکہ اوسکی نظم کو دوسرے تمام

شاعران پر ترجیح دیجاتی ہے۔ البتہ اسقدر افسوس ہو کہ اوسنے اپنی جودت طبع کا اظہار فارسی زبان مین کیا اور اوسکی مادری زبان ترکی اور اوسکے علم و ادب کو اوسکی طبیعت کی بینظیر موزونی اور اعلیٰ علمی قابلیت سے کوئی فائیدہ نہ پہونچا۔

خاندان عثمانیہ کو یورپ کے کل دیگر شاہی خاندانون پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ آجتک کسی اور خاندان مین مسلسل اتنی مدت حکومت نہین رہی۔ اس فوقیت کے علاوہ یہ فخر بھی اسی خاندان کو حاصل ہے کہ جس قدر جید شاعر اس خاندان کے سلاطین مین سے گذرے ہین۔ اور کسی فرمانروا سلسلہ مین نہین ہوئے۔

امیر المومنین عبدالحمید خان ثانی سے پہلے ۳۴ سلطان تخت عثمانی پر جلوہ افروز ہو چکے ہین۔ ان مین سے اکیس اپنی جولانی طبع کے نمونے دنیا مین چھوڑ گئے ہین۔

سلیم یاوز کو اپنے دادا محمد فاتح کیطرح قیصر اور اسکندر اعظم کے کارنامے پڑہنے کا کمال شوق تہا۔ مگر ان فاتحان زمانہ سلف کے سچے حالات اوس زمانہ مین کسی کو معلوم نہ تہے اور سلطان کو انکی سوانح معلوم کرنی کے لئے پر از غلو و مبالغہ ایشیائی قصون اور افسانون پر قناعت کرنی پڑتی تھی سلیم علم دوست ہونیکے ساتھ ہی علم پرور بھی تہا۔ اور اصحاب علم وفضل کو خاص عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا جن مین سے اکثر کو اوسنے عہدہ ہائے جلیلہ پر سرفراز کیا۔ مورخ ادریس کو اوسنے مفتوحہ علاقہ کردستان کے جدید نظم و نسق کا کام سپرد کیا۔ اور مشہور فقیہہ کمال پاشا شہزادہ احمد کو جسے بالعموم ابن کمال پکارا جاتا ہے۔ وقایع نگار کی حیثیت مین مصر پر چڑہائی کرتے وقت اپنے ساتھ لیگیا۔ ابن کمال نظم و نثر دونون مین ید طولیٰ رکہتا تہا نظم مین مثنوی یوسف زلیخا اور نثر مین نگارستان جو سعدیؔ کی گلستان کی طرز پر لکھی گئی اوسکی دیرپا یادگار رہینگی سلیم قد و قامت مین لمبا تہا لیکن اعضا چہوٹے تہے پہلے سلاطین کے برعکس وہ داڑہی ہر وقت منڈی رکہتا تہا مونچہین بڑی بڑی تہین جو سیاہ اور گہنی ابروؤن کے ساتھ ملکر اوسکے چہرہ کو ایسا مہیب بنائی ہوئے تہین کہ دیکھنے والا خوف کہا جاتا تہا۔ آنکھین بڑی اور سرخ تہین۔ اور ریاست وینس کے سفیر فوسکولو کا قول ہے کہ سلیم کے چہرہ کی سرخی مزاج کی خونخواری کو بدرجہ ظاہر کر رہی تہی سلیم کی تنک مزاجی اور غرور و تکبر کو اوسکی جہانبانی کے پہلے ہی دن سخت آزمایش سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ینگچری سپاہ نے سلطان سے بہت انعام و اکرام حاصل کرنے کا ارادہ کر کے اوس بازار مین جس مین سے اوسکے گذرنے کی توقع تہی دو رویہ دوہری قطارین صف بستہ کہڑے ہو گئے۔ اور صلاح کی کہ جب سلطان گذرے تو اسلحہ کی جھنکار بلند کیجائے جسکا یہ مطلب ہوتا کہ انہی کی

ذریعہ تمکو تخت ملا ہے۔ اور انہی کے ذریعہ تم اوس سے اتارے جا سکتے ہو۔ سلیم کو اس اژدحام کی
خبر ملی تو اپنی فرمانروائی کے پہلے ہی دن علی رؤس الاشہاد اس طرح اپنے سپاہیون کے ظل حمایت مین
گذرنے کے منظر سے سخت برافروختہ ہوا۔ اور اس ذلت سے بچنے کے لئے دوسرے رستہ سے گذر گیا۔
لیکن انعام سے انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکا بلکہ اوسکو اس قدر انعام دینا پڑا کہ پہلے کسی سلطان نے
تخت نشینی کے موقعہ پر نہ دیا تھا جس سے خزانہ تقریباً خالی ہوگیا۔ سلطان کی اس رعایت سے دلیر ہوکر ایک
چھوٹے ضلع کے گورنر نے جو سنجق بے کا عہدہ رکھتا تھا سلیم کے نزدیک جاکر بواگیر بڑھائے جانیکی درخواست
کی سلیم نے اُسی جگہہ تلوار کھینچکر اوسکا سر قلم کر دینے سے میاں سائل کی درخواست کا جواب دیا۔
سلیم نے چونکہ خود باپ کے برخلاف بغاوت کرکے تاج و تخت حاصل کیا تھا اوسکے دل مین اپنے بھائیون
کے حسد و رشک سے جو سلطنت کے بعض نہایت زرخیز صوبون پر حکمران تھے اور جو شاہی ورثہ سے ہاتھ پاؤن
ہلائے بغیر غالباً بمشکل دست بردار ہوتے خوف پیدا ہونا لازمی امر تھا۔ بایزید کے آٹھ بیٹون مین سے پانچ یعنے
عبداللہ۔ محمد۔ شاہین شاہ۔ عالم شاہ اور محمود باپ کے عین حیات فوت ہو چکے تھے۔ شاہین شاہ نے ایک
لڑکا بنام محمد اور عالم شاہ نے بنام عثمان پیچھے چھوڑا۔ محمود کے تین فرزند موسیٰ۔ ارخان اور امین باپ کے بعد باقی رہے
سلیم کے دو زندہ بھائیون مین سے کورکود لاولد تھا۔ احمد شہزادہ احمد کے چار بیٹے تھے۔ سلیم کا فقط ایک ہی
بیٹا شہزادہ سلیمان تھا۔ اس طرح سلیم کی تخت نشینی کے موقعہ پر بایزید کی نسل سے بارہ شہزادے زندہ تھے۔
شروع مین تو سلیم کے بھائی اوسکو سلطان قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے اور جب اوسنے اونکو اونہی صوبون
کی حکومت پر جنپر وہ باپ کے زمانہ سے حکمران تھے بحال رکھا تو اونہون نے پیش کردہ گورنریون کو منظور کر لیا۔ مگر
احمد نے جو ایشیا کا گورنر تھا تھوڑی مدت بعد ایشیائی دار الخلافہ بروصہ پر قابض ہو جانے اور باشندون سے
بھاری ٹیکس وصول کرنے شروع کر دینے سے ظاہر کر دیا کہ وہ تخت شاہی کی ہوس خام سے باز نہین آیا۔ سلیم
شہزادہ سلیمان ولیعہد کو قسطنطنیہ مین چھوڑکر خود ستر ہزار سپاہ جرار لیکر فوراً ایشیائی کوچک کیطرف روانہ ہوگیا
اور ایک سو پچیس جنگی جہاز باسفرس کے ساحل کی نگرانی کے لئے بحر اسود کو بھیجدیئے۔ احمد سلیم کے
حملہ سے ڈر کر بھاگ گیا اور اپنے دو فرزندون کو شاہ اسمٰعیل صفوی والئی ایران کے پاس مدد مانگنے کے لئے
روانہ کیا۔ سلیم نے بروصہ پر قابض ہوکر فوج کے حصہ کثیر کو موسم سرما بسر کرنیکے لئے بارکون مین بھیجدیا۔ اس اثنا
مین احمد نے سلیم کے کئی افسرون سے سازباز کر لی۔ اور اپنی جمعیت مضبوط کرکے لڑائی دوبارہ شروع کر دی

جس مین اوسکو چند خفیف فتوحات بھی حاصل ہوئین۔ سلیم نے اپنے وزیر اعظم کو جو زمرہ نمکحرامان مین سے تہا
فوراً قتل کرادیا۔ اور ساتھہ ہی اپنے پانچ نو عمر بہتیجون کو جو بروصہ کے چند روسا کے مکانون مین بعزت و احترام
نظر بند تہے مروا ڈالا۔ مقتول شہزادون مین سب سے بڑا عثمان پسر عالم شاہ بیس برس کی عمر کا تہا۔ اور سب سے
چہوٹا محمد پسر شاہین شاہ عمر مین سات برس کا تہا جب جلاد جو گونگے ہوا کرتے تہے سلیم کے حکم سے ان
معصوم شہزادون کے کمرہ مین داخل ہوئے تو اس خوردسال شہزادہ نے جان بخشی کے لئے سخت الحاح
و منت کی۔ مگر رحم کسے آتا۔ بڑا شہزادہ یہ جانتا تہا اوسنے قاتلون پر دلیرانہ حملہ کیا اور ان مین سے ایک کو
قتل اور دوسرے کو مجروح کر کے خود بھی آغوش اجل مین لیٹ گیا۔ متوفی شہزادگان کے جنازے شاہانہ
تزک و احتشام سے اوٹہائے گئے اور وہ مراد ثانی کے مقبرہ کے قریب مادر گیتی کے حوالہ کئے گئے۔

اس واقعہ کی خبر پہنچنے پر شہزادہ کورکود کو بھی جو ابتک صوبہ سروخن کی حکومت پر قناعت زندگی
بسر کر رہا تہا اپنا فکر پڑگیا۔ اوس نے ینگچریون کو اپنے ساتھہ ملانے کی کوشش کی۔ اور سلیم کے ساتھہ جان توڑ
مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہوگیا۔ سلیم کو اپنے بہائی کے ارادون سے اطلاع ہوگئی۔ مگر اپنا مدعا یہ ظاہر کئے
بغیر کہ اوسکو بہائی کے منشا سے آگاہی ہوگئی ہے۔ سلیم بڑے پیمانہ پر شکار کہیلنے کے بہانہ سے بروصہ
سے روانہ ہوا۔ اور پہر اچانک دس ہزار سوار لیکر کورکود کے صوبہ پر جا پڑا۔ کورکود صرف ایک خادم پیالی کو
ہمراہ لیکر بہاگ گیا۔ اوسکا تعاقب ہوا۔ اور پکڑا گیا۔ سلیم نے اپنے ایک افسر سنان پاشا کے ہاتہہ بہائی کو
کہلا بہیجا کہ تمکو اس جہان سے رحلت کرنی پڑے گی۔ جس مقام مین شہزادہ نظر بند تہا سنان جان رات کے
وقت پہنچا۔ اوسنے کورکود کو خواب سے بیدار کر کے موت کے لئے تیار ہونیکو کہا۔ شہزادہ نے ایک گہنٹہ کی
مہلت لیکر بہائی کو ایک منظوم خط لکہا جس مین اوسکی ظلم شعاری پر اوسے بہت ملامت کی۔ خط سے فارغ
ہوکر اوسنے گردن جلاد کے سامنے رکھدی جسنے وہ کمان سے گلا دبا کر طائر روح کو قفس عنصری سے رہا کردیا۔
سلیم اپنے بہائی کا مرثیہ پڑہکر بہت رویا۔ بعض عیسائی مورخین لکہتے ہین کہ اوسکو مرحوم شہزادہ کی قابل رحم موت
پر رقت طاری نہین ہوئی تہی۔ بلکہ اوسکے اشعار کی خوبی اور مضمون خط کی بلند خیالی نے اوسکو دل پر اثر کیا تہا۔
بہرحال اوس نے اپنی مصنوعی یا واقعی رنج کو یہانتک نبہایا کہ تین دن تک عام سوگ کا حکم دیا۔ اور جن ترکمانون
نے تعاقب کنندگان کو کورکود کے چہپنے کی جگہہ بتائی تہی۔ اور اس خدمت کے صلہ مین انعام مانگنے بروصہ
آئے تہے قتل کرادیا۔ ✦

ندیتو ا شہزادہ احمد مقتول فوج جمع کرکے سلیم کی افواج پر مزید فتوحات حاصل کر چکا تہا جنکے بعد اگر وہ بدستور مستعدی ظاہر کرتا تو غالباً تخت عثمانیہ کا مالک ہوجاتا۔ مگر شہزادہ مذکور گو بہادر پورا تہا لیکن ہمت و استقلال مین سلیم سے بدرجہا گرا ہوا تہا۔ سلیم نے اپنی فوجکو کمک پہونچادی اور ۲۴ اپریل ۱۵۱۳ء کو فیصلہ کن لڑائی ہوئی جسمین احمد کو فاش ہزیمت ہوئی اور وہ گرفتار ہوگیا۔ اسکا انجام بھی کورکود جیسا ہوا۔ اور سنان نے ہی اسکو بہی جسم خاکی کی قید سے آزاد کیا۔ مرنیسے پہلے احمد نے سلطان کو دیکہنے کی درخواست کی۔ جسے سلیم نے باین جواب نامنظور کیا کہ مین اپنے بہائی کو وہ ملک عطا کرتا ہون جو ایک عثمانی شہزادہ کے حسب حال ہوسکتا ہے۔ احمد ان الفاظ کا مطلب سمجہ گیا۔ اور جب سنان کمرہ مین داخل ہوا تو بلا عذر اپنا سر اوسکی آگے جہکا دیا۔ تارکند سے پہانسی پانے سے پہلے اوسنے اپنی اونگلی سے ایک انگشتری اوتار کر سنان کے حوالہ کی کہ اوسے الوداعی تحفہ کے طور پر سلطان کی خدمت مین پیش کردے اور عرض کردے کہ متوفی ایسا حقیر ہدیہ پیشکش کرنے سے معافی کا خواستگار تہا۔ اس انگشتری کی قیمت صوبہ رومیلیا کی ایک سال کی آمدنی کے برابر بتلائی گئی ہے۔ احمد پانچ مقتول شہزادون کے پاس بروصہ مین دفن کیا گیا۔

سلیم نے اندرونی خرخشون سے بیخوف ہوکر اب ملک گیری کیطرف توجہ کی۔ مگر مسلمانون کی بدقسمتی اور عیسائیون کی خوش قسمتی سے قدرت نے اسوقت کچہ ایسے سامان بہم پہنچا دیئے کہ اس اولوالعزم بادشاہ کی تمام ہمت و کوشش عیسائی طاقتون کو زیر کرنے پر صرف ہونیکی بجائے اپنی ہمسایہ دو عظیم الشان اسلامی سلطنتون کو پامال اور فتح کرلینے پر خرچ ہوگئی۔ اسے منشاء ایزدی کہنے کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ کہ محمد فاتح کے بعد بایزید جیسا کاہل سلطان برابر اکتیس برس تخت عثمانیہ پر متمکن رہکر ایک عیسائی طاقت کو بلاد ہسپانیہ سے بالکل وجود مسلمانون کو خارج اور دیگر مسیحی سلطنتون کو اپنی طاقت سنبہالنے کا موقع دیدے اور اوسکے بعد سریر جہانبانی پر سلیم ایسا عالی ہمت فرمانروا رونق افروز ہو جو اکیلا ان طاقتون کے شیرازہ کو پراگندہ کرنے اور ہسپانیہ کو مسلمانون کا وطن بنانے کے لئے کافی مضبوط ہو۔ مگر بدقسمتی سے اوسکے عہد حکومت مین عیسائیونکو اوٹہا اپنی سنبہلی ہوئی طاقتون کو ایسا مضبوط کرنے کی مہلت ملجائے کہ آخر سلطان سلیمان عظیم الشان کی ۴۴ سالہ متواتر کوششین بہی اس غلطی کی تلافی نہ کرسکین۔ اللہ اکبر۔ اگر وہ دونون سلطنتین سلطنت عثمانیہ کے ساتہ متفق ہوکر دول یورپ کے مقابلہ پر کمر بستہ ہوجاتین تو کیا سلطان سلیمان کو کبہی وائینا کے محاصرہ سے بادل افسردہ ہاتہ اٹہانے اور اوسکو آئندہ بہی کبہی فتح کرنے سے مایوس ہونیکی ضرورت پڑتی؟ اور کیا فاتح اندلس موسیٰ کا وہ ارادہ عملی طور پر پورا نہ ہوجاتا

جو اوس نے ۷۱۱ء مین اندلسیہ کو دامن کوہ پیرینیز تک فتح کر کے کل فرانس کو مغلوب کرنے اور پہر وہان سے
جرمن ہنگری اور مشرقی یورپ کو تابع فرمان کر کے قسطنطنیہ پہونچنے کا اپنے دل مین بالاستقلال ٹہان کہا تہا
مگر مسلمانون کی کمبختی سے جس ارادہ کو خلفائے امیہ کے احسان فراموش دربار دمشق نے نامور جنرل اور فاتح
سپہ سالار کو بذلت تمام واپس بلا کر اپنی سازشون کی قربانی بنا دینے سے پورا نہ ہونے دیا تہا ۔ اور کیا اوس
شکست فاش کا داغ بدنامی جو عربی لشکر کو فتح ہسپانیہ سے بیس برس بعد موسی کے ارادہ کی تکمیل مین فرانس
پر ۷۳۲ء مین حملہ آور ہونے پر بمقام ٹورس ملی تہی ہمیشہ کے لئے بہادران اسلام کی پیشانی سے نہ دہویا
جاتا ؟ ۔ اور کیا آج ہمارے پیارے خلیفہ سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی کو مسیحی طاقتون کے ہاتہون یہ ظلم
وستم برداشت کرنے پڑتے ؟ ہرگز نہین ۔ ان تینون اسلامی طاقتون کا اتفاق بیشک یہ سب کچہہ کر دکہاتا
لیکن اگر اتفاق نہ بہی ہوتا مگر ساتہہ ہی نا اتفاقی اور مخاصمت بہی نہ ہوتی تو اکیلا سلطان سلیم ہی موسیٰ کے ارادہ
کی پوری تکمیل نہ سہی آدہی تو بالضرور کر دیتا لیکن اس موقعہ پر یہ کہکر دل کو تسلی دینی پڑتی ہے کہ کل امور ہون باقضا ۔
مقدر کا نوشتہ شاید یہی ہو کہ اس نا اتفاقی کا نتیجہ بد ساڑہے تین سو برس بعد سلطان عبدالعزیز مرحوم پر کسی قدر
آشکارا ہو کر ٹہیک پونے چار صدیون کے بعد مولانا السلطان عبدالحمید خان ثانی غازی پر کامل طور پہ رخ
نما ہوا وہ کل مسلمانان عالم اور موجودہ اسلامی فرمانروایون کو مسلمانون کی غفلت سے ہسپانیہ سے اسلامی حکومت کے
معدوم ہونیکا دردناک واقعہ یاد دلا کر آئندہ کے لئے نا اتفاقی سے بچنے کی نصیحت اور باہمی آپس مین متفق اور متحد
ہونے کی پرزور درخواست کرین ۔ سلطان سلیم کے معرکون پر افسوس اور دلی رنج ظاہر کرنے کے ساتہ ہی یہ تسلیم
کرنے سے چارہ نہین کہ انہی عثمانیہ سلاطین کو چند وسیع و زرخیز ممالک مل جانے اور سلطنت عثمانیہ کی طاقت
مجتمع ہو جانے کا فائدہ حاصل ہونے کے علاوہ ایک ایسی نعمت عظمی اونکو حاصل ہو گئی جو کسی عیسائی ممالک کے

سلہ اعلیحضرت امیر المومنین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی کی خدمت مین ۱۸۹۷ء کی سہ ہفتہ جنگ ٹرکی
و یونان مین کامل فتح نصیب ہونے پر جب ہند مصر مراکو ۔ انگلستان اور ایران و دیگر اسلامی ممالک کے مسلمانون
نے مبارکباد کے پیغام ارسال کئے تو حضور ممدوح نے ایک طویل مراسلہ مین اونکا اخلاص و اظہار عقیدت مندی کا دلی
شکریہ ادا کر کے مسلمانون کو خلافت عظمی کے واجبات سے آگاہ کیا اور ساتہہ ہی اندلس کے مسلمانون کے خوفناک
حشر کو یاد دلا کر اوسکی تلافی کرنے کی نصیحت کی ۔ ۱۲ مؤلف ۔

فتح کر لینے سے زیادہ قیمتی تہی اور جسکا عثمانیون کو ملجانا مسلمانون کے لئے بہی کچہہ کم مفید نہین ہوا۔ یعنے
فتح مصر سے سلطان سلیم محافظ حرمین شریفین اور خلیفہ رسولؐ رب العالمین ہو گئے۔ جس سے اون کو اور
اونکے جانشینون مین سے جو کوئی چاہے اور جو قابلیت بہی رکہتا ہو ہر زمانہ اور ہر وقت مین مسلمانان عالم کو
متفق کرنے کا منصب حاصل ہو گیا۔ اور یہ اسی منصب کی طفیل ہے جو فتح مصر سے سلطان سلیم کو حاصل ہوا۔
کہ آج کل دنیا کے مسلمان اونکے فرزند رشید عبد الحمید کے حکم کی تعمیل کو دل جان سے حاضر ہین۔ اور مسلمانون کی
لئے یہ فتح اسلئے مفید ہوئی کہ اونکی مذہبی خلافت ایک کمزور و ناتوان خاندان کے تصرف سے نکل کر جو حاکم ہونے
کی بجائے جیسا کہ لازمہ خلافت ہے خود غلامون کا غلام بنا ہوا تہا۔ ایک فاتح جری۔ شیدائی اسلام۔ اور فدائی دین
و مذہب خاندان مین منتقل ہو گئی جو خلافت کے فرائض و لوازمات کو بجالانیکے قابل اور احکام خلافت کی تعمیل
کرانے پر قادر تہا اور ہے اور بفضل خدا ہمیشہ رہے گا۔

سلیم عیسائی طاقتون پر حملہ آور ہونے سے اسلئے معترز نہین ہوا تہا کہ اس مین اپنے آباؤ اجداد ایسا جوش
اسلام کی خدمت کا نہین تہا۔ برخلاف اسکے وہ ایسا پر جوش مسلمان تہا کہ یہی پر جوشی اوسکو عیسائی ممالک پر
فوجکشی کرنے کی مانع ہوئی۔ وہ کل سلاطین عثمانیہ مین سب سے بڑہکر متعصب ہوا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ اگر انسان
مین تعصب اور دینی جوش زیادہ ہو تو اوسے غیر مذہب والون کی نسبت خود اپنے ہی مذہب کے اون فرقون سے
جنکو وہ مرتد سمجہتا ہو بہت زیادہ نفرت ہو جاتی ہے۔ شیعہ اور سنیون کا جہگڑا اسلام کو پہلے کچہہ کم ضعف نہ پہنچا
چکا تہا۔ جنگ جمل و صفین و معرکہ کربلا کا اسکو باعث نہ بناؤ۔ لیکن یہ تو مسلم امر ہے کہ بغداد کی خلافت عباسیہ
کا چراغ سحری اسی نامراد تنازعہ کی باد صرصر سے گل ہوا۔ اور اسی اختلاف مذہبی نے کئی دنون تک دجلہ مین پانی
کی جگہہ خون کا سیلاب بہایا۔ پانسو برس کا خاندان ایک آن مین برباد اور اوسکے پینتیسوین خلیفہ کو وحشیون کی ہاتھ
سے بکرے کی طرح ذبح کرا ڈالا۔ یہی اختلاف اور کئی اسباب کو اپنے ساتھہ ملا کر اب بہی دو اسلامی سلطنتون کو ایک
دوسری کا کئی صدیون تک جانی دشمن بنانے کا موجب ہوا۔ ترک اسلام قبول کرنیکے زمانہ سے خالص سنت
والجماعت ہین۔ اسی طرح ایران عرصہ مدید سے مذہب اثنا عشریہ کا مخزن اور مامن چلا آیا ہے۔ یہ ملک حضرت
عمرؓ کے زمانہ خلافت مین آتش پرست خاندان ساسانیہ کے تصرف سے مقبوضات اسلامیہ مین داخل ہوا۔ آخری
ایرانی بادشاہ یزدجرد کچہہ عرصہ جنگلون مین بہٹکتے پہرنے کے بعد آخر قتل ہوا۔ اور ایران اور ملحقہ ممالک ترکستان
مین قبایل عرب نے منتشر ہوکر چند برسون مین کل بلاد کو نور اسلام سے تابان کر دیا۔ چنانچہ اب تک بنی شیبان وغیرہ

ایسے عرب قبایل ایران مین موجود ہین جنکی اوضاع و اطوار مین کوئی تغیر نہین پیدا ہوا - اور اس وقت تک خالص عربی خون اونکی رگون مین موجزن ہی - دوسو برس تک اس ملک پر خلافت راشدہ خلافت بنو امیہ اور بنو عباسیہ کی طرف سے عامل مقرر ہوتے رہے - ہارون رشید کے بعد جب اوسکو دونون بیٹون امین پسر زبیدہ خاتون (جسکو ہارون نے نصف ملک عطا کرکے خراسان و ایران وغیرہ کا بادشاہ بنادیا تہا) اور مامون رشید مین جو کنیزک کے بطن سے تہا - اور بغداد و ممالک غربی پر حکمران تہا لڑائی ہوئی - تو مامون کا سپہ سالار طاہر ذوالیمینین امین کو شکست فاش دینے کے بعد قتل کرکے ایران کا فرمانروا ہوگیا اور تین نسل تک برائے نام خلیفہ کی ماتحت رہکر اوسکا خاندان اس سرزمین پر حکمران رہا جب خلافت عباسیہ کمال انحطاط کو پہونچگئی تو ہر ایک صوبہ بہادرون کی قسمت آزمائی کا تختہ مشق بنگیا سیستان کے ایک گمنام برتن ساز لیث کے فرزند یعقوب نے اپنے نیروے بازو اور ہمت خداداد سے بتدریج ترقی کرکے خراسان کی حکومت طاہر کے خاندان سے چھین لی - اور صفاریہ کا خاندان قایم کیا جسکے چوتہے اور آخری بادشاہ خلف بن احمد بن یعقوب کو جو سبکتگین اور محمود غزنوی کا ہمعصر تہا، سلطان محمود نے گرفتار کرکے غزنی بہیجدیا - اسکے بعد ایران و خراسان کے نصف حصہ پر خاندان سامانیہ کے سلاطین حکمران رہے اور نصف پر خاندان دیالمہ کے فرمانروا - اسکے بعد چنگیز خان کی یورش اور ہلاکو خان کے ہاتہہ سے بغداد کے فتح ہونیکے زمانہ تک سلجوقیہ اور آتابک خاندان ان ممالک پر حکمران رہے چنگیز خان کے پوتہ ہلاکو خان نے جب تیرہوین صدی عیسوی مین خلافت عباسیہ کی کل جاہ و حشمت کو سواے نام[1] کے بالکل برباد کردیا تو ایران و ممالک ملحقہ کے تمام خود مختار خاندانون کو معدوم کرکے اپنی حکومت قایم کردی جو ڈیڑہ سو برس تک اوسکی اولاد کے تصرف مین جنکو ایلخان پکارا جاتا تہا رہی - اسکے بعد اونکی حکومت مختلف تاتاری اور ترکمان سردارون کی تنازعہ و منافرت کی آماجگاہ بنگئی - ان سردارون مین تاتاری قبیلہ جلایہ اور ترکمانی قبایل آق قوینلو (مالکان گوسفند سفید) اور قرہ قوینلو (مالکان گوسفند سیاہ) کے سردار سب ممتاز تہے - پندرہوین صدی کے شروع مین تیمور کی فتوحات نے ان تمام خانہ جنگیون کا خاتمہ کرکے ان ممالک پر اپنے خاندان کی حکومت قایم کردی - مگر اس نامور تاتاری فاتح کی اولاد کسی عرصہ دراز تک انتظام قایم رکہہ سکی

[1] نام کا استثنا اسلئے کیا گیا ہے کہ بغداد کے تباہ ہونیکے بعد خاندان عباسیہ مین سے ایک شخص نے مصر مین پناہ جا لی - اور وہان سلسلہ خلافت کا قایم کیا جو صرف برائے نام تہا، اور اوسکے ساتہہ کوئی دنیاوی حکومت وابستہ نہ تہی - یہ خلافت ۱۵۱۷ء مین سلیم کو ملی اور اس طرح سے خاندان عثمانیہ مین منتقل ہوگئی -

اور ترکمان و تاتاری قبایل کی پہر وہی خانہ جنگیان شروع ہوگئین۔ جنکا قطعی استیصال مشائخ صوفیہ کے ایک مشہور خاندان کے ہونہار نوجوان یعنی شاہ اسمٰعیل نے ہمیشہ کے لئے کر کے خاندان صفویہ کی بنیاد قایم کی۔

محمد کمال بن اسماعیل مولف کتاب زبدۃ التواریخ جو شاہ عباس صفوی کے زمانہ مین ممتاز منصب دار تہا شاہ اسمٰعیل کا شجرہ نسب اپنی کتاب مین اس طرح لکہتا ہے۔ شاہ اسمٰعیل بن سلطان حیدر بن سلطان جنید بن شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن صدر الدین بن شیخ صفی الدین اسحٰق بن جبرئیل بن شیخ صالح بن شیخ قطب الدین بن شیخ صلاح الدین بن رشید الدین بن محمد الحافظ بن عوض الخاص بن فیروز شاہ زرین کلاہ بن سید محمد الاعرابی بن سید ابو القاسم حمزہ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق امام ششم۔ شاہ موصوف کے آبا و اجداد اصحاب کرامت اور ارباب حرفت تقویٰ تہے۔ اور مدت مدید قصبہ اردبیل مین مقیم رہے۔ اس خاندان مین جس بزرگ نے سب سے پہلے شہرت و ناموری حاصل کی وہ شیخ صفی الدین تہے۔ اور اونہی سے نسبت پاکر اسکا نام خاندان صفویہ مشہور ہوا۔ شیخ موصوف کے بعد اونکے فرزند خواجہ صدر الدین صاحب خرقہ اور ہادی فرقہ ہوئے خواجہ ممدوح امیر تیمور کے ہمعصر تہے۔ ایک دفعہ امیر نے معرکہ انگورا کے بعد اونکی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ اگر کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرماوین۔ خواجہ صاحب نے کہا جو ترک تیرے پاس اسیر ہین اونکو رہا کر دے۔ صاحبقران نے فوراً تعمیل ارشاد کر دی۔ یہ قیدی اس احسان بزرگانہ سے اونکے ایسے گرویدہ ہوگئے کہ رہائی پاتے ہی زمرہ مریدان مین داخل ہوگئے اور نسلاً بعد نسلٍ جس قدر اونکی جمعیت بڑہتی گئی اسیقدر اونکی عقیدت مین ترقی ہوتی گئی حتیٰ کہ اسیر زادگان اسیر اور اونکی اولاد سے پیر زادے غربت و مسکنت کی قید سے رہا ہو کر مالکان سلطنت عظیم ہوگئے۔ خدا کی قدرت ہے کہ ایک بزرگ تو ترک اسیرون کو جابر فاتح سے رہائی دلوائے اور اُسی کا ایک جانشین ترکون کے خون کا پیاسا ہو۔ اور خود وہ ترک اور اونکی اولاد اپنے پیر کی عقیدت مین ایسے فنا ہوجائین کہ آخر اُس پیر مرد کی اولاد کی خاطر حب الوطنی اور اپنے آبا و اجداد کے مذہب (یعنی عقیدہ سنت والجماعت) کو خیرباد کہدیں اور اپنے پیر زادون کے دوش بدوش اپنے قومی بہائیون (ٹرکی کے ترکون) سے نبرد آزما ہون۔ خواجہ صدر الدین کے فرزند خواجہ علی زیارت مکہ معظمہ سے فارغ ہو کر بیت المقدس گئے اور وہین واصل بحق ہوئے۔ اونکی قبر آجتک اُس شہر مین موجود ہے جہان اونکو شیخ العجم کے نام سے پکارتے ہین۔ شیخ جنید کے زمانہ مین مریدون کا اس قدر اجتماع ہوگیا کہ ترکمان قبیلہ قرہ قونیلو کے سردار جہان شاہ بن قرا یوسف نے جو آذربائیجان پر حکمران تہا اونکی جمعیت سے متوہم ہو کر جنید کو اردبیل سے نکالدیا۔ خواجہ ممدوح دیار بکر کے حاکم امیر حسن بیگ کے پاس

جو قبیلہ آق قونیلو سے تہا اور اوزون یعنی طویل کے لقب سے مشہور تہا چلے گئے۔ امیر نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا اور اپنی ہمشیرہ کا عقد خواجہ سے کر دیا لیکن نہ حسن کی قرابت اور نہ مریدون کی حمائت یکر سکی کہ خواجہ کی اقامت پہر اردبیل مین ہو سکے۔ اسلئے وہ مایوس ہوکر شیروان کیطرف چلدیئے۔ وہان کا حاکم برسر پیکار ہوا۔ اور خواجہ تیر کے زخم سے ملک عدم کو سدہار گئے۔ اونکے بعد اونکا بیٹا سلطان حیدر جو حسن اوزون کا بہانجا تہا وارث ہوا۔ اس نوجوان مین (مان کی طرف سے) سیاست امارت اور (باپ کی طرف سے) ریاست ولائیت کی اوصاف مجتمع تہے۔ چنانچہ باپ کی مسند پر بیٹہتے ہی طریق جہانگیری اختیار اور امیرانہ ٹہاٹہہ قائم کیا۔ اوسکا ماموں حسن اس اثنا مین امیر تیمور کی اولاد جہانشاہ اور سلطان ابوسعید کو تاج و تخت سے ہٹا کر کل ممالک ایران کا بالاستقلال سلطان ہو چکا تہا۔ اُسنے اپنی لڑکی سلطان حیدر سے بیاہ دی۔ مسلمان مؤرخین اس لڑکی کا نام عالم شاہ لکہتے ہین۔ لیکن ایک یورپین مورخ جو سلطان حسن کے دربار مین حاضر رہچکا تہا لکہتا ہے کہ اوسکا نام پارسا تہا اور اوسکی مان عیسائی اور بادشاہ طرابزون کی لڑکی تہی۔ سلطان حیدر کی بیوی کی مان خواہ عیسائی ہو یا مسلمان مگر جیسا کہ سلطان محمد فاتح کے حالات مین لکہا جا چکا ہے یہ متفق علیہ امر ہے کہ شاہ طرابزون کی دختر سلطان حسن کے حبالہ نکاح مین تہی چنانچہ اسی قرابت کیوجہ سے وہ طرابزون کے تاج و تخت کا مدعی ہوا تہا۔ لیکن وہ اپنی پچاس ہزار فوج سے سلطان فاتح کے لشکر جرار کا مقابلہ کرنے کی کب جرأت کر سکتا تہا۔ سلطان حیدر کی اس بیوی کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ سلطان علی۔ ابراہیم میرزا۔ اور شاہ اسمٰعیل جب بڑا لڑکا جوان ہوا تو سلطان حیدر نے مریدون کو جمع کرکے باپ کے خون کا عوض لینے کے لئے شیروان پر چڑہائی کی۔ آخر لڑائی مین وہان کے حاکم سے شکست کہا کر قتل ہوا۔ مریدون نے نعش اردبیل مین لاکر دفن کی اور سلطان علی کو اوسکا جانشین بنایا۔ لیکن امیر حسن کے بیٹے یعقوب نے جو اس وقت باپ کی جگہہ فرمانروائے ایران تہا سلطان علی اور اوسکے بہائیون یعنی تینون بہائیون کو اصطخر فارس کے ایک قلعہ مین محبوس کر دیا۔ چار برس بعد یعقوب بیگ کے فوت ہونے پر تینون بہائیون کو قید سے بہاگنے کا موقعہ ملگیا۔ وہ اردبیل کو بہاگے اور مریدون کی ایک جماعت اونکے پاس جمع ہوگئی۔ لاکن ابہی جمعیت کافی نہ ہوئی تہی کہ لڑائی شروع ہو گئی اور سلطان علی قتل ہو گیا۔ اوسکے بہائی لباس تبدیل کرکے گیلان کی طرف بہاگ گئے۔ جہان ابراہیم میرزا بہی فوت ہوگیا۔ اور اسمٰعیل جسکی عمر اُس وقت چودہ برس کی تہی اکیلا رہگیا۔ اسمٰعیل کے چودہ برس کی عمر تک کے حالات کوئی ایسے معلوم نہین جو قابل تذکرہ ہون۔ گدی نشین ہونے پر اوس نے

باپ و دادا کا بدلہ لینے کے لئے مریدون کو جمع کر کے شیروان پر حملہ کیا۔ اور شاہ شیروان کو شکست فاش دی۔ جب یہ خبر الوند بیگ پسر یعقوب بیگ آق قونیلو (جو اسمعیل کے نانا کا پوتہ یا ماموں زاد بھائی تہا۔) کو پہونچی تو وہ بہت مضطرب ہوا۔ اور اسمعیل کے استیصال کے لئے لشکر کشی کی۔ مگر شاہ شیروان کیطرح شکست یاب ہوا۔ اسمعیل نے بلاد آذربائیجان پر متصرف ہو کر تبریز کو اپنا دار الولایت و السلطنت بنایا۔ دوسرے برس عراق پر فوجکشی کر کے ہمدان کے قریب آق قونیلو قبیلہ کے امراؤں سے ایک اور امیر کبیر سلطان مراد کو ہزیمت فاش دی۔ اس فتح کے بعد اوسکا اقتدار بسرعت تمام کل عراق پر پہیل گیا۔ الغرض گیلان چہوڑے چار برس نہ ہوئے تہے کہ فقیر کنج خانقاہ امیر گنج دبارگاہ اور حیدر درویش کا بیٹا ایران کا مستقل فرمانروا ہو گیا اسکے آبا و اجداد صوفی اور موحد تہے۔ اور اونکا اعتقاد فلاسفۂ الٰہیین کے عقیدہ کے مطابق تہا۔ مگر چونکہ مریدان دنیادار تصوف و توحید کے مقامات عالی کے ادراک سے عموماً عاجز ہوتے ہین۔ اسلئے حضرت علیؓ کی محبت کی تلقین شروع کی۔ جو رفتہ رفتہ امامیہ طریق کی تعلیم کا رنگ پکڑتی گئی حتی کہ اسمعیل نے حب علیؓ اور بغض علیؓ کو ترقی دولت اور ازدیاد جاہ کا آلہ ٹہیرا کر اپنے مریدون اور رعایا کے دلون مین اسلام کے دیگر فرقون کی طرف سے سخت مذہبی تعصب اور بغض و عناد پیدا کر دیا۔ اور سات ترک قبائل یعنی استاجلو۔ شاملو۔ نیکالو۔ بہارلو۔ ذوالقدر قاجار۔ اور افشار کو جنکی امداد و سعی سے اوسے ترقی و ظفر نصیب ہوئی سرخ کلاہ پہنا کر اونکا نام قزلباش رکہا تخت نشینی کے بعد چند برسون کے عرصہ مین اوسنے اکثر بلاد ایران کو مطیع و منقاد کر کے بغداد اور اوسکے ملحقہ علاقہ کو فتح کر لیا۔ ادہر سے فارغ ہو کر ازبکون کو دوبار شکست دیکر خراسان و بلخ و قم کو فتح کیا۔ اور پھر عنان توجہ اُن ممالک کی تسخیر پر جو سلطنت عثمانیہ سے ملتے جلتے تہے منعطف کی۔ سرحد کے التصاق سے ہمسایہ سلطنتون مین شکر رنجی پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ ایک وجہ تو سلیم کی ناراضی کی یہ تہی۔ دوسری وجہ یہہ تہی کہ اسمعیل نے احمد کی طرفداری کی تہی۔ اور اوسکے تین بیٹون کو جو عثمانیہ شاہزادون کے قتل عام سے بچ رہے تہے اپنے پاس پناہ دی تہی۔ تیسری اور سب سے بڑی وجہ مذہبی اختلاف اور تعصب تہا۔ شاہ اسمعیل کو سلیم کی تخت نشینی سے بہت عرصہ پہلے اقتدار عاصحانہ شروع ہو گیا تہا۔ اور گو سلطان۔ علما اور اکثر عثمانی رعایا سنت جماعت سے تہے مگر ہر ایک صوبہ مین شیعون کی تعداد بیشمار ہو گئی تہی۔ اور اس تعداد مین روز افزون اضافہ ہوتا جا رہا تہا۔

؎ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ شاہ ناصر الدین مرحوم و شاہ مظفر الدین اور سلطان عبد العزیز و سلطان عبد الحمید خان ساحی جہد سے یہ اختلاف کئی برسوں سے دور ہو رہا ہے۔ اور عنقریب بالکل زائل ہو جائیگا۔

اکثر محققین اس امر پر متفق ہین کہ شیعہ مذہب کے پر اسرار عقاید سے اوسکے معتقدین کو پولیٹیکل (ملکی) اور مذہبی بغاوت وانقلاب پیدا کرنیکے لئے کچھہ کم ترغیب نہین ملتی جہان کہین اس عقیدہ کا وجود ہو۔ وہان موجودہ قوت حکام کے برخلاف بغاوت ہوجانے کا ہر وقت احتمال رہتا ہے۔" چنانچہ کاہل الوجود بایزید کو تو اپنی سلطنت مین امامیہ طریق کے معتقدین کی تعداد بڑہتے جانیکی طرف چندان خیال نہ ہوا۔ مگر سلیم اس مادہ کو جو اوسکے زعم مین بد اعتقادی اور بغاوت کا مجموعہ ومخزن تہا کبھی اپنے ملک مین باقی چہوڑنا گوارا نہ کرسکتا تہا۔ لیکن اگر شاہ اسمعیل اپنے ملک کے شیعون کو پیروان سنت والجماعت کی جان ومال کو تاخت وتاراج کرنے کا عملی سبق سکہلانے کے لئے اون بیشمار سنیون کو جو اوسکی مملکت مین بکہرے ہوئے تہے کتون سے زیادہ ذلیل اور انکے بزرگون کے مقبرون اور خانقاہون کو ناپاک ومسمار نہ کرتا۔ تو شاید سلیم ایسی سختی سے کام نہ لیتا جو بیان مندرجہ ذیل سے واضح ہوجائے گی۔ سلیم نے ارتداد کو نابود کرنے کے لئے ممالک غیر پر حملہ کرنے سے پہلے جب اپنے گہر کو اس سے صاف کرنے کی پختہ صلاح کرلی۔ تو اوسنے تمام ایسے لوگون کے قتل کے لئے جو آبائی عقیدہ سے منحرف ہوگئے تہے نہایت سوچ بچار کے بعد تجاویز سوچین۔ سلطان کا یہ فعل ویسا ہی تہا۔ جیسا کہ اوسی صدی مین [illegible] کے رومن کیتہولک عقیدہ کے پابند شاہ ہنری چہارم نے جو ۱۵۵۳ء مین تخت نشین ہوکر ۱۶۱۰ء مین قتل ہوا جلد تر [illegible] ہاتھ سے قتل ہوا اپنے ملک کے پروٹسٹنٹ مذہب رکہنے والون کے ساتہہ کیا تہا یعنی بادشاہ اور اوسکی ہم مذہب رعایا نے غداری اور بے ایمانی سے مذکورہ واقعہ کو پہلے سے زیادہ قبیح اور نامردانہ فعل بنا دیا۔ یہ واقعہ سینٹ (ولی) بار تہالومیو قتل عام کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ رومن کیتہولک امرا نے پروٹسٹنٹون سے پہلے چند روز بظاہر صلح کرکے جبکہ وہ مخالفین کی شرارت سے مطمئن ہوچکے تہے۔ اگست ۱۵۷۲ء مین سینٹ موصوف کے تیوہار کے دن کل پروٹسٹنٹون کو جو پیرس اور صوبجات مین رہتے تہے اکثر کو دہوکے سے اپنے مکانون مین اور بیشمار کو راہ چلتے اور گہرون مین سوتون کو ستر ہزار کی تعداد مین قتل کرادیا۔ اس قتل کا انتظام ایسی خاموشی اور درستی سے کیا گیا کہ اوسکے ظہور پذیر ہونے سے پہلے کسی پروٹسٹنٹ پر اسکا راز افشا نہ ہوا۔

مگر سلیم نے ایسی کوئی بے ایمانی یا غداری نہ کی۔ اوس نے کل سلطنت مین خفیہ پولیس قابل تعریف تدبر ولیاقت کے ساتہہ مقرر کردی اور اوسکے ذریعہ یورپین وایشیائی ٹرکی کے اون تمام مسلمانون کی فہرست حاصل کرلی جنکی نسبت شیعہ ہونے کا شبہ تہا۔ انکی تعداد معہ زن وفرزند ستر ہزار پائی گئی۔ فہرست کے تیار ہوجانے پر سلیم نے کل ممالک محروسہ مین فوج کو تقسیم کردیا۔ اور ہر شہر اور ضلع مین شیعون کی تعداد کے لحاظ سے فوج متعین کی۔ پہر ایک

تاریخ مقرر کرکے سب کو گرفتار کرالیا جن مین سے چالیس ہزار قتل کیے گیے۔ اور باقیماندہ دایم الحبس۔ سنت جماعت پر شاہ اسمٰعیل اور شیعون کا جور و ظلم اس درجہ تک پہونچگیا ہوا تہا اور عثمانی رعیت انسے ایسی برافروختہ ہورہی تہی کہ سلیم کے زمانہ کے تمام عثمانی مورخین نے سلیم کو محض اس کارروائی کے صلہ مین جو اگر بنظر انصاف دیکہا جائے تو بیشک سخت ظالمانہ تہی شاہ عادل کا لقب دیا ہے جسکو عیسائی طاقتون کے سفیر بہی اپنے مراسلون مین جو وہ اپنی گورنمنٹون کو بہیجتے تہے درج کرتے رہے ہے۔ وینس کے سفیر نے اس واقعہ سے کئی برس بعد یہان تک لکہدیا کہ مین نے مدت العمر مین سلیم سے بڑہکر نیک چلن منصف مزاج رحمدل اور عالی حوصلہ کوئی آدمی نہین دیکہا۔

شاہ اسمٰعیل پہلے ہی سلطان سلیم کے خون کا پیاسا تہا۔ اپنے ہم مذہبون کے قتل کی خبر سنکر اوسکی آتش غضب اور مشتعل ہوگئی۔ شاہ نے فوجین جمع کرنی شروع کین اور سلطان سلیم کو معقول سزا دیکر معزول کرنے اور اوسکی جگہہ شاہزادہ مراد پسر احمد کو جو اوسکے پاس پناہ گزین تہا تخت عثمانیہ پر بٹہلانے کی پختہ نیت کرلی سلیم کو کسی خارجی تحریک کی ضرورت ہی نہ تہی۔ اوس نے تخت پر بیٹہتے ہی شاہ اسمٰعیل کو اوسکی تمرد و خودسری کی سزا دینے کا ارادہ ٹہان رکہا تہا۔ اور اسی لئے جب روس۔ ہنگری۔ وینس اور مصر کے عیسائی اور مسلمان بادشاہون کی طرف سے ایلچی مبارکباد کی پیام لیکر اوسکے دربار مین حاضر ہوئے۔ تو اوسنے ان سب کی نہایت تپاک سے مدارات کی۔ اور کل ہمسایہ عیسائی سلطنتون سے صلح کے نئے معاہدے یا پرانے معاہدون کی تجدید کرکے اپنی سرحدون کی حفاظت کیطرف سے اطمینان کرلیا تہا چنانچہ اسمٰعیل کے حملہ کا انتظار کرنے کی بجائے اوس نے خود غنیم پر لشکر کشی کرنیکا انتظام پوری مستعدی اور استقلال سے شروع کردیا۔ مگر شاہ اسمٰعیل کے حسن لیاقت اور خوش قسمتی اور اوسکی فوج کی بہادری کی تمام ایشیا مین ایسی دہاک بندہی ہوئی تہی کہ جب سلیم نے ارکان حرب اور اعیان دولت کی مجلس مین اپنا ارادہ ایران پر چڑہائی کرنے کا ظاہر کیا تو کل ارکان مجلس ہمہ تن محو ہوگئے تین دفعہ سلطان نے اونکو اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔ اور تینون مرتبہ وہ سب خاموش رہے۔ آخرکار ایک ینگچری سپاہی عبداللہ نامی نے جو مجلس کے دروازہ پر سنتری تہا مہر سکوت کو توڑا۔ اور سلطان کے سامنے گہٹنون کے بل گرکر عرض کیا کہ مین اور میرے ساتہی بڑی خوشی سے بادشاہ کے ظل حمایت مین شاہ ایران سے جنگ کرنیکے لئے کوچ کرینگے سلیم نے اس جوانمرد کو اوسی وقت ضلع سلینق کا سنجق بیگ مقرر کردیا۔

ترکی فوج ینی شہر[1] کے میدان مین جمع کیگئی۔ اور بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۵۱۴ء جمعرات کے دن جبکو عثمانی ہفت

[1] ایک ینی شہر ٹرائی کے قدیم کہنڈرات کے قریب مقام تہسلی کے جنوب مین بحرہ مجمع الجزائر پر واقع ہے۔ اور دوسرا دردانیال کے ایشیائی ساحل سے چند میل بجانب جنوب ہے۔ تیسرا ینی شہر (جس سے یہان مراد ہے) بروصہ کے متصل قصبہ ازنیک کے قریب واقع ہے۔ مؤلف۔

مبارک دن سمجھتے ہین سلیم نے کوچ شروع کیا۔ ۲۷ اپریل کو ترکی لشکر مین ایک ایرانی جاسوس پکڑا گیا جسکے ہاتھ سلطان نے شاہ کو خط بہیجکر باضابطہ جنگ کا اعلان کیا۔ اس خط مین حمد و نعت کے بعد سلطان نے کئی سطرین اپنی تعریف مین لکھکر اسمٰعیل کو جسنے ظلم و سفاکی مین ضحاک و افراسیاب اور بدقسمتی مین دارائے ثانی قرار دیا۔ انسان کی خلقت کا مدعا آیات قرآنی سے بتایا۔ اور پھر اوسکو اوسکی ظلم پرستی۔ بداعتقادی اور خلفاے راشدہ کی توہین کرنے پر ملامت کر کے توبہ کرنے کی نصیحت کی۔ اور آخر مین سلطنت عثمانیہ کے اون اضلاع کو جنپر شاہ قابض ہوگیا تہا۔ ترکی حکام کو واپس کر دینے کے لئے کہا گیا۔ لیکن اگر (خط کے آخری الفاظ یہ ہین) تیری بدقسمتی تجھکو اپنے سابقہ طریق عمل پر مصر رہنے پر مجبور کرے۔ اگر تو اپنی جاہلانہ بہادری اور نشہ طاقت مین سرمست ہوکر بدکاریون کی پرانی روش پر چلتا رہا تو تہوڑے دنون مین تو اپنی مرغزارون کو ہمارے خیمون سے ڈہنپی ہوئین اور ہمارے لشکر جرار سے متلاطم پائے گا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔"

سلیم نے اس خط مین اپنی علمی قابلیت اور زہد و اتقا پر بڑی تعلّی لی ہے۔ مگر اپنے مرتد دشمن کے مقابلہ کے لئے اپنی مدد قوت بازو پر انحصار نہ رکھکر دشمن کو راہ راست پر لانیکے لئے اوسنے ذرا زبردست وسایل سے غافل نہ رہا۔ جب اسنے بمقام سیواس اپنی فوج کا عام جائزہ لیا تو ایک لاکھ چالیس ہزار سرتاپا مسلح جوان جنگ کیلئے تیار پائے گئے۔ اسکے علاوہ پانچ ہزار جوان محکمہ کمسیریٹ پر مامور تھے جنکے پاس رسد رسانی کیلئے ساٹھہ ہزار اونٹ بھی تہے۔ چالیس ہزار فوج قیصریہ سے سیواس تک منزل بمنزل [illegible] کا انتظام تو بندوبست اسطرح سے رکہی ہوئی تہی کہ پہلے سب سے قریبی منزل کی فوج بلالیجائے جسکی جگہہ دوسری منزل کی فوج لے۔ اور اسطرح پہلی منزل یعنی قیصریہ مین کوئی فوج نہ رہکر دوسری منزل اس فوجی سلسلہ کی پہلی کڑی بن جائے۔ اسیطرح جتنی مرتبہ آخری منزل سے فوج بلائی جائے۔ اوتنی ابتدائی منزلین فوج سے خالی ہوتی جائین۔ اس مہم مین سب سے مشکل کام آمد و رفت کا راستہ محفوظ اور رسد رسانی بہم پہنچانیکے انتظام کو قایم رکہنا تہا کیونکہ ایرانی مردانہ وار مقابلہ پر آنیکی بجائے کل علاقہ کو ایسا برباد کرکے کہ غنیم کے لئے کوئی چارہ یا غلہ یا مکان باقی نہ رہگیا۔ پیچھے ہٹ گئے تہے حملہ آور فوج کے لئے طرابزون مین گودام بنائے گئے تہے جہان ہر قسم کا سامان وہان تک پہونچاتے تہے اور اوس جگہہ سے خچرون پر فوج تک پہنچایا جاتا تہا۔ سلیم نے گرگ کہن اسمٰعیل کو نظم و نثر مین کئی طعنہ آمیز خطوط لکھکر اپنی چال چہوڑکر میدان جنگ مین لانے کی کوشش کی۔ ایک خط مین اوسنے لکہا۔ "جو شخص بدعہدی اور بے ایمانیون سے تاج و تخت پر قابض ہوگئے ہون انکو خطرون کے مقابلے سے بہاگنا سزاوار نہین۔ بلکہ اونکو ڈہال کیطرح سینہ سپر اور خود کیطرح دشمن کی ضربون کو برداشت کرنا چاہیئے۔

دوسرے خط مین یہ شعر لکھکر روانہ کیا۔

عروس ملک کسی در کنار گیر و چست
کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند

اسمٰعیل نے سلیم کی غضب آلود نصیحتون اور خشمناک تحریرون کے جواب مین نہایت متانت اور وقار کے ساتھ خط لکھکر تعجب ظاہر کیا کہ مجھے سلطان سلیم کے حملہ آور ہونے کی کوئی وجہ نظر نہین آتی۔ مین دوستانہ تعلقات قایم کرنے کو ہمہ تن تیار ہون۔ آخر مین اسمٰعیل نے افسوس ظاہر کیا کہ سلطان نے اپنی تحریرون مین بالکل اپنی شان سے گری ہوئی طرز اختیار کی ہے۔ مگر مجھے کامل یقین ہو کہ کسی منشی نے جو افیون کی چسکی معمول سے زیادہ لے گیا ہو افراتفری مین ان خطوط کو تحریر کیا ہوگا۔ اسمٰعیل نے اس خط کے ساتھ بظاہر اُس منشی کے لیئے جس نے اسمٰعیل کے خیال مین سلیم کے نام سے خط کو تحریر کیا تھا۔ افیون کا ڈبہ بطور تحفہ ارسال کیا۔ مگر چونکہ سلیم خود افیون کا سخت عادی تھا اور اوسکو اپنی علمی لیاقت پر بھی بڑا ناز تھا۔ غنیم کی یہ مہذبانہ چھپی چوٹ زہر آلود تیر کا کام کر گئی۔ اوسکے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہگئی۔ اور اسیوقت ایرانی ایلچی کو ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا۔ لیکن جو حرکت سلیم نے بحالت خود فراموشی کی تھی اسمٰعیل اُسکا مرتکب پہلے سے ہو چکا تھا۔ اعلان جنگ سے بہت عرصہ پہلے سلیم نے شاہ کے پاس ایلچی بھیجکر شاہزادہ مراد کو واپس طلب کیا تھا۔ اور مراد نے اسمٰعیل کے ایما سے بر سر دربار اوسکا بند بند جدا کر دیا۔

شاہ اسمٰعیل کا دار الخلافہ تبریز تھا۔ سلیم دیار بکر کردستان اور آذربائیجان کے شمالی حصون مین ہو کر اوسپر برابر بڑھتا چلا گیا۔ لیکن ویسے ہی شاہ دور اندیشی سے کام لیکر تمام ملک کو ویران کرتا ہوا پیچھے ہٹتا جاتا تھا۔ جس سے سلیم کو جسقدر وہ آگے بڑھتا۔ باربرداری اور رسد رسانی مین اور زیادہ مشکلات پیش آتی جاتین۔ ینگچری ان مصائب سے گھبرا اٹھے۔ لیکن راسخ العزم سلیم کا ارادہ اور پختہ ہوتا گیا۔ اُس نے فوج مین کامل نظام قایم رکھنے کیلئے سخت نگرانی شروع کردی اور رسد رسانی کے معاملہ مین بھی پہلے سے دگنی مستعدی ظاہر کی۔ فوج ایسی تنگ آگئی تھی کہ کل افسرون نے ہمدان پاشا کو جسنے بچپن سے سلیم کے ساتھ پرورش پائی تھی اور اسلیئے اوسکے بہت مونھہ لگا ہوا تھا سلطان سلیم کو ویران شدہ ملک مین اور آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے کہنے پر تیار کر دیا۔ سلطان نے اوسکی جسارت سے ناراض ہو کر اوسکو فوراً قتل کرا دیا۔ اور پیش قدمی کو برابر جاری رکھا۔

بمقام سوگما جارجیا کے عیسائی بادشاہ کا سفیر سامان رسد وغیرہ لیکر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا۔ اس

غیر مترقبہ امداد سے فوج کی تکالیف مین بہت کچھہ تخفیف ہو گئی۔ فوج کو ستانے کے لئے اس جگہ چندان قیام کرنیکے بعد سلیم نے پہر تبریز پر پیشقدمی کرنے کا حکم دیا لیکن ینگچریون نے علانیہ بغاوت کرکے بآواز بلند گہرون کی طرف مراجعت کیجانے کا مطالبہ کیا۔ فوج کی آزردگی کے سابقہ اظہارات کو سلیم اس طرح سے ٹال جاتا تہا کہ گویا اوسکو خبر ہی نہین۔ مگر اب صورت حال ایسی بگڑ گئی تہی کہ ایسی حکمت عملیون سے کچھہ نہین بن سکتا تہا۔ اصلاح کے لئے کسی اور ہی تدبیر کی ضرورت تہی۔ چنانچہ سلطان فوراً گہوڑے پر سوار ہوکر مردانہ وار قلب لشکر مین در آیا۔ اور فوج کو مخاطب کرکے کہا۔ "کیا تم اپنے سلطان کی یہی خدمت کر رہے ہو۔ کیا تمہاری وفاداری فقط زبانی شیخی اور باد ہوائی باتون تک محدود ہے؟ تم مین سے جو لوگ گہرون کو جانا چاہتے ہین وہ صفون سے علیحدہ کہڑے ہو جائین۔ اور چلے جائین۔ باقی رہا مین سو جہت قہقری کرنیکے لئے مین یہان تک نہین بڑہا چلا آیا۔ پس بزدل اسی وقت ان بہادرون سے جو اپنی ترکش و تلوار اور جسم و جان کو ہماری مہم پر وقف کر چکے ہین علیحدہ ہو جائین مین وہ شخص ہون کہ جس کام کا ارادہ کر لون اس سے کبہی منہہ نہین پہیرتا۔ اس تقریر کے بعد صف آرا ہوکر کوچ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور ایک ینگچری کو بہی صفوف لشکر سے باہر نکلنے کی جرأت نہ پڑی۔

ادہر دوسری طرف جوشیلے شیخی اسمٰعیل کی احتیاط دوراندیشی پر غالب آگئی۔ اوسکی غیرت نے برا بزنامردون کی طرح بیٹھہ دیکہتے چلے جانا گوارا نہ کیا۔ علاوہ برین غنیم تبریز کے قریب پہنچگیا تہا۔ اور ترکون کی پیشقدمی اور خود اپنے ہاتہون ملک کو ویران کرنے سے اوسکی رعایا پر جو بربادی وارد ہوئی تہی اوسے زیادہ برداشت نہین کر سکتا تہا۔ انہی وجوہات سے اس نے غنیم کا مقابلہ کرنے کا عزم کر لیا اور خالدران کی وادی مین جو تبریز سے بیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اپنے لشکر کو جنگ کے لئے ترتیب دی۔ ۲۳ اگست کو سلیم نے وادی مذکور کی مغربی پہاڑیون کی چوٹیون پر جب ایرانی لشکر کو اپنے سامنے دیکہا تو اوسکی خوشی کا کوئی حد حساب رہگیا۔ اور اسی وقت لشکر کو صفوف جنگ مین آراستہ ہوکر دشمن پر حملہ آور ہونے کا حکم دیدیا۔ اوسکی فوج اوسوقت تعداد مین ایک لاکہہ بیس ہزار تہی جنمین سے اسی ہزار سوار تہے مگر آدمی اور گہوڑے دونون متواتر کوچ کی شقتون اور فاقون سے نڈہال ہو رہے تہے۔ شاہ ایران کی شاندار فوج سواران کا جو بالکل تازہ دم کامل مسلح اور پرجوش تہی مقابلہ کرنے کے ہرگز قابل نہین معلوم ہوتی تہی۔ ایرانی فوج سوار ترکی فوج سوارون کی برابر تہی۔ مگر ساتہہ ہی شاہ ایران کی کل کائنات تہہ ہی تہی۔ اوسکے پاس فوج پیدل یا توپخانہ مطلقاً نہ تہا بخلاف

اسکے سلیم کی فوج گو شکستہ حال اور تھکی ماندی تھی لیکن اُس مین ایک زبردست توپخانہ موجود تھا اور ینگچری فوج (جو پیدل ہوتی تھی) کے حصہ کثیر کے پاس بندوقین موجود تھین۔

سلیم نے اناطول (اناطولیہ) کی فیوڈل[1] فوج سواران کو سنان پاشا کے ماتحت مین پرا اور رومیلیا (یورپین ٹرکی) کے فیوڈل کیولری (فوج سواران) کو حسن پاشا کے زیر کمان میسرا پر کیا۔ توپخانہ ہر ایک بازو کے سرے پر نصب کیا گیا اور اوسکو دشمنوں کی نگاہ سے پوشیدہ رکھنے کے لیئے وہ فالتو اور فضول حصہ فوج کا جو آقاب پکارا جاتا تھا۔ کھڑا کر دیا گیا اور اوسکو سمجھا دیا گیا کہ جب ایرانی حملہ آور ہوں تو وہ توپوں کی طرف پیچھے ہٹین تاکہ دشمن بھی اونکا تعاقب کرتا ہوا توپوں کے مُنہہ کے سامنے پہونچ جائے۔ ینگچری فوج کسی قدر عقب کیطرف قلب مین موجود تھی۔ اور اوسکی حفاظت کیلئے اسباب ڈہونے کی چھکڑوں کی باڑہ یا دیوار بنائی گئی تھی۔ ینگچری فوج سے پیچھے خاص سلطانی اردل کے سوار تھے اور خود سلیم بھی وہان موجود تھا۔ اسمٰعیل نے اپنی فوج کو دو حصوں مین تقسیم کرکے ایک اپنے ماتحت رکھا اور دوسرے کی کمان اپنے پیارے جنرل استاد لو اوغلی کو دی۔ اسمٰعیل کا منشا تھا کہ ترکی توپخانہ سے بچکر ان حصوں سے عثمانیہ فوج کے دونوں بازؤن پر پہلو سے حملہ آور ہوکر اونکی صفوں کو اُلٹ دے۔ اور پھر ینگچریوں کو عقب پر سے جا لے۔ اوسے امید تھی کہ اگر آقاب فوج پر حملہ کیا گیا تو وہ ترکی صف کے داہنے بائین ہوکر رفوچکر ہو جائے گی۔ اور اس طرح ایرانی توپوں کی زد مین آ جائینگے اسی لئیے اُس نے حکم دیدیا کہ آقاب فوج کی صفوں کو چیر کر عثمانیوں پر حملہ کرنے کی کوشش نہ کیجائے۔ بلکہ جہانتک ترکی توپوں کی زد سے دور نہ ہو جائین اوسوقت تک جس طرف آقاب پہرین اوسی طرف خود بھی پہر جائین۔ تاکہ وہ ایرانیوں اور ترکی توپوں کے درمیان رہین۔ اور پھر عثمانیہ فوج کے بازؤن اور عقب پر حملہ کیا جائے۔ اسمٰعیل کی یہ چال اس واسطے بھی بہت مفید تھی کہ دونوں بازؤن کی عثمانیہ توپین ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں سے جکڑی ہوئی تھین۔ اسلئیے ایک دفعہ لڑائی کے شروع ہو جانے پر اونکا رخ بدلنا تقریباً ناممکن تھا۔ ایرانیوں کو فتح کا کامل یقین تھا۔ اور اس یقین پر سرمست ہوکر وہ شاہ شاہ کے نعرے بلند کرتے ہوئے۔ ترکوں پر حملہ آور ہوئے ترکوں نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ اور دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے ثابت قدمی کے ساتھ تیار ہو گئے۔ جس حصہ

---

[1] فیوڈل فوج کی تشریح پہلے ہو چکی ہے۔ ینگچری فوج تو ہر وقت حاضر باش رہنے والی فوج تھی جسکو خزانہ شاہی سے تنخواہ ملتی تھی۔ فیوڈل فوج کے سواروں اور افسروں کو جنگی خدمات کے عوض زمینین عطا ہوتی تھیں کہ بوقت ضرورت حاضر ہو جائین۔ فیوڈل فوج مین تقریباً سوار ہی ہوتے تھے ۔

پر خود اسمعیل کمان کر رہا تہا - وہ اپنے حملہ مین پورا پورا کامیاب ہوگیا - اسمعیل چکر کہا کر پیچہے ہٹتے ہوئے آذابون کی اوپر سے پہلو پر سے ہوکر نکل گیا اور عثمانیون کے یسار پر بجلی کی طرح گر کر اونکو بکمال سراسیمگی ترکی فوج عقب کی طرف بہگا دیا - مگر دوسرے بازو پر ترکی جرنیل سنان پاشا اپنے حریف اُستاد لواو غلی سے بازی لے گیا - اُسنے آذابون کو حکم دیدیا کہ چکر کاٹ کر پیچہے ہٹنے کی بجائے بخط مستقیم پیچہے کو ہٹ آئین - اور جیسے وہ ایرانیون کے حملہ کرنے پر پیچہے ہٹے تو اونکو توپون کی زنجیرون پر سے عقب کو ہٹا کر ایرانی سوارون کے دل بادل وستہ پر جو آذاب کے تعاقب مین سرپٹ چلا آ رہا تہا - توپونکی ہلاکت بخش باڑہ پہلائی - اُستاد لواو غلی بہی اون شخصون مین سے تہا جو سب سے پہلے ترکی توپون کے شکار ہوئے - جرنیل کے مرنے پر ایرانی فوج کے یسار مین افراتفری پڑگئی جسکو سنان پاشا نے جلدی ہی حملہ آور ہوکر نوکدم فرار سے متبدل کر دیا - اس بازو پر فتح نصیب ہونیسے سلیم اپنے شکست خوردہ بازو کی مدد کرنے کے قابل ہوگیا - وہ ینگچری فوج کو لیکر ایرانیون کے مقابلہ پر آیا - مگر یہ پہلی لڑائیون سے کسی قدر کوفت زدہ اور ہراسان ہو چکے تہے - اس بہادر فوج پیدل کی صفون کو نہ توڑ سکے اور نہ اوسکی بندوقون کی جانگداز باڑہون کی زیادہ دیر تک تاب لا سکے - ایرانیون کے پاؤن لڑکہڑانے شروع ہو ہی گئے تہے کہ اتنے مین خود اسمعیل بہی بازو اور پاؤن مین زخم کہا کر گہوڑے سے نیچے گر پڑا - اور اگر اُس کا جان نثار خادم مرزا سلطان علی آگے بڑہکر ترکون کو نہ کہدیتا کہ شاہ مین ہون تو اسمعیل کا کام تمام ہو چکا تہا ترک سلطان علی کو پکڑ کر اوسکے جسم کی تلاشی مین مصروف ہوئے - اور اُدہر اسمعیل زمین پر سے اُٹہکر کہڑا ہوگیا خضر نام ایک دوسرے خادم نے اپنا گہوڑا اوسکے سپرد کیا اور وہ دوسرے ایرانیون کی مدد سے جو پاس موجود تہے گہوڑے پر سوار ہوکر میدان جنگ سے جان سلامت لے گیا -

سلطان سلیم کو فتح تو کامل نصیب ہوئی مگر بڑے بڑے جہنگے وامون عثمانیہ فوج کے پورے چودہ سنجق بے (صاحبان علم) میدان جنگ مین کہیت رہے - اور اسی قدر خوانین شاہی لشکر کے ڈہیر ہوئے - سلیم نے غنیم کے خیامگاہ اور کیمپ پر جسمین شاہی خزانہ اور حرم بہی تہا اپنا تصرف کر لیا - حرم مین اسمعیل کی چہیتی بیوی بہی موجود تہی - سلیم نے عورتون اور بچون کے سوا تمام قیدیون کو قتل کرا دیا - اور پہر فتح سے تیرہوین دن بعد تبریز پر بڑہکر بفتح و شادمانی ایرانی پایہ تخت مین داخل ہوا شاہ اسمعیل خالدران سے تبریز کو اور پہر سلیم کے آنے سے پہلے ہی تبریز سے دامغزین کو بہاگ گیا - تبریز مین سلطان کو بیشمار مال غنیمت ملا - مگر سب سے بڑی غنیمت جو اُسکے ہاتہ آئی - اور جس سے اوسکی بکمال دور اندیشی اور ملک پروری ظاہر ہوتی ہے یہ تہی

کہ اُس نے تبریز کے ایک ہزار اعلےٰ درجہ کے صناع اور مختلف پیشہ ور قسطنطنیہ بھیجدیئے اور اون کو
مکانات اور کارخانون کے لئے ضروری سرمایہ عطا کرکے وہان آباد کردیا۔ تبریز کے معمار۔ نقاش۔ پارچہ
باف اور آہنگر و زرگر وغیرہ قدیم سے شہرہ آفاق تہے۔ اور قاہرہ۔ دمشق۔ اور وینس اور تمام دیگر ایسے شہر
جنمین اعلےٰ درجہ کی صناعی ہوتی تہی انہی لوگون کے مرہون منت تہے جنمین سے اکثر نے ان شہرون
مین جاکر اونکی رونق بڑہائی۔ سلیم نے تبریز مین آٹہہ روز قیام کیا۔ میرزا بدیع الزمان جو امیر تیمور کی اولاد سے
تہا اوسے ملنے کے لئے آیا۔ سلطان نے اوسکی نہائیت عزت و تکریم کی۔ تبریز سے سلیم قرہ باغ کیطرف
بڑہا۔ اوسکا ارادہ تہا کہ آذربائیجان کے میدانون مین موسم سرما بسر کرکے آئندہ بہار مین پہر فتوحات کا سلسلہ
شروع کیا جاوے۔ مگر فوج محنت ہائے شاقہ اور اپنے بال بچون کی مہجوری طویل سے اب کی دفعہ ایسی
بگڑی کہ سلطان کو اسکندر فیلقوس کی طرح مجبورًا اپنی فاتح مگر سرکش فوج کو لیکر وطن کی طرف ہٹنا پڑا لیکن
وہ دارالسلطنت قسطنطنیہ کو نہ ہٹا۔ بلکہ موسم سرما اماسیہ اور کوہاخ مین بسر کیا۔ مراجعت سے پہلے جب فوج کے ساتھ
اوسکی کوئی پیش نہ گئی تو کئی افسرون کو معزول اور بعض کو قتل کرکے اپنا غصہ سرد کیا۔ موسم سرما مین اسمٰعیل نے
چار ایلچیون کے ہاتہہ تحائف بیش قیمت بہیجکر اپنی بیگم کو سلطان سے بمنت طلب کیا۔ مگر تاہم کو اُس سے ایسی
نفرت اور رنجش تہی کہ سفیرون کو قید مین ڈالکر اسیر بیگم کی شادی ایک سپاہی جعفر چلپی کے ساتہہ کردی۔ موسم
بہار کے آنے پر سلیم نے پہر فوجکشی اختیار کی اور جارجیا و آرمینیا کے کئی مضبوط قلعے فتح کرکے اپنی ایشیائی
ممالک کی شمالی سرحد کو محفوظ اور ساتھ ہی کوہ قاف کے وحشی قبایل پر اپنا سکہ بٹہا کر عثمانی مقبوضات کو وسیع
کیا۔ سلیم ان فتوحات کے سلسلے کو بذات خود زیادہ عرصے کے لئے قایم نہ رکھ سکا قسطنطنیہ مین ینگچری فوج نے
خودسری کرکے صدر اعظم کے مکان کو لوٹ لیا۔ اور شہر مین طوفان بے تمیزی برپا کردیا۔ سلیم یہ خبر
سنتے ہی فوج کی کمان بقلو محمد پاشا کو دیکر اسلامبول کو چلا گیا اور وہان جاکر مجرمین کو کیفر کردار کو پہونچایا
سلطان کے بعد بقلو محمد نے کردستان کا تمام صوبہ فتح کرلیا۔ کرد خلفاء عباسیہ کے وقت سے پکے سنت
جماعت تہے اور اونکو شیعون کی حکومت سخت ناگوار تہی۔ جنگ خالدرین کے بعد اس قوم نے سلیم کی
صلاح ومشورہ سے یکبارگی امیدیا۔ بطلس اور دیار بکر مین بغاوت کردی۔ ایرانیون نے دیار بکر کا محاصرہ
پندرہ مہینون تک کیا۔ اتنے مین بقلو پاشا نے پہونچکر محاصرین کو بہگا دیا۔ اور پہر کردونکو ساتہہ لیکر قصبہ ماردین
کو جو اس وقت عثمانی سلطنت مین سب سے مضبوط مقام ہے۔ بلا مزاحمت فتح کیا مگر قلعہ ایرانیون کے ہی

پاس بلا - اور اسمٰعیل نے محصورین کی کمک کے لئے لشکر جرار بھیجدیا ترکی فوج نے بمقام موضع کرغان ویدی جو کوش حسان کے قدیم شہر سے بجانب شرق ہی اوسکا مقابلہ کیا - ایرانی کمال ولاوری سے لڑے - مگر سردار کے مارے جانے سے اونکی ہمتین پست ہوگئین - ترکون نے اونکو میدان سے بھگادیا اور تعاقب کرکے ہزارون ایرانیون کو تہ تیغ کیا - ماردین کا قلعہ اس فتح سے بعد بھی کچھ عرصہ غیر مفتوح رہا - آخر ترکون نے ہلّہ کرکے اوسکو فتح کرلیا اور محافظین کو قتل کردیا - اس کے بعد کردستان کے باقی تمام مقام اور شہر قصبہ ترہین کی تقلید مین جو رومن اور پارتھیا والون کی محاربون کی وجہ سے بہت مشہور ہے خود بخود عثمانیون کے تصرف مین آگئے - صوبہ میسوپوٹیمیا (الجزائر - یعنے دوآبہ مابین دجلہ و فرات) کا شمالی حصہ بھی ترکی حکومت مین داخل ہوگیا - ان ممالک کو کامل طور پر مطیع کرنے مین جسقدر حصہ تعلو محمد پاشا کی جنگی قابلیت نے لیا اوسی کے برابر شیخ ادریس کی مدبرانہ لیاقت کا بھی ہے - انکو سلطان سلیم نے اپنا ایلچی بناکر قبائل کے سردارون کے پاس بھیجا تھا - جنکو اپنی حسن لیاقت سے اپنے ڈھب پر لے آئے - جب یہ وسیع و زرخیز علاقے ممالک محروسہ مین داخل ہوگئے تو سلطان نے انکا جدید نظم ونسق اور ملکی و مالی انتظام بھی شیخ موصوف کو سپرد کردیا - اور جس خوبی کے ساتھہ وہ اس غرض سے سبکدوش ہوئے - اوسکی آجتک کل مورخ معترف ہین - شاہ اسمٰعیل نے اسکے بعد پھر کئی دفعہ سلیم سے صلح کرلینی چاہی لیکن سلطان نے منظور نہ کیا - اور جبتک زندہ رہا اسمٰعیل کے ساتھ ترکون کی برابر لڑائی رہی جسمین گو وہ اکثر ناکامیاب ہوتا رہا - مگر بہر نوع اوسنے اپنی مملکت کا بہت سا حصہ عثمانیون سے بچالیا جسکی وجہ بہت کچھہ یہ ہوسکتی ہے کہ سلیم نے خالدرین کی لڑائی کے بعد پھر دوبارا اپنی کل طاقت سے ایران پر فوجکشی نہ کی اور نہ خود پھر کبھی ایران پر حملہ آور ہوا - اوسکی توجہ جلدی ہی مصر اور شام کے زرخیز صوبون کی طرف متوجہ ہوگئی - یہ بیان کر چکا ہون کہ ان صوبون پر اس وقت مملوک خاندان حکمران تھا -

اس موقعہ پر اسکے کسی قدر مفصل حالات درج کردینے شاید نامناسب نہ ہونگے - مملوک کے لفظی معنی غلام کے ہین - ہندوستان مین بھی خاندان غلامان حکمران رہچکا ہے - مگر اوسمین فقط پہلا بادشاہ غلام تھے - باقی ماندہ سلطان شمس الدین کی نسل سے تھے - اور مصر کا حکمران خاندان غلامان مین ہر بادشاہ غلامون سے موسوم منتخب ہوتا تھا - سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے بھائی کے پرپوتہ ملک الصالح نے جو خاندان ایوبیہ کا ساتوان بادشاہ تھا - دیگر رقیبون کے خوف سے تیرھوین صدی کے وسط مین یعنی ینگچری فوج کے قیام سے ایک سو برس پہلے بارہ ہزار غلام خریدکر جنمین سے اکثر ممالک کوہ قاف کے رہنے والے تھے شاہی حفاظت کے لئے ایک نئی

فوج پیدل قائم کی۔ جسکا نام فوج مملوک رکہا گیا۔ تہوڑی مدت کی تربیت و قواعد سے یہ نہایت زبردست فوج بنگئی۔
اور جبتک ملک الصالح زندہ رہا مملوک اوسکی خالص وفاداری سے خدمتگزاری کرتے رہے۔ یورپ کے عیسائی سلطان
صلاح الدین فاتح کے بعد بھی ارض مقدس کو حاصل کرنے کے لئے متواتر کوشش کرتے رہے چنانچہ ملک الصالح
کے زمانہ مین فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے جسے فرانسیسی ولی لوئیس پکارتے ہین مصر پر حملہ آور ہوکر
سنہ ۱۲۴۹ء مین دمیاط وغیرہ شہر کو فتح کرلیا۔ مگر جلدی ہی ملک الصالح کی جدید فوج مملوک نے ترکی جرنیل بیبرس کے ماتحت منصورہ
کے میدان مین عیسائیون کو شکست فاش دیکر وہان سے نکالدیا۔ اور شاہ مذکور کو گرفتار کرلیا۔ اثنی مین ملک
الصالح مرگیا۔ دو مہینے اوسکا بیٹا حکمران رہا۔ بعدازان ملک صالح کی مشہور آفاق کنیزک ملکہ شجرۃ الدر
اوسکو معزول کرکے تخت شاہی پر رونق افروز ہوگئی۔ لیکن اسکے تخت پر بیٹھتے ہی ترکی مملوک سردارون مین
جنکی طاقت وحشمت کمال کو پہونچگئی تہی... باہمی نزاع شروع ہوگئی جسپر یہ عقلمند و فرزانہ ملکہ تین مہینے
جہانبانی کرنیکے بعد تاج و تخت ملک الاشرف موسیٰ کو سونپ کر گوشہ نشین ہوگئی۔ ملک الاشرف برائے نام
پانچ برس تک بادشاہی کرنیکے بعد تخت سے اتار دیا گیا۔ جسکے ساتھ ہی خاندان ایوبیہ کی حکومت جو اسی برس
رہی ختم ہوگئی۔ اور مملوکون نے اپنی جماعت مین سے ملک المعز عزالدین ایبک ترکمانی صالحی کو سنہ ۱۲۶۴ع
مطابق سنہ ۶۴۸ ہجری مین تخت پر بٹھلا کر خاندان مملوک کی حکومت کا سلسلہ شروع کیا جو اڑہائی سو برس تک
مصر پر کامل خود مختار اور چہہ سو برس تک جزوی طور پر حکمران رہا۔ یہ وہ بہادرون کی جماعت تھی جس نے سلیم اور
نپولین بوناپارٹ ایسے فاتحان جہان کی زبان سے اپنی تعریف و شجاعت کا اعتراف کرایا۔ اور جسکا اقتدار
قطعی طور پر اس انیسوین صدی مین محمد علی پاشا اول خدیو مصر کی ابلیسانہ غداری و بے ایمانی سے زائل ہوا۔
جس نے قاہرہ کے قلعہ مین ضیافت کرکے ان بہادرون کی اولاد کو کمال بیدردی سے تہ تیغ کرادیا۔ یہ
لوگ جنکو مصر و شام کے امراء سمجھنا چاہیئے کسی مصری یا شامی کو اپنی جماعت مین داخل نہ کرتے تہے۔ وہ خود ہی
غلام تھے۔ اور سوائے غلامون کے اور کسی کو داخل ہی نہ کرتے تہے۔ خاندان غلامان کے دو فرقے گذرے
ہین۔ پہلے مملوک سلاطین بحریہ کہلاتے تہے۔ انہون نے مصر کو فتح کرکے ممالک محروسہ مین شامل کیا۔ فراعنہ
کے زمانہ سے لیکر نپولین بلکہ محمد علی پاشا کے وقت تک مصر کے تمام فرمانرواؤن نے شام کا تسلط اپنے
ملک کی حفاظت کیلئے ضروری سمجہا ہے۔ سنہ ۱۳۸۲ء مین ملک الظاہر برقوق نے خاندان بحریہ یا ترکیہ کے
آخری سلطان ملک صالح حاجی بن اشرف کو معزول کرکے چرکسی یا گرجیہ مملوکون کے خاندان مین حکومت

قایم کی جو سلیم کے حملے کے وقت تک رہی۔ اسوقت مملوکون کی فوج تین درجون پر منقسم تہی۔ یہ کل فوج سوارون کی تہی۔ مگر ہر ایک درجہ بلحاظ اسا... شان و شوکت اور خود سوارون کے حسب و نسب کو ایک دوسرے سے مختلف تہا۔ پہلا دستہ خود مملوکون کا تہا۔ جو سب کے سب خالص ترکی الاصل اور درحصل زرخرید غلام ہوتے تھے۔ دوسرا دستہ جلبانون کا تہا۔ یہ بھی غلام تھے۔ مگر حبشی اور سودانی الاصل تیسرا دستہ جو سب سے کم رتبہ تہا قرصان کہلاتا تھا۔ اسمین دنیا کی تمام دیگر قومون کے تنخواہ دار سپاہی بہرتی ہوتے تہے۔ اس خاندان نے اپنی شجاعت و مردانگی سے نہ فقط مصر اور شام کو مغلون کی تاخت و تاراج سے محفوظ رکہا بلکہ عیسائی حملہ آورون کو بہی متواتر شکستین دیکر ارض مقدس کو اونکی دست برد سے ہمیشہ کیلئے محفوظ کر دیا۔ مصری علاقہ کا دار الخلافہ قاہرہ[1] اور شام کا دار الخلافہ دمشق بنایا۔ جو اپنی عالیشان عمارتون اور دلکش اور بےنظیر جوامع کے لئے اسی خاندان کے ممنون احسان ہین۔ یہ لوگ گو بظاہر بڑے اکھڑ اور دشمنون کے لئے وبال جان تہے۔ مگر پرلے درجہ کے ہنر پرور۔ علم دوست۔ اور فنون لطیفہ کے بیحد دلدادہ و شیدا تہے۔ خلفائے عباسیہ انہی کی زیر حمایت مصر مین امن و امان سے زندگی بسر کر رہے تہے جنکو وہ گو ایک طرح سے نظر بند رکہتے تہے۔ مگر بظاہر اونکی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تہے اور اونکو حضرت سرور کائینات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جانشین تصور کرتے تہے۔ اونکی حالت بعینہ موجودہ پوپون کی طرح تہی۔ جو روما مین کوئی دنیاوی اقتدار نہین رکہتے۔ مگر رومن کیتہولک کے بلا مذہبی مقتدا ہین۔ یہ خلفاے بہی قاہرہ مین دنیاوی حکومت تو مطلقاً نہین یا بہت کم رکہتے تہے۔ لیکن جس طرح پوپون کے فرمان تمام رومن کیتہولک واجب التعمیل سمجہتے ہین۔ اوسی طرح اونکے احکام کی تعمیل کیجاتی تہی۔

سلیم کے مصر پر حملہ آور ہونے کی ایک وجہ یہ بہی تہی کہ وہ اس منصب کو حاصل کرنا چاہتا تہا۔ مگر اس ارادہ کے فوراً عمل مین لائے جانیکی تحریک شاہ ایران اور سلطان مصر کے باہمی اتحاد سے پیدا ہوئی۔ مملوکون پر

---

[1] ایک انگریز مورخ لکہتا ہے کہ اس شہر کو عبد اللہ ابن سبا یہودی بانی خاندان خلافت فاطمیہ اسمعیلیہ مصر کے پرپوتے کے بیٹے المعز لدین اللہ نے مغربی افریقہ اور مصر سے غالبیہ اور ادریسیہ خاندانون کی حکومت کو زایل کر کے مصر کے قدیم دار الخلافہ فسطاط کے قریب آباد کیا۔ مگر ایک ایشیائی مورخ المعز لدین اللہ کے بیٹے العزیز باللہ کو جو ۳۶۵ھ ہجری مین تخت مصر پر متمکن ہوا قاہرہ اور وہان کی مشہور جامع مسجد الازہر کا بانی بتلاتا ہے۔ عبد اللہ ابن سبا کے حالات کا اس موقعہ پر درج کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔ فرقہ اسمعیلیہ فاطمیہ کا بانی عبد اللہ ابن سبا یہودی باشندہ شہر اہواز صوبہ خورستان ملک فارس کا تہا جب عربون نے فارس کو فتح کیا وہ بہی بظاہر مسلمان ہوا مگر دل سے ولی دشمن اہل اسلام کا تہا

۱۲۱۰ ۔ سردارون کی جماعت حاکم ہوتی تھی اور یہ لوگ اپنی جماعت مین سے ایک کو سلطان منتخب کر لیتے تھے جو امیر الکبیر کہلاتا تہا۔ اور مصر و شام اور حجاز پر حکمران ہوتا تہا۔ مملوکون اور عثمانیون مین پہلی لڑائی جیسا کہ اوپر لکہا جا چکا ہے سلطان بایزید کے زمانہ مین ہوئی تہی جس مین غلبہ مملوکون کا رہا ۔ مگر سلطان سلیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸) اُس نے چاہا کہ کسی طرح سلمانون کی آپس مین کسی نئے مذہب کے ایجاد سے تفرقہ ڈالے اور اُس تفرقہ مین خود دولت و حکومت حاصل کرے ۔ اور اُس نے یہ موقع پایا کہ جب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دو بیٹون اسمٰعیل و موسی کاظم مین سے اسمٰعیل بڑے بیٹے کو امامت سے محروم کر کے چہوٹے بیٹے موسیٰ کاظم کو عہدہ امامت کا بخشا تو اسمٰعیل نے باپ کے برخلاف ہو کر علیحدہ دعوی امامت کا کیا اور بہت سی خلقت اپنی مطیع کر لی تو عبد اللہ ابن سبا بہی اسمٰعیلی فرقہ کا داعی مقرر ہوا اس نے ایک کتاب سات باب مین تصنیف کی اور ایک مکان سات درجہ کا تعمیر کیا جو کوئی اوس مذہب مین داخل ہوتا اوسکو اُس گہر کے ایک ایک درجہ مین کتاب کے ایک ایک باب کی تعلیم دیجاتی تہی اور اس مذہب کے طالب کو تاکید حلفاً کیجاتی تہی کہ وہ راز اس مذہب کی تعلیم کا کسی کے روبرو ظاہر نہ کرے ۔ چنانچہ وہ کبہی ظاہر نہین کرتا تہا خلاصہ اُس مذہب کا یہ تہا کہ خلافت و امامت کا حق بنی فاطمہ کو پہونچتا ہے یہ خلفاء تمام سرزمین کی حکومت کے مستحق ہین خدا تعالے نے مذہب حق اپنے امام کے ذریعہ سے تمام زمانہ مین پہیلایا ہے اور امامت منحصر سات امامون علی حسن حسین علی باقر جعفر و اسمٰعیل پر ہے ۔ ساتوان خلیفہ اسمٰعیل سب سے بڑا مرتبہ مین تہا جس طرح پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبرون سے مدارج مین اعلٰے تہے خدا نے جسطرح سات آسمان پیدا کئے اور سات زمینین اور سات ستارے اور سات ولائتین سات روز اسیطرح امام بہی سات ہین ساتوین امام اسمٰعیل پر امامت ختم ہوئی ۔ یہ لوگ یعنی اسمٰعیلی لوگ ان ساتون امامون کو صرف امام ہی نہین جانتے تہے بلکہ اولو العزم پیغمبر کہتے تہے اور اونکا دلی اعتقاد تہا کہ انپر وحی نازل ہوتی تہی خاتم المرسلین و خاتم الائمہ اسمٰعیل بن جعفر صادق کو تصور کرتے تہے ۔ سات درجہ کا مکان جو تعمیر ہوتا اوسکے ہر ایک درجہ مین بتفصیل ذیل تعلیم ہوتی تہی پہلے درجہ مین مبتدی کو قرآن کے مسایل پر شکوک اور شبہات کرنے اور مشکل دقیقے بتلانے شروع کیے جاتے تہے اور اونکے جوابات بہی اونکے ساتھ ہی سکہلائے جاتے تہے اور طالب مذہب سے حلف لیجاتی تہی کہ وہ ان مسایل کے مضامین کسی کے آگے ظاہر نہ کرے ۔ دوسرے درجہ مین امامت کے معنی اور اوسکی خاصیت کہ وہ خدائی راز ہے تبلائی جاتی تہی تیسرے درجہ مین تعداد امامون کی کہ وہ سات ہین اور انپر وحی نازل ہوتی تہی اور یہ کہ ہر ایک امام نے اپنے پہلے امام کے مسایل منسوخ کر دیے ۔ اور اسمٰعیل ساتوان امام سب سے بڑا رتبہ و مدارج مین تہا شاگرد کو تعلیم دیجاتی تہی ۔ چوتہے درجہ مین یہ تعلیم ملتی تہی کہ ابتداء پیدایش دنیا سے خدا تعالے نے سات شارع پیدا کئے ہین اور اون سب پر وحی نازل ہوتی رہی ہے اُنمین سے ہر ایک نے اپنے پہلے شارع کی شرع منسوخ کر دی یا تبدیل کر دی اور وہ سات پیغمبر تہے جو کچہ وہ کہتے تہے خدا کی مرضی کے موافق کہتے تہے اور اُن ساتون کو حکم بولنے کا تہا اونکو

کے تخت نشین ہونے پر اونکو صاف ظاہر ہوگیا کہ اب ترکون کا مقابلہ بچون کا کھیل نہین ہوگا۔ ایران پر سلطان کی چڑہائی کو وہ بڑی غور سے دیکھتے رہے۔ اور امیر قانصو الغوری سلطان مصر نے جسکی دو جامع مساجد ابتک قاہرہ کے بڑے بازار مین اوسکی یادگار باقی ہین ۱۵۱۶ء مین شام کے شمال مین ایک زبردست فوج بظاہر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹ - نیچے سات پیغمبر اور ہوئے ہین جنکو بولنے کا حکم نہ تہا وہ خاموش پیغمبر گذرے ہین متکلم سات پیغمبر یہ تہے۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد۔ اسمٰعیل بن جعفر صادق اور ساکت پیغمبر یہ تہے شیث سام۔ اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ۔ ہارون۔ شمعون۔ بطرس۔ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر۔ پانچوین درجہ مین یہ تعلیم ہوتی تہی کہ ہر ایک نے ان ناطق پیغمبرون سے بارہ بارہ اپنے شاگرد یا داعی مقرر کیے تہے تاکہ وہ مذہب حق کی تعلیم زمانہ کو دین اور بارہ شاگردون کا رتبہ اون سات پیغمبرون سے درجہ دوم کا تہا۔ چہٹے درجہ مین یہ تعلیم ہوتی تہی کہ شاگرد کو چاہیے کہ اپنے معلم کو جان سے زیادہ عزیز رکہے اوسکے حکم کو خدا کا حکم تصور کرے۔ ساتوین درجہ مین توحید الٰہی کی تعلیم ہوتی تہی خصوصًا وہ مسایل جو علم الٰہیات کے ہین۔ ان سات درجون کے علاوہ دو اور درجے تہے اون مین سے ایک مین تو یہہ سکہلایا جاتا تہا کہ افعال انسان کے غیر معتبر ہین اونکا حسن قبح سب ایجادی اور اختراعی بات کا اعتبار نہ چاہیے۔ دوسرے مین یہہ تعلیم ہوتی تہی کہ کسی بات کا اعتبار نہ کرو کسی چیز پر یقین کو دخل نہ دو سب کو نیست اور نابود سمجہو صرف دین کے حاصل کرنے مین کوشش کرو۔ اور شیعہ امامیہ بارہ امامون کی امامت کے معتقد ہین۔ یہہ فرقہ اونکے برخلاف تہا صرف سات امام مذکورین کو امام بلکہ پیغمبر جانتے تہے۔ موسیٰ کاظم بن جعفر صادق اسمٰعیل کے بہائی کے ساتہہ اس فرقہ کی عداوت تہی اسواسطے ان کا خطاب فرقہ سبعیہ قرار پایا تہا۔ فرقہ اہل سنت و جماعت انکو ملاحدہ کہتے تہے اور ایک شاخ اس فرقہ کی شیعہ شش پرست تہی وہ صرف علی اور حسن اور حسین اور علی اور باقر اور جعفر چہ امامون کو امام جانتے تہے۔ اور کہتے تہے کہ امام جعفر پر امامت ختم ہوگی۔ اسمٰعیل یا موسیٰ کاظم کو امامت حاصل نہین ہوئی۔ عبد اللہ نے جب اس مذہب کے مسایل بخوبی جاری کیئے اور ہزارون آدمی اپنے مذہب مین داخل کر لیئے تو اپنا خطاب اوس نے مہدی مقرر کیا۔ ابو عبد اللہ نے پہلے پہل بغاوت کا جہنڈا شمالی علاقہ افریقہ مین کہڑا کیا اور دعویٰ کیا کہ مین اصلی اور حقیقی وارث علیؓ اور فاطمہؑ کا ہون اور مہدی میرا خطاب ہے۔ پس جو میری پیروی کرے گا نجات پائے گا اور جو منکر ہوگا دوزخ مین بہیجا جائے گا ہزارون آدمی اسکے پیرو و مرید اوس وقت اسکے ہمراہ تہے اور اوس نے بہت سا ملک اپنی تحت حکومت مین کر کے قیروان شہر کو دار الحکومت بنایا اور حکم دیا کہ ایک نیا شہر آباد ہو کر اوسکا نام مہدیہ رکہا جائے۔ جب وہ آباد ہوا تو دار الخلافت وہ قایم ہوا کسی قدر مدت تک ابو عبد اللہ کی حکومت قایم رہی۔ اوس نے ابو القاسم محمد اسمٰعیلی کو ولیعہد کیا۔ اسکے بعد چودہ فرمانروا اس خاندان کے مصر پر حاکم رہے آخری اسمٰعیلی خلیفہ کو صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے چچا سعد الدین شیر کوہ نے معزول کر کے خاندان ایوبیہ کی حکومت قایم کی۔ ✦

نگران حال بہینے اور در اصل موقعہ مناسب پر حملہ آور ہونے کے لئے جمع کر دی۔ بستان پاشا نے جو ایشیا
کوچک کے جنوب مشرق مین عثمانیہ افواج کا سپہ سالار تہا سلطان سلیم کو اطلاع دی کہ مین اس خوف سے کہ مبادا مملوک
میرے لشکر کے عقب یا پہلو پر حملہ کر دین۔ سلطان کے حسب ارشاد فرات کی طرف نہین بڑہ سکتا۔ سلیم نے
فوراً قسطنطنیہ مین دیوان وزراء و اعیان دولت کو جمع کر کے مصر پر فوجکشی کرنیکے معاملہ پر غور کیا۔ سلطان کے
میر منشی محمد نے جو علمی قابلیت اور اعلیٰ لیاقت کی وجہ سے نہایت ممتاز تہا۔ اور سلیم نے اپنی علم دوستی سے کام
لیکر اوسکو اونہی اوصاف کی وجہ سے اس جلیل القدر عہدہ پر سرفراز کر رکہا تھا پُرزور تقریر مین لڑائی کی تائید کی اور
بیان کیا کہ عثمانیون کے سلطان کی عزت و منزلت اس امر کی سخت متقاضی ہے کہ فتح کے ذریعے سے حرمین شریفین
کی حکومت حاصل کیجائے۔ سلطان اپنے پیارے منشی کی حسب منشا تقریر سے ایسا خوش ہوا کہ اوسیوقت اوسکو وزیر کا
عہدہ عطا کر دیا۔ محمد نے پہلے انکار کیا مگر سلیم نے خود چابک ہاتہہ مین لیکر جب میر منشی کے تلوون کو سہلا دیا
تو اوس ہمارے منکسر مزاج عالم نے بڑی خوشی سے سلطانی عطیہ کو منظور کر لیا جب فوجکشی کا عزم مصمم ہوگیا تو سلیم
نے بروئے احکام شریعت امیر مصر کو مطیع ہونیکی دعوت کرنیکے لئے دو سفیر اوسکے پاس روانہ کئے۔ اور اودہر
اونکی واپسی کا انتظار کئے بغیر جنگی تیاریون کو مکمل کرنیکے لئے اونکے ساتھ ہی قسطنطنیہ سے روانہ ہوگیا۔ اور جس
فوج سے مصر پر حملہ کرنا تہا اوسکو خود اپنی کمان مین لے لیا۔

جب سلیم کے سفیر قانصوہ کے پاس پہونچے اوسوقت وہ حلب مین تہا جسنے نہ فقط انسانیت بلکہ شریعت و شرافت
کے برخلاف کمال سفاہت سے سلطانی سفیرون کو بیحرمت کر کے قید مین ڈالدیا۔ مگر جب عثمانی لشکر قریب پہونچگیا
تو سفیرون کو رہا کر کے صلح صفائی کی گفتگو کا سلسلہ قائم کرنا چاہا۔ لیکن اسکا موقعہ گذر چکا تہا۔ فریقین مین پہلی لڑائی
جسنے شام کی قسمت کا فیصلہ کیا بتاریخ ۲۴- اگست سنہ ۱۵۱۶ء حلب کے نزدیک مرج دابق[1] کے میدان مین ہوئی۔
مملوکون کی باہمی پہوٹ اور ترکی توپخانہ کی مدد سے سلیم کو غنیم پر آسانی سے فتح حاصل ہوگئی۔ اور پیرانہ سال
سلطان غوری ضعف شکستہ دلی۔ اور رنج و غصہ سے بقول بعض بہاگنے کی اور بقول دیگر مین لڑائی کے گہسان مین
اپنی بہاگتی ہوئی فوج کو مجتمع کرنے کی کوشش کرتا ہوا اس جہان سے رخصت ہوگیا۔ مملوکون نے اوسکی جگہہ بہادر
بے بدل شریف النفس اور فیاض طبع طومان بے کو اپنا امیر کبیر منتخب کیا۔ مملوکون کے حوصلے اس شکست سے ذرہ بہر
پست نہ ہوئے تہے۔ وہ عثمانیون کو ذاتی بہادری اور جنگی مہارت مین اپنا مقابل نہین خیال کرتے تہے۔ تاہم شکست

---

[1] مسلمانون کا خیال ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کی قبر اس میدان مین ہے۔ ۱۲ مولف۔

کی بہاگڑ۔ سلطان کی وفات۔ اور نئے سلطان کے انتخاب کے لئے باقیماندہ بڑے بڑے سرداروں کے قاہرہ کو چلے جانے سے سلطان سلیم کو حلب۔ عین تاب۔ ملیشیا۔ دمشق۔ یروشلیم اور تمام شامی قصبات بلامزاحمت فتح کر لینے کا موقع ملگیا۔ حلب مین سلطان فاتح کو دیگر غنیمت کے علاوہ دس لاکھ ڈیوکٹ[1] نقد ملے۔ اس نے اس صوبہ مین چار مہینے قیام کر کے یہان کا نظم ونسق درست کیا۔ امراء عرب سے ملاقات کر کے اونکو اپنا طرفدار بنایا اور زیارات متبرکہ کے دیکھنے کے لئے کوہ لبنان کو بھی گیا۔ دمشق کی مشہور جامع اموی کے خطیب کو پچاس ہزار قرش کا خلعت بخشا۔ یہ مسجد ولید بن عبدالملک مروانی ششم اموی خلیفہ نے تیس لاکھ دینار کے صرف سے تعمیر کی تھی۔ اسکا طول پانسو پچاس قدم اور عرض ایکسو پچاس قدم ہے۔ اسکے ستون سنگ سماق کے ہین۔ ۶ سو قندیلین ہر وقت طلائی اور نقرئی زنجیرون سے چہت سے آویزان رہتین۔ رمضان مین جنکی تعداد بارہ ہزار ہوجاتی تھی۔ چار محراب چارون مذاہب کے امامون کے لیے ہین۔ اس مسجد کے تین مینار بہت بلند ہین۔ جنپر ۷۴ مؤذن مامور ہوتے تھے۔ اس مسجد کو کئی دفعہ سلاطین مابعد نے بصرف زرخطیر مرمت کرایا۔ سنہ ۱۸۹۶ء مین بھی یہ کسی قدر مرمت طلب ہوگئی تھی۔ اہالی دمشق نے لاکھون روپیہ خود چندہ کر کے اسکی درستی کرادی۔

مملوک جب امیر کے انتخاب سے فارغ ہوئے تو نئے سلطان طومان نے حملہ آورون کو مصر مین داخل ہونے سے روکنے کیلئے صحرا سے پار مصر اور شام کے سرحدی قلعہ غزا پر ایک جرار فوج غزالی کے زیر کمان روانہ کی سلطان سلیم جب شام کے انتظام سے فارغ ہوا تو حسب معمول دور اندیشی سے کام لیکر اوس صحراء لق ودق کی عبور کرنیکے لئے جو شام کے آباد حصہ سے لیکر عین قاہرہ کی فصیلون تک چلا گیا ہے ہزارون اونٹ خرید کر لشکر کے لئے اونپر پانی لادلیا۔ اور فوج کو انعام فراوان عطا کر کے اوسکا حوصلہ بڑہا دیا۔ اور ہراول کی فوج پر سنان پاشا کو جو اب وزیر اعظم تہا مقرر کر کے آگے روانہ کیا۔ اوس نے بمقام غزا مملوکون کو شکست فاش دیکر اونکو توپخانہ سے بہون ڈالا۔ اس فتح کے بعد کل ترکی فوج صحرا کو دس دن مین عبور کر کے قاہرہ کے قریب پہونچگئی۔ طومان بے کی فوج موضع ریدانیہ مین جو شام ومصر کے شاہراہ پر قاہرہ کے قریب واقع ہے خیمہ زن تھی۔ دونون فوجون مین بتاریخ ۲۲ جنوری سنہ ۱۵۱۷ء اس مقام پر فیصلہ کن لڑائی ہوئی۔ طومان بے کا ارادہ تہا کہ جب ترکی لشکر کوچ پر ہو پہلو پر سے اوسپر حملہ کر کے اوسکو تباہ کردے۔ مگر اوسکے دو بڑے سرداران غزالی بے اور خیری بے کی غداری

---

[1] یہ سکہ پُرانے زمانون مین یورپ کے اکثر ممالک مین مروج تہا۔ چاندی کا ڈیوکٹ مالیت مین ۴ شلنگ اور طلائی ۹ شلنگ یعنے آجکل کے نرخ کے مطابق ۲ روپیہ کا ہوتا تہا۔ مؤلف ۱۲

اسکی خبر سلیم کو ملگئی۔ اور طومان اپنے ارادہ مین کامیاب نہ ہوسکا۔ اور اوسکو ایسے موقعہ پر جنگ کرنا پڑا جو اسکی لئے بہت کچھہ غیر مفید تھا۔ مگر پھر بھی مملوکون نے ایسی شجاعت دکھلائی کہ رضوانیہ کے مینار بہ سے پہلے کبھی نہین دکھائی تھی۔ معرکہ شروع ہی ہوا تھا کہ مملوک شہ سوارون کی ایک جماعت جو سر سے پاؤن تک فولاد مین غرق تھی خود طومان بے اور اوسکے دو قابل ترین کپتانون آلان بے اور قرط بے کے زیر کمان مصری فوج کے یسار سے نکل کر عثمانیہ فوج کے عین قلب پر جہان خود سلیم موجود اور اوسکا جھنڈا لہرا رہا تھا سلیم کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کی قسم کہا کر حملہ آور ہوئی۔ اور وہ بیشک اپنے مدعا مین کامیاب ہوجاتے۔ مگر انہون نے غلطی سے سنان پاشا کو جو اس وقت قلب لشکر مین عثمانیہ فوج کے اعلے افسرون کے حلقہ مین کھڑا تھا سلیم سمجھہ لیا۔ طومان بے نے سنان کو پے در پے نوک سنان سے چھلنی بنا دیا۔ آلان بے اور قرط (لفظی معنی بھیڑیا) بے نے بجائے خود ایک ایک پاشا کو قتل کیا۔ اور پھر فے الفور اپنے برق رفتار راہوارون کی عنان موڑ کر بہادر مملوک اپنے لشکر مین واپس آگئے۔ آلان بے واپسی کے وقت گولی سے زخمی ہوا۔ اور سب نلوہ بچکر نکل آئے۔ سوائے اون مملوکون کے جنپر غدار سردارون کا جادو چل گیا تھا باقی مملوک بھی اپنے اپنے بہادر سردارا کے ماتحت ایسی ہی دلاوری سے غنیم پر حملہ آور ہوئے۔ مگر عثمانیہ توپخانہ کے مقابلہ مین اس شاندار کیولری (فوج سواران) کی کوششین اوسہطرے ویسی ہی بیکار رہے جیسی کہ اٹھارہوین صدی کے اخیر مین ان بہادرون کی اولاد اور جانشینون کے حملے نپولین کی فوج پیدل کے مربعون کی دہوان دہار باڑہون اور گولیون کی موسلادہار بارش کے سامنے بیکار ثابت ہوئے۔ طومان بے اپنے شہ سوارون کے حصہ قلیل کو لیکر مقام عضویہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور پچیس ہزار مملوک رضوانیہ کے میدان مین کھیت رہے۔

سلیم نے فوج کا ایک دستہ قاہرہ پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ کیا۔ جو لڑائی سے ساتوین دن بلا مزاحمت شہر مین داخل ہوگیا مگر بہادر طومان اپنی پراگندہ جمعیت کو پھر درست کرکے اچانک اس فوج پر آپڑا۔ اور اُن مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑا۔ سلیم نے خبر ملتے ہی فوج کا چیدہ حصہ شہر کو پھر فتح کرنیکے لئے روانہ کیا۔ قاہرہ کے گرد کوئی فصیل یا مورچہ وغیرہ نہ تھا۔ لیکن ایکی دفعہ حملہ آورون نے ہر ایک کوچہ و بازار کو مورچہ بند اور ہر ایک مکان کو قلعہ پایا۔ کوچہ و بازار مین تین دن تک معرکہ کارزار گرم رہا جسمین فریقین ہزارون کی تعداد مین قتل ہوئے۔ آخر کار سلیم نے خیری بے کی صلاح سے عام اعلان کر دیا کہ جو مملوک ہتیار رکھدیگا اوسکی جان بخش دی جائیگی۔ اس اعلان کے شائع ہونے پر لڑائی تھم گئی اور آٹھہ سو سر غنہ مملوک بطیب خاطر اسلحہ رکھکر سلطانی فوج مین چلے آئے

سلیم نے ان سب کو قتل کرا کر شہر مین قتل عام کا حکم دیدیا جس مین پچاس ہزار جانین ضایع ہوئین۔ قرطبے کچھ
عرصہ تک اسی شہر مین چھپا رہا۔ لیکن آخر سلطان نے جان بخشی کا وعدہ کر کے اوسے اپنے سامنے بلا لیا۔ سلیم اور
قرطبے مین فتح و شکست کے متعلق تھوڑی دیر مکالمہ ہوتا رہا۔ قرطبے نے کہا کہ تم عثمانلی ہم سے بہادر
نہین ہو۔ تم نے محض ان بندوقون کے طفیل جو بزدلون اور نامردون کا ہتیار ہے ہم پر فتح پائی ہے۔
ملک الاشرف قانصو کے زمانہ مین ایک فرنگی پہلے پہل ہمارے پاس یہ وینس والون کی گولیان (مملوک
بندوق کی گولی اور توپ کے گولہ کو بندقیہ یعنی اہالی وینس کی گولیان کہتے تہے) لایا تہا۔ سلطان اور اوسکے امرا نے انہی بہادر
شجاعون کا اسلحہ نہ سمجہکر مسترد کر دیا۔ اسپر اُس فرنگی نے بصد اندوہ کہا تہا کہ "تم لوگون مین سے کئی زندہ ہونگے
جو انہی گولیون سے اس سلطنت کو تباہ ہوتا دیکہین گے" یہ گفتگو بڑہتے بڑہتے اسقدر تیز ہو گئی کہ قرطبے نے
عین دربار مین خیر بے کو لعن طعن کرنا شروع کر دیا۔ اس تمرد و گستاخی یا بیجا تہوّر و بیباکی کی سزا مین سلیم نے اُسکا
سر فوراً قلم کرا دیا۔

طومان بے قاہرہ کی شکست فتح کے بعد صحرا کیطرف بہاگ گیا۔ اور سابقہ دستور و رواج کے برخلاف عربون کی
فوج تیار کر کے پہر مقابلہ کیلئے تیار ہو گیا۔ اور سلیم کے مختلف چہوٹے چہوٹے دستون کو شکست دیکر بہگا دیا۔ سلیم نے
اوسے کہلا بہیجا کہ اگر سلطنت عثمانیہ کا باجگذار ہونا قبول کر لو تو تاج بخشی کر دونگا۔ لیکن مملوک قاہرہ کے قتل عام اور قرطبے
کی ہلاکت سے ایسے برافروختہ ہو رہے تہے کہ انہون نے سلیم کے ایلچی مصطفے پاشا اور اوسکے کل خدام کو قتل کر دیا۔ سلیم
نے اسکے عوض مین تین ہزار قیدیون کے سر قلم کروا دیئے۔ اور طومان بے کی سرکوبی کے لئے فوج جرار روانہ کی۔
فریقین مین مشہور اہرام مصری کے قریب معرکہ آرائی ہوئی۔ مگر طومان بے کے عرب اور مملوک سپاہی دشمن کا
مقابلہ کرنے کی بجائے عین معرکہ مین ایک دوسرے کے ساتہہ لڑتے رہے۔ اور ترکی توپخانہ دونون کی صفائی کرتا رہا
آخر کش اوسکی فوج پراگندہ ہو گئی۔ اور وہ پناہ کے لئے ایک عرب سردار حسن میری کے پاس جسپر اوسنے بہت احسان کرم
کئے ہوئے تہے چلا گیا۔ اس محسن کش نے طومان کو گرفتار کر کے سلیم کے پاس بہیجدیا۔ سلطان اس گرفتاری سے بہت
خوش ہوا۔ اور اُسے اطمینان ہو گیا کہ اب مصر کامل طور پر فتح ہوا ہے۔ سلیم نے ابتدا میں تو طومان کی نہایت تعظیم و تکریم
کی اور اوسکو بہت عزت کے ساتہہ رکہا۔ یہ امر خیر بے اور غزالی کو ناگوار تہا۔ انہون نے سلطان کے دل مین شبہ
ڈالدیا کہ اس شاہی اسیر کو آزاد کرانیکے لئے سازش ہو رہی ہے۔ اسپر سلطان نے طومان کو قتل کرا دیا۔ اور ۱۴ اپریل
۱۵۱۷ء کو بہادر و جری طومان آخری مملوک سلطان اس جہان ناپایدار سے کوچ کر گیا۔ اور عثمانیہ اقتدار کی مخالفت

کرنے والا کوئی رقیب مصر مین باقی نہ رہگیا۔ مگر سلیم اسکے بعد بہی ملک کا انتظام کرنیکے لئے کئی مہینے وہان مقیم رہا۔ اوسنے قاہرہ کی سرکاری عمارات اور جوامع مسجد کی سیر کی اور فتح سے بعد پہلے جمعہ کو کل جامع مسجد مین پہر نکلا۔ اور اوسدن اپنے انکسار اور اسلامی اخوت و مساوات کا عملی ثبوت کل دنیا کو دیا۔ جس مسجد مین اسنے نماز ادا کی وہان خاص اوسکے لئے فرش پر نہایت بیش قیمت قالین اور جانماز بچھائے گئے۔ اوسنے اونکو فوراً اٹھوا دیا۔ اور کل دوسرے نمازیون کی طرح احکم الحاکمین کی بارگاہ مین فرش زمین پر نہایت عجز و الحاح سے پیشانی کو رگڑا۔ اور فرش کو آنسوؤن سے تر کر دیا۔ اوسنے خاندان فراعنہ و ٹولمیان کے فرمانروایون کی تعمیر کردہ قدیم یادگار رہان حتی کہ اہرام تک کی سیر نہ کی۔

نو مفتوحہ ملک مین قاعدہ کی بات ہے کہ فی الفور امن قائم نہین ہو جایا کرتا۔ اور لازمی طور پر کچہہ عرصہ کے لئے رعایا کو سختی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ادریس آفندی کردستان وغیرہ کے انتظام سے فارغ ہو کر سلطان کو مصر مین آملا۔ سلیم نے اوسکو میری کے رسالہ غواص الاشیا کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ ادریس نے اس ترجمہ کے ساتھ ملک کی بدنظمی پر عربی زبان مین ایک نظم لکہکر لگادی اور حسب دستور سلطان کے روبرو پیش کرنے کو مسودہ وزراء کو دیا۔ وہ اس نظم کو دیکہکر بہت گہبرائے۔ اور ادریس سے التجا کی کہ اسکو کتاب سے نکال لے ورنہ ہماری شامت آجائے گی۔ اس غرض کے لئے انہون نے ایک ہزار ڈوکٹ بہی ادریس کو دینے چاہے مگر اُس نے نہ مانا۔ اور خود مسودہ کو سلطان کے سامنے پیش کر کے وزراء کی کوتاہی کی شکایت کرنیکی دہمکی دی۔ آخرش وزیرون کو ماننا پڑا۔ اس وقت بہادر ادریس نے مسودہ کے ساتھ ایک خط بہی ٹانک دیا۔ جس مین سلیم سے درخواست کی کہ یا تو بد انتظامی اور بربادی کو جو چارونطرف ملک مین پہیلی ہوئی ہے دور کرا دیا مجہے قسطنطنیہ واپس بہیجدو۔

اگر سلطان کے قابلترین سپہ سالار اس سے آدہی جسارت بہی کرتے تو وہ اسیوقت عالم بالا کو پہونچا دیئے جاتے۔ مگر وہ علم و ہنر کا سچا مربی اور دلدادہ تہا۔ اوسنے اس نامور مؤرخ کو عثمانیہ بیڑہ جہازات پر جو حسب الحکم سلطانی قسطنطنیہ سے آکر اسکندریہ کے بندرگاہ مین لنگر زن ہوا تہا۔ دار الخلافہ کو واپس بہیجدیا۔ واپسی کے وقت بیڑہ نے جزیرہ رہوڈس پر حملہ آور ہونے کی دہمکی دی مگر حملہ نہ کیا۔ بیڑہ پر مال غنیمت کا بہی بہت سا حصہ استنبول کو بہیجا گیا۔

کمال پاشازادہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ اناطولیہ (یعنی ایشیائی مقبوضات سلطانیہ) کا قاضی عسکر تہا۔ اور

علمی قابلیت کی وجہ سے سلطان اسکو عزیز رکھتا تھا۔ سلیم فتح مصر کے بعد سوڈان اور حبش کیطرف بڑھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن ایرانی مہم کیطرح فوج وطن کی مہجوری طویلہ سے آزردہ ہو چکی تھی۔ کمال پاشا نے کمال دلیری سے سلطان کو فوج کی آزردگی سے مطلع کر کے نوبیا وغیرہ کی فتح کے ارادہ[۱] سے باز رکھا جب کبھی فوج سلطان کی مرضی پر چلنے سے انکار کر دیتی تو وہ عام سپاہیوں کو کبھی سزا نہیں دیتا تھا۔ بلکہ اونکا غصہ وزیروں اور افسروں پر نکالا کرتا تھا۔ علما تو خواہ کیسی جرات وجسارت کے مرتکب ہوں اوسکے غصہ سے کلیتاً محفوظ رہتے تھے۔ مصر سے شام کو واپس جاتے وقت سلیم نے یونس پاشا وزیر اعظم سے جو اوسکے ہمرکاب گھوڑے پر سوار جا رہا تھا کہا کہ "اب ہم نے مصر کیطرف پیٹھ کر دی ہے اور عنقریب غزا ہمکو نظر آنے لگ جائے گا" یونس اس مہم کا ابتدا سے مخالف تھا۔ اوسنے فوراً جواب دیا۔ اس تمام دردسر اور تردد کا نتیجہ کیا نکلا۔ یہی کہ نصف فوج صحرا کے ریگستانوں یا جنگ کے میدانوں میں قتل کرائی۔ اور اب چند غداروں کی ایک جماعت کو مصر پر حاکم مقرر کر کے پیچھے پھرے جاتے ہیں۔ سلیم نے اس گستاخانہ جواب پر اپنے گارڈ کے سپاہیوں کو اوسے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ اور یونس پاشا کا سر اوس سواری کی حالت میں اوڑا دیا گیا۔

مصر کے سابقہ فرمانرواؤں کیطرح سلیم کو بھی اس امر کا سخت تردد تھا کہ مصر پر کسطرح حکومت کیجائے شاہان ایران۔ قیصران روما۔ اور خلفائے دمشق کو ہمیشہ یہی اندیشہ رہتا تھا کہ یہ صوبہ کسی دن اپنی آزادی کا اعلان کر دیگا۔ مصر کے آخری فاتح نپولین[۲] بوناپارٹ کا قول ہے کہ مصر در اصل کل عرب قوم کا صدر مقام ہے یہی اندیشہ سلیم کو تھا کہ کوئی بلند ہمت وبلند خیال پاشا جسے اسکی گورنری پر مامور کیا جائے مناسب موقعوں سے فایدہ اٹھا کر کہیں عربوں سے عثمانیوں کے برخلاف بغاوت نہ کرا دے۔ سلیم نے ملک کو مختلف صوبوں اور حصوں میں منقسم کر دینا بھی اس اندیشہ کی کافی روک تھام تصور نہ کیا۔ آخر ش عثمانیہ اقتدار کے قیام کے لئے اُس نے حکومت کو ملک کی مختلف قوموں میں تقسیم کر دینا مناسب سمجھا۔ اسلئے اوسنے مملوکوں کی نسل کو بھی غارت نہ کیا۔ بلکہ اونکو زمانہ آیندہ میں بھی نابود ہونے سے بچانے کے لئے سرکیشیا سے غلام خرید کر اپنی جماعت

---

[۱] یہی معاملہ ایران کے بادشاہ کیمبیشی لیشے (بعض سیاؤش کیخسرو اور بعض لہراسپ کا نام بتاتے ہیں) کو جو ۵۲۵ قبل مسیح میں فوت ہوا پیش آیا تھا۔ اوسکی فوج نے بھی مصر سے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تھا جسپر اُسے واپس آنا پڑا۔ مؤلف۔

[۲] نپولین بوناپارٹ جس نے ۱۷۹۸ء میں مصر کو فتح کیا تھا ایک طرح سے محمد علی پاشا کے بغاوت کر دینے کی جو ۱۸۱۱ء میں ہوئی اسی وقت پیشین گوئی کر دی تھی۔ م

اقتدار کو پورا رکہنے کی اجازت دیدی۔ اس جماعت کے جن سردارون نے اوسکو مدد دی تہی اُن مین ۲۴
آدمی منتخب [illegible] کیے [illegible] مصر کے مختلف محکمون کے افسر اعلے مقرر کیے گئے۔ اور افسر غداران یعنی خیر بے
کو کل ملک کا گورنر مقرر کیا۔ مگر اس امر کی کفالت مین کہ وہ کبہی خودسری نہ کرسکے سلیم نے اوسکی بیویان اور اولاد
کو قسطنطنیہ بہیجدیا۔ علاوہ برین ترکی تسلط کو عملی طور پر قایم رکہنے کے لئے سلیم عثمانی نے خیرالدین کے زیر کمان
پانچہزار سپاہی (ترکی سوار اور پیادہ جنکو سپاہی کہتے ہین) اور پانچسو ینگچری (یعنی باقاعدہ پیادے) مصر کے دارالخلافہ مین
چہوڑ دیا۔ اور اس فوج کو حکم دیدیا کہ وہ کسی صورت مین قلعون کو نہ چہوڑے۔ سلیم کے جانشینون نے اس
فوج کو کبہی تبدیل نہ کیا۔ اور نہ ترکی سے پہر کبہی تازہ فوج روانہ کی۔ جس سے اسکے کمانڈرون کو تعداد پوری
رکہنے کے لئے مصر کے باشندون سے سپاہی بہرتی کرنے پڑتے۔ اور اس طرح یہ فوج بتدریج مصر کی ملیشیا
(مقامی فوج) بنگئی۔ لیکن جسکو بہت بڑی مراعات حاصل تہین۔ قانون اور مذہب کے متعلق انتظامی فرائض کا
بہت بڑا حصہ [illegible] سلیم نے شیوخ کے سپرد کیا جنکو باشندون پر جو انکی طرح زیادہ تر عرب نسل کے تہے بہت
رسوخ حاصل تہا۔ ان لوگون کا میلان طبع مذہبی خیالات کی موافقت کی وجہ سے مملوکون کی نسبت ترکون
کی طرف زیادہ تہا۔ اور انکی وجہ سے رعایا کو بہی ترکون سے الفت ہوگئی۔ سلیم نے مصر کے اصلی باشندگان
یعنی قبطیون کے لئے یا عیسائی مذہب مین کوئی انتظام نہ کیا۔ مگر مملوک سب نے فتح سے پہلے اور بعد بہی
بالعموم انہی لوگون اور چودہریون کو محصل اور ایجنٹ مقرر کرتے رہے۔ اور اس طرح سے دیہات عموماً قبطی
مقامی اہلکارون کے زیر حکومت رہے۔

مملوک سلاطین [illegible] حرمین شریفین کے محافظ بہی تہے۔ اس فتح سے یہ منصب سلیم کو حاصل ہوگیا۔ وہ
مذہب کا سخت پابند تہا اور اس منصب کی عزت و حرمت اوسکی نگاہ مین ہوگی وہ بآسانی قیاس کیجا سکتی
ہے۔ مگر اس سے صرف سلیم کو ہی نہین بلکہ ہر ایک عثمانیہ سلطان کو تمام دنیا کے مسلمانون پر خاص اقتدار
حاصل ہوگیا ہے۔ جس اقتدار کو منصب خلافت کے حصول سے اور زیادہ تقویت ملگئی۔ یہ پہلے لکہا جاچکا
ہے کہ سنہ ۱۲۵۸ء مین جب ہلاکو خان نے خلیفہ مستعصم باللہ کو ہلاک کرکے خلافت بغداد کو بیخ و بن سے اکہاڑ
کر معدوم کردیا تو خاندان عباسیہ کا ایک شہزادہ مصر کو بہاگ گیا تہا۔ اور وہان اُس نے خلافت کا سلسلہ
پہر قایم کردیا۔ جو تین سو برس تک قایم رہا۔ اور ۱۸ خلفا اس خاندان مین گذرے۔ مگر یہ خلافت محض برائے
نام تہی۔ ان خلفا کو دنیاوی اقتدار بالکل حاصل نہین تہا۔ تاہم ہندوستان کے خاندان مغلیہ کے آخری

فرمان روائیون کیطرح یہ مصر کے دار الخلافہ مین بظاہر کمال شان و شوکت سے بسر کرتے رہے اور ملوک سلاطین اور اکثر دیگر ممالک کے مسلمان فرمانروا انکو مخزن و منبع سعادت و برکت خیال کر کے تخت نشینی کے بعد انسے فرمانروائی کی باضابطہ اجازت حاصل کیا کرتے تہے۔

فتح مصر کے وقت محمد دوازدہم خلیفہ تہے سلیم نے اوسکو خلافت خاندان عثمانیہ مین منتقل کرنے پر راضی کر لیا اور اُس سے خلافت کے ظاہری نشان یعنی حضرت سرور کائنات (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مقدس عَلَم۔ تلوار اور جبہ لے لئے۔ اور بوقت مراجعت معزول خلیفہ کو اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لیتا گیا۔ یورپین مورخ سر ایڈورڈ کریسی سابق چیف جسٹس عدالت عالیہ سیلون اپنی کتاب مین تحریر کرتے ہین کہ خلیفہ یعنی نائب رسولؐ رب العالمین۔ امیر المومنین اور امام المسلمین کے مقدس منصب سے سلطان کے اختیار و اقتدار مین جو اضافہ ہوگیا اوسکا اندازہ بڑی آسانی کے ساتہہ کیا جا سکتا ہے۔ اِس سے عثمانیہ سلاطین کو نہ صرف اپنی سلطنت کے مسلمانون بلکہ اُن تمام لوگون پر جو اسلام کے پیرو ہین خواہ وہ کسی قوم اور کسی ملک کے ہون باستثنا ایرانیون اور معدودی چند دیگر اشخاص کے جو اثنا عشریہ[۱] عقیدہ رکہتے ہین اختیار و اقتدار بلکہ غالباً عملی رسوخ و تسلط بہی حاصل ہوگیا ہے" سر جارج کیمبل جو ہندوستان مین عہدہ ہائے جلیلہ پر سرفراز رہ چکے ہین اپنی کتاب مین اس خیال کی بجسارت تردید کرتے ہین کہ سلطنت عثمانیہ سے ماسوا دیگر ممالک کے سنی مسلمانون پر بہی سلطان کو بحیثیت خلیفہ کوئی رسوخ حاصل ہے۔ مگر کریسی صاحب متعدد واقعات پیش کر کے سر جارج کے اس خیال باطل کی تصحیح کرتے ہین مین یہان اس معاملہ پر تفصیل کے ساتہہ کچہہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین دیکہتا بلبست سالہ عہد حکومت امیر المومنین کے آخری ضمیمہ مین اس پر کافی بحث کر چکا ہون۔ اور کے جنگ روم و روس اور ۱۸۹۷ء کے جنگ روم و یونان نے کل دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ جمیع مسلمانان عالم سلطان المعظم کی ذات والاصفات کو کس عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکہتے ہین۔ جو لوگ مسلمانون کے اس پُرجوش اظہار خلوص و عقیدت کے عینی مشاہدون کے بعد بہی حضرت خلافت پناہی کے اقتدار مذہبی کے

---

[۱] خدا کا شکر ہے کہ ۱۸۹۷ء کے جنگ روم و یونان کے موقعہ پر تمام روئے زمین کے اصحاب تشیع نے سلطنت عثمانیہ کے ساتہہ کامل ہمدردی ظاہر کر کے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ اب انکو بہی گو مذہبی خلافت نہ سہی مگر سلطان المعظم کی دنیاوی خلافت سے انکار نہین رہ گیا۔ اور وہ حضرت خلافت پناہی کی ذات والاصفات کو دنیا کے مسلمانون کی امیدون کا ملجا و ماوا تسلیم کرتے ہین۔ مولف ۱۲۔

وجوہ سے انکار کرین۔ اونکو سمجہانے کی کوشش کرنا بے سود ہی۔ زمانہ غالباً اونکو عنقریب عملی ثبوت دیدیگا۔

ستمبر ۱۵۱۷ء مین سلیم اپنی فاتح فوج مصر سے شام کو واپس لے گیا مال غنیمت کا قیمتی اور زیادہ حصہ گو جنگی بیڑہ پر قسطنطنیہ کو جو اب دار الخلافت عظمیٰ ہوگیا روانہ کرچکا تہا پہر بہی ایک ہزار اونٹ سونے اور چاندی سے لدے ہوئے ہمراہ تہے۔ بیڑہ پر جو غنیمت بہیجی گئی وہ غیر ذی روح اور عارضی دولت کے سامان نہ تہے بلکہ مصر کی اصلی دولت یعنی قاہرہ کے مشہور آفاق نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے صناع اور کاریگر تہے جنکو تبریز کے کاریگرون کی طرح سلیم نے اپنے دار الخلافہ کی رونق و تزیین اور سلطنت کی صنعت و حرفت کو فروغ دینے کے لئے وہان بہیجدیا۔ سلیم نے پہلے دمشق اور پہر حلب مین بمعہ فوج کئی مہینے قیام کیا۔ اس قیام کے دوران مین اوس نے مختلف عرب قبائل کے سردارون سے اطاعت و فرمانبرداری کی حلف لی۔ اور شام کو قسمتون مین تقسیم کرکے صوبہ کی مالی اور عدالتی نظم و نسق کا انتظام کیا۔ بعض مورخ لکہتے ہین کہ اوس زمانہ مین اوسنے بیت اللہ شریف کا حج بہی کیا۔ مگر اسکی کامل تصدیق نہین ہوئی۔ آخر کار ان انتظامات سے فارغ ہوکر دو برسون سے زیادہ کی غیر حاضری کے بعد وہ اگست ۱۵۱۸ء مین قسطنطنیہ کو واپس گیا اور اس عرصہ مین شام، مصر اور عرب تین ملکون کو فتح کرگیا۔ یورپ کو واپس آنے پر اوسنے عیسائی سلطنتون سے معاہدون کی پہر تجدید کی۔ ریاست وینس نے جزیرہ قبرس کا خراج جو وہ پہلے مصر کو دیا کرتے تہے سلطان کو دینا منظور کیا۔ شاہ ہسپانیہ نے سلطان سے اقرار لیا کہ شام و فلسطین کو جو عیسائی زائرین جائین اونکی حفاظت کیجائیگی۔ اور شاہ ہنگریا نے میعاد صلح کی توسیع کرالی۔ مگر اس سے سلطان کی جنگی تیاریون مین کوئی فرق نہ آیا۔

خشکی کی فتوحات سے فارغ ہوکر سلیم نے بحری طاقت کی درستی و ترقی کیطرف توجہ مبذول کی۔ سنہ ۱۵۱۹ء مین اوسنے ۱۵۰ جہاز مختلف جسامت کے تیار کرائے جن مین سے بعض سات سات سو ٹن (ٹن = ۲۸ من انگریزی) وزنی تہے۔ اسی سال ایک سو چہوٹے جنگی جہازون کو جو سمندر مین ڈالے جانیکے لئے کارخانون مین تیار تہے مستولون اور بادبانون سے مکمل اور سمندر کو جانیکے لئے تیار کرنیکا حکم دیا گیا۔ ساٹھ ہزار فوج کی زبردست جمعیت بمعہ ایک زبردست اور بہت بڑے توپخانہ کے جمع کرکے ایشیائے کوچک مین اس طرح تیار رکہی گئی کہ حکم کا پہلا لفظ صادر ہوتے ہی وہ جنگ مین در آئے۔ بعض کا خیال تہا کہ سلیم ایران پر حملہ عظیم کرنا چاہتا ہے۔ مگر بالعموم یہ یقین تہا کہ ترکی تیاریان جزیرہ رہوڈس کے لئے ہو رہی ہین۔ سلیم کو اپنے دادا

کی ہزیمت جو اُسے رہوڈس مین ملی فراموش نہین ہوئی تھی۔ اس لیے اُس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جبتک
سب سامان بالکل وجوہ تیار نہ ہو جائے حملہ کا نام نہ لیا جائے۔ مگر اوسکے وزیر اس مہم کے لئے بیتاب
ہو رہے تھے۔ اور اس شتابکاری پر اونکو اپنے مآل اندیش اور سخت مزاج آقا سے جھڑکین لینی پڑین۔
ایک دن سلطان مورخ سعدالدین کے باپ حسن شان کے ہمراہ مسجد ایوب سے باہر نکلا تو اُس نے ایک
نئے اول درجہ کے چھوٹے جنگی جہاز کو بندرگاہ مین چکر لگاتے دیکھا۔ اوسنے حکم دے رکھا تھا کہ یہ جہاز سب
طرح سے تیار ہو کر تا صدور حکم کارخانہ ہی مین رکھے رہین اور سمندر مین نہ اتارے جائین۔ وہ کشتی کو دیکھکر سخت
غضب آلود ہو گیا اور صرف پیری پاشا وزیر اعظم کی منت و سماجت سے امیر البحر کی جان بچی۔ مگر اُس نے
اوسیوقت وزرا کو اپنے پاس بُلا کر کہا۔ "تم مجھہ سے فتح رہوڈس کے لئے شتابکاری کرانا چاہتے ہو۔ مگر
تمکو یہ معلوم نہین کہ ایسی مہم کے لئے کسقدر انتظام درکار ہے۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ اس وقت تم گودام میں
کسقدر بارود رکھتے ہو گے" وزیرون سے یہ سوال ایسا اچانک کیا گیا کہ وہ اوسکا جواب دینے کے لئے
کسی طرح بھی تیار نہ تھے۔ مگر دوسرے دن سلطان کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے پاس چار مہینون
کے محاصرہ کے لئے کافی بارود ہے۔ سلیم نے خفا ہو کر جواب دیا۔ "چار مہینون کے لئے بارود ہوا تو
اس سے کیا ہو سکتا ہے۔ جبکہ اِس سے دوگنی مقدار بھی کافی نہین ہو سکتی۔ کیا تم مجھے بھی محمد ثانی کی طرح
ذلیل کرانا چاہتے ہو۔ مین اپنی نامکمل تیاریون سے کبھی لڑائی شروع نہ کرونگا۔ اور نہ رہوڈس کا سفر اختیار
کرونگا۔ علاوہ برین میرا خیال ہے جو سفر مین اب کرونگا وہ سفر عاقبت ہی ہوگا" +

افسوس سلطان کی پیشینگوئی پوری اُتری۔ وہ ایڈریانوپل کے ارادہ سے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔
اس وقت اوسکی ران مین دنبل نکلا ہوا تھا جس نے اوسکو سخت بیچین کر رکھا تھا۔ مگر اطبا کے اصرار و
الحاح کے باوجود وہ گھوڑے کی سواری سے باز نہ آیا اور نہ افیون کا کھانا ترک کیا۔ جب وہ ایڈریانوپل کی
سڑک پر اوس چھوٹے سے گاؤن مین پہونچا جہان اوسنے باپ سے لڑائی کی تھی۔ اور جس جگہ بقول بعض
مورخ بایزید نے اوسکو بددعا دی تھی۔ دنبل کی حدت سے جسکو مفسد مادہ سے تمام جسم پر پھوڑے نکل آئے تھے
اوسے سخت بخار ہو گیا۔ اور مرض کی بیکلی اور تکلیف اس قدر بڑھ گئی کہ اوسکو رکنا پڑا۔ قسطنطنیہ سے روانگی
کی ساتوین رات حسن شان جو سلیم سے کبھی جُدا نہ ہوتا تھا۔ سلیم کے بستر کے قریب جو اُس وقت جانکنی
کی حالت مین تھا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اور سلیم کے ہونٹون کی حرکت سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ خود بھی

آیات قرآنی کو دہرا تا جار ہا ہے۔ مگر جب حسن شان اس آیت پر پہنچا جسکے معنے یہ ہین کہ "خدا کا کلام نجات ہے"
تو سلیم نے اچانک آنکھین بند کر لی اور جان مالک ارواح کو سپرد کر دی۔ یہ واقعہ ۲۲ ستمبر ۱۵۲۰ء کو ہوا۔

یہ نامور سلطان اپنے عہد حکومت کے نوین برس ۴۸ برس کی عمر مین راہگرائے عالم جاودانی ہوا۔
اوسکی زندگی کا بڑا اصول یہ تھا کہ خونخوار۔ دلیر اور مستقل مزاج رہو۔ مگر اسکو ساتھ ہی اوسکی اعلی انتظامی اور جنگی قابلیتون سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ اور گو مذہب اہل سنت متعصب تھا۔ لیکن ریاکار نہ تھا۔ اور سب متفق ہین کہ اوسے اپنے اعتقادات پر کامل یقین تھا۔ اوسکی بےنظیر علمی لیاقت اور فیاضانہ علم دوستی کے مخالف موافق کل مداح ہین۔ اوسکے زمانہ کے مشہور مفتیون مین سے ایک مفتی جمالی تھا۔ اسنے رکیک عذرات پر سلطان کو مصر پر چڑہائی کرنے کی اجازت دیدینے سے گو اپنی ناموری کو کسی قدر بٹا لگا لیا۔ مگر جس بہادری اور راستبازی کے ساتھ وہ متواتر سلیم کے ظالمانہ احکام کا مقابلہ کرتا رہا۔ اوسکی یورپین مورخ تک تعریف کرتے ہین وہ اس بارہ مین سلیم کے بھی از حد ثنا خوان ہین کہ یہ اوسی شیردل بادشاہ کا کام تھا کہ اپنی ایک رعیت کی ملامت اور زجر و توبیخ پر اوسنے اپنے نہ ٹلنے والے عزائم کو بسا اوقات روک لیا۔ اور اوس کشت و خون سے جسپر وہ تلا ہوا تھا محترز رہا۔ ایک موقعہ پر سلطان نے ۱۵۰ ملازمان خزانہ کو کسی خفیف خطا پر قتل کر دینے کا حکم دیا۔ جمالی فوراً سلطان کے روبرو کھڑا ہو گیا۔ اور کہا "مفتی کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسری دنیا مین سلطان المسلمین کی بہتری کا نگران رہے۔ بنا برین مین تجھ سے ان ۱۵۰ آدمیون کی جانین مانگتا ہون جنکو تو نے ناحق قتل کرنے کا حکم دیدیا ہے" سلطان نے جواب دیا "علما کو سلطنت کے معاملات سے کوئی واسطہ نہین۔ علاوہ برین عام الناس سختی ہی سے درست رہتے ہین" جمالی نے جواب دیا "یہ اس دنیا کی مصلحت کا مسئلہ نہین بلکہ دوسرے جہان کی مصلحت کا۔ جہان رحم کا تو ابدی انعام ملتا ہے۔ اور ناحق سختی کی دائمی سزا" سلیم نے مفتی کی بات مان لی۔ اور نہ فقط اون لوگون کی جان بخشی کی بلکہ اونکو اپنے عہدون پر بھی بحال کر دیا۔

ایک دفعہ اوس نے ایران کے ساتھ ریشم کی تجارت کی ممانعت کر دی۔ اور چار سو سوداگرون کو جو یہ تجارت کرتے تھے گرفتار کرا کر اونکی جایداد ضبط کر لی اور اونکے قتل کر دیئے جانے کا حکم دیدیا۔ سلطان اس وقت ایڈریانوپل کو جا رہا تھا اور جمالی اوسکے ساتھ سوار تھا۔ اوسنے اون بیچارون کے لئے شفاعت کی تو سلیم غضب آلود ہو کر پکار اوٹھا "کیا دنیا کی دو تہائی باشندون کو باقی ایک تہائی کی بہتری کے لئے قتل کر دینا جایز نہین ہے" مفتی نے کہا "ہان بشرطیکہ یہ دو تہائی دنیا مین فساد عظیم برپا کر رہے ہون"

سلیم نے جواب دیا "بادشاہ کی عدول حکمی سے بڑھکر کونسا فساد یا شرارت ہوسکتی ہے؟ جو ملک اپنے حکام کی متابعت چھوڑ دیتا ہے وہ سیدھا تباہی کی خندق مین گرتا ہے" بہادر جمالی نے عرض کیا "اس معاملہ مین عدول حکمی ثابت نہین۔ ریشیم کی تجارت کی پہلے سے ممانعت نہین ہوئی تہی" سلیم نے کمال برافروختہ ہوکر حکم دیا "سرکاری معاملات مین مداخلت کرنیسے محترز رہو" اس سے مفتی سخت ناراض ہوا۔ اور اپنی خفگی کو چھپانے کی بجائے معمولی آداب بجالانیکے بغیر ہی سلیم سے رخصت ہوگیا۔ اسپر سلیم کا تعجب اوسکے غضب سے بھی بڑھگیا۔ اوسنے گھوڑے کو روک لیا۔ اور کچھ عرصہ کے لئے زین پر بیٹہا ہوا غور و فکر مین غرق ہوگیا۔ مگر آخرکار اس فاتح بادشاہ نے اپنے نفس پر بھی فتح پائی۔ اور جب قسطنطنیہ واپس آیا تو سوداگرون کا مال اونکے حوالہ کرکے اونکو رہا کردیا۔ اور جمالی کو خط لکھکر اپنی خوشنودی مزاج کا اظہار اس طرح کیا کہ اوسکو سب سے اعلیٰ عدالتی عہدہ یعنی اناطولیہ اور رومیلیا دونون حصون کا جج (قاضی عسکر) بنادیا۔ جمالی نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ مگر پہر بہی سلطان کی مہربانی اوسپر بدستور مبذول رہی۔ شیعون کی قتل عام کے بعد سلیم نے ممالک محروسہ سے ہر ایک قسم کے الحاد و بیدینی کی بیخکنی کا ارادہ کرکے کل عیسائیون کو قتل کردینے اور اونکے گرجون کو مساجد بنادینے کا پختہ عزم کرلیا۔ مگر اپنا عندیہ صاف لفظون مین ظاہر کرنے کی بجائے مفتی جمالی سے ان گول مول الفاظ مین استفتار کیا "خدا کے نزدیک کونسا کام زیادہ مستحسن ہے۔ کل دنیا کو فتح کرنا یا قومون کو مسلمان بنانا؟" مفتی نے جواب دیا "کفار کو مسلمان بنانا زیادہ مستحسن اور خدا کو زیادہ پسند ہے" یہ فتوے حاصل کرکے سلطان نے وزیر اعظم کو اسیوقت کل گرجون کو مساجد بنادینے اور تمام عیسائیون کو جو مسلمان ہونے سے انکار کرین قتل کردینے کا حکم دیا۔ وزیر اعظم نے (جس بیچارہ کو کیا معلوم تہا کہ ابہی گر یہ مسکین عیسائیون کی اولاد آخرش کیا کیا رنگ لائیگی) اس حکم کے نتائج سے خوف ہوکر جمالی سے جو عیسائیون کے اصل راز سے بیخبر ہونیکی وجہ سے یہ فتوےٰ دیچکا تہا مشورہ کیا۔ جمالی نے جدوجہد کرکے بمشکل تمام یونانی بطریق کو سلطان کی خدمت مین باریابی دلادی۔ اور اوس نے بمقام قسطنطنیہ دیوان (سلطان و مجلس وزراء) کے روبرو سلطان محمد فاتح کے قول و اقرار اور قرآن شریف کی وہ آیات جن مین بجبر مسلمان کرنے کی ممانعت اور جزیہ ادا کرنے والے اہل کتاب کو مذہبی آزادی دینے کا حکم ہے پیش کرکے سلطان سے اس حکم کی منسوخی کی التجا کی اور آخر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھنے مین کامیاب ہوگیا۔ مگر سلطان نے چند عالیشان کنیسون کو پہر بہی مسجدین بنالیا۔ اور اونکے عوض عیسائیون کو نئے گرجے معمولی حیثیت کے بنادیئے۔

سلطان سلیم کی جنگی و بحری تیاریون کا ذکر اوپر آچکا ہے جن سے اوسکو تو موت نے کام نہ لینے دیا مگر والی مقدونیا فیلقوس کیطرح یہ سامان اوسکے فرزند رشید سلیمان کے لیئے جو فتوحات و جہانگیری مین سکندر پر بھی فوقیت لے گیا بہت کار آمد ثابت ہوا۔ +

سلیمان صاحبقران کا عہد حکومت

سلطان سلیمان سلیم کا اکلوتا فرزند تھا اسلیئے اوسکو اپنے باپ کیطرح تخت نشین ہونے پر اپنے کسی عزیز کے خون سے ہاتھہ رنگنے نہ پڑے۔ اوسنے ۱۵۲۰ء سے ۱۵۶۶ء تک جہانبانی کی۔ یہ زمانہ صرف عثمانیہ تاریخ مین ہی نہین بلکہ تاریخ عالم مین بھی نہایت مشہور اور معرکہ کا گذرا ہے۔ یورپ کی بڑی بڑی عیسائی طاقتین فیوڈل طریقے کی بدنظمی اور بربادی سے اسوقت نہ فقط اپنا وجود سلامت لیکر اوبھر آئی تہین۔ بلکہ اپنی طاقت کے وسایل کو مجتمع اور اپنی قوت کو پختہ کر چکی تہین سلطان سلیم کی تخت نشینی کے وقت یورپ کی عیسائی طاقتون کو ترکی حملون سے محفوظ رہتے چلے آتے چالیس برس ہوگئے تہے۔ بایزید کے زمانہ مین عیسائیون سے برائے نام مقابلہ ہوتا رہا۔ اور سلیم کے عہد مین انسے مطلقًا کوئی لڑائی نہ ہوئی تہی چنانچہ ان دونون فرمانروا وُن کے عہد مین یورپ کی موجودہ دول عظام طفولیت سے نشو و نما پاکر خاصی جوان ہوگئی تہین ہسپانیہ اس دوران مین جزیرہ نما اندلس سے عرب فاتحین کا نام و نشان تک معدوم کر چکا تہا۔ اور اُس نے یورپ کی کئی بادشاہیون کو ایک خاندان مین جمع کرلیا ہوا تہا فرانس نے اپنے تین جنگی بادشاہون چارلس[۵۱] ہشتم۔ لوئی[۵۲] دوازدہم۔ اور فرانسس[۵۳] اول کے زیر فرمان اپنے وسایل اور طاقتون کو جو عرصہ مدید سے باہمی جہگڑون اور تنازعون اور خانہ جنگیون مین صرف ہوتی تہین یکجا کرکے بیرونی فتوحات پر لگانا سیکھ لیا تہا۔ فرانس کی مختلف ریاستون اور امارتون کو شاہ لوئی[۵۴] یازدہم نے اپنے زیر فرمان کیا تہا۔ انگلستان اور آسٹریا بھی اسیطرح ترقی کے میدان مین بہت کچھ آگے بڑھ چکے تھے

---

[۵۱] چارلس ہشتم خوش خلق لقب فرزند لوئی یازدہم ۱۴۷۰ء مین پیدا ہوا۔ ۱۴۸۳ء مین تخت نشین ہوکر ۱۴۹۸ء مین فوت ہوا اس نے اٹلی کو فتح کیا مگر وہ جلد اسکے قبضے سے نکل گئی۔ +

[۵۲] لوئی دوازدہم ابوالرعایا ۱۴۶۲ء مین پیدا ہوا ۱۴۹۸ء مین تخت نشین ہوا۔ ۱۵۱۵ء مین فوت ہوا۔ اس نے ریاست وینس (جسے عرب بندق کہتے ہین) لڑائی کی۔ + [۵۳] فرانسس اول ۱۴۹۴ء مین پیدا ہوا ۱۵۴۷ء کو فوت ہوا فرانس مین سب سے پہلا اسنے دارالخلافہ قائم کیا یہ لوئی دوازدہم کا داماد تہا جسکے لاولد ہونے پر ۱۵۱۵ء مین تخت نشین ہوا اسکا لقب ابوالعلم تہا ۱۵۲۵ء مین شاہ ہسپانیہ نے اسے قید کرلیا۔ مگر آخر کار اپنے حق مین معاہدہ صلح لکھکر اوسکو آزاد کردیا۔ + [۵۴] لوئی یازدہم فرزند چارلس ہفتم ۱۴۲۳ء مین پیدا ہوا ۱۴۶۱ء مین تخت نشین ہوا ۱۴۸۳ء مین فوت ہوا۔ +

علاوہ بریں پندرہویں صدی کے آخیر سے عیسوی دنیا میں صنعت وحرفت اور فنون کو جو قوموں کی آراستگی اور خوشحالی کا اصلی باعث ہیں بہت فروغ حاصل ہوگیا تھا۔ اور جنگی فن کی طرف تو سب سے بڑھکر توجہ ہوگئی تھی۔ اب اون میں مستقل فوجیں رکھنے کا رواج ہوگیا تھا۔ اور ہر ایک نے اعلیٰ قواعدداں اور بخوبی مسلح فوج پیدل تیار کرلی تھی آتشبار اسلحہ بالخصوص توپخانہ کے استعمال اور بنانے کا ڈھب اچھی طرح سے سیکھ لیا۔ اور اونکی بالعموم مشق کیجاتی تھی۔ اندلسیہ کے فاتح قرطبہ سپہ سالار کپتان گونسالو کی لڑائیوں کی بطفیل اور اوسکی زیر نگرانی اکثر عیسائی کمانڈر آزمودہ کار اور فنون حربیہ میں ماہر ہوگئے تھے۔ اور اس طرح سے عیسائی طاقتوں میں لائق افسروں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ آسٹریا اور فرانس میں اٹلی کے قبضہ کے لئے جنگ شروع ہوجانیکے علاوہ اور بہت سے ایسے واقعات ظہور میں آئے جن سے ظاہر ہوگیا کہ یورپ زمانہ وسطیٰ کی تاریکی سے نکل کر ما بعد کے میدان میں قدم رکھ رہا ہے۔ یہ کل واقعات گو جنگ وجدال سے متعلق نہ تھے تاہم اس قسم کے ضرور تھے جن سے عیسائی اقوام میں بے اندازہ شجاعت ودلیری پیدا ہوگئی اور وہ مسلمان رقیب سلطنتوں کے مقابلہ کے لئے کافی مضبوط وتوانا ہوگئے۔ نئی دنیا اور جزائر وبلاد شرقی میں پرتگیزوں اور ہسپانیہ والوں کے دور دراز بحری سفر طے کرکے عظیم الشان ممالک کو معلوم کرنا۔ علوم قدیمہ کا تازہ ہونا۔ علوم جدیدہ کا آغاز۔ فن چھاپہ کی ایجاد سے آزادانہ تحقیقات بحث ومباحثہ اور تہذیب وشائستگی کو تحریک ملنا ان سب نے مل ملاکر عیسائیوں کو بہت زیادہ بلند ہمت مشکلات میں متحمل اور راسخ العزم اور مستقل مزاج بنادیا تھا۔ ان تحریکوں کے ساتھ ہی عیسائیوں میں مذہبی جوش کو بھی بیحد تحریک ہوگئی تھی بحری سیاحوں۔ فلاسفروں مدبروں سپاہیوں۔ اور طلبا سب اسلئے اپنے اپنے کام میں بڑی مستعدی سے مصروف تھے کہ جس طرح بن پڑے صلیب کو ہلال پر غالب کیا جائے۔ کولمبس کو نامعلوم بحر زخار کے درمیان بھی ہر وقت یہی امید ڈھارس بندہاتی تھی کہ ان دریائی سیاحتوں اور سفروں سے خزائن بیشمار حاصل کرکے اونکو ارض مقدس کا فروان دلیعنی مسلمانوں کے ناپاک قبضہ سے چھڑانے پر خرچ کرونگا۔ چارلس ہشتم کو سوئٹزرلینڈ کے سلسلہ کوہ الپس کی پرخطر گھاٹیوں اور دشوار گذار چوٹیوں سے گذرتے ہوئے اور نیپلز کے میدان ہائے جنگ میں عیسائی رقیبوں سے نبرد آزما ہوتے وقت بھی ہمیشہ یہی خیال رہتا تھا کہ اٹلی کی فتح سے فارغ ہوکر میں قسطنطنیہ کو ترکوں کے تصرف سے آزاد کراؤنگا۔

عیسائیوں کی طاقت کا پلڑا اس وجہ سے بھی اسلامی طاقت سے بھاری ہوگیا تھا کہ ایک عیسائی بادشاہ

کے ماتحت کئی زبردست ریاستیں جمع ہو گئی تھیں یعنی ایمپرر (شہنشاہ) چارلس[۵۱] پنجم اس قدر وسیع سلطنت پر حکمران تھا جو رقبہ میں تو شارل[۵۲] مین کی سلطنت کے برابر اور طاقت و ثروت میں اوس سے بدرجہا زیادہ تھی۔ ہالنڈ و بلجیم پیاست تھا۔ آسٹریا۔ اندلسیہ کی دونوں متفقہ سلطنتیں اور نیپلز و سسلی کے زرخیز ملک اوسکو وراثت میں ملے جرمنی کا قیصر انتخاب کے روسے ہوا۔ اور بحری سپاہیوں کورٹیز[۵۳] اور پیزارو[۵۴] کی جانفشانیوں سے اوسکو امریکہ کے ممالک میکسیکو و پیرو جن میں سونے اور چاندی کی بیحد افراط تھی حاصل ہوئے تھے۔ اس زبردست بادشاہ کو ترکوں کا مقابلہ کرتے وقت فرانس کی رقابت اور جرمنی کی مذہبی خانہ جنگیوں سے رکاوٹ پیدا ہونی لازمی امر تھا۔ مگر ویسی ہی عثمانی ایرانیوں کی رقابت۔ شیعہ سنیوں کی باہمی بغض و عناد اور مصر و شام میں بغاوت ہو جانیکے اندیشہ سے اپنی پوری طاقت عیسائیوں کے مقابلہ پر نہیں لا سکتے تھے۔

الغرض عیسائی خواب غفلت سے بیدار ہو کر اس قدر مضبوط اور متحد ہو گئے تھے کہ خاندان عثمان کے لئے سخت خطرہ پیدا ہو گیا تھا مگر وہ اس خطرہ سے سلامت ہی نہیں رہا۔ بلکہ سولھویں صدی کے کل دوران میں

۵۱ چارلس پنجم فلپ آرچ ڈیوک آسٹریا اور جوانا دختر فرڈینیڈ و ایزبیلا (فاتحان غرناطہ) کا بیٹا تھا۔ ۱۵۱۶ء میں اپنے نانا فرڈینیڈ کی جگہہ ہسپانیہ کے تخت پر بیٹھا۔ اور ۱۵۱۹ء میں قیصر میکسیمیلن کے بعد جرمنی کا قیصر ہوا۔ فرانسس شاہ فرانس نے جو خود جرمنی کے تخت کا دعویدار تھا چارلس سے لڑائی کی۔ آخر شکست کھا کر مقید ہوا۔ ۱۵۰۰ء میں پیدا ہوا۔ ۱۵۵۶ء میں تاج و تخت اپنے بیٹے فلپ کے حوالہ کر کے خود گوشہ تنہائی اختیار کیا اور ۱۵۵۸ء میں مر گیا۔ یہ رومن کیتھولک مذہب رکھتا تھا۔ جرمن کے پروٹسٹنٹ شہزادوں نے کئی دفعہ بغاوت کی مگر شکست یاب ہوئے شاہ ہنری ہشتم کے ساتھ ملکر کئی دفعہ فرانس سے لڑائی کی

۵۲ شاہ فرانس و بانی سلطنت جرمن ۷۶۸ء میں خود مختار بادشاہ ہوا۔ ۸۱۴ء میں فوت ہوا خلیفہ ہارون رشید کا ہمعصر اور دوست تھا۔ اوسکا عہد حکومت زیادہ لڑائی ہنگاموں میں صرف ہوا۔ وہ لڑائی میں کچھ ایسا بہادر نہ تھا۔ مگر مقنن اور علم دوست اعلےٰ درجہ کا تھا۔

۵۳ ہرنینڈو کورٹیز فاتح میکسیکو اندلس کے ایک شریف گو معمولی حیثیت کے خاندان سے تھا ۱۴۸۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ باوجود مشہور کئی برس شاہی خدمت کیلئے بعد شاہ چارلس پنجم کی بدسلوکی و سرد مہری سے دل برداشتہ ہو کر چھ برس کنج عزلت میں بسر کرنیکے بعد ۱۵۴۷ء میں مر گیا۔

۵۴ فرانسس پیزارو دریافت کنندہ و فاتح پیرو (واقع جنوبی امریکہ) وہ ایک افسر کا حرامی بیٹا تھا اور اوائل عمر میں سور چرایا کرتا تھا۔ بالغ ہونے تک وہ بالکل ناخواندہ رہا۔ آخر بحری فوج میں بھرتی ہو کر یاوری بخت اور زور بازو سے رفتہ رفتہ جنوبی امریکہ کے ہسپانوی مقبوضات کا خود مختار نائب السلطنت ہو گیا۔ ۱۵۴۱ء میں چند سازشیوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔ ۱۴۷۱ء میں ہسپانیہ کے شہر ٹرکسلو میں پیدا ہوا۔

اوسکا ستارۂ اقبال دن بدن عروج پکڑتا گیا اور اس نے عیسائیون سے بیشمار زرخیز اور دلفریب صوبے چہین کر اپنے وسیع ممالک محروسہ مین اینزاد کر لیے۔ اس کامیابی کا بڑا باعث بلاشبہ ترکی فوجی انتظام کا ہنوز نقص و عیوب سے مبرا رہکر برابر زبردست اور عثمانی قوم کا اعلیٰ قومی ترقی کے جوش مین سرمست ہونا اور اونکے مقبوضات کا قدرتی محل وقوع تہا جو بیرونی حملون سے بہت کچہہ محفوظ تھا لیکن اس زمانہ مین عثمانیہ عظمت و اقتدار کا سب سے بڑا سبب یہ تہا کہ سلطنت پر ایک صایب تدبیر اور زبردست دل و گردہ کا بادشاہ اور بڑا آدمی فرمانروا تھا۔ اوسکی بڑائی اس وجہ سے نہین تھی کہ اوسکو مناسب اور مفید مطلب حالات و موقعون کی موجودگی اور اجتماع کے دوران مین کام کرنا پڑا۔ اور نہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے زمانہ کے حسب حال مناسب مواقع کو تاڑ جانے اور اونسے فایدہ اوٹہانے کی قابلیت اور مستعدی رکہتا تھا۔ بلکہ وہ فی الواقع اور بذاتہ بڑا آدمی تہا جو زمانہ حال کا بے نظیر منتظم اور بے عدیل نبض شناس اور زمانہ استقبال کے لیے خطا نہ کرنیوالا واضع مقنن تہا۔ سلطان سلیمان اول کو یورپین مورخین نے " سلیمان اعظم " " سلیمان عالیشان " اور ترکی وقایع نگارون نے " سلیمان قانونی " و " سلیمان صاحبقران " کا لقب دیا ہے۔ یہ زمانہ گویا قابل بادشاہون کے لیے مخصوص ہوچکا تہا۔ امپراطور چارلس پنجم شاہ فرانسس اول۔ پوپ لیو دہم[۵۱] ہنری ہشتم[۵۲]۔ واسیلی اور اوسکے جانشین نے روس کی مستقبلہ عظمت کی بنیاد قایم کی۔

+ +

---

[۵۱] گوینی ڈی میڈیسی پوپ لیو دہم لارنزو عالیشان امیر فلورنس کا دوسرا بیٹا ۱۴۷۵ء مین پیدا ہوا۔ لوئیس نہم شاہ فرانس نے ۱۱ سال کی عمر مین اوسکو آرچ بشپ بنایا۔ تیرہ برس کی عمر مین کارڈینل (پوپ سے چہوٹا عہدہ) بنا۔ اور ۱۵۱۳ء مین پوپ ہوا۔ یہ شخص نہ ہبی لیاقت کی وجہ سے اتنا مشہور نہین جس قدر کہ رزم آرائی اور علم دوستی کی وجہ سے۔ ۱۵۲۱ء مین فوت ہوا۔ +

[۵۲] انگلستان کا مشہور بادشاہ اپنے باپ ہنری ہفتم کے بعد ۱۸ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بانی لوتہر اسکا ہمعصر تھا ہنری ہشتم نے اوسکے برخلاف ایک کتاب لکہی جس پر پوپ نے خوش ہوکر اوسکو محافظ دین کا خطاب دیا۔ مگر ہنری کی آزاد طبعی کے باعث پوپ کے ساتہہ زیادہ عرصہ صفائی نہ رہی۔ یہ بہت قابل اور منتظم شخص تھا مگر اوسکی شہوت پرستی سے کوئی عورت اور اوسکے غصہ سے کوئی شخص نہین بچتا تہا۔ مذہبی عقاید مین وہ پہلے پکا رومن کیتہولک تہا۔ مگر پہر پروٹسٹنٹ یا رومن کیتہولک کچہہ بہی نہ رہا۔ اور پورا لامذہب ہوگیا۔ آخر ۱۸ برس کے بعد بیوی کو طلاق دیکر پہلے ورپے چار عورتون سے شادی کرکے تین کو قتل کرادیا۔ اور اون مین سے ایک جو ایڈورڈ ششم کی ماں تہی شہزادہ کو جنتے وقت مرگئی۔ اوسکی چہٹی بیوی اوسکے بعد زندہ رہی۔ یہ انگلستان کی مشہور ملکہ الیزبتہہ کا باپ تہا۔ الیزبتہہ کی ماں اینی بولین اوسکی دوسری ملکہ تہی جو پہر مرنا قتل کرادیگئی تہی۔ ۱۴۹۱ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۵۴۷ء مین فوت ہوا۔ + [۵۳] ایوان چہارم ملقب بہ ظالم چار برس کی عمر مین ۱۵۳۳ء مین

سلیمان اول والی پولنڈ - اینڈریاس گرٹی ریاست وینس کا فرزانہ پریسیڈنٹ - شاہ اسمٰعیل ایران کی متفرق اجزا کا جامع - اور ہندوستان کے خاندان مغلیہ کا سرتاج جلال الدین اکبر - یہ سب اسوقت دنیا کے سواد کو اپنے وجود سے تابان کر رہی تہے - × × × × × × × × مگر ان ناموروں مین سے ایک بہی عثمانیہ سلطان کی شان شوکت اور عظمت و جلالت کے ساتہہ لگا نہین کہا سکا سلیمان بایزید کے زمانہ مین ہی جبکہ وہ بہت کم عمر تہا صوبوں کی گورنری پر مامور ہوتا رہا - حملہ ایران کے وقت جب سلیم اوسکو نائب السلطنت بنا گیا اوسوقت اوسکی عمر بیس برس کی تہی فتح مصر کے وقت وہ ایڈریانوپل کا گورنر تہا - اور سلیم کے عہد کے آخری دو برس صوبہ سروخن کا گورنر رہا - چنانچہ ۲۶ برس کی عمر مین جب وہ تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوا تو امور سلطنت اور حکمرانی سے نا واقف نہ تہا - زمانہ شہزادگی مین وہ اعلی قابلیت و لیاقت کے لئے ہی مشہور نہ تہا بلکہ شرافت طبعی اور حملی کیوجہ سے ہر دلعزیز بہی بہت تہا اور رعایا نے جو سلیم یاوز کی سخت گیری سے بہت تنگ آگئی تہی اس نوجوان کی تخت نشینی پر جو ذاتی رعب وقار - جسمانی طاقت - نرم دلی - انصاف پسندی اور دانائی مین شہرۂ آفاق ہو رہا تہا بے اندازہ مسرت کا اظہار کیا - اوسکو ابتدائی افعال سے ہی رعیت پر واضح ہوگیا کہ سچی انصاف پسندی اور فیاضانہ علو حوصلگی اوسکو عہد حکومت کے نمایاں اصول ہونگے - اون چہ سو مصریون کو جنکو سلیم نے قسطنطنیہ مین بجبر آباد کیا تہا گہرون کو واپس جانے کی اجازت دی گئی - جن سوداگرون کی جایداد ین سلیم نے ایران سے تجارت کرنے کے جرم مین ضبط کرلی تہین اونکو معاوضہ مین زر خطیر عطا کیا گیا - اور کئی اعلی عہدہ داران ملکی و بحری پر جنپر ظلم شعاری اور ایذا دہی کے الزام عاید ہوئے باضابطہ مقدمات قایم کئے گئے - اور بجرم ثابت ہونے پر اونکو قتل کی سزا دیگئی - اور تمام گورنرون کو تاکیدی

بقیہ حاشیہ ۱۶۳۷ع تخت نشین ہوا - اوسکی ماں ولیعہد مقرر ہوئی - ۱۶۵۵ء مین بالغ ہوا سویڈن پولنڈ اور تاتاریون پر چڑہائی کرکے اونکو مغلوب کیا - اور ان ممالک کے باشندون اور خود اپنی رعیت پر بیحد ظلم و ستم کئے - بڑے بیٹے کو خود اپنے ہاتہ سے قتل کیا - مگر تہذیب کی بنیاد اسی نے روس مین قایم کی - اور "زار" "مخود مختار" کا لقب بالاستقلال اسی نے اختیار کیا - ۱۵۸۴ء مین فوت ہوا - ✦

۵ سجسمنڈ اول ملقب بہ عظیم ۱۴۶۷ع مین پیدا ہوا - ۱۵۰۶ع مین پولنڈ کا بادشاہ منتخب ہوا - اوسنے روسیون اور والیشیون کو اپنے ملک سے بزور شمشیر خارج کیا - اور ترکون کے برخلاف ہنگیریاوالون کو بڑی مدد دی - ۱۵۴۸ع مین فوت ہوا - ✦

۶ ۱۴۹۷ع مین بمقام امرکوٹ ریگستان سندہ مین پیدا ہوا - تیرہ برس کی عمر مین ۱۵۵۶ع مین ہمایون کے بعد تخت نشین ہو کر ۱۶۰۵ع مین فوت ہوا - ✦

احکام بہیجے گئے کہ امیر و غریب مسلمان اور غیر مسلم سب کو ایک نظر سے دیکہکر ہر ایک خطا کار اور ظالم کو خواہ وہ کوئی ہو عبرت بخش سزا دیجائے۔ اور انصاف و عدالت مین کسی کی طرفداری نہ کی جائے۔ سلطان کی یہ کارنامے اور احکام فی الفور تمام ملک مین مشہور ہو گئے۔ ہر ایک طرف سے اوسپر آفرین و تحسین ہونی شروع ہو گئی۔ اور رعایا کو یقین ہو گیا کہ اب ہم پر ایک ایسا سلطان حکمران ہے جو رحمدلی کے ساتھہ ہی ظلم و ستم کی بیخکنی کی بہی پوری طاقت اور خواہش رکہتا ہے۔ چنانچہ سلیم کی وفات پر تمام ملک مین امن قایم رہا صرف شام مین کسی قدر فساد ہوا۔ اور وہ بہی ایک قدیمی غدار کی وجہ سے۔ سلیم نے غدار مملوک سردار غزالی کو اپنے آقا و نعمت اور ملک کی نمکحرامی کے صلہ مین شام کا گورنر مقرر کیا تہا جس نے اب دوبارہ نمک حرامی سے کام لیکر سلیمان کے تخت نشین ہوتے ہی آزاد ہونے کی کوشش کی۔ مگر سلیمان نے فی الفور اوسکی سرکوبی کے لئے فوج روانہ کر دی جسکو شکست یاب ہوکر قتل ہو جانے سے نہ فقط شام مین امن قایم ہو گیا۔ بلکہ شاہ اسمٰعیل بہی جو سرحد پر فوجین جمع کرکے ترکون کی کمزوری سے فایدہ اوٹہانیکے لئے تیار بیٹہا تہا اپنے مخالفانہ ارادون کی تکمیل سے رک گیا۔ مگر سلیمان کو اپنی جنگی قابلیت دکہانیکے لئے زیادہ عرصہ تک منتظر نہ رہنا پڑا اوسنے سب سے پہلے ہنگریون کو اپنی شمشیر آبدار کے جوہر دکہلائے۔ سلیم کی سلطنت کے آخری حصہ مین سرحد پر ہنگریا والون اور ترکون مین تہوڑی بہت چہیڑ چہاڑ ہوتی رہی تہی جسپر دوسری خطا ہنگریا کے بیوقوف بادشاہ لوئیس دوم نے یہ کی کہ سلیمان کے سفیر کو بیحرمت کرکے قتل کرا دیا۔ سلطان کا پیمانہ غضب اس گستاخی سے لبریز ہو گیا۔ اور وہ فوراً سپہ جرار اور عظیم توپخانہ لیکر سرحد کیطرف روانہ ہو پڑا۔ راستہ مین سامان رسد اور گوداموں کے باقاعدہ پہونچتے رہنے اور باربرداری کا نہایت معقول انتظام کیا گیا جس سے ثابت ہو گیا کہ سلیم کا بیٹا جس طرح شجاعت مین باپ سے کم نہین۔ اسیطرح دوراندیشی اور انتظامی قابلیت مین اوسکا پلہ بہاری ہے۔ فوج کمال بشاشت اور مستعدی سے اوسکے زیر کمان دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہوئی۔ فوج اوسکے مبارک و مسعود نام اور ہر ایک چیز مین جو اوس سے متعلق تہی دس کا عدد آنیکی وجہ سے اوسکی فتح و فیروزی پر کامل یقین رکہتی تہی۔ ترک دس کے عدد کو بہت مبارک اور سعد خیال کرتے ہین۔ سلیمان خاندان عثمانیہ کا دسوان سلطان تہا۔ دسوین صدی ہجری کا افتتاح اوسکے پیدا ہونے پر ہوا۔ اور اسی طرح اور کئی باتون مین دس کا عدد اوس سے متعلق ہوتا تہا جس سے اوسکے اہلِ وطن اوسکو "تکمیل کنندہ عشرہ کاملہ" بہی پکارتے تہے۔ سپاہ اوسکو محبوب الٰہی سمجہکر اوسکے فرمان پر فتح کا کامل یقین رکہکر خدا کی راہ مین دشمن پر حملہ آور ہوتی تہی۔ وہ اپنے شہنشاہ کے دشمنون کے حق مین سلیمان کے خطاب نام بلقیسر

ملکہ سبا سے جو قرآن شریف کی ستائیسوین سورہ مین ہے۔ فال نکالا کرتے تھے۔ اور ان آیات کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔ "اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ"

ایسی پیشینگوئیون کا جہال پر ہی نہین بلکہ فوج پر بہی بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ اُس مین ایسی روح پہونک دیتی ہین کہ ایک طرح سے اپنے پورا ہونیکا خود موجب ہو جاتی ہین۔ سلطان کو کفار کے برخلاف اپنی پہلی مہم مین کامل کامیابی نصیب ہوئی۔ اور اسکے جرنیلون نے سبز اور ہنگریا کے کئی دیگر شہر فتح کیئے۔ سلیمان فوج کا بڑا حصہ لیکر خود بلگریڈ (بلغراد) پر جو ترکی سیلاب کے برخلاف عیسائیون کو مدت تک سد سکندری کا کام دیتا رہا اور جسکے مقابل فاتح قسطنطنیہ کو سخت ہزیمت اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا تہا۔ حملہ آور ہوا اور ۲۹ اگست ۱۵۲۱ء کو اسے فتح کر کے کنیسہ اعظم کو مسجد بنایا۔ فصیلون اور برجون کو مرمت کرایا۔ اور شہر مین ترکی فوج کی رہائش کا انتظام کر کے بفتح و شادمانی اپنی پہلی مہم سے فارغ ہو کر قسطنطنیہ کو مراجعت فرما ہوا۔

دار الخلافت کو واپس آکر سلطان نے سلطنت کے تمام بڑے بڑے شہرون مین باشندون کی فرحت و تفریح اور صلح و جنگ مین کام آنیکے لیئے بسرعت تمام عالیشان نئی عمارتین تعمیر کرائین۔ قسطنطنیہ کا کارخانہ جہاز سازی اور اسلحہ خانہ وسیع کیا گیا۔ اور نئے بیڑون اور بحری و جنگی سامانون کی تیاری پر ہزارون آدمی مامور کیئے گئے۔ محمد فاتح کو مزید عیسائی ممالک کی فتح کرنے مین دو موانع درپیش آئے تہے۔ بلغراد کی فتح سے ایک تو دور ہو گیا۔ اور اب دوسرے کی فکر کی گئی۔ رہوڈس[1] کا عیسائیون کو قبضہ مین رہنا گو پہلے ہی عثمانیون کیلئے کچھ کم تکلیف کا باعث نہ تہا۔ مگر جب سے مصر اور شام ممالک محروسہ مین داخل ہوئے۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ عثمانیہ جہازون کی آزادانہ آمدورفت کیلئے ہر وقت خطرہ کا موجب بنگیا۔ الغرض ۱۸ جون ۱۵۲۲ء کو تین سو جہاز قسطنطنیہ

[1] رہوڈس ایشیاء کوچک کے جنوب مغربی گوشہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر بحیرہ روم کے مشرقی حصہ مین واقع ہے۔ اس کا طول ۴۵ میل اور زیادہ سے زیادہ عرض ۲۰ میل ہے۔ اسکی سرزمین کوہستانی ہے اور ایک سلسلہ کوہ ایک سرے سے دوسرے تک چلا گیا ہے۔ جس پر صنوبر کے بیشمار گھنے جنگل ہین۔ اس درخت کی لکڑی جہازون کے کام آتی ہے۔ رقبہ ۴۵۰ میل آبادی ۴۳ ہزار اور یون تفصیل ہے۔ ترک ۸ ہزار۔ یہودی دو ہزار۔ باقی یونانی۔ اسکے صدر مقام کا نام بہی رہوڈس ہے۔ ۱۸۵۶ء مین بجلی سے بارود کے میگزین کے اڑنے سے ایک ہزار گھر اس شہر کے منہدم ہو گئے تہے۔ اور ۱۸۶۳ء مین زلزلہ سے دو ہزار گھر مسمار ہوئے۔ آبادی ۲۰ ہزار کے قریب ہے۔ شہر کے دونون سرون پر سمندر کے کنارہ پر جنکا درمیانی فاصلہ ۸۰۰ فٹ ہے۔ دو عظیم الشان برج ہین۔ اور گھاٹ کے وسط مین ۱۲۰ فیٹ بلند ایک مینار ہے۔

سے رہوڈس کو روانہ کئے گئے جنپر اونکے ملاحون اور جنگی سامانون کی مقدار کثیر کے علاوہ آٹھ ہزار چیدہ سپاہی اور دو ہزار سُرنگ لگانے والے سوار تھے - بیڑہ کی روانگی کے ساتھہ ہی سلیمان ایک لاکھہ فوج لیکر ایشیا کوچک کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ روانہ ہو پڑا - اور فوج و بیڑہ کے ایک دوسرے کو ملنے کی جگہہ خلیج مارمرائیس مقرر کی گئی - اس موقعہ پر سینکڑون برس بعد سنہ ۱۸۰۱ع مین فرانسیسون سے مصر کو پہر فتح کرنیکے لئے انگریزی فوج اور بیڑہ جہازات ترکون کی مدد کے لئے سر ریلف ایبر کرامبی کے ماتحت جمع ہوئے تھے +

رہوڈس کا گرینڈ ماسٹر اس وقت ایک فرانسیسی نائیٹ ولیر زڈی لسلی آدم تہا جسکی شجاعت و قابلیت مسلمہ تہی - قلعہ رہوڈس کی باقاعدہ فوج تعداد مین پانچہزار تہی جسمین سے چہہ سو نائیٹ تہے - انکے علاوہ بندرگاہ کے ملاحین کی پلٹن تیار کیگئی - شہر کے جوان باشندون کو فوج مین بہرتی کرکے مسلح کیا گیا - جو دہقانی ترکی فوج سے ڈرکر شہر مین چلے آئے تہے اونکو سُرنگین لگانے کا کام سکہایا گیا اور غلامون کو فصیلین اور مورچے تیار کرنے پر لگا دیا گیا - سلطان محمد الفاتح کے سپہ سالار کے حملہ کے بعد فصیلون کو بہت مضبوط کر دیا گیا تہا - اور بیرونی فصیل کے علاوہ ایک اور اندرونی فصیل بہی تیار کر لی گئی تہی - ماسوا ازین کئی محلے اپنی اپنی فصیلین اور مورچے رکہتے تہے - کہ اگر باقیماندہ شہر غنیم کے قبضہ مین بہی آجائے تو بہی اونکا مقابلہ کیا جا سکتا ہے -

سلیمان ۲۸ - جولائی سنہ ۱۵۲۲ع کو رہوڈس پر اُترا - اور یکم اگست کو محاصرہ شروع ہو گیا - جو محافظین کی دلاوری اور شجاعت کی وجہ سے پانچ ماہ تک رہا - محاصرین کو توپون اور سرنگون سے جنکو محصورین خود سُرنگین لگاکر سطح زمین کے نیچے ہی نیچے یا خود اُنہین اُلٹی سُرنگ لگا کر یا بہگو جانے سے بیکار کر جاتے تہے - ستمبر کے شروع مین دیوار شہر مین چند شگاف ہو گئے - اور حملہ آور دونون نے شہر پر بڑی سختی سے حملہ کرکے اوسکے رستہ داخل ہونیکی کوشش کی - مگر آخر پسپا کر دیئے گئے - اسکے بعد ۱۲ - اکتوبر - ۲۳ - و ۳۰ - نومبر کو تین اور حملے کئے گئے - ان مین بہی ترکون کو واپس ہٹ آنا پڑا - اسپر ترکی کمانڈرون نے شہر کو حملہ کرکے فتح کرنے کی کوشش چہوڑ دی اور سرنگون اور توپخانہ سے اوسکو مفتوح کرنے کا عزم کر لیا - چنانچہ بتدریج پیشقدمی[1] کی ترکیب پر کاربند ہو کر جس کو اوس وقت سے بعد بالعموم استعمال کیا جاتا ہے - مگر اُس سے پہلے کسی نے استعمال نہ کیا تہا - بہرحال جس

[1] محاصرہ ویلونا مین بہی جب وسی حملہ سے اوسکو فتح کرنے سے عاجز آگئے تو اسی ترکیب سے کام لیا گیا تہا کرنیل چسنی اپنی کتاب ترکی کے صفحہ ۲۱۶ مین تسلیم کرتا ہے کہ اس طریقہ کے موجد ترک ہی ہین - اس محاصرہ مین ترکون نے غالباً پہلی مرتبہ پہٹنے والے گولے بہی استعمال کئے تہے - دیکہو ون ہیمر مورخ کی تاریخ ترکی جلد ۵ صفحہ ۳۳ - مؤلف -

باقاعدگی سے ترکون نے اس موقعہ پر اُس سے کام لیا۔ ویسی باقاعدگی پہلے کسی معرکہ مین نہین پائی گئی تہی۔
ترک اپنے مورچون اور خندقون کو آگے بڑہاتے گئے جس سے اونکی توپین شہر سے قریب ہوتی گئین اور اونکے
گولے قرب کی نسبت سے فصیلون کو منہدم کرنے مین زیادہ مؤثر ہوگئے۔ حتی کہ ترکی سپاہی اپنے مورچون کو بڑہاتے
ہوئے محصورین کے مورچون کی پہلی صف مین داخل ہوگئے۔ اس وقت سلیمان صاحبقران نے محصورین
کی حالت پر رحم کہا کہ قلعہ حوالہ کردینے کے لئے چند شرائط پیش کین۔ جنکو منظور کرلینا زیادہ مناسب سمجہا گیا۔
عیسائیون کے پاس ابہی اپنی حفاظت کے وسائل اور سامان موجود تہے۔ مگر باہر سے کسی مدد پہونچنے کی کوئی امید نہ تہی
اور شہر کا آخر کار فتح ہوجانا یقینی امر تہا۔ انہون نے سوچا کہ سلطان اسوقت تو باعزت شرائط پیش کررہا ہے
بڑی بات یہی ہے کہ جزیرہ چہوڑنا پڑے گا۔ سو کوئی اور جگہہ ڈہونڈھلی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر آخری دم تک
مقابلہ کیا گیا اور بزور شمشیر مفتوح ہوئے تو غضب آلود ترکی سپاہیون سے توقع ہے کہ وہ قتل عام سے کبہی دریغ
نکرینگے۔ اور اس طرح سے سینٹ جان کا طبقہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہوجائے گا۔ نائیٹون کا یہ فیصلہ جیسا
کہ اونکے حق مین مبارک نکلا ویسا ہی ترکون کے حق مین بہت مضر ثابت ہوا۔ یہ لوگ رہوڈس سے نکلکر جزیرہ مالٹا
کو جو کئی سو برس عربون کے ماتحت رہنے کے بعد نارمن عیسائیون کے قبضہ مین چلا گیا تہا چلے گئے۔ اور اُسکو
نارمن لوگون سے چہین کر اپنا تسلط قایم کرلیا۔ اور بتدریج اسکے بندرگاہون کو ایسا مضبوط بنالیا کہ سلطان سلیمان
کی فوج کو وہان ویسی ہی زک اُٹہانی پڑی جیسی کہ سلطان محمد کی فوج کو انہی نائیٹون کے ہاتہون رہوڈس مین۔
اس شکست کا چندان بُرا اثر گو اسوقت محسوس نہوا۔ مگر وسط سمندر مین ایک ایسے مضبوط مقام کے عیسائیون کے
تصرف مین رہنے کی بدولت سلطنت عثمانیہ کو آخر کار اپنے شمالی افریقہ کے اکثر مقبوضات سے ہاتھ دہونا پڑا۔ مغلوب
دشمن کے ساتہہ ایسا سلوک کرنا جس سے وہ پہر بہی کبہی نقصان پہونچانے کے قابل رہجائے ایک ایسا اہم مسئلہ
ہے جسپر کوئی قطعی فیصلہ نہین ہوسکتا۔ ایک طرف تو انسانیت شائستگی و تہذیب اور سب سے بڑہکر اسلامی احکام
کا یہ منشا ہے کہ جہان تک ممکن ہو مغلوب کے ساتہہ نرمی سے سلوک کیا جائے۔ مگر اسکا ثمرہ آخر کار فاتح کو
ایک دن یہ ملتا ہے کہ وہی مغلوب قوم کسی دن برسر مقابلہ ہوکر اوسکا نام و نشان تک مٹادیتی ہے۔ ہسپانیہ
و سرویا۔ اور دیگر ترکی صوبجات اس امر کی زندہ نظیرین ہمارے سامنے موجود ہین۔ برخلاف اسکے جن فاتحین
نے مغلوب دشمنون کو بالکل معدوم یا مطلقاً بیدست و پا کردیا وہ ایسی صدمات کے گزند سے بالکل محفوظ نظر آتی
ہین۔ لیکن ہم اس بحث کو زیادہ طول دینا نہین چاہتے۔ مسلمان اگر سختی و تشدد اور غیر مذاہب کی رعایا کو

معدوم کرنے سے پرہیز کرتے رہی ہین تو بیشک یہ اسیکی طفیل ہے کہ باوجود بیشمار اعدا کی موجودگی اور اونکی ہمت و کوشش کے خداوند کریم نے اونکو وجود اور حکومت کو قائیم رکہا ہوا ہے۔ برخلاف اسکے گوہسپانیہ کی عیسوی سلطنت مسلمانون کو اور امریکہ کے عیسائی اصلی باشندون کو معدوم کر دینے سے اونکی اسفسے بالکل مامون ہوگئے ہین۔ لیکن اور طرح سے جو مصائب گوناگون اونپر وار دہورہے ہین وہ اسلامی سلطنتون کی مصیبتون سے کچہہ کم نہین۔ اور اگر اسلامی ریاستون اور بالخصوص سلطنت عثمانیہ کو موجودہ یا آزاد شدہ عیسائی رعایا سے ایک دن چین نصیب نہین ہوتا تو مغلوب دشمن یا غیر مذہب کی رعایا کو معدوم کرنے والی عیسوی سلطنتون کو دوسری قسم کی مشکلات اور خود اپنے مذہب کی رعایا کی خودسری سے ایک لحظہ کے لئے آرام نہین ملتا۔

سلطان سلیمان نے اپنی شرائط سے اپنے مخالفین کی ناکامیاب بسالت وجراءت کی عزت افزائی ہی نہ کی بلکہ اونسے اسلامی صداقت۔ رحمدلی اور خود نامور فاتح کی عالی حوصلگی اور فیاضی کا بیّن ثبوت مل رہا ہے نائیٹون کو اپنے اسلحہ اور جائیداد ساتہہ لیکر بارہ دن کے اندر خود اپنی کشتیون پر سوار ہو کر جزیرہ چہوڑ دینے کی اجازت دی گئی۔ اور بشرط ضرورت بار برداری کے لئے خود سلطانی جہاز اونکو دینے جانیکا وعدہ کیا گیا۔ باشندگان رہوڈس کو سلطانی رعیت ہو جانے پر کامل مذہبی آزادی دیگئی۔ پانچ برس کے لئے اونکو محاصل معاف کئے گئے۔ اونکی اولاد کو فوجی خدمت اور گرجون کو مسلمانون کے تصرف سے محفوظ کیا گیا۔ یہ شرائط فریقین مین ۲۵ دسمبر ۱۵۲۲ء کو ہوئین اور عیسائی مؤرخ معترف ہین کہ انکی تعمیل نہایت دیانتداری سے کیگئی ترکون کی صادق الوعدی اور اونکا بہادرون کی سچی عزت کرنا اس سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ کئی سو برس گذر چکے ہین نائیٹون کے خاندانی نشان اور نقش رہوڈس کی سرکاری عمارات مین اب تک موجود ہین اور ترکون نے اونکو محو نہین کیا۔ سلطان نے روانگی سے پہلے گرینڈ ماسٹر کو شرف باریابی عطا کیا۔ اور ترجمان کی معرفت اوس سے تسلی آمیز گفتگو کر کے وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ "مین اس بہادر آدمی کو پیرانہ سالی مین اوسکے گہر سے نکال تو رہا ہون مگر اسکا مجہے بہت رنج اور افسوس ہے"۔ کیا کسی عیسائی فاتح کو بہی فتح کے موقعہ پر ایسا خیال دل مین گذرا ہے؟۔

فتح رہوڈس سے فارغ ہو کر سلیمان دار الخلافہ کو لوٹ گیا۔ اور ۱۸ ماہ تک اندرونی نظم ونسق سلطنت مین

سلہ طبقہ سینٹ جان (یوحنا) کے نائیٹ جو صلیبی لڑائیون مین قائیم ہوا تہا۔ دو سو بارہ برس جزیرہ پر متصرف رہے اونکا محلہ اور مکانات اب تک قائیم ہین۔ جن پر نائیٹون کے نشانات برابر موجود ہین۔ یہ مکان بالکل خالی پڑے ہین۔ مؤلف ۔

معروف رہا۔ اور پھر کچھ عرصہ کے لیے متواتر کوششون سے ذرا ستانے کے لئے ۱۵۲۵ء کی موسم
خزان مین ایڈریانوپل جاکر سیر و شکار مین مشغول ہوگیا۔ اس اثنا مین کسی دوسرے ملک پر چڑہائی نہ کی گئی۔ البتہ
احمد پاشا کی بغاوت فرو کرنیکے لئے جو خیربے کی جگہہ مصر کا گورنر مقرر ہوا تہا عثمانیہ فوج کا ایک حصہ مصر کو روانہ کیا
گیا۔ اور جب نمک حرام شکست پاکر کیفر کردار کو پہونچگیا تو سلطان نے اپنے پیارے وزیر اعظم ابراہیم پاشا
کو وہان کا انتظام درست کرنیکے لئے مصر بہیجدیا تہا۔ ینگچیری فوج مسلسل تین برسون کی بیکاری سے اکتا گئی۔ وہ
سلطان کی رزم آرائی کو بہلا دینے سے بگڑنے لگی اور آخرکار علانیہ بغاوت کرکے وزیرون اور دوسرے لوگون
کے مکان لوٹنے شروع کردیئے۔ سلطان یہ خبر پاتے ہی قسطنطنیہ کو گیا اور اس طوفان کو اپنی موجودگی سے
فرو کرنے کی کوشش کی۔ وہ کمال دلاوری سے سرکش فوج کے سامنے چلا گیا اور اپنے ہاتھہ سے دو سرغنہ
باغیون کو قتل کیا۔ مگر اوسے آخر فوج کو انعام و اکرام دیکر راضی کرنا پڑا۔ گو بعد مین اوس نے چند افسرون کو جن کی
نسبت اوسے شک تہا کہ انہون نے بغاوت کی تحریک کی ہو یا بدامنی کو روکنے مین غفلت کی ہے قتل کراکر کسی قدر
اونکی سرکشی کا عوض لے لیا۔ اسکے بعد سلطان نے ابراہیم کو مصر سے واپس بلالیا۔ اور اوسکے مشورہ سے
ہنگری پر جس سے گو بلغراد کی مہم کے بعد کوئی معرکہ کی لڑائی نہ ہوئی تہی لیکن جنگ برابر جاری تہی چڑہائی کرنیکا
ارادہ کیا۔ شاہ فرانسس اول بھی اپنے رقیب چارلس پنجم کی طاقت کو منقسم کرنیکے لئے اس وقت سلطان
سے ہنگری پر چڑہائی کرنے کی بالحاح پے درپے درخواست کررہا تہا۔ اور دوسری طرف شاہ
ایران نے چارلس اور شاہ ہنگریا کے پاس ترکون کے برخلاف حربی و اتحادی معاہدہ کرنیکے لئے سفیر
روانہ کردیا ہوا تہا۔

۱۵۲۶ء مین سلطان نے ایک لاکھ سے زیادہ فوج اور تین سو توپون سے ہنگریا پر فوجکشی کی۔ اپنے
باپ اور پرداد اسلیم و محمد کی طرح اوسکو توپخانہ کیطرف خاص توجہ تہی جسکی طفیل اوسکے عہد حکومت مین ترکی
توپخانہ توپون کی تعداد اور اونکی وزنداری اور نیز سامان ضروریہ کی تکمیل و درستی اور گولہ اندازون کی لیاقت و مشاقی
مین کل دوسری قومون کے توپخانہ پر فوقیت رکہتا تہا۔ لوئیس شاہ ہنگریا نے باوجود قلیل فوج رکہنے کے بیوقوفی
سے سلطانی عساکر کا مقابلہ کردیا۔ ہنگریا کے شاہ سوارون نے اپنی حسب معمول شجاعت و مردانگی سے غنیم پر حملہ
کیا۔ اور اونکی ایک چیدہ جماعت صفون کو چیرتی ہوئی عین اوس مقام پر پہونچگئی جہان سلطان سلیمان ینگچیری
فوج کو لئے ہوئے کہڑا تہا۔ سلطان کی جان اوسکی زرہ نے بچالی۔ مجروح شہ سوار کا نیزہ اوس سے ٹکرا کر پاش پاش

ہوگیا۔ اور وہ خود بھی وہین کہیت رہا۔ الغرض ہنگریا کے شہسوارون کی دلیری کثرت تعداد عمدہ اسلحہ اور باقاعدہ نظام کے سامنے کوئی پیش نہ گئی۔ اور دو گھنٹون ہی کی تہوڑے عرصہ مین ہنگریا کی قسمت کا فیصلہ ہوگیا۔ شاہ لوئیس۔ آٹھ بشپ بیشمار سردار اور ۲۴ ہزار دیگر سوار اس لڑائی مین قتل ہوئے۔ شاہ مقتول کی لاش میدان جنگ کے قریب ایک نالہ کے کنارہ پر دستیاب ہوئی۔ سلیمان کو اپنے حریف بادشاہ کی جوانامرگ پر جو عمر مین اوسکے برابر تہا سخت افسوس ہوا۔ اور بے اختیار یہ الفاظ اوسکی زبان سے نکل گئے "الٰہ العالمین۔ اس مرحوم پر رحم فرما اور ان لوگون کو سزا دے جنہون نے اسکی ناتجربہ کاری سے فایدہ اُٹھاکر اوسکو دہوکہ دیا۔ مین بیشک اوسکے ساتہہ لڑائی کرنے آیا تہا۔ مگر میری یہ خواہش کبہی نہ تہی کہ اوسکا نخل حیات اس جوانی مین جبکہ اُسنے زندگی اور بادشاہی کے مزے ابہی چکھے بہی نہ تہے اس طرح سے کاٹ دیا جاوے"
یہ لڑائی موہاکس[1] کے مقام پر ۲۹۔ اگست ۱۵۲۶ع کو ہوئی۔ اور ابتک "موہاکس کی تباہی" کے نام سے مشہور ہے۔
اِس فتح کے بعد سلیمان دریاے ڈنیوب کے کنارہ کنارہ دریا رہنگریا کے تمام شہرون بودا (جسے جرمن آفن کہتے ہین) اور پسٹ[2] کیطرف جو دریا کے دونون کنارون پر بالمقابل آباد ہین بڑہا۔ اور ہنگریا کا دارالخلافہ بلامزاحمت سلطانی تصرف مین آگیا لیکن سلیمان کا منشا اس علاقہ کو قلمرو عثمانی مین داخل کرنیکا نہین تہا۔ جان زپولیا کو ہنگریا کا بادشاہ بناکر ستمبر کے آخیر مین اُس نے گھر کی طرف مراجعت شروع کردی ترکی فوج کو اس مہم مین بیشمار مال غنیمت ہاتہہ آیا۔ ایک لاکہہ عیسائی مرد عورت اور بچے اسیر ہوئے جو قسطنطنیہ کے بازارون مین فروخت کئے گئے۔ سلطان کو ایشیا کوچک مین فساد ہوجانیکی وجہ سے ہنگریا سے بزودی تمام واپس آنا پڑا تہا۔ مگر وہ تیسرے برس پہلے سے زیادہ تیاری کرکے ہنگری پر حملہ آور ہوا۔ اس دفعہ تنازعہ آسٹریا کے ساتہہ تہا

[1] یہ شہر دریاے ڈنیوب کی مغربی شاخ پر شہر پسٹ سے بجانب جنوب و مغرب ایک سو دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکی آبادی تیرہ ہزار ہے۔ ۱۶۸۷ع مین ترکون کو بہی اس مقام پر شکست فاش ملی۔ موہاکس ہنگریا مین مواشی کی مشہور منڈی ہے۔ اور اسمین کالج کے علاوہ سٹیمرون کا بہی ایک کارخانہ ہے جو دخانی جہاز اس کارخانہ مین بنائے جاتے ہین وہ دریاے ڈنیوب کی جہاز رانی کے کام آتے ہین۔ مؤلف۔

[2] پسٹ دریا کے بائین کنارہ پر آباد ہے۔ اور آہنی پل آویزان کے ذریعے سے جسکا طول پندرہ سو فیٹ ہے بودا سے ملا ہوا ہے یہ پل ۱۸۴۹ع مین بنایا گیا تہا۔ پسٹ اور بودا دونون ملکر ہنگریا کا دارالخلافہ ہین۔ دونون کی مجموعی آبادی ۵ لاکہہ ہزار ہے اور وائنا سے بجانب جنوب مشرق ایک سو چونتیس میل کے فاصلہ پر واقع ہین۔ مؤلف۔

سابقہ معاہدون کے بموجب یہ فیصلہ ہوچکا تہا کہ موجودہ خاندان کے خاتمہ پر چارلس کا بہائی فرڈینینڈ والی آسٹریا[1] ہنگریا کا بادشاہ ہو۔ سلطان کے واپس آتے ہی ہنگریا کے پارلیمنٹ نے فرڈینینڈ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر کے زپولیا کو غاصب قرار دیدیا۔ اور اوسکو فرڈینینڈ نے شکست فاش دی۔ اسپر اوسنے سلطان سے امداد کی التجا کی۔ اور سلطان نے اوسکی درخواست قبول کر کے فرڈینینڈ پر فوجکشی کر دی۔ اوسکی یہ تیسری فوجکشی جس مین پہلی مرتبہ وائینا[2] کا محاصرہ کیا گیا ترکی اور جرمنی تواریخ مین سب سے مشہور اور اہم ہے۔

سلیمان ۱۰ مئی ۱۵۲۹ء کو اڑہائی لاکہہ فوج اور تین سو توپین لیکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ کثرت بارش کی وجہ سے بڑی آہستگی اور دقت کے ساتھ منزلین طے کیگئین اور بمشکل تمام ۳ ستمبر کو سلطان بودا پہونچ سکا۔ اسپر فرڈینینڈ کی فوج نے پچہلے برس سے زپولیا کو شکست دیکر قبضہ کر لیا ہوا تہا۔ ترکی فوج نے اوسکو چہہ دن مین فتح کر کے خاندان ارپاد[1] کے قدیم تخت پر جان زپولیا کو متمکن کیا۔ اوسکے بعد سلطان صاحبقران اپنے باجگذار بادشاہ ہنگریا اور ان ہنگریون کی فوج کو جو زپولیا کی طرفدار تہی ہمراہ لیکر وائینا کی طرف بڑہا۔ اور ساون کی گہٹا کی طرح ترکی بیقاعدہ فوج (اکنجی) کے دستے وائینا کی دیوارون کے ارد گرد تمام ملک مین چہا گئے۔ یہ اکنجی شمار مین تیس ہزار تہے۔ اور میکائیل اوغلو جو عثمان غازی کے عیسائی دوست میکائیل مخروطریش کی اولاد مین سے تہا انکا اعلیٰ افسر تہا۔ ان سوارون کو کوئی تنخواہ نہین ملتی تہی۔ انہون نے دریائے امس[3] تک آسٹریا کی تمام سرزمین مین تباہی برپا کر دی۔ عیسائی ولی سینٹ ونیسلاس کے تیوہار یعنی ۲۷ ستمبر کی شام کو صاحبقران لشکر کا بڑا حصہ لیکر فصیل شہر کے نیچے پہونچگیا۔ اور موضع سمی رنگ کے مغربی میدان کی مرتفع زمین پر اپنا ہیڈکوارٹر نصب کیا۔ سلطان کے خیمہ کے گرد بارہ ہزار ینگچری بہادرون کا پہرہ تہا۔ فوج سات حصون مین تقسیم کی گئی۔ جنکی فرودگاہ شہر کے گرداگرد اس طرح سے بنائی گئی کہ وہ ایک طرح پورے محاصرہ مین ہوگیا۔ شہر کے مغرب کیطرف اوسکے بلند ترین مینار پر کہڑے ہونیسے بہی جہانتک نگاہ کام کرسکتی تہی ترکی خیمے ہی خیمے نظر آتے تہے۔ دریائے ڈینوب اور اوسکی شاخون کے جزیرون اور آبی مرغزارون پر بہی ترکی فوج قابض ہوگئی تہی اور دریا کی طرف سے شہر کی نگرانی کرنے اور محصورین کی آمد ورفت کو روکنے کیلئے چار سو ترکی جہاز

[1] ہنگریا کی بادشاہت کا بانی جو ۸۸۹ء مین باپ کی جگہہ ڈیوک ہوکر متفرق ریاستون کو یکجا کیا ۹۰۷ء مین فوت ہوا۔

[2] دار الخلافہ آسٹریا۔ اسکا محیط سولہ میل ہے۔ گہرون کی تعداد گیارہ ہزار ہے۔ آبادی ۱۳ لاکہہ ۵ ہزار ہے۔

[3] یہ دریا جرمنی مین واقع ہے طول ۱۲۰ میل بحیرہ شمالی کی خلیج ڈالارٹ مین گرتا ہے۔

جنکے ملاح اور افسر نہایت قابل اور ماہر تہے مامور کیئے گئے۔

وائینا کی محافظ فوج صرف سولہ ہزار تہی۔ اور جس وقت یہ مہم شروع ہوئی تہی۔ اوس وقت شہر کے گرد صرف ایک فصیل تہی جس مین برج کوئی نہ تہا۔ اوسکی چوڑائی تقریباً دو گز تہی۔ اور کل ۷۲ توپین اوسپر موجود تہین شاہزادہ فرڈیننڈ نے دوسرے عیسائی بادشاہون سے امداد کی درخواست کی۔ مگر اوسکا بہائی چارلس اٹلی کی فتح کے منصوبون مین مستغرق تہا۔ اور جرمنی کے دوسرے والیان ریاست مذہبی جہگڑون مین مصروف تہے آخر جب اونکو ہوش آیا اور فوج روانہ کی تو ترک اُس وقت آسٹریا مین داخل ہو چکے تہے۔ اور اونکی کمک بہی کچہہ معمولی سی تہی فرڈیننڈ سلیمان کے خوف سے خود برسر مقابلہ آنیکی جرأت نہ کرسکا۔ اور وائینا سے دور رہا۔ لیکن جرمنی اور ہسپانیہ کے چند بہادر شہر کے کلیتاً محصور ہو جانیسے پہلے کچہہ فوج لیکر شہر مین داخل ہو گئے۔ اور اون سے محصورین کو بہت مدد ملی۔ محافظین شہر نے حملہ آورون کے قریب پہونچنے سے پہلے شہر کی فصیل کو مرمت کر کے زیادہ دمدمے تیار کر لیئے۔ مضافات کو بالکل صاف کر دیا۔ فصیل کے اندر ایک اَور دیوار بنالی۔ دریا کے کنارہ پر لٹہاٹہرونکی باڑ قایم کر دین۔ شہر مین خوراک و دیگر سامان وافر جمع کر لیئے۔ اور عورتون بچون اور ایسے مردون کو جو بطور سپاہی یا مزدور کے کام نہین دے سکتے تہے شہر سے باہر نکالدیا۔ عیسائیون کی خوش قسمتی سے کثرت باران نے سڑکون کو دلدل بنادیا۔ جس سے حملہ آورون کو اپنا قلعہ شکن توپخانہ ہنگریا مین چہوڑجانا پڑا۔ اور فصیلون کو توڑنے کے لیئے اونکو سرنگون پر انحصار رکہنا پڑا۔ لیکن محافظین کی قلت اور سرد جوشی سے شہر کا فتح ہو جانا بظاہر اٹل معلوم ہوتا تہا۔

جانبین سے شجاعت مردانگی اور ہنر و لیاقت کو خوب جوہر دکہائے گئے۔ حملہ آورون کی سرنگون کو محصورین خود اپنی طرف سے سرنگین لگاکر اکثر بیکار کر دیتے رہے۔ ترکی انجنیئر آخر چند سرنگون کے اڑانے مین کامیاب ہو گئے۔ جن سے دیوارہائے شہر مین بڑے بڑے رخنے ہو گئے۔ اور ۱۰۔ ۱۱۔ و ۱۲ اکتوبر کو متواتر تین روز حملہ آورون نے نہایت سختی کے ساتہہ شہر پر حملہ کیا۔ مگر محصورین نے بکمال دلاوری سخت خونریزی کے ساتہہ اونکو پسپا کر دیا۔ ان ہزیمتون کے ساتہہ ہی قلت رسد اور موسم کی ناموافقت بہی اب اپنا رنگ دکہانے لگ گئی۔ اور ترکی حلہ آورون کی ہمتین سرد پڑگئین۔ تاہم ۱۴ اکتوبر کو آخری حملہ کرنے کی صلاح کیگئی۔ سلطان نے انعام بکریان تقسیم کر کے فوج کے دل کو بڑہایا۔ وزیر اعظم اور دیگر اعلےٰ عہدہ دار حملہ آورون کے ساتہہ گئے۔ اور فوج نے تین دستون مین ہو کر فصیل کے رخنون پر حملہ کیا۔ لیکن عیسائیون نے اِس ثابت قدمی سے

مقابلہ کیا کہ اونکو مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑا۔ سہ پہر کے وقت ترکی انجنیروں نے دو اور سرنگیں اوڑائیں۔ جن سے فصیل کا اور بہت سا حصہ گر گیا۔ اور ترکوں نے دوبارا شگاف دیوار پر حملہ کیا۔ اسکا انجام بہی پہلی حملوں ایسا ہوا۔ اور ترک ناکام واپس لوٹ آئے۔ محصورین کی روح رواں پیرانہ سال کونٹ سالم تہا۔ محاصرہ کے اس آخری دن وہ زخمی ہوا۔ اور اس زخم سے فوت ہوگیا اہالی شہر کو اس نامور بہادر کی موت کا رنج ہی برداشت نہ کرنا پڑا۔ اونکے اکثر دیگر سردار مارے گئے۔ اور بیشمار سپاہی ترکی توپ و تفنگ اور سرنگوں کے اوڑنے سے ہلاک ہوئے۔ مگر اونکی ہمت و استقلال مین دن بدن زیادتی ہوگئی۔ حتی کہ سلیمان نے فتح کو ناممکن تصور کر خیال کر کے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔ اور اس معرکہ کے بعد پہلی ہی رات کو اپنی فوج واپس ہٹالی۔ ۱۴ اکتوبر کا دن عیسائیوں مین اس واقعہ اور کئی دیگر مشہور واقعات کی وجہ سے اب تک یادگار رہے۔ آدہی رات کو ینگچریوں نے سلطان کے حکم سے خیمے اکہاڑ لیئے وہ تمام اسباب غنیمت اور دیگر سامان جو اٹہایا نہ جاسکا شعلوں کی نذر کردیا گیا۔ اور بیشمار عیسائی قیدیوں پر جنہیں کینی علاقجات ملحقہ سے پکڑ لائے تہ اس ناکامی کا غصہ نکالا گیا۔ خوبصورت لڑکوں اور لڑکیوں کو علیحدہ رکہکر باقی سب تلوار کے گہاٹ اتار دیئے گئے۔ اس سے فارغ ہوکر فوج نے مراجعت شروع کر دی۔ سلیمان کے درباریوں نے خفت مٹانیکے لیئے اوسکو فتح کی مبارکباد دی۔ اور اوسنے خود فاتح کا لقب اختیار کر کے مشہور کیا کہ مین نے بہگوڑے فرڈیننڈ اور اوسکی فوج کو بالکل تباہ کرنا مناسب نہ سمجہکر صرف گوشمالی کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔ لیکن در اصل اس ناکامی کا اوسکو ساری عمر سخت صدمہ رہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اوسنے اپنی اوس اولاد کے حق مین جو پہر کبہی وائنا کی فتح کا ارادہ کرے لعنت بہیجی تہی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وزیر ابراہیم رشوت لیکر محصورین کو در پردہ اطلاع پہنچا دیتا رہا تہا۔ اور اوسکی غداری کے باعث حملہ آوروں کی کوئی پیش نہ گئی۔ مگر یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ سلطان کے ناکام رہنے کی وہ بڑی وجوہات کثرت بارش و قلت رسد اور ینگچریوں کی بیقراری و تلون مزاجی ہین۔ اور محصورین کی شجاعت علاوہ بریں کچہہ کم باعث نہین۔ بہر حال باعث خواہ کچہہ ہو۔ اس ہزیمت سے یورپ ترکوں کی دستبرد سے محفوظ ہوگیا۔ اور ترکی فتوحات کے سیلاب کی آخری حد وائنا مقرر ہوگیا جس سے اسلامی فتوحات کی لہر ایک دفعہ پہر جا ٹکرائی۔ مگر اس دفعہ بہی اس چٹان نے اوسکو واپس لوٹا دیا۔ اور ایسا لوٹایا کہ اب بہت تہوڑے لوگوں کو اس سیلاب کے پہر کبہی وہان تک پہونچنے کی امید باقی رہگئی ہے۔

وائنا سے واپس آنے پر فریقین مین لڑائی کا خاتمہ نہ ہوا۔ وہ برابر جاری رہی۔ اور ۱۵۳۲ء مین سلطان

سلیمان پہلے سے زیادہ فوج لیکر جرمنی پر حملہ آور ہوا۔ دوسری طرف قیصر چارلس نے مقابلہ کے لئے اپنی عظیم الشان سلطنت کے تمام حصّون سے فوج جرار جمع کی اور کل دنیا اسلام و عیسوئیت کے ان دو نامور پہلوانون مین فیصلہ کن لڑائی کی منتظر ہو بیٹھی۔ لیکن ایک چھوٹے سے قصبہ گونز کے جان توڑ مقابلہ نے سلیمان کی پیش قدمی مین وقفہ ڈالدیا۔ اور آخر ۲۹ اگست ۱۵۳۲ء مین جب اس مقام کی بہادر فوج نے قابل عزت شرائط پر شہر حوالہ کر دیا تو سلیمان یہ دیکھکر کہ چارلس آگے بڑھنے کی بجائے وائینا کے قریب ہی ڈیرے ڈالے پڑا ہے ... شہر مذکور کی سڑک چھوڑکر دوسری طرف ہوگیا۔ اور صوبہ سٹائیرا کو برباد کرکے اپنی قلمرو کو واپس چلا گیا۔ دونون بادشاہون مین سے ہر ایک غالباً اپنی زندگی اور سلطنت اور نیز اتنے برسون کی مشقتون اور غور و پرداخت کے شاندار ثمرون کو ایک دن کی خونخوار جنگ کے پانسہ پر چھوڑنا پسند نہین کرتا تھا۔ اور دونون کے لڑائی کے پہلو سے گریز کر جانے سے ایک دوسرے کو جنگ نہ کرنیکا کافی بہانہ ملگیا۔ مگر فرڈیننڈ نے آخر کار نہایت عجز و الحاح کرکے سلطان سے اپنے مفید مطلب چند شرائط حاصل کرلین۔ اور ۱۵۳۳ء مین سلیمان نے اوس سے صلح کا معاہدہ کرکے ہنگریا کو زپولیا اور فرڈیننڈ دونون مین مساوی تقسیم کر دیا۔

ہنگریا اور آسٹریا کے ساتھ ابھی صلح نہ ہوئی تھی کہ ایرانیون نے سرحد پر پھر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ ان دونون اسلامی سلطنتون کے باہمی جنگ و جدال نے اسلام کی فتوحات کو جو نقصان پہونچایا۔ اوسپر پہلے مفصل بحث ہو چکی ہے۔ اس موقعہ پر صرف چند ایک عیسائیون کے قول نقل کر دینے کافی ہین۔ بس بی کو اس جو فرڈیننڈ کی طرف سے صاحبقران کے دربار مین سفیر تھا حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"یہ ایرانی ہی ہین جو کامل تباہی اور ہمارے درمیان حائل ہین۔ ترک تو فی الفور ہم پر جھپٹ پڑین۔ مگر ایرانی اونکو روکے ہوئے ہین۔ مگر اونکی یہ باہمی لڑائی ہمکو صرف تھوڑی سی مہلت دیرہی ہے وہ ہماری کامل نجات و مخلصی کا باعث نہین ہو سکتی" سر جان ہیسون انگریزی سفیر متعینہ دربار فرانس بھی اس امر کو اپنے خطوط مین جو مسٹر ٹائیلر نے اپنی کتاب "**ایڈورڈ ششم و میری کی عہد حکومت**" مین درج کئے ہین۔ (دیکھو جلد اول صفحہ ۳۶۰ و جلد ۲ صفحہ ۳۵۴) تسلیم کرتا ہے۔

سلطان نے وزیر ابراہیم کو فوج دیکر ایرانیون کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس نے کئی مشہور قلعون کو فتح کرکے تبریز پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا اور شہر کو سپاہیون کی تاخت و تاراج سے بچانے مین کامیاب رہا۔ فرڈیننڈ سے صلح ہوجانے پر سلیمان بھی لشکر جرار لیکر اپنے وزیر سے جا ملا۔ اور کوہستان آرمینیا سے یلغار کرتا ہوا

بغداد پر حملہ آور ہوا۔ راستہ مین موسم کی خرابی اور سڑکون کی ناہمواری سے سپاہ کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی۔
بغداد کی ایرانی فوج ترکون کو دیکہتے ہی شہر چھوڑکر بہاگ گئی۔ اور سلطان نے بلا مقابلہ اُسپر تصرف کرلیا۔ اِس
فتح کی خوشی کے دوران مین وزیر ابراہیم نے سلطان سے اپنے نامور رقیب اسکندر چلپی کے قتل کا حکم حاصل کرلیا
وزیر مذکور اسکے اقتدار سے ہر وقت مخوف رہتا تھا۔ لیکن اس شرارت سے اُسکے اپنے اقتدار مین کوئی اضافہ نہوا
بلکہ اپنی بربادی کے لیئے راستہ صاف کردیا۔ اسکندر کے قتل کی بعد کی رات سلطان نے اوسکو خواب مین
دیکھا۔ اور اُس نے سلیمان کو بیگناہ قتل کرنے اور وزیر کی چالون سے غافل رہنے پر سخت ملامت کی۔ سلطان
کے دل پر اس سے بہت اثر ہوگیا۔ اور اُسی دن سے اوسکے دل مین وزیر کیطرف سے گرہ بیٹھ گئی۔ اس مہم کے
بعد جو ۱۵۳۳ء مین ہوئی پہر پانچ دفعہ (۱۵۳۴ء ۱۵۳۵ء ۱۵۴۸ء ۱۵۵۳ء ۱۵۵۴ء) ایران پر فوجکشی کیگئی۔ ان مین
عثمانیہ فوج کو مخالف کی دلاوری و مستعدی اور نیز ادن ممالک کی قدرتی مشکلات سے جن مین سے ہوکر اونکو گذرنا
پڑا۔ سخت نقصان اُٹھانے پڑے۔ لیکن ساتھ ہی سلطان کو کئی ایک وسیع صوبے ملگئے۔ صوبجات آرمینیا
و میسوپوٹیمیا مین ترکی مقبوضات وسیع ہوگئے۔ اور اریوان۔ وان۔ موصل اور دار السلام بغداد کے مشہور
شہر عثمانیہ علاقہ مین داخل کر لیئے گئے۔

سلطان سلیمان کے زمانہ مین خاندان عثمانیہ کی عظمت و جبروت اس قدر کمال کو پہونچگئی تھی کہ چھوٹی
عیسائی سلطنتین تو درکنار بڑی سے بڑی عیسائی سلطنت کو اوسکے سامنے سر نیاز خم کرنا پڑتا تھا۔ ۱۵۳۹ء
مین زپولیا کے مرجانے سے ہنگری مین لڑائی پہر شروع ہوگئی تھی۔ زپولیا کی وفات پر فرڈیننڈ نے کل ہنگریا
کا دعویٰ کیا۔ اسپر زپولیا کی بیوہ نے سلطان سے اپنے یتیم لڑکے کی امداد کی درخواست کی۔ سلطان نے
فوج روانہ کردی۔ اور ۱۵۴۱ء اور سالہائے مابعد مین بذات خود ملک متنازعہ مین موجود رہا۔ اُس نے بظاہر تو
اپنا یہ منشاء بتایا کہ مین معصوم زپولیا کو بالغ ہونے پر ہنگریا اور ٹرین سلوینا کے تخت پر بٹھادونگا۔ مگر دوسری
طرف آفن اور دوسرے بڑے بڑے شہرون مین ترکی فوجون کی چھاونیان قایم کردین۔ تمام ملک کو سنجقون مین
تقسیم کرکے اونپر ترکی گورنر مقرر کردیئے گئے۔ اور بالعموم ترکی نظم و نسق جاری کردیا گیا۔ اِس جنگ مین ترکون
نے گران۔ سٹاہل وسین برگ اور کئی دیگر مضبوط مقامات فتح کئے۔ اور گو اونکو مسلسل فتح نصیب ہوتی
رہی تاہم اونکا پلڑا اس قدر بھاری رہا کہ ۱۵۴۵ء مین چارلس اور فرڈیننڈ نے سلطان سے صلح کی التجا
کرنی شروع کردی۔ اور ۱۵۴۷ء مین پانچ برس کے لیئے صلح کا معاہدہ ہوا جسکے رو سے تقریبًا تمام ہنگری اور

ٹرین سلوینیا سلطان کے قبضہ مین چھوڑ دیئے گئے۔ اور فرڈیننڈ نے تیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ باب عالی کو ادا کرنے کا اقرار کیا۔ آسٹریا والے تو اس رقم کو ہدیہ کہتے تھے مگر ترکون کا اوسکو خراج پکارنا زیادہ درست تھا۔ اس معاہدہ مین قیصر چارلس۔ پوپ۔ شاہ فرانس اور وینس کی جمہوری ریاست بھی بطور فریق معاہد شامل تھین۔ گویا اس معاہدہ سے عیسائیون نے بھی سلطان کے لقب صاحبقرانی کی پوری تصدیق کر دی۔ آسٹریا والے تو پہلے ہی اس قدر ذلیل ہوئے تھے کہ ۱۵۳۳ء مین صلح کی درخواست کرتے وقت شاہ فرڈیننڈ نے اپنے تئین وزیر ابراہیم کا بھائی لکھکر اپنا رتبہ عثمانیہ وزیر کے رتبہ کے برابر تسلیم کیا تھا۔ فرانسس اول نے کئی دفعہ نہایت عاجزی وانکسار کے ساتھ سلطان سے امداد مانگی تھی۔ اور سلیمان نے ہنگریا اور جرمنی پر فوجکشی کرکے جس سے قیصر کو اپنی فوج کا حصہ کثیر فرانس کے مقابلہ سے ہٹا لینا پڑتا تھا اور نیز شاہ فرانس کے دشمنون پر حملہ آور ہونیکے لئے بحیرہ روم کو جنگی بیڑہ جہازات روانہ کرکے ایک سے زیادہ مرتبہ اوسکی اعانت کی۔ شاہ موصوف جب ۱۵۲۵ء مین بمقام میڈرڈ اسیر تھا تو اُس وقت بھی اوسکی طرف سے سلطان سلیمان سے مدد کی التجا کی گئی تھی۔ سلطان نے اسکے جواب مین جو خط تحریر کیا تھا وہ فرانس کے شاہی کاغذات مین ابتک محفوظ پڑا ہے۔ اوس مین سلطان فرانسس کو حوصلہ دلاتے ہین کہ اب اوسکو اپنے دشمن سے کوئی خطرہ نہین کرنا چاہیئے۔ اوسکی عرضی جہان پناہ کے حضور مین گذر چکی ہے۔ اور اسکے دشمن اب اوسکا بال تک بیکا نہین کر سکین گے۔ شاہ مذکور نے پھر ۹۳۵ھ کے ماہ محرم مین یروشلیم کے رومن کیتھولک عیسائیون کے حق مین چند سفارشین کرکے اونکے لئے کچھ رعائتین مانگین۔ سلطان نے اسکے جواب مین جو خط ۱۵۲۸ء مین تحریر کیا وہ بھی اب تک محفوظ ہے اور عیسائی مورخ تسلیم کرتے ہین کہ اوس سے سلطان کی ایسی معدلت گستری اور بے تعصبی ظاہر ہو رہی ہے کہ کم از کم اوس زمانہ مین اسکی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ سلیمان کے زمانہ مین انگلستان کو خارجی امداد کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر سلیمان کے پوتہ کے زمانہ مین اس ملک نے بھی جبکہ ہسپانیہ اوسکو پامال کرنے پر تلا بیٹھا تھا۔ ایسی لجاجت وانکسار سے امداد وحفاظت کی التجا کی کہ متکبر سے متکبر مسلمان بادشاہ بھی اس سے زیادہ خوشامد والحاح کی خواہش نہین کر سکتا۔

ترکی بری فتوحات کے سلسلہ کو یہان تھوڑی دیر ملتوی کرکے اونکے بحری کارنامون کا کسی قدر مفصل ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سلیمان کے عہد مین عثمانیہ سلطنت کا رعب وداب عیسائی اقوام پر صرف ترکی افواج کی فتوحات کی وجہ سے ہی غالب ومستولی نہین ہوا تھا۔ بلکہ عثمانیہ بحری طاقت کا بھی اوس مین کچھ کم حصہ نہ تھا

جس نے بحیرہ روم کے تمام ساحل اور بحیرہ قلزم اور بحیرہ ہند کے دور دراز مقامات تک سلطان سلیمان کی شہنشاہیت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ سلطان کے والد اور دادا نے بحری فوج کی درستی اور تیاری پر زر خطیر صرف کیا تھا لیکن سلیمان اس بارہ میں سب سے گوئے سبقت لیگیا۔ اور اوسکے امرای بحر کی بہادری اور قابلیت نے [illegible] سمندر پر بھی ایسا ہی زبردست اور دہشت ناک بنا دیا تھا جیسا کہ وہ خشکی پر تھا۔ اوسکے زمانہ کا

١؎ اوس زمانہ کی بحری لڑائی کے متعلق مسٹر ہلم نے اپنی کتاب تواریخ ٹرکی میں مفصل حالات تحریر فرمائے ہیں جنکا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔ اوس صدی کے جنگی جہاز جو بحیرہ روم میں استعمال کئے جاتے تھے تین قسم کے ہوتے تھے۔ انگریزی میں انکے نام گیلیے۔ گیلی آن اور گیلی آس ہیں۔ آخر الذکر دونوں قسموں کے جہاز اکثر اوقات ١۵ سو سے لیکر دو ہزار ٹن تک ہوتے تھے۔ وہ ایک سے زیادہ منزلیں رکھتے تھے۔ توپیں نچلی اور بالائی منزلوں پر نصب ہوتی تھیں۔ جنکی نالوں کے سامنے گولوں کے لئے جہاز کے تختوں میں سوراخ کئے ہوئے ہوتے تھے جہاز کی سب سے بالائی چھت پر اگلے اور پچھلے حصہ میں بھی توپیں چڑھا دی جاتی تھیں یہ جہاز چپوں سے بھی چلائے جاتے تھے مگر انکا زیادہ تر دارمدار بادبانوں اور مستولوں پر ہوتا تھا۔ لڑائی زیادہ تر پہلی قسم کے جہازوں پر جو ایک طرح کی بڑی کشتیاں ہوتی تھیں کیجاتی تھی یہ عموماً چپوؤں کے ذریعہ چلائی جاتی تھیں۔ اور اس کام پر بالعموم غلام یا اسیران جنگ لگائے جاتے تھے۔ یہ کشتیاں لنبی بہت اور چوڑی تھوڑی ہوتی تھیں۔ بڑی گیلی ١٦۵ فیٹ لمبی ہوتی تھی۔ مگر عرض صرف ٣٢ فیٹ ہوتا تھا عرب انکو غراب (کوّے) کہتے تھے۔ سپاہیوں اور افسروں کے لئے چھت پر پچھلی طرف کمرہ بنا ہوتا تھا کشتی چلانیوالوں کے لئے کشتی کے دونوں بازوؤں کے ساتھ ساتھ تختیں جڑی ہوتی تھیں۔ اور ان تختوں کے ساتھ غلاموں کے ایک ایک پاؤں کو زنجیر سے باندھ دیا جاتا تھا۔ بڑی کشتی کے ہر ایک طرف ٢٦ چپو ہوتے تھے۔ کشتی کے درمیانی حصہ میں ایک ایک بڑی توپ اور تین چار چھوٹی توپیں ہوتی تھیں۔ چھوٹی کشتیوں پر جنکو فرانسیسی فرگاٹا انگریزی فرائگیٹ اور ترک خرلنگش اور عرب جفن یا شینی پکارتے تھے ہر ایک چپو پر ایک ایک دو دو آدمی اور درمیانی کشتیوں پر جنکو ترک موونہ کہتے تھے پانچ یا چھ اور معمولی کشتیوں پر جنکو ترک بشترد پکارتے اور صرف وہی اونکو استعمال کرتے تھے فی چپو تین آدمی ہوا کرتے تھے۔ ان میں دو مستول ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ بڑے بڑے بادبان ہوتے تھے مستول حسب مرضی بلند یا نیچے کئے جا سکتے تھے۔ انکو صرف اوسی وقت استعمال کیا جاتا تھا جب ہوا نہایت لطیف اور سمندر صاف ہوتا تھا۔ شمالی افریقہ کے مسلمان انہی کشتیوں پر سوار ہوکر بحیرہ روم میں چکر لگاتے رہتے تھے۔ اور جس شہر کو لوٹنے کا ارادہ ہوتا دن کے وقت اوسکے قریب جاکر چھپ رہتے جب آدھی رات ہوتی بندرگاہ میں داخل ہوکر کل مال متاع کو لوٹ کر طلوع فجر سے پہلے سمندر کو واپس چلے جاتے۔ +

سب سے مشہور امیر البحر خیر الدین پاشا باربروسا ثانی تہا۔شمالی افریقہ کی چہوٹی چہوٹی اسلامی ریاستین جنکا پیشہ بحری قزاقی تہا زیادہ تر اوسی کی طفیل سلطان کی حفاظت مین آگئین۔ اور اوسی کی طفیل الجزایر۔ ٹیونس اور طرابلس کے دلیر و ماہر قزاق اور مضبوط و زبردست بیڑے مضبوط قلعے اور وسیع بندرگاہ سلطان کے تصرف مین آ گئے۔

خیر الدین جزیرہ مٹی لین مین پیدا ہوا۔ اس جزیرہ کو جب سلطان محمد ثانی نے فتح کیا تو اوسکا باپ جو رومیلیا کا ایک سپاہی تہا وہین آباد ہو گیا۔ بعض عیسائی مؤرخ خیر الدین کے باپ کو عیسائی یونانی لکھنے مین غلطی پر ہین۔ خیر الدین چار بہائی تہے۔ بڑا بہائی اسحاق جزیرہ مین تجارت کرتا تہا۔ باقی تینون الیاس۔ ہروش اور خضر جسنے بعد مین خیر الدین نام رکہہ لیا بایزید ثانی اور سلیم کے زمانہ مین تجارت اور قزاقی دونون کام کرتے ہے الیاس ہوڈس کے نائیٹون کے ساتہہ سمندر مین لڑائی کرتا ہوا شہید اور ہروش قید ہو گیا۔ مگر شہزادہ قورقود نے جو اسوقت کرمانیہ کا گورنر تہا اوسکو رہا کرا دیا۔ اسکے بعد ہروش اور خضر سلطان محمد والئی ٹیونس کے پاس چلے گئے اور کچہہ عرصہ اوسکے ماتحت قزاقی کرتے رہے۔ ہروش کو عیسائی باربروسا پکارتے ہین جسکی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اوسکی ڈاڑہی سرخ تہی۔ مگر دراصل یہ بابا ہروش کا بگاڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ان دونو بہائیون کو تہوڑی ہی مدت کے بعد شمالی افریقہ کے مسلمان بادشاہون کی کمزوری معلوم ہو گئی۔ اور چونکہ اون کو سلطنت عثمانیہ کی طاقت وعظمت سے جو بالخصوص اوسکو سلطان سلیم کے زیر فرمان حاصل ہوئی تہی بخوبی واقفیت تہی اونہون نے چند نادر تحایف قسطنطنیہ کو بہیجکر بابعالی سے اونکو حمایت مین لینے کی درخواست کی۔ اسکے جواب مین اونکو دو کشتیان اور اعزازی خلعت موصول ہوئے۔ اس اثنا مین انہون نے شمالی افریقہ کے ساحل پر چند چہوٹے چہوٹے قصبات پر قبضہ کر لیا۔ وہان اونکا بہائی اسحاق بہی مٹی لین سے اونکو آ ملا۔ اوسکی روپیہ کی امداد سے اونہون نے اپنے بیڑہ کو اور بڑہا لیا۔ اور بزور شمشیر یا مکر وحیل قلعجات بینیز۔ تلمسان اور الجزایر کے صدر مقام الجیریا پر قبضہ کر لیا۔ ۱۵۱۸ع؁ مین اسحاق اور ہروش ہسپانیہ والون سے لڑائی کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اور خضر کل فتوحات کا اکیلا مالک قابض بنگیا۔ اوسنے باضابطہ طور پر سلطان کی تابعداری قبول کر لی۔ اور سلطان سلیم نے اوسکو الجزایر کا بیلربے مقرر کرکے اس عہدہ کا باضابطہ نشان شمشیر۔ گہوڑا۔ اور علم ارسال کر دیا۔ خیر الدین ہسپانویون اور آزاد عرب قبایل سے جنگ وجدال کرکے اپنے مقبوضات کو برابر وسیع کرتا رہا۔ اوسنے اول الذکر سے ایک چہوٹا سا جزیرہ جو بندرگاہ الجیریا کے سامنے چودہ برس سے اونکے قبضہ مین تہا

چھین لیا۔ اور جو ہسپانوی بیڑہ وہان کی فوج کی کمک کو آیا تہا اوسے شکست دیکر گرفتار کرلیا۔ خیرالدین جو بڑے
بھائی کی وفات کے بعد بار بروسا ثانی کے نام سے پکارا جاتا تہا اپنے افعال اور کارروائیون کی باقاعدہ اطلاع
بابعالی کو روانہ کرتا رہتا تہا۔ اور جب فرانس نے ترکی سے بروئے معاہدہ اتحاد کرلیا تو وہان کے سواحل یا جہازات
پر حملہ کرنا ترک کردیا۔ قیصر چارلس کے بحری افسروان مین ڈوریا سب سے ممتاز و والا درتہا جس وقت قیصر نے اوسکو
ترکی جزایر پر حملہ کرنے پر مامور کیا تو سلطان سلیمان نے اوسکے مقابلہ کے لئے خیرالدین سرخ ریش کو بلا بہیجا جس نے
ڈوریا کو جزیرہ جربل کے قریب شکست فاش دیکر بہگا دیا اور پہر دوسرے مشہور بڑے قزاق سنان کے بیڑہ کو اپنے
ساتہہ ملاکر ریاست جنوا کے ساحل پر گشت کرکے اوسکو تباہ و برباد کردیا۔ اس مہم سے فارغ ہوکر وہ اندلسیہ کو گیا
اور وہان سے ستر ہزار مظلوم وستم دیدہ عربون کو نکال کر اپنے افریقی مقبوضات کی تقویت کے لئے الجیریا کو لے گیا
وینولا ڈوریا نے ترکون سے قصبہ کرون واقع موریا چہین لیا جبپر سلطان نے صرف خیرالدین ہی کو اس
جنوی سپہ سالار کا مدمقابل پاکر اوسے دارالخلافہ کو بلا بہیجا۔ وہ بہ تعمیل ارشاد ۱۵۳۳ء مین ۱۸ جنگی جہاز لیکر جنمین سے
پانچ قزاقون کے تہے اور انہون نے بطوع ورغبت سلطان کی خدمت کرنیکی خواہش ظاہر کی تہی روانہ ہوپڑا اور
راستہ مین ڈوریا کے دو جہاز بہی پکڑ لیگیا۔ بابعالی نے نہائت اعزاز و اکرام سے اوسکا استقبال کیا۔ اور اوسکی
ذاتی نگرانی مین قسطنطنیہ کے ترس خانون مین ۸۴ جنگی جہاز اور اونکے لوازمات ضروریہ تیار کئے گئے۔ یہ زبردست
بیڑہ لیکر خیرالدین ۱۵۳۴ء کے موسم بہار مین جبکہ سلیمان ایران سے جنگ کر رہا تہا اٹلی کو روانہ ہوگیا اور وہان
کے ساحلی قصبات ریگیو۔ سٹرارو۔ سپرلونگا اور فونڈی کو تاخت و تاراج کیا۔ آخرالذکر شہر پر جو نیپلز کے قریب
واقع ہے اوسنے زیادہ تر زمانہ کی مشہور و معروف حسین عورت جیولا[۱] گونزاگا زوجہ وس پیسی سی ان گونزاگا ڈیوک شہر کو
اچانک حملہ آور ہوکر گرفتار کرنیکے لئے دہاوا کیا تہا۔ وہ اس عورت کو بطور تحفہ سلیمان کی خدمت مین پیش کرنا
چاہتا تہا۔ بار بروسا کے ملاح رات کے وقت نہائت خاموشی کے ساتہہ خشکی پر اترے اور اس تیزی سے
فونڈی پر حملہ کیا کہ خوبصورت جیولا صرف یہ شور و غوغا سنکر خواب ناز سے بیدار ہوئی کہ ترک محل مین داخل ہوگئے
ہین۔ ایک اطالین شہ سوار اوسکو اسی وقت خوابگاہ سے نکالکر باہر لے گیا اور اوسی لباس شب خوابی مین
اوسکو اپنے برابر زین پر بٹہاکر ایک محفوظ مقام پر لے گیا۔ ترکون نے تعاقب تو بہت کیا۔ مگر اطالین کا گہوڑا

---

[۱] جیولا مشہور پارسا عورت جو آنا آف اراگان کی بہن تہی جس کی تصویرین اب تک روما پیرس اور وارو ک
کیسل میں موجود ہین۔ +

بازی لیگیا۔ اس عفت مآب مہ جبین نے بعد مین اپنے بچانے والے کو قتل کرا دیا۔ اسکی وجہ جرمنی مؤرخ وان ہیمر یہ لکھتا ہے کہ اوسنے اوس رات مانو اندازہ سے زیادہ آزادی و گستاخی سے کام لیا ہوگا۔ یا اُس بیچارہ کا فقط اسی قدر قصور ہوگا کہ چونکہ جیولا ایک طرح سے نیم برہنہ تہی اوسکی نظر حسینہ کے جسم کے اکثر حصوں پر پڑ گئی اور وہ اس خفت کو گوارا نہ کرسکی۔

ساحل نیپلز کی لوٹ مار سے فارغ ہوکر خیر الدین افریقہ کو گیا اور ٹیونس کو فتح کرلیا۔ یہ اوسکی مدت سے آرزو تھی۔ لیکن اس ملک کو وہ پانچ ماہ سے زیادہ اپنے قبضہ مین نہ رکھ سکا۔ عرب سلطان نے جو ملک سے بدر کردیا گیا تہا پارلس پنجم سے مدد مانگی وہ ۱۵۳۵ء مین بذات خود اس قدر جرار فوج اور زبردست بیڑہ لیکر ٹیونس پر حملہ آور ہوا کہ خیر الدین پاشا کچھہ عرصہ کمال لیاقت اور بہادری سے مقابلہ کرنیکے بعد آخر شہر کو چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔ بار بروسہ کے چلے جانیکے بعد عیسائی فوج نے جو بظاہر حقدار سلطان کی مدد کو آئی تہی بے پناہ اور بیگناہ باشندگان شہر کو ایسی بیرحمی سے قتل اور اونکی جائیدادون کو تاخت و تاراج کیا کہ اب تک عیسائی مؤرخ بہی اوسپر نفرین بہیجتے ہین۔ یہ ملک پہر ۱۵۷۴ء مین ترکی حکومت کے تابع ہوا۔ ٹیونس گو خیر الدین کے قبضہ سے نکل گیا مگر الجزائر مین اوسکی طاقت بخوبی مضبوط تہی ٹیونس سے وہ وہان چلا گیا اور پہر اس بندرگاہ سے ستر جنگی جہازون سے جزیرہ منورکا کو لوٹ کر ہسپانیہ سے بدلہ لیلیا اسکے بعد وہ قسطنطنیہ کو چلا گیا اور وہان سلطان نے اوسکو اعلیٰ ترین بحری عہدہ کپتان پاشا کا عطا کیا۔ ۱۵۳۷ء مین اُس نے دوبارا اٹلی کے سواحل کو برباد کیا۔ اور جب وینس کی جمہوری ریاست بہی بالعالی کے دشمنون کے ساتھہ شامل ہوگئی تو بار بروسہ نے اوسکے تمام جزیرے جو بحیرہ مجمع الجزائر مین موجود تہے۔ اور نیز مقبوضات ناپولی دی رومانیا اور کینڈل لو وہ چہین لیے۔ اور ہسپانیہ والون سے قصبہ کروان کو بہی پہر فتح کرلیا۔

۲۸ ستمبر ۱۵۳۸ء کو اوسنے بندر پریویسا کے قریب پوپ۔ ریاست وینس اور قیصر چارلس کے متفقہ بیڑے کا مقابلہ کیا۔ ترکی امیر البحر اس بحری معرکہ مین کمال دلاوری سے دشمن کے جہازون کی صفون کو چیر دینے کی چال پر کاربند ہوا۔ یہ وہی ترکیب ہے جسکی بطفیل انگلستان کے نامی امیر البحر راڈنی سینٹ وینسنٹ اور نلسن نے انگریزی بحری طاقت کی دہاک کل دنیا مین باندہ دی ہتی۔ ترکی بیڑہ مخالف کے بیڑون سے جہازون کی جسامت اور تعداد اور نیز توپون کے وزن کے لحاظ سے بہت کمزور تہا۔ مگر خیر الدین کی بہادری اور بحری مہارت نے سب کمیون کو پورا کردیا اور اوسکو دشمنون پر کامل فتح حاصل ہوگئی۔ لیکن رات پڑجانے سے اکثر عیسائی جہازون کو بچ کر بہاگ جانیکا موقعہ مل گیا۔

سنہ ۱۵۴۱ء مین چارلس پنجم نے الجیریہ پر حملہ کیا۔ سلطان المعظم نے اوسکی حفاظت کے لئے ترکی بیڑہ بابا ہروش
کے زیر کمان بندر مذکور کو روانہ کیا ہوا تہا۔ مگر فریقین مین ابہی پورا مقابلہ نہ ہوا تہا کہ طوفان عظیم نے حملہ آور کے
جہازون کو تباہ و منتشر کر دیا۔ اور اسی طوفان کی وجہ سے ترکی جہاز بندرگاہ سے کہلے سمندر مین نہ جا سکے
سنہ ۱۵۴۳ء مین خیرالدین معہ ترکی بیڑہ جہازات فرانسیس اول کی مدد پر روانہ کیا گیا اور وہ فرانسیسی بیڑہ سے ملکر
بحیرہ روم مین مخالفین کا مقابلہ کرتا رہا۔ اوس نے شہر نائیس (واقع جنوبی فرانس بر ساحل بحیرہ روم) کو فتح کیا۔
مگر قلعہ نائیس غیر مفتوح رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نامور ترکی امیر البحر نے اپنے ساتھی فرانسیسی افسرون کو اونکی
غفلت پر اور نیز اونکے جہازون کی نادرستی اور ضروری سامان کی کمی پر سخت ملامت کی۔ وہ بیچارے جنکی
حفاظت کے لئے وہ گیا تہا اوسکی جہڑکون کو سر جہکائے سنتے رہے اور آخرکار جب فرانسیسی امیر البحر ڈیوک انغیان نے
بہت منت و الحاح کیا تو خیرالدین کا غصہ فرو ہوا

باربروسا کی زندگی کے آخری چند سال جب کبہی کہ وہ سمندر پر مامور نہ ہوتا بطور کپتان پاشا مجالس باب عالی
کی باقاعدہ حاضر باشی مین صرف ہوئی۔ ان مجالس مین اوسکی صلاح و مشورہ بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکہے
جاتے تہے۔ وہ سنہ ۱۵۴۶ء مین جوار رحمت الٰہی مین جا بسا۔ اور بشکطاش کے قریب باسفرس کے کنارہ پر
خواب عدم مین لیٹا ہے۔ جہان سمندر کی لہرین جنپر کئی برس اوسنے حکمرانی کی اوسکی قبر سے ٹکراتی ہین
اور پر فضا موقعہ اور عمارت کی دلپسندی کی وجہ سے ہر وقت سینکڑون زائرین کا جہمگٹ لگا رہتا ہے۔ مرحوم
مرتی دفعہ تقریباً اپنی کل جایداد و دولت ایک عالیشان کالج کی بنا کرنے پر وقف کر گیا۔ صاحبقران کی دربار
مین علم و ہنر کی جو قدر و منزلت تہی وہ اسی سے ظاہر ہو رہی ہے کہ ایک درشت مزاج بحری قزاق بہی
اوسکے اثر سے نہ بچ سکا۔ کپتان مرحوم کو اس لحاظ سے اگر ریلے[1] ثانی کہا جائے تو بیجا نہین۔ البتہ اتنا
فرق ہے کہ ریلے بذاتہ عالم تہا اور خورد سالی سے تحصیل علوم مین مشغول ہو گیا تہا۔ اور خیرالدین کو سلیمان کے

[1] سر والٹر ریلے ملکہ ایلزبتہ کے دربار کا جوہر تابان سنہ ۱۵۵۲ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۶۱۸ء مین فوت ہوا۔
وہ نہایت ہی ممتاز عالم۔ مؤرخ و شاعر اور ساتہ ہی بہت بڑا سیاح جہان گرد تہا۔ ایک وقت ملکہ ایلزبتہ کو
اوسپر خاص عنایت تہی۔ اور اوسکے عاشقون مین شمار ہوتا تہا۔ آخرکار زیر عتاب ہوکر قید خانہ مین ڈالدیا گیا۔ تاریخ
عالم اوس نے قید خانہ مین ہی لکہی تہی۔

دربار مین داخل ہونے پر علم کیطرف توجہ ہوئی سلیمان کے حکم سے اُس نے اپنی زندگی کے مفصل حالات سنان پاشا مورخ کو لکہوائے تہے یہ کتاب اب تک ٹرکی مین عام مروج ہے۔ اور اسکا خلاصہ حاجی خلیفہ کی کتاب "تاریخ محارب بحریہ عثمانیہ" مین بہی درج ہے۔ سگر کئی عثمانی امیر البحر ذاتی علمی قابلیت اور اپنے ملک کے علم ادب کو تصنیف و تالیف سے فروغ دینے مین بہی کچہہ کم مشہور نہین۔ پیری رئیس اور سیدی علی انہی امیر البحروان مین سے ہین۔

سلطان سلیمان نے جو بیڑے بحیرۂ قلزم کے بندرگاہون مین تیار کئے تہے اون مین سے دو بیڑے ان کے ماتحت تہے۔ ان بیڑون نے بحیرۂ قلزم سے روانہ ہوکر عدن[1]۔ اور عرب و ایران اور شمال مغربی ہند کے سواحل پر کئی دیگر اضلاع و امصار فتح کر کے ممالک عثمانیہ مین شامل کئے۔ متذکرہ بالا دونون امیر البحرون کے علاوہ ہشتاد سالہ سلیمان پاشا اور مراد بہی ان بیڑون کے افسر تہے۔ انہون نے پرتگیزون سے جو اسوقت ہندوستان کے سواحل پر سورت کے قرب و جوار مین قابض ہوچکے تہے۔ اور نیز دیسی حکمرانون سے کئی معرکہ کی لڑائیان کر کے اونپر فتح پائی۔ سلیمان پاشا نے پرتگیز بندر دیو (واقع گوجرات) کے مضبوط قلعہ کا بیس دن تک بحری محاصرہ کیا۔ مگر آخر کار رسد کی کمی کی وجہ سے محاصرہ اُٹہانے پر مجبور ہوگیا۔ ایک عیسائی مورخ اوسپر الزام لگاتا ہے کہ اُس نے ہندوستان کے مسلمانون کو اپنے ساتہہ متفق کرنے کی کوشش نہ کی۔ ورنہ ضرور عیسائیون کو وہان سے قطعی طور پر نکالنے مین کامیاب ہوجاتا۔ علاوہ برین اُس نے ہندوستان اور عرب کے امیرون سے جابرانہ برتاؤ کیا جس سے وہ ترکون سے ناراض ہوگئے اور انکے پاؤن

---

[1] یہ مشہور بندرگاہ عرب کے جنوب مغربی کونہ پر واقع ہے جو تاریخ فتح سے ۱۸۳۹ء تک عثمانیہ مقبوضہ رہا۔ اوس برس انگریزون نے اسکو بطور عطیہ سلطان روم سے حاصل کیا۔ انگریزون کے ماتحت بعہ شہر بیس میل مربع علاقہ ہے۔ آبادی تیس ہزار کے اوپر ہے۔ عدن کا بندرگاہ نہایت محفوظ اور قدرتی طور پر لنگرگاہ کے لئے موزون ہے۔ انگریزون نے اس مقام کو اب ایسا قلعبند کرلیا ہے کہ بزور فتح کرنا تقریباً ناممکن ہوگیا ہے۔ یہان ترکی قلعون اور مورچون کے آثار و کہنڈرات بہی اب تک موجود ہین۔ وہ اس قابلیت اور سلیقہ سے تیار کئے گئے تہے کہ بڑے بڑے انجنیر دیکہکر دنگ ہوجاتے ہین۔ ترکون نے پانی کو ذخیرہ کے لئے کمال اُستادی سے بڑے بڑے وسیع حوض بہی تیار کئے تہے جنکو عدن پر قابض ہونیکے بعد انگریزون نے پہر درست کر کے اونسے کام لینا شروع کردیا ہے۔ عدن سے ہر سال تین ہزار جہاز گذرتے ہین۔ یہان ہندوستان کی فوج مامور ہے اور اسکا ملکی و فوجی انتظام بمبئی گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ ۱۲ مؤلف

وہان اچھی طرح نہ جم سکے۔

وہی مورخ لکھتا ہے کہ امیر البحر مذکور نے عدن کے عرب امیر کو جو اوس سے ملنے کے لئے جہاز پر آیا تہا بلا قصور پہانسی پر لٹکا دیا تہا۔ پیری رئیس نے بحیرہ مجمع الجزائر اور بحیرہ روم (جسے بحیرہ بین الارض اور بحیرہ وسطی بہی کہتے ہین) پر دو مستند کتابین تصنیف کی تہین جن مین اونکی لہرون کے رخ۔ اونکے مختلف مقامات پر گہراو، بندرگاہون اور ان سمندرون کے اون مقامات کے جو خشکی پر اترنے کے لئے سب سے بہتر ہون مفصل حالات ذاتی معاینہ اور تحقیق و پیمائش سے تحریر کئے۔ سیدی علی ممتاز ملاح ہونیکے علاوہ شاعر بے بدل بہی تہا قصاید و غزلیات کے علاوہ اوسنے قسطنطنیہ سے لیکر گجرات تک کی بحری سیاحت کے حالات بہی قلمبند کئے۔ یہ اوپر لکہا جاچکا ہے کہ رسد کی کمی اور طوفانون کی کثرت کے باعث اوسکو سال گجرات پر پرتگیزون سے مقابلہ سے واپس جانا پڑا تہا۔ سیدی علی نے ریاضی و ملاحی پر کئی رسالے لکہے۔ اور بحیرہ ہند کی جہاز رانی پر ایک بسیط کتاب اپنے زمانہ کے مستند عربی و ایرانی مصنفین کی سند حوالہ سے جنہون نے ہندوستان پر طبع آزمائی کی ہتی تالیف کی۔ اسکا نام محیط تہا۔ جسکا صرف ایک نسخہ اب نیپلز کے کتب خانہ مین موجود ہے۔ پیری رئیس کی دونون کتابین بولون (واقع اٹلی) ڈریسڈن و برلن (واقع جرمنی) کے شاہی کتب خانون اور روما کے کتب خانے یورپ مین موجود ہین۔

سلیمان اعظم کے عہد حکومت کے دو اور نامور امیر البحر پیالی اور طورغود ہین۔ پیالی ہنگری کے ساحلی صوبہ کروشیا مین اور طورغود عثمانی علاقہ ہی مین پیدا ہوا تہا۔ اسکے والدین عیسائی تہے۔ اوایل عمر مین وہ ایک ترکی جہاز کے ملاحون مین داخل ہوگیا۔ اور آخر کار تیس بحری قزاقون کی ایک جماعت نے اوسکو اپنا کپتان منتخب کرلیا۔ اوسنے تیس جہاز اپنے ماتحت جمع کرلئے اور جزیرہ کارسیکا پر حملہ کیا مگر ہسپانوی سپہ سالار ڈوریا نے شکست دیکر اوسکو گرفتار کرلیا۔ اور خود اپنے جہاز کی میخ سے اوسکو زنجیر لگا دی جسپر وہ کئی مہینون تک غلامون کیطرح فاتح کے جہاز پر چپکا بیٹہا رہا۔ آخرش باربروسا نے یہ دہمکی دیکر کہ اگر طورغود کو رہا نہ کیا گیا تو مین جنوا کو برباد کردونگا اوسے رہائی دلوا کر اپنی زیر حمایت لے لیا۔ اور اوس نے بیس جہازون کے بیڑہ کا سردار ہوکر اٹلی و ہسپانیہ کے سواحل پر پہر تباہی و بربادی پہیلانی شروع کردی۔ مہدیہ اور طرابلس کو فتح کرکے خیر الدین کی تقلید مین اپنے تئین سلطان کا باجگزار قرار دیکر سلیمان کو اپنا شہنشاہ تسلیم کیا۔ اسکے معاوضہ مین اوسکو اعلے رتبہ عطا کیا گیا اور معقول امداد قسطنطنیہ سے روانہ کردی گئی۔ ہسپانویون نے مہدیہ اوس سے پہر چہین لیا۔ مگر باہمی مقابلہ مین

اُس نے ایک سے زیادہ مرتبہ ڈوریا کو سخت زکین پہونچائین۔ اور بحیرہ روم مین اوسکی وحشت باربروسا کی کسی طرح کم نہ ہوگئی۔ اوسکی طبیعت ایسی بیخوف اور نڈر تہی کہ خود سلطان سے بہی بگڑنے کی جرأت کر بیٹھا۔ اسکی کیفیت یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ وینس والون کا ایک عظیم تجارتی بیڑہ اتفاقیہ اوسکو نظر آگیا جسکی بیش بہا مال و دولت کو دیکھکر اوسکے موہنہ مین پانی بہر آیا۔ اور اگرچہ باب عالی اور ریاست وینس مین اس وقت صلح تہی اوسنے اون جہازون کو گرفتار کرلیا۔ باب عالی نے اس ناشائستہ حرکت کا جواب دینے کے لئے اوسے قسطنطنیہ طلب کیا۔ اور چونکہ رستم پاشا وزیر اعظم اوسکا دشمن تہا۔ اوسکی جان بمشکل بچ سکتی۔ مگر طوعاً حکم طلبی کی تعمیل کرنیکی بجائے آبنائے جبرالٹر سے بحر اوقیانوس کو چلدیا۔ اور وہان شہنشاہ مراکو کی ملازمت اختیار کرلی۔ اور آخرکار سلیمان نے باربروسا کی وفات پر معافی اور ترقی مزید کے وعدے دیکر اوسکو واپس بلالیا۔ اسکی موت اور آخری خدمات کا ذکر محاصرہ مالٹا کے حالات مین کیا جائیگا۔

پیالی پاشا نے سلیمان کے زمانہ مین جو نمایان کام کئے وہ فتح اوران (الجزائر کے شمالی ساحل کا مشہور قصبہ) اور عیسائیون کے متفقہ بیڑون کو جو طرابلس اور جزیرہ جربہ کے فتح کرنیکے لئے متفق ہوئے تہے سنہ ۱۵۶۰ء مین شکست فاش دینا ہے۔ اس مہم کے لئے پوپ۔ اور جنوا۔ مالٹا۔ فلورینس۔ سسلی و نیپلز کے فرمانروایون نے دو سو جہاز تیار کئے تہے۔ ڈوریا بیڑہ کا امیر البحر تہا۔ اور ڈان الوارد ڈی ساندی اُس فوج کا افسر تہا جو ان جہازون پر سوار تہی۔ بیڑہ جزیرہ جربہ[1] تک بخیریت پہونچگیا۔ فوجین خشکی پر اتار دی گئیں تقریباً سارا جزیرہ مطیع اور ایک مضبوط قلعہ تیار کرلیا گیا۔ مگر عیسائیون کے جہاز ابہی جربہ سے روانہ نہ ہوئے تہے کہ پیالی پاشا حملہ کی خبر سنکر معہ بیڑہ جہازات ڈاردنیلز سے روانہ ہو پڑا۔ اور بمقام رہوڈس اور مالٹا[illegible] کے گورنرون کے بیڑون کو ساتہہ ملاکر ۱۴ مئی سنہ ۱۵۶۰ء کو ڈوریا کے جہازات پر حملہ آور ہوا۔ اور اوسکو کامل شکست دی۔ ۲۰ جنگی اور ۲۷ باربرداری کے جہاز عیسائیون کے تباہ ہوئے۔ سات جہاز آبنائے جربہ مین پناہگزین ہوئے۔ جہان وہ بعد مین گرفتار ہوگئے۔ باقیماندہ بحال تباہ اٹلی کو بہاگ گئے۔ اور بری فوج کو جزیرہ پر ہی چہوڑ گئے۔ جسکو پیالی پاشا نے فی الفور بری فوج لاکر محصور کرلیا اور آخر اپنے نئے قلعہ مین وہ گرفتار ہو گئے۔ ۲۷ ستمبر کو پیالی بفتح و شادمانی قسطنطنیہ کے بندرگاہ مین دوبارہ داخل ہوا۔ فتح کی خوشخبری اوسنے پہلے کردی تہی۔ خوش خبری لانیوالے جہاز کے پچہلے حصہ سے ہسپانیہ کا شاہی جہنڈا سرنگون پانی

[1] [illegible] ساحل سے چہ سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مؤلف۔

مین پڑا ہوا تہا۔ پیالی کی آمد کے دن سلیمان اپنے کپتان پاشا کی عزت افزائی کے لئے اپنے محلسرائے کے اوس صحن مین جو برلب دریا تہا جب تک جلوس گذرتا رہا دریچہ مین کہڑا رہا۔ وہان الوارعا اور دیگر عیسائی افسر شاہی اسیر البحر کے جہاز کی چہتری پر نمایان جگہہ پر کہڑے کئے گئے تہے۔ اور گرفتار شدہ جہاز بلا مستول و بلا پتوار اوسکے پیچہے بندہے ہوئے تہے۔ جو شخص اوس وقت سلطان کے قریب کہڑے تہے وہ یہ دیکہکر حیران ہوگئے کہ اس عظیم الشان فتح کے موقعہ پر بہی اوسکا چہرہ بدستور متین و سنجیدہ تہا۔ اور اوسکے بشرہ مین کوئی فرق نہین آیا تہا۔ شاہ فرڈیننڈ کا سفیر بسبیک اوس جو پاس موجود تہا۔ اسکو سلطان سلیمان کی بلند نظری حقیقی عظمت اور بزرگ دلی پر محمول کرتا ہے۔ لیکن وان ہیمر کا خیال ہے کہ اس فتح سے پہلے سلطان پر ایسی خانگی مصائب پڑ چکی تہین کہ اوسکا دل پژمردہ ہوگیا تہا۔ اور اوسکو کسی چیز سے خوشی حاصل نہین ہوسکتی تہی۔

سلیمان عالیشان گو بحیثیت فرمانروائے نہائیت بلند اقبال اور خوش قسمت سلطان گذرا ہے۔ مگر بحیثیت انسان دنیا کے لازمی رنج و مصائب اور دکہہ درد سے وہ بہی خالی نہ رہا۔ بلکہ اوسے اس انسانی ورثہ کا بہت بڑا حصہ لینا پڑا۔ خونریزی اقربا کی بلا جو کئی صدیون تک خاندان عثمانیہ پر وارد رہی ہے اوسکے زمانہ مین بہی بیکار نہ بیٹہی رہی۔ بے دوست رہنا خود مختاری کا خاصہ ہے۔ مگر سلیمان اوسکو بہت زیادہ محسوس کرتا ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ اوسکی سلطنت کے ابتدائی حصہ سے واضح ہو رہا ہے اوسکی طبیعت مین فطرتاً دوست بننے کی استعداد موجود تہی اور وہ طبعاً اس طرف راغب تہا۔ اوسکا مشہور وزیر اعظم ابراہیم جو یونانی الاصل اور ابتدا مین عیسائی تہا کئی برسون تک اوسکا صرف نہائیت ہی معتبر مشیر اور مصاحب ہی نہ تہا بلکہ رنج و راحت اور علمی مطالعون مین بہی اوسکا شریک اور رفیق تہا۔ مگر آخر الامر اوسکے اقتدار عظیم سے سلطان کو شبہ پیدا ہوگیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب کسی وزیر کی طرف سے بادشاہ کے دل مین خوف پیدا ہو جائے وہ زیادہ عرصہ زندہ نہین رہ سکتا۔ ابراہیم کے ساتھ سلطان نے اپنی ہمشیرہ کی شادی کر دی تہی لیکن یہ رشتہ بہی اوسکی جان نہ بچا سکا۔ سلطان کو فقط یہی شبہ نہین ہوگیا تہا کہ ابراہیم مطلق العنان بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم اوپر لکہہ چکے ہین اسکندر چلپی کے قتل کے وقت سلیمان کے دل مین ابراہیم کیطرف سے خاص نفرت اور کدورت بیٹہہ گئی تہی۔ چنانچہ مہم ایران سے فارغ ہوکر قسطنطنیہ واپس آنے پر ۵ مارچ ۱۵۳۶ء کو جب ابراہیم حسب معمول سلطان کے ساتھ کہانا تناول کرنیکے لئے محلسرا کو گیا اور سارا دن اپنے مکان کو واپس نہ جانے پر جب اوسکے خادم دوسرے دن اوسکی تلاش مین آئے تو اونکو ابراہیم کا مردہ جسم پڑا ہوا ملا۔ اوسکی لاش سے ظاہر ہوتا تہا کہ اوس نے اپنی جان کے لئے جان توڑ مقابلہ کیا ہے۔ اور اس واقعہ سے

سو برس بعد تک اوسکو خون کی چھینٹین محل کی دیوارون پر دکھلائی دیتی ہین اور زبان حال سے اون لوگون کو جو
شاہی تقرب و نوازش کے حصول کی تمنا مین شاہی محلات مین داخل ہوتے تھے اونکی مستقبل قسمت سے آگاہ کرتی ہین۔
وان ہیمر نے دیگر بیشمار اعلے عہدہ دارون کی ایک طویل فہرست دی ہے جنکی ایک وقت تو سلیمان کے نزدیک
بڑی قدر و منزلت تھی۔ اور آخر کار جلاد کی کمان کے شکار ہوئے۔ سلیمان کے زمانہ کا ایک واقعہ خاص طور پر قابل
تذکرہ ہے۔ مسلمانون کو توکل بتقدیر پر اس قدر بھروسہ و اعتقاد ہے کہ اون مین خودکشی کا وجود تقریباً بالکل عنقا ہے تاریخ
عثمانیہ مین ایسا اکثر ہوا ہے کہ آج ایک گدا وزیر اعظم ہوگیا ہے اور دوسرے روز وہ پھر گدا کا گدا ہوگیا ہے۔
لیکن اوس گدا نے بھی وزارت چھن جانے کا کوئی افسوس نہین کیا۔ اور بدستور سابق اپنے کام مین اس طرح سے
مصروف ہوگیا ہے کہ گویا اوس نے کبھی وزارت کا مزہ چکھا ہی نہین تھا۔ اسی لیے سوائے مندرجہ ذیل واقعہ
کے موجودہ تہذیب کے زمانہ سے پہلے (کیونکہ اب یورپین تہذیب ترکی مین بھی سرایت کرگئی ہے۔ اور گاہ بگاہ کسی ایک
آدھ ترکی عہدہ دار یا عامی کے خودکشی کرلینے کی خبر موصول ہو رہتی ہے) ترکی تاریخ مین خودکشی کا نام تک نہ پایا جائیگا
اس کلیہ کا مستثنے خسرو پاشا نامی ایک شخص تھا۔ سلیمان نے جب اسکو بوسینیا کی گورنری سے برطرف
کیا تو اوسکو ایسا رنج ہوا کہ آب و دانہ ترک کر دیا اور اسی حالت مین مرگیا۔ خسرو کے برخلاف جب سلطان نے
اپنے ایک اور اعلے عہدہ دار لطفی پاشا کو موقوف کر دیا۔ تو اوس نے گوشہ تنہائی اختیار کرکے بیکاری کا زمانہ
ابتدا سے لیکر اپنے زمانہ تک کی تاریخ سلطنت عثمانیہ تحریر کرنے مین صرف کیا۔ مگر سلیمان کا اپنے افسرون
کو قتل کرانا خود اوسکے اپنے خاندان کے شاہزادون کے قتل کے سامنے کوئی حقیقت نہین رکھتا۔ تخت نشینی
کے وقت جیسا کہ لکھا جا چکا ہے اکلوتا فرزند ہونیکی وجہ سے اوسے برادرکشی کا مرتکب نہ ہونا پڑا تھا۔ مگر اپنے عہد
حکومت مین اوس نے بکرات و مرات دکھلا دیا کہ شاہی ضرورت کے سامنے ہمدردی اور صلہ رحمی اوسکی نظر مین کوئی
وقعت نہین رکھتی تھی۔ شاہزادہ جمشید کا پوتہ رہوڈس کے نائیٹون کے پاس نظر بند تھا۔ جب فتح رہوڈس پر
شہزادہ مذکور بھی اوسکے تصرف مین آیا تو اوسے بمعہ کل کنبہ فوراً قتل کرا دیا گیا۔ اور ابھی اسکے زیادہ قریبی عزیزون کا
خون اوسکی قسمت مین مقدر تھا۔ جسکا قصہ حسب ذیل ہے:۔
سلیمان کے شہزادگی کے زمانہ ہی سے اوسکو حرم کی ایک روسی کنیز مسمات خرم نے اپنی بینظیر حسن و جمال
اور دلفریب ناز و ادا سے اوسپر بے اندازہ قابو پالیا ہوا تھا۔ اوسکے اطوار ایسے دلکش گفتگو ایسی لطیفہ اور وہ خود
اپنے آقا کے دلی خیالات کو بھانپنے اور اپنے اقتدار کو اور مضبوط کرنیکے لیے نہایت ہی مناسب موقعون کی تاڑنے

مین ایسی مشاق اور علامہ تہی کہ دونون کا عالم شباب گذر جانیکے بعد بہی آخر مرتے دم تک سلیمان بیگ کے دل پر بدستور
پورا قابو رہا۔ وہ ۱۵۵۸ء مین فوت ہوئی۔ اطالین اور فرانسیسیون نے اس خوش قسمت عورت کو اپنے اپنے ملک
سے منسوب کیا ہے۔ مگر اسکا روسی الاصل ہونا محقق ہے۔ سفراء دول اجنبیہ متعینہ دربار سلیمان اوسے ہمیشہ
لاروسانہ (روسی عورت) لکہتے تھے۔ اور اسی سے اوسکا نام فرانسیسیون نے اپنے ملک کی مشہور حسینہ عورت کے
نام پر روکسلانا بنالیا۔ اسکندر فیلقوس کی بیوی کا نام بہی روکسلانا (روشنک دختر دارا) تہا۔ خورم کی استدعا پر
سلیمان نے اوسکو آزاد کرکے شریعت کے مطابق اوس سے عقد ازدواج کرلیا تہا۔ سلیمان کو اس سے جو دلی
محبت تہی وہ اس سے ظاہر ہے کہ عالیشان جامع مسجد سلیمانیہ کے قریب جسے خود اوس نے تعمیر کرایا تہا۔ اوسکے
لئے نہایت شاندار مقبرہ تعمیر کرایا۔ اور اپنے لئے بہی اوسی مقبرہ مین دفن کئے جانیکی وصیت کی۔ یہ مقبرہ نفاست
وعالی شانی مین اب تک قسطنطنیہ کی قابل سیر عمارتون مین شمار ہوتا ہے۔ مگر سلیمان کے عشق کا سب سے بڑا ثبوت
وہ ہے جو اوسنے اس عورت کے دائم الخمر اور نالایق بیٹے کو تخت نشین کرانیکے لئے اپنے شجاع زیادہ اور کامل
فرزانہ فرزندون کے قتل کرنے سے دیا ہے۔ سلطانہ خورم کے قابو یافتہ ہونے سے پہلے سلیمان ایک چرکس
کنیز پر فریفتہ تہا۔ اوسکے بطن سے شاہزادہ مصطفےٰ پیدا ہوا۔ خورم کے بطن سے بہی سلطان کی اولاد ہوئی۔ اوسکی
تمام کوششین اسپر محدود تہین کہ جس طرح ہو اپنے بیٹے شاہزادہ سلیم کو تاج وتخت کا وارث کرائے۔ اس مدعا
کے حصول کے لئے وہ شاہزادہ مصطفےٰ کے ہلاک کرنیکے درپے ہوگئی۔ کیونکہ بڑا بیٹا ہونیکی وجہ سے قدرتی طور پر
وہی ولیعہد سمجہا جاتا تہا۔ خورم کی ایک بیٹی رستم پاشا سے بیاہی گئی تہی جو اپنی خوشدامن کی سعی وسفارش سے
بتدریج دیار بکر کا بیلربے (گورنر جنرل) وزیر ثانی اور آخر کار تخت شاہی کے بعد سب سے اعلےٰ مقام یعنی وزارت
عظمیٰ کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوگیا۔ اور اوسنے اپنی تمام ہمت ورسوخ کو اپنی ساس کی مدعا برآری پر صرف کرنا
شروع کردیا جس سے سلطانہ خورم کو غریب مصطفےٰ کی بربادی کے لئے زبردست اور ہر وقت مستعد آلہ ملگیا۔ یہ بدقسمت
شاہزادہ حسن صوری ومعنوی اعلےٰ قابلیت وذہانت مین شہرۂ آفاق تہا۔ اوسکے حد بلوغت کے قریب پہونچنے
پر جب سلیمان نے اوسکو مختلف صوبون کی حکومت پر مامور کیا تو اوس مین ملکی وجنگی دونون قسم کی ایسی اعلےٰ
قابلیتین پائی گئین کہ تمام ملک کو یقین ہوگیا کہ یہ اپنے باپ پر بہی فوقیت لیجا کر خاندان عثمان کا سب سے ممتاز اور
عالی مرتبت فرمانروا ہوگا۔ مگر رستم اور خورم کی شرارت آمیز چالون سے سلیمان کے دل مین پہلے تو اپنے
نہایت ہی ہردلعزیز اور ممدوح زمانہ فرزند کیطرف سے رشک اور پہر خوف ودہشت پیدا ہوگئی۔ اور جون جون سلیمان

پر پیرانہ سالی غلبہ پاتی گئی مصطفے کی سوتیلی مان کی زہریلی سرگوشیان زیادہ موثر ہوتی گئین۔ یہ چالاک عورت سلیمان
کو ہر وقت اوسکے باپ اور بایزید ثانی کا قصہ یاد دلاتی رہتی تھی کہ اوس نو عمر اور صاحب ہمت شہزادہ نے جو فوج کا
محبوب تھا کسطرح تخت و تاج پر قابض ہو کر اپنے معمر باپ کو معزول کر دیا تھا۔ یہ سازشین آخر کار ۱۵۵۳ء مین جب
سلیمان ایران کے ساتھ دوسری جنگ کے لئے تیاریان کر رہا تھا کامیاب ہوگئین۔ سلطان کو پورا یقین دلادیا گیا
کہ مصطفے بغاوت کے سامان کر رہا ہے۔ اور بیرونی دشمن پر حملہ کرنے سے پہلے خود گھر کو ہی فتنہ و سازش سے صاف
کرنا ضروری ہے۔ سلیمان نے اوسی سال کے موسم خزان مین اوس فوج کی کمان جالی جو ایران پر حملہ آور
ہونیکے لئے ایشیا کوچک مین جمع کیگئی تہی۔ اسوقت سردی کا موسم اس قدر قریب تہا کہ پیش قدمی محال تہی
اور یہ فیصلہ ہو چکا تہا کہ فوج موسم سرما حلب مین کاٹکر آئندہ موسم بہار مین جنگ شروع کرے۔ لیکن سلیمان کے
کانون مین پہونکدیا گیا تہا کہ اس اثنا مین اوسکا قسطنطنیہ ٹھیرا رہنا مناسب نہین ہے شہزادہ مصطفی فوج کو بغاوت
پر آمادہ کر رہا ہے۔ اسپر سلیمان فوراً فوج کی طرف روانہ ہوگیا سلیم نے مان کے سکھانے پر ہمراہ جانیکی درخواست
کی اور وہ منظور ہوگئی۔ جب فوج بمقام اریگلی (پرانا نام آرکیلیاس) پہونچی تو شہزادہ مصطفے بہی اپنے صوبہ سے وہان
پہونچگیا۔ اور اوسکے خیمے کمال تزک و احتشام سے خیام سلطانی کے قریب نصب کیے گئے۔ دوسرے دن وزرائے
سلطانی لوازم آداب بجالانیکے لئے شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور انکو خلعت ہائے فاخرہ عطا کئے گئے
تیسرے دن علی الصباح شاہزادہ ایک شاندار اسپ بادپا پر سوار ہوکر وزرا و افسران ینگچری فوج کو جلو مین ہمرکاب لیکر
سلطانی خیمہ کیطرف روانہ ہوا جسکے دروازے پر گھوڑے سے اُترکر اس امید مین کہ اب دیدار پدری سے مشرف ہوتا
ہون اپنے خدام کو باہر چھوڑکر خیمے کے اندر داخل ہوا۔ مگر وہان سلطان کی بجائے سات فرشتگان موت دکھائی
دیئے۔ یہ گونگے فوراً اوسپر جھپٹ پڑے اور وہ اپنے باپ سے جو ایک دوسرے کمرہ مین چھپکر بیٹھا ہوا تھا رحم کی التجا ہی کرتا
رہا کہ اونہون نے اوسکے گلے مین کمند ڈالدی شاہزادہ نے جان بچانیکے لئے بہتیرے ہاتھ پاؤن مارے۔
مگر کوئی پیش نگئی۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ شاہزادہ کے قتل مین زیادہ وقفہ صرف ہونسے بیقرار ہوکر سلیمان تجملہ
کمرہ سے باہر نکل آیا تہا۔ اور اُس نے نہایت بیصبری سے بہرون کو جلد کام تمام کرنیکا ہاتھ سے اشارہ کیا۔
شاہزادہ کے ساتھ ہی اوسکا وفادار آقا اور دارو غا سپاہی بہی جو دروازہ پر کہڑے تھے قتل کر دیئے گئے۔ اس خونناک
قتل کی خبر فی الفور تمام کیمپ مین مشہور ہوگئی۔ اور کل فوج بالخصوص ینگچری سخت غضب آلود حالت مین سلطانی
شامیانہ کے گرد جمع ہوگئے اور رستم پاشا کو سزا دلانے کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ اونکو یقین تھا کہ مرحوم اوسی کی ابلیسانہ

سازشوں کا شکار ہوا ہے۔ اونکا مقصد پورا کرنے کے لئے بدطینت رستم وزارت سے معزول کر دیا گیا۔ اور احمد پاشا
جسنے ہنگریا کی لڑائیوں مین نمایان کام کئے تہے اوسکی جگہہ وزیر اعظم بنایا گیا۔ لیکن وہ دو برسوں ہی کے بعد قابو یافتہ سلطانہ
کا داماد اپنے عہدہ پر بحال اور احمد پاشا بد اعمالی اور نا وفاداری کے بے بنیاد الزامات پر مروا دیا گیا۔ مصطفی کی نسبت
ڈاکٹر واٹن انگریزی سفیر متعینہ پیرس اپنے خط مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۵۵۳ع مین لکہتا ہے "کہ جن لوگون نے شہزادہ
مرحوم کو دیکہا ہے اونکا بیان ہے کہ کارہائے نمایان اور مہمات عظیم کو اختیار کرنے اور اونکو کامیابی کے ساتھ سرانجام
دینے مین کل عثمانیہ شہزادون مین ایک ہی اوسکا ہم پلہ نہین تہا"

سلیمان کے دوسرے فرزند بایزید کے قتل کا قابل افسوس واقعہ اس قتل سے بہی زیادہ حسرت افزا اور رقت خیز
ہے۔ سلطانہ خورم کی وفات کے بعد۔ مگر جبکہ رستم ابہی زندہ تہا سلیم اور بایزید مین سخت خوفناک رقابت پیدا ہوگئی۔
ان شہزادون کا اتالیق لالہ مصطفی پاشا ابتدا مین تو شاہزادہ بایزید کا طرفدار تہا۔ مگر بعد مین یہ معلوم کرکے کہ سلیم کی حمایت
کرنے سے ترقی کی زیادہ امید ہے وہ اوسکا ایسا طرفدار ہوگیا کہ اپنے دین و ایمان کو بہی اس طرفداری مین قربان
کر دیا۔ مگر بظاہر بایزید کا رفیق رہکر جہوٹی امیدین دلانے۔ بے بنیاد خطرات ظاہر کرنے۔ کئی خطوط کو دبا لینے اور انکی
بجائے مصنوعی خط لکہہ لینے۔ الغرض نہایت ہی مکروہ اور ابلیسانہ سازشوں اور مکر و فریب سے اس کمبخت نے بایزید کو باپ کے
برخلاف بغاوت پر کہڑا کر دیا جسکا نتیجہ بدنصیب شاہزادہ کی بربادی اور ہلاکت ہوا۔ لالہ مصطفی پاشا کے سکرٹری علی
نے اوسکی کارستانیون کو بالتفصیل تحریر کیا ہے۔ سلیمان کو یقین ہوگیا کہ بایزید میرا بیٹا نہین۔ ورنہ وہ کبہی میری نافرمانی
نہ کرتا۔ اور میری پند و نصایح اور پدرانہ فہمایش بے اثر نہ رہتین۔ اودہر دوسری طرف نالائق اتالیق نے بایزید کو یہ پٹی
پڑہا دی کہ اوسکا باپ سخت سنگدل ظالم ہے۔ جو بیٹے کی استدعائے رحم اور فرزندانہ اظہار متابعت کو قبول نہین کرتا
اور پہر دوبارا اوسی ظالمانہ سنگدلی سے کام لینا چاہتا ہے جو شاہزادہ مصطفی کے ساتھ کی گئی تہی۔ بایزید فوج اور
رعایا مین سلیم سے جو عیاشی و بادہ خواری کے باعث عام حقارت کی نظر سے دیکہا جاتا تہا۔ زیادہ ہر دلعزیز تہا۔
سلیم اپنی ماں سلطانہ خورم کا ہم شکل تہا۔ اس وجہ سے اوسکو اور بہی حقارت سے دیکہا جاتا تہا۔ کیونکہ خورم کیطرف سے
عام نفرت سب کے دلون مین بیٹہہ گئی ہوئی تہی۔ بایزید خط و خال اور قد و جسامت مین بالکل اپنے باپ سے مشابہ تہا
اوسکی عادات سب طرح سے بے عیب تہین۔ اور اوسکے ذہنی قوا اور علمی کمالات نہایت اعلی پایہ کے تہے
فوجی افسری اور ملکی حکمرانی مین اوسکی قابلیت گو مرحوم مصطفی کے برابر نہ تہی مگر پہر بہی وہ ایسی نہ تہی کہ فوج اور رعایا کے
دلون مین اوسکی محبت اور وقعت پیدا نہ ہو جاتی۔ اسلئے اگرچہ سلیمان کے وزیر ثالث سقولی نے بمقام کونیہ

در میں سنہ ۱۵۵۹ء کو اوسے شکست فاش دی۔ لیکن اسکے بعد بہی کثیر التعداد فوج اس ارباب کے زمانہ میں بہی اوسکے ساتہہ شریک ہی اور اوسکے ہمراہ ایران کو چلی گئی جہان اوس نے اپنے چار معصوم بیٹون سمیت شاہ طہماسپ[1] صفوی کے پاس پناہ چاہی۔ پہلے تو شاہ نے اوسکی شاہانہ اعزاز سے مہمانداری کی اور حلف اوٹہائی کہ مین کبہی تمکو سلیمان کے حوالہ نہ کرونگا۔ مگر سلیمان نے سخت دہمکی دیکر پناہ گزین اور اوسکی اولاد کے واپس دیئے جانے یا اونکو قتل کردیئے جانے کا مطالبہ کیا۔ بعدہٗ شاہزادہ سلیم نے بہی اپنے بہائی اور بہتیجون کو قتل کروانے کے لئے شاہ کے پاس قاصد اور خطوط روانہ کئے۔ ان خطوط مین شاہ کے عذرات کو توڑنیکے لئے جو اپنے مہمان کے ساتھہ دغا کرنے سے عرصہ دراز تک پس و پیش کرتا رہا۔ قرآن کی بیشمار آیات (جو بالکل بیمحل استعمال کیگئین) اور کئی مشہور مصنفین کے اشعار وفقرات اور مقولے درج کئے گئے۔ ان مین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ایک یہ بہی شعر تہا۔ ؎

نکوئی با بدان کردن چنانست

کہ بد کردن بجائے نیک مردان

آخر خوف لازم میزبانی کی نگہداشت پر غالب آگیا۔ ایران کو ترکی شمشیر سے جو زخم پہونچا تہا وہ ابہی ایسا مندمل نہین ہوا تہا کہ سلطانی حکمنامہ کی تعمیل سے انحراف کیا جاسکتا۔ تاہم طہماسپ نے قسم سے بچنے کے لئے اپنے ضمیر کو اس طرح سے تسلی دے لی کہ بایزید کو خود سلطان کے افسرون کے حوالہ کرنے کی بجائے اون قاصدون کے سپرد کردیا جنکو خاص سلیم نے اوسکو طلب اور ہلاک کرنیکے لئے بہیجا تہا۔ جب بایزید اور اوسکے معصوم بچے ظالمون کو دیئے

---

[1] طہماسپ صفوی فرزند اسمعیل صفوی سنہ ۹۱۹ہجری مین پیدا ہوکر دس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور ۵۴ برس کی سلطنت کے بعد سنہ ۹۸۴ہجری مین اس جہان سے رخصت ہوا۔ اس بادشاہ کو عیسائیون سے اس درجہ نفرت تہی کہ جب ایک انگریز سوداگر انگریزی تجارت کے رواج کے لئے ملکہ الزبتہہ کا سفارشی خط لیکر ایران پہونچا تو شاہ نے اوسکے لئے ایک خاص جوتا بہیجا کہ یہ پہنکر ایران کی زمین پر چلے تاکہ اوسکے ناپاک قدمون سے زمین نجس نہ ہوجائے۔ اور جب وہ دربار مین حاضر ہوا تو اوسے فی الفور یہ کہکر واپس کردیا کہ مین کفار سے کوئی تعلق رکہنا نہین چاہتا۔ ہمایون اسی کے پاس پناہ گزین ہوا تہا۔ اور اسی کی مدد سے پہر تاج و تخت ہند پر متصرف ہوا۔ طہماسپ کو اوسکی بیوی نے زہر سے ہلاک کیا تہا۔ اسکے بعد اوسکا پسر پنجم حیدر میرزا چند گہنٹون کے لئے تخت نشین ہوا۔ بعد ازان اسمعیل ثانی ڈیڑہ برس حکمران رہکر اپنے بیٹے عباس کے لئے تخت کو خالی کر گیا۔ حیدر کو پری خانم کنیز طہماسپ اور اوسکے بہائی نے اور اسمعیل کو اوسکی ہمشیرہ نے قتل کیا تہا۔ +

گئے۔ اس وقت محرم کا مہینہ تہا سلیم کے آدمیون نے سن مذکور کے ستمبر مین بمقام تبریز قیدیون کو کمال بیرحمی سے قتل کردیا۔ اس خوفناک واقعہ کا ایران کے شیعہ باشندون پر ایسا اثر پڑا کہ وہ شہید کربلا کا غم والم بہول کر ان بیکسون کی تعزیت مین مصروف ہوگئے۔ اور تمام شہر مین سلیمان کے معصوم پوتون کے قاتلون پر لعنت وتبرا کی بوچہاڑین پڑنے لگ گئین۔ بایزید نے قتل سے تہوڑا عرصہ پہلے ایک نہایت حسرت بہری نظم موزون کی اسکو ترکی مورخ سولاق زادہ نے اپنی تاریخ مین درج کیا ہے۔ سلیمان نے طہماسپ کی اس کارروائی پر بہت خوش ہوکر اوسکو چار لاکہ اشرفی بطور تحفہ ارسال کرکے نہایت دوستانہ خط ان القاب سے تحریر کیا۔ آسمان عظمت مہر طلعت ماہ رفعت بہرام ہیبت خسرو نجابت سہا درایت مشتری سعادت مطلع صداقت صاحب تیغ۔ فریدون یاد مالک افسر کیقباد۔ فروغ کوکب عواطف شریفہ جامع مناقب حمیدہ ولطیفہ اورنگ آرائے ایران طہماسپ شاہ الاوردوان مدام مورد نعم آلہی ومہبط انوار سماوی باد۔ دارائے ایران نے سلطان کو بایں القاب جواب دیا۔ محبوب درگاہ آلہی مشرف بہ تشریف مواہب نامتناہی سلطان البرین خاقان البحرین خادم حرمین شریفین آنکہ فراہم شدہ است در شخص او قوت ومجد وفخر وقدرت وخلافت وفطنت وعدل وشرف وانصاف واستقامت سلطان سلیمان خان بلند باد سناجق او بر سماوات منقوش باد نام سلطنتش بر الواح ابدی۔

اِن خانگی آلام ومصائب کے علاوہ بعض سیاسی سلیمان کی زندگی کے آخری چند سال سخت بیمزہ ہوگئے بشمول یعنے مرنے سے ایک سال پہلے اوسکی جنگی عظمت اور شاہی عجب وافتخار کو ایسی سخت زک ملی کہ محاصرۂ وائینا کے بعد اوسکو ایسی ناکامیابی کبہی نصیب نہوئی تہی مگر اس ناکامیابی کا جیسا کہ پہلے لکہا جاچکا ہے خود اوسکی اپنی بیجا دشمن نوازی یا ناعاقبت اندیشی بہی کچہہ کم باعث نہ ہوئی۔ وائینا کے بعد عثمانیہ فتوحات کے سیلاب کو یوروپ مین پہیلنے سے دوسری سخت رکاوٹ جزیرہ مالٹا[۱] مین پیش آئی یعنی سینٹ جان کے نائیٹون نے رہوڈس سے

---

[۱] مالٹا بحیرہ روم کے بیچ مین وسط مین جزیرہ سسلی (صقلیہ) کے جنوبی گوشہ سے ۵۵ میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہے۔ گوزو اور کومینو دو چھوٹے سے جزیرے اس سے بہت قریب ہین۔ مالٹا کے تمام سواحل نہایت مضبوطی سے قلعہ بند ہین۔ اسکا رقبہ ۹۵ مربع میل اور آبادی ڈیڑہ لاکہ سے زیادہ ہے۔ فوج اس سے علاوہ ہے جو عموماً آٹہ ہزار کے قریب رہتی ہے۔ مالٹی زبان مین اکثر عربی کے الفاظ شامل ہین۔ یہان زراعت بڑی محنت وتردد سے کیجاتی ہے۔ اگر بارش سے چٹانون پر سے مٹی بہجائے تو سسلی اور مٹی لاکر بچہادی جاتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء مین اسکے بندرگاہ مین آٹہ ہزار سے زیادہ جہاز داخل ہوئے۔ گوزو کا رقبہ ۲۰ میل اور کومینو کا ۱ میل مربع ہے۔ سنہ ۱۷۹۸ء مین مالٹا کو نپولین بوناپارٹ نے اٹلی سے فتح کرکے کچہہ فرانسیسی فوج وہان متعین کی جسکا بعد مین انگریزی

نکلنے پر مالٹا اور اوسکے متصلہ جزیرہ گوزو مین سکونت اختیار کرلی - اور یہ دونون جزیرے چارلس پنجم نے جو اونکی شجاعت کا مداح تھا اون خدمات کے صلہ مین جو اسلام کے مقابلہ مین اونسے ظاہر ہوئین انکو بخش دیئے جس وقت وہ مالٹا پر قابض ہوئے - وہ ایک سنگلاخ چٹان سے زیادہ حیثیت نرکھتا تھا - مگر وہ اوسکے محل وقوع کے قدرتی فوائد کو تاڑ گئے - اور جزیرہ کے جنوب شرقی جانب پر جہان اب شہر مالٹا کی مہیب اوپر تلے منزل بمنزل باتریان اور مستحکم بروج سر بفلک کھڑے ہین - اور انگریزی جھنڈا اونپر لہلہا رہا ہے فی الفور بندرگاہ ہونیکے بعید لسلسلہ کو قلعہ بند کرنا شروع کردیا - اور ان جان فروشون نے ہسپانیہ اور سلطنت عثمانیہ کی دیگر مخالف سلطنتون کے ساتھ ملکر اس نواح مین بہی ترکی جہازات پر اوسی طرح چھاپے مارنے شروع کردیئے جسطرح جزیرہ رہوڈس سے ترکی جہازات کو مصر اور شام کے درمیان سمندر مین نقصان پہونچایا کرتے تھے اس سے سلطان سلیمان کو بہت جلد مالٹا کی طرف توجہ ہوگئی اور آخرکار جب پانچ مالٹی جہازون نے ایک ترکی تجارتی جہاز کو جسمین حرم سرائے سلطانی کی بیگمات کا بہی کچھہ اسباب تھا لوٹ لیا تو وہ زیادہ ضبط نہ کرسکا مفتی بہی سلطان پر عرصہ سے زور دے رہا تھا کہ نائیٹون کی ظالمانہ غلامی سے مسلمانون کو چھوڑانیسے بڑھکر کوئی ثواب نہین ہوسکتا - علاوہ برین اب سلیمان کو اس جزیرہ کی جنگی اور پولیٹکل وقعت بہی معلوم ہوگئی ہوگی - اور اس مین کوئی کلام نہین کہ جسطرح اس جزیرہ کے تصرف مین نہ آنیسے سلطنت عثمانیہ کو مقبوضات شمالی افریقہ سے ہاتھہ دہونا پڑا ہے - اسی طرح اگر اسکے وہان پاؤن جم جاتے تو صقلیہ (یہ جزیرہ بہی ابتدائی فتوحات اسلامیہ کے زمانہ مین مدت مدید عرب فاتحین کے تصرف و قبضہ مین رہ چکا ہے) اور جنوبی اٹلی کے برخلاف کارروائی کرنیکے لئے اونکو ایسا عمدہ موقعہ ملجاتا کہ ان ممالک کی فتح مین کوئی شک نہین ہوسکتا تھا -

الغرض ان زہریلے سانپون کے نئے بل کو جنکا سر کچل دینا ایک وقت اوسکے لئے بہت ہی آسان تھا فتح کرنیکے لئے سنہ ۱۵۶۴ء کے موسم بہار مین قسطنطنیہ کی بندرگاہ مین زبردست بیڑہ تیار کیا گیا - اس مین ۱۸۱ جہاز تھے اور بحری فوج کے علاوہ ۶۰۰۰ ینگچری اور ۵۰۰۰ دوسری فوج اس مہم کیلئے مختص کیگئی مصطفی پاشا وزیر پنجم سپہ سالار اور فاتح جربہ پیالی پاشا کو اوسکا نائب بنایا گیا - نامور طورغود کو طرابلس کی بحری و بری فوج لیکر اس مہم مین شامل ہونیکا

بیڑہ نے محاصرہ کرلیا - اور آخر اوس نے فاقہ سے تنگ آکر سنہ ۱۸۰۰ء مین جزیرہ انگریزون کے حوالہ کردیا - اور سنہ ۱۸۱۴ء مین معاہدہ پیرس کی رو سے انگریزی قبضہ کو باقاعدہ طور پر کل یورپ نے تسلیم کرلیا - یہ جزیرہ اب ایسا محفوظ ہے کہ اگر قلعون مین رسد اور سامان حرب بکفایت ہو تو اوسکا فتح کرنا واقعی ناممکن ہے - مؤلف - ۱۲ -

حکم دیا گیا۔ اور ہر قسم کا سامان حرب و ضرب جو قسطنطنیہ کے کارخانون مین لائق انجنیرون کی زیر نگرانی تیار ہوتا تہا اس کٹہن مہم کے لئے بافراط جہازون پر بار کر دیا گیا۔ اور بیڑہ مذکور یکم اپریل ۱۵۶۵ء کو شاخ زرین سے روانہ ہوا۔ علی پاشا وزیر اعظم مشایعت کیلئے ساحل تک سپہ سالار اور کپتان پاشا کے ہمراہ گیا اور راستے مین اونہون نے اظہار کیا کہ ایسے دو مستعد رفقاء کے لئے جو قہوہ اور افیون کے ایسے سخت شایق ہین لازم تہا کہ اونکے بیڑہ پر اس تفریحی سیاحت کے لئے از سرتا پا یہی دونون چیزین بہری ہوتین۔ اس تمسخر پر عثمانی مورخ سخت معترض ہین۔ اونکی رائے مین وزیر اعظم کی زبان سے ایسی اہم اور مشکل مہم کے شروع مین ایسے کلمات کا نکلنا فال نیک نہین تہا۔ مگر ان کلمات کی تاثیر بد کی نسبت وزیر اعظم کا ان دونون افسرون سے خفیہ رقابت رکہنا۔ اور ان دونون کا آپس مین ناموافق ہونیکے علاوہ طورغود سے جنکو اونکے ساتھ شامل ہونا تہا بالاشتراک رشک کہانا اس مہم کی ناکامیابی کا زیادہ بدیہی باعث ہو سکتا ہے۔

نائیٹون کو اس طوفان بلاخیز کی آمد کی اطلاع تہی۔ وہ اپنے جزیرہ کی مضبوطی اور قلعون و مورچون کی درستی مین تا بمقدور منہمک ہو گئے۔ شہر اور بندرگاہ کی محافظت کے لئے متعدد و نہایت مضبوط قلعے بنے ہوئے تہے۔ اور محافظین کی تعداد دس ہزار کے قریب تہی جنمین سے ۷۰۰ نائیٹ۔ ۸۵۰۰ سپاہی اور باقی والنٹیر تہے ہسپانیہ نے تہوڑی سی کمک بہیجکر وعدہ کیا کہ سسلی سے اوسکا گورنر اور بہی مدد روانہ کریگا پوپ نے دس ہزار کرون (کرون = ۴½ شلنگ) دیئے۔ اور کسی عیسائی سلطنت نے کوئی اعانت نہ کی اور نائیٹون کو فقط اپنے قوت بازو جنگی مہارت۔ اور فصیل و حصار کی بلندی و مضبوطی پر بہروسا کرنا پڑا۔

عثمانی بیڑہ ۱۹ مئی ۱۵۶۵ء کو مالٹا پہونچا۔ پیالی کی خواہش تہی کہ طورغود کے پہونچنے تک فوج خشکی پر نہ اتاری جائے۔ مگر سپہ سالار نے دوسرے دن اوسکو اتار دیا۔ اور قلعہ سینٹ المو پر جو شہر مالٹا کے مشرقی و مغربی لنگرگاہون کی درمیانی راس پر دونون کی حفاظت کے لئے بنا ہوا تہا حملہ شروع کر دیا۔ کل ملحقہ سرزمین کے سنگلاخ ہونیکی وجہ سے ترکون کیلئے سرنگ لگانا یا مورچے تیار کرنا ناممکن تہا چنانچہ انکی جگہہ لکڑی کے متحرک مورچے بنائے گئے۔ اور باہر کیطرف سے اونپر کیچڑ اور گہاس کی بڑی بڑی موٹی تہین جمادیگئین۔ محاصرہ سے پانچوین دن بحری کپتان اولوج علی (جو دوسری حکومت مین اپنی کارہائے نمایان سے بہت ہی ممتاز و نامور ہوا) چہہ گیلی اسکندریہ سے لیکر اور ۲ جون کو طورغود طرابلس کا بیڑہ لیکر محاصرین کو آملا۔ اس پیرانہ سال اور آزمودہ کار امیر البحر نے قلعہ سینٹ المو پر حملہ کئے جانے کو ناپسند کیا۔ اوسکی رائے مین شہر فتح ہونے پر قلعہ خود بخود مفتوح ہو جاتا۔ اسکے

پہلے شہر پر حملہ کرنا واجب تہا۔ مگر چونکہ اب یہ کارروائی شروع ہو چکی تہی اوسنو اسے ملتوی کرنا پسند نہ کیا۔ اُس نے قلعہ کا کامل محاصرہ کرنیکے لئے خشکی پر چہوٹی توپون کی باتریون کے علاوہ ۶۳ قلعہ شکن توپون کی باتریان نصب کی اور سمندر کیطرف سے جہازون کو قلعہ پر گولہ باری کرنیکا حکم دیا۔ محافظین کمال بہادری سے مقابلہ کرتے رہے اور اگرچہ ترکی گولون سے اکثر جگہہ دیوار مین شگاف ہو گئے۔ ترک اندر نہ داخل ہو سکے۔ ۱۹ جون کو طور غود نے قلعہ پر عام ہلہ کا حکم دیا۔ مگر چہ گہنٹون کی دست بدست لڑائی کے بعد ترک دو ہزار سپاہی کٹواکر واپس ہٹ آئے اور بہادر طور غود بہی اس دن اپنے آقا کا حق خدمت ادا کرتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ ہلہ کے دوران مین وہ ایک مقام پر کہڑا ہوا عسکر کو عیسائیون کے دوسرے قلعونکا جواب دینے کے لئے نئی باتری نصب کرنیکا موقعہ بتارہا تہا کہ اون مین سے ایک قلعہ کی باتریون سے ایک گولہ اوس مقام کے قریب ایک چٹان پر پہٹا اور اوس چٹان کا ایک ٹکڑا اوڑکر اوس جان نثار کے سر پر لگا جس سے وہ اسیوقت جنت کو راہی ہو گیا۔ سر عسکر مصطفی نے لاش پر کپڑا ڈلوادیا اور جبتک انجنیرون کو کل ہدایات نہ بتا چکا کمال استقلال سے وہین کہڑا رہا۔ طور غود کی موت کا اس سے ساتوین دن بعد عوض لیا گیا قلعہ سینٹ المو جانگداز ہلہ کے بعد فتح ہو گیا اور محافظین مین سے ایک شخص بہی جانبر نہ ہوا۔ اس بیرونی قلعہ کے محاصرہ مین تین سو نائیٹ اور تیرہ سو سپاہی عیسائیون کی طرف اور آٹہہ ہزار ترک ضائع ہوئے۔ مصطفی پاشا اس قلعہ کی کہنڈرات سے متصل قلعہ لورگ کے سنگین برجون کو دیکہکر جسپر اب حملہ کیا جانے والا تہا بے اختیار پکار اُٹہا "عجب بچہ کے لئے ہمین اتنی جانین ضائع کرنی پڑی مین تو باپ کو فتح کرنے مین کتنی جانون سے دست بردار ہونا پڑے گا؟" باین ہمہ اوسکا محاصرہ کر لیا گیا۔ اور ۱۱ ستمبر تک فریقین داد مردانگی دیتے رہے۔ اس اثنا مین بار بروسا کا بیٹا اور طور غود کا داماد بیلر بے حسن پاشا الجیرز سے کمک کا بیڑہ لیکر ترکون کو آملا تہا۔ اس نوجوان نے اپنے باپ اور خسر کی عزت کو قایم رکہنے کیلئے پانچہزار فوج سے خشکی کیطرف سے جزیرہ سناگلی کے قلعہ پر حملہ کیا۔ اور دوسری طرف قاندلیسا ایک یونانی نو مسلم نے سمندر کی طرف سے الجزایری جہازون سے لنگر گاہ کے اندرونی حصہ پر حملہ کیا مگر حسن ۵ ہزار مین سے صرف ۵ سو سپاہی حملہ سے واپس لایا۔ اور قاندلیسہ کو بہی کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ دوران محاصرہ مین چہوٹے چہوٹے معرکون کے علاوہ دس عام ہلے کئے گئے۔ جنکو محافظین نے پسپا کر دیا۔ ہر ایک فریق دوسرے کی شجاعت پر عش عش کرتا تہا۔ لیکن اسکے ساتہہ ہی رحم و انسانیت کو وہ لوگ جواب دیچکے تہے۔ ایک معرکہ مین سر عسکر نے چند تیراکون کو کلہاڑیان دیکر ٹہاٹہر کی اوس باڑ کو جو نائیٹون نے لگائی ہوئی تہی لنگر گاہ کی دوسری طرف بہیجا۔ نائیٹون کے

گرینڈ ماسٹر نے چند مالٹی ملاحون کو اونکے مقابلہ کا حکم دیا۔ وہ برہنہ تن چھوٹی تلوارین لیکر پانی مین کود پڑے اور
کچھ عرصہ دونون جماعتین پانی مین لڑتی رہین۔ آخر ترک واپس آ گئے اور باڑ بچالی گئی۔ متواتر ناکامیون اور بیفایدہ
کشت و خون نے انجام کار ترکون کے حوصلے پست کر دیئے۔ اور ستمبر کے شروع مین یہ خبر بھی پہونچ گئی کہ گورنر
سسلی نے جس کمک کا عرصہ سے انتظار ہو رہا تھا روانہ کر دی ہے سکی فوج کی تعداد آٹھ ہزار سے کم نہ تھی۔ مگر افواہاً
اوسکی تعداد بہت بڑی مشہور ہو گئی۔ اس سے شکستہ دل ترکون کی کمر ہمت اور زیادہ ٹوٹ گئی۔ انہون نے مایوس
ہو کر یا ار تمبر کو اپنی قلعہ شکن توپین وہین چھوڑ دین اور اس ہیبت جزیرہ سے جسکی سرزمین انسانی خون سے خوب سیر ہو گئی
تھی ... ... ۔ اس محاصرہ مین ترکون کے پچیس ہزار اور نائیٹون کے پانچ ہزار آدمی ضائع ہوئے۔ مگر باوجود اس عظیم
... ... یا کی حالت بھی ایسی ناگفتہ بہ ہو رہی تھی کہ اگر ترک حوصلہ نہ ہار جاتے اور کچھ مدت اور استقلال سے کام
لیتے تو خواہ عیسائیون کو مدد بھی پہونچ جاتی (اگرچہ اسکا منزل مقصود تک پہونچنا قریباً محال تھا۔ کیونکہ ترکی بیڑے جو
تعداد مین گورنر سسلی کے کمکی جہازات سے بہت ہی زیادہ تھے اونکو نہایت آسانی سے سمندر مین برباد کر سکتے تھے)
وہ آخر کار جزیرہ کے فتح کر لینے مین کامیاب ہو جاتے۔ اسکی تائید مین یہی امر کافی ہے کہ جب گرینڈ ماسٹر نے
ترکون کی متروکہ گران وزن توپون کے لیے جوان اور مضبوط آدمیون کے جمع ہونے کا حکم دیا تو بمشکل چھہ سو آدمی
جمع ہو سکے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چھہ سو ہزارون ترکون کا کب تک مقابلہ کر سکتے۔ حوصلہ ہار دینے کے علاوہ
سب سے بڑی غلطی جسکے ترک اس محاصرہ اور کئی دیگر محاصرون مین مرتکب ہوئے یہ تھی کہ وہ مضبوط قلعبند مکانون کو
بالعموم عام حملون سے فتح کرنے کی کوشش کرتے رہے حالانکہ ایسے مقامات کے فتح کرنیکے لئے سب سے سہل اور
ناقابل خطا یہ تدبیر تھی کہ محصورین کا کامل طور پر محاصرہ کر کے اونکو فاقہ زدگی سے ہتھیار رکھدینے پر مجبور کیا جائے۔

جب محاصرہ اٹھا لئے جانے کی خبر قسطنطنیہ پہونچی اسوقت سلیمان آسٹریا کے ساتھہ پھر جنگ کرنے کی
تیاریان کر رہا تھا میکسمیلن ثانی قیصر جرمن نے جو فرڈیننڈ کی وفات پر تخت آسٹریا کا وارث ہوا تھا ہنگری کے ترکی
شہر سبز اور ٹوکے لیلئے تھے۔ اور ترکی پاشا مصطفے سُقلی نے صوبہ کروشیا پر حملہ کر دیا تھا۔ سلطان نے نوجوان قیصر کا
بذات خود مقابلہ کرنے کا عزم کر لیا۔ اور اس مین کوئی شک نہین کہ اس جنگ نے نائیٹون کو ۱۵۶۶ء مین مکرر حملہ ہونے
سے بچا لیا جس حملہ کی نسبت جہانتک انسانی عقل اور امکان مین دخل ہے یقین کے ساتھہ کہا جا سکتا ہے کہ ضرور
کامیاب ہوتا۔ سلیمان کی عمر اس وقت ۷۶ برس کی تھی۔ اور پیرانہ سالی اور بیماری نے اوسکو ایسا نحیف کر دیا ہوا تھا کہ
وہ گھوڑے پر سوار نہین ہو سکتا تھا چنانچہ اس دفعہ فوج حملہ آور کے ساتھہ جو یکم مئی ۱۵۶۶ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئی

وہ پالکی مین گیا۔ اپنے دار الخلافہ سے آخری دفعہ باہر جاتے وقت اوسکو یہ اطمینان حاصل تہا کہ شہر کو پانی پہنچانے
کے لیے جن مسقف نہرون کے تیار کرنے کا اوسنے حکم دیا تہا وہ مکمل ہو چکی ہین سلیمان ۲۷ جون کو قصبہ سیکلین
واقعہ ہنگری مین پہونچا۔ وہان جسمنڈ زپولی جو عثمانیہ سلطنت کے زیر حمایت ہنگری اور ٹرنسلونیا کا برائے نام بادشاہ
تہا اظہار عبودیت بجا لانیکے لیے حاضر خدمت ہوا۔ سلیمان اس مہم مین خاصکر کے وہ مضبوط مقامات اور
اور زیجات کو جو سابقہ مہمون مین غیر مفتوح رہے تہے فتح کرنا چاہتا تہا۔ زیجات کے گورنر کونٹ زرینی نے
صوبہ بوسینیا کی فوج کے ایک دستہ کو جو سلطانی فوج کی کمک کے لیے آرہی تہی راستہ مین شبخون مارکر تہ تیغ
کر دیا تہا۔ اسپر سلطان نے سب سے پہلے اوسکی طرف رخ کیا۔ اور ۵ اگست کو عساکر عثمانیہ نے اوسکے گرد خیمے نصب
کر دیئے۔ زرینی نے جدید نشیبی آبادی کو ناقابل حفاظت سمجہکر خود جلا دیا۔ اور پرانے شہر مین جو بلندی پر تہا داخل
ہو گیا۔ ترکون نے اس شہر کو پانچوین دن فتح کر لیا جسپر زرینی معہ ۲۳ سو فوج کے قلعہ مین جو دونون شہر کے
درمیان تہا چلا گیا۔ اور ثبات کی علامت کے لئے کہ آخری دم تک لڑتے رہینگے سیاہ جہنڈا بلند کر دیا۔
قلعہ کے گرد تمام زمین دلدلی تہی۔ ترکی انجنیرون نے اوسپر مختلف سڑکین تیار کین اور دیوارون کے قریب تک
مورچے بنا لئے جن سے ینگچری ہر وقت ایسی سخت آتشباری کرتے رہتے کہ کسی عیسائی کو فصیل سے سر اونچا
کرنے یا اون سوراخون کے سامنے ہونیکی جو توپون کے لیے فصیلون اور برجون کے کنگرون مین رکہی
جاتے ہین جرات نہ پڑسکتی تہی۔ ترکی توپون نے قلعہ کی دیوارون کو بہی تقریباً مسمار کر دیا۔ اگست و ستمبر مین
تین عام حملے بہی کئے گئے۔ لیکن زرینی اور اوسکی فوج جان سے ہاتہ دہوئے بیٹہی تہی۔ ترک قلعہ مین داخل
نہ ہوسکے۔ سلیمان نے اس چہوٹے سے قلعہ پر اس قدر عرصہ دراز صرف ہوجانیسے نہایت برافروختہ ہوکر اپنے جرنیلون کو جلدی کی تاکید کی لیکن اوسکو
یہ نسوجہی کہ ساری فوج کو ایک قلعہ کے محاذ اور تین ہزار دشمن فوج کے مقابلہ پر مقیم رکہنا فضول ہے اگر قلعہ مضبوط ہے اور محافظین اسکو حوالہ کرنے اور ہتیار رکہنے
سے انکار کرتے ہین تو اس قدر فوج جو اونکو کامل محاصرہ مین رکہہ سکے اور محصورین کو قلعہ سے باہر نکلنے کی صورت مین اسیر
کر سکے وہان چہوڑ کر باقی فوج سے دشمن کے ملک پر پیش قدمی کیجائے۔ شاید جہوٹی شیخی اور غیرت اونکو کوئی قلعہ
غیر مفتوح چہوڑ کر آگے بڑہنے کی اجازت نہ دیتی ہوگی۔ مگر اب امید ہے کہ ترک ان گذشتہ واقعات سے سبق لیکر
آیندہ ایسی غلطی کے مرتکب نہین ہونگے۔

ترکی انجنیرون نے آخر کار قلعہ کے بڑے برج کے نیچے تک سرنگ کو مکمل کر لیا۔ اور حملہ آور فوج کو اسکو
اڑانے تک رکے رہنے کا حکم دیا گیا۔ یہ سرنگ ۵ ستمبر کو علی الصباح اڑی۔ اور برج کو فنا کر دیا۔ مگر اس شکستہ و مسمار

عمارت سے آگ کا جو عظیم شعلہ آسمان کو بلند ہوا۔ وہ گویا معمرِ سلیمان کی روح تہی جو آسمان کو پروانہ کر گئی۔ سلطان ذیشان اوسی رات اس واقعہ سے چند گہنٹہ پیشتر وجع مفاصل اور طبعی کمزوری سے داعی اجل کو لبیک کہہ گیا تہا۔ مرنے سے کچھہ عرصہ پہلے اوسنے وزیر اعظم کو کہلا بہیجا تہا کہ کیا وجہ ہی کہ اب تک فتح کا نقارہ نہین بجا۔ لیکن اسکا سننا اوسکی قسمت مین مقدر نہین تہا۔ وزیر محمد سقلی نے بادشاہ کی وفات کو پوشیدہ رکہا اور سلطانی اطبا کو قتل کروا دیا کہ کہین راز افشا نہ ہو جائے۔ سرنگ اُڑنے سے چار دن بعد تک ترکی باتریان قلعہ کو مسمار کرنے مین مصروف رہین۔ حتی کہ صرف ایک اندرونی برج اور اوسمین زرینی اور اوسکے چہہ سو جان نثار سپاہی باقی رہگئے۔ باقی کل عمارت اور محافظین تباہ ہوگئے۔ ۸ ستمبر کو ینگچریون نے اس برج پر حملہ کیا۔ اوداوہر زرینی یہ دیکہکر کہ اب خاتمہ قریب پہونچگیا ہے موت کی تیاری شروع کر دی۔ اوسنے سب سے نفیس پوشاک زیب تن کرکے نہایت ہی بیش قیمت تلوار ہاتھہ مین لے لی۔ اور ایک تہیلی مین قلعہ کی کنجیان اور ایک سو ڈیوکٹ ڈالکر کمربند مین رکھ لین اور کہا۔ کہ یہ روپیہ مینے اسواسطے رکہا ہے کہ جو شخص مجھے قتل کرے اوسے یہ شکایت کرنیکا موقعہ نہ ملے کہ اوسکو اپنی تکلیف کا کوئی معاوضہ نہین ملا۔ اور کنجیان اسلئے ڈالی گئین کہ جبتک میری بازو مین حرکت ہے کوئی شخص انکو نہ لے سکے۔ اسکے بعد ہمراہیون کو لیکر برج کے صحن مین آگیا۔ اور ایک بڑی توپ مین آہنی میخین اور چہوٹی چہوٹی گولیان بہر کر پہاٹک کے مقابل کہڑی۔ جو ہی ینگچری پہاٹک کے قریب پہونچے۔ اوسے کہولکر توپ چلادی گئی۔ اس ایک شلک سے سینکڑون مسلمان شہید ہو گئے۔ اور اس پریشانی اور سراسیمگی مین زرینی بمعہ چہہ سو رفقا کے اونمین در آیا۔ اور ہزارون کو تہ تیغ کرکے کل عیسائی ہی فنا ہوگئے۔ مگر وہ مرنے سے بعد بہی حملہ آورون سے انتقام لینے کا انتظام کر گئے تہے۔ برج کے نیچے کل بارود جمع کرکے اوسکو اتنی بتی لگادی گئی تہی کہ بارود تک کچھہ عرصہ بعد آگ پہونچے۔ چنانچہ جب ینگچری برج مین داخل ہوکر لوٹ مار مین مصروف تہے میگزین مین آگ لگ گئی۔ جس سے کل عمارت معہ تین ہزار ینگچریون کے ہوا مین اُڑگئی۔

اس فتح کے بعد جلد دوسرے علاقون سے بہی ترکی عساکر کی فتح و نصرت کی خبر موصول ہوگئی۔ مگر جسکے نام سے ترکی فوج یہ کارنامے نمایان کر رہی تہی۔ وہ بالکل بےحس و حرکت پڑا تہا۔ محمد سقلی نے سلیم کو سلیمان کی وفات کی خبر خفیہ طور پر پہونچادی تہی۔ مگر ڈیڑہ لاکہ فوج کے جم غفیر مین چند رازدارون کے سوا سات ہفتون تک کسی کو علم نہ ہوا وزیر نے لاش کو مصالح وغیرہ سے محفوظ کرادیا۔ اور کوچ کے وقت سلطانی پالکی کے گرد برابر بدستور سابق پہرہ رہتا۔ اور فوج کو یہی گمان رہا کہ وہ خود سلطان کے حکم پر لڑ رہی ہے جبکہ مصنوعی دستخطون سے فرمان جاری ہوتے ہے

اور بظاہر یہ مشہور کر دیا گیا کہ مرض نقرس کی شدت کی وجہ سے سلطان باہر نکلنے سے معذور ہین۔ آخر جب ہیکسا وغیرہ چند ہنگری مقامات فتح ہو چکے تو وزیر نے فوج کو بلغراد کی طرف ہٹانا شروع کر دیا۔ ابھی وہ شہر چار منزل پر تھا کہ اُسے قسطنطنیہ مین سلیم کے تخت نشین ہو جانیکی خبر ملی۔ اُس نے اسی دن (۲۴۔ اکتوبر ۱۵۶۶ء کو) رات کے وقت سلطان کی خیمہ کے گرد حفاظ قرآن بٹھا دیئے اور چند گھنٹون کے بعد مین اس وقت جبکہ ٹھیک ۴۸ دن قبل سلطان کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا تھا عام اعلان کر دیا کہ سلیمان اس جہان سے کوچ کر گیا ہے۔ فوج نے یہ خبر سُنکر آہ و بکا شروع کر دی لیکن فرزانہ وزیر نے اونکو تسلی دلاسا دیکر مطمئن کر دیا۔ سلیم ماتمی لباس پہنے قسطنطنیہ سے فوج اور اپنے باپ کی لاش کو بلغراد جا ملا۔ جہان سے منزل بمنزل کوچ کر کے لاش کو قسطنطنیہ واپس لا کر جامع سلیمانیہ کے قریب اپنی والدہ کی قبر کے پاس دفن کر دیا۔ سلیمان اپنے ورثا کے لیئے جو سلطنت چھوڑ گیا اوسکے بعد اس سلطنت مین قبرس اور کریٹ کے سوائے اور کوئی دائمی مستقل اضافہ نہین ہو سکا۔ اور نہ اوسکے بعد سلطنت کو پھر ویسا عروج۔ خوشحالی اور طاقت نصیب ہوئی ہے۔ اوسکے زمانہ مین سلطنت عثمانیہ کا رقبہ چالیس لاکھ میل مربع سے کم نہ تھا جسمین دنیا کے اکثر زرخیز قطعات و ممالک شامل تھے۔ یہ عظیم الشان سلطنت عثمانی ترکون نے جنکا جد امجد پانسو سوارون سے بے خانُمان پھر رہا تھا تین صدیون کے عرصہ مین حاصل کی۔

سلیمان نے سلطنت کو ۲۱ گورنمنٹون اور ۲۵۰ سنجقون (اضلاع) مین تقسیم کیا۔ وہ گورنمنٹین (صوبجات) حسب ذیل تھین۔ ۱۔ رومیلیا۔ یہ نام تمام ترکی مقبوضات پر جو دریائے ڈینوب سے جنوب مین تھے حاوی تھا۔ اور قدیم یونان۔ مقدونیا۔ تھریس۔ اپائیرس۔ اللیریا۔ ڈلیشیا و موسیا اس مین شامل تھے۔ ۲۔ مجمع الجزائر۔ یہ صوبہ کپتان پاشا کے زیر حکومت ہوتا تھا۔ ۳۔ الجیریا۔ ۴۔ طرابلس الغرب۔ ۵۔ اوفن مع مفتوحہ علاقجات مغربی ہنگریا۔ ۶۔ تمسوار جسمین علاقجات بنات۔ ٹرنسلوینیا اور مشرقی ہنگریا شامل تھے۔ ۷۔ اناطولیہ۔ تمام ایشیائے کوچک بالعموم اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ مگر یہان اوسکا شمال مغربی حصہ مراد ہے۔ ۸۔ کرامانیہ۔ ۹۔ روم۔ جو صوبہ سیواس اور بعض وقت صوبہ اماسیہ بھی کہلاتا تھا۔ ۱۰۔ ذوالقدر۔ اسمین کوہ طارس کے شرقی سلسلون کے مشہور درے اور قصبات البوستان۔ ساموسٹا ملیٹیا شامل تھے۔ ۱۱۔ طرابزون۔ یہان کا گورنر بحیرہ اسود کے جنوب مغربی ساحل پر بھی حکمران ہوتا تھا۔ ۱۲۔ دیاربکر۔ ۱۳۔ وان۔ ان دونون صوبون مین کردستان اور آرمینیا کا حصہ کثیر شامل تھا۔ ۱۴۔ حلب ۱۵۔ دمشق۔ شام۔ اور فلسطین ان دونون گورنمنٹون کے ماتحت تھے۔ ۱۶۔ مصر۔ ۱۷۔ مکہ و مدینہ و حجاز۔ ۱۸۔ یمن و عدن۔ اس گورنمنٹ مین حضرموت۔ تہامہ۔ خلیج فارس کے عرب ساحل (عمان و الحسا) اور شمال مغربی ہندوستان

کے ساحلی علاقہ کا حصہ کثیر شامل تھا۔ ۱۹لبغداد۔ ۲۰موصل۔ ۲۱بصرہ۔ ان تینون صوبون مین وہ علاقے
جو سلیم اور سلیمان نے میسوپوٹیمیا مین ایرانیون سے فتح کئے تھے اور اُس سے جنوبی علاقے شامل تھے۔ اور
دریائے فرات و دجلہ محل التصاق سے سمندر تک مشرقی حد اور ایرانی و ترکی مقبوضات مین حد فاصل تھی۔
ان صوبون کے علاوہ والیشیا۔ مالڈیویا۔ راگوساؔ[1] اور کریمیا جنوبی روس سلطان کے باجگذار ممالک تھے۔
پہلے دونون صوبے نقد خراج دیتے تھے اور آخر الذکر دونون ممالک جنگ کے موقعہ پر زبردست کمک فوج
سے امداد کیا کرتے تھے۔ خان کریمیا کی حکومت کی حدود معین کرنا مشکل کام ہے۔ اسکے اور اسکے ہمقوم خان
استراخان کے ماتحت بیشمار نبرد آزما خانہ بدوش تاتاری قبائل ہوتے تھے۔ جو بحیرہ اسود کے شمالی علاقہ مین گشت
کرتے اور کاسکون (قبیلہ قزاق) اور روسیون سے ہر وقت برسر جنگ رہتے تھے۔ اور انکی حدود ہمیشہ بدلتی
رہتی تھین۔ +

سلیمان کے ماتحت بیس مختلف قومین آباد تھین۔ خالص ترکون یعنی عثمانیون کی تعداد جو اس وقت
ایک کروڑ تیس لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اُس وقت ڈیڑھ کروڑ کے قریب تھی۔ کیونکہ پچھلی تین صدیون مین انکی
آبادی روبہ تنزل رہی ہے۔ اس وقت بھی وہ اپکی طرح سلطنت کے مختلف حصص مین مساوی تعداد مین آباد تھے
ایشیائی مقبوضات مین انکی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ کے قریب تھی۔ اور اسکا زیادہ حصہ ایشیائے کوچک مین تھا
جسے ترکون نے اپنا وطن بنا لیا ہوا ہے۔ تیس لاکھ یونانی عیسائی یورپین ٹرکی کے جنوبی حصے مین اور دس لاکھ
سے زیادہ ایشیائے کوچک مین تھے۔ ارمنی یورپ مین کم اور زیادہ تر ایشیا مین تھے۔ اونکی تعداد موجودہ تعداد کے قریب
قریب یعنی ۲۵-۲۶ لاکھ تھی۔ عیسائی رعایا مین سلیو قوم سب سے بڑی تھی۔ بلگیریا۔ سرویا۔ بوسینیا۔ ساؤتھ
مینگرو اور ہرزی گوئینا مین یہی قوم زیادہ تر آباد تھی۔ اور والیشیا و مالڈیویا مین بھی انکی آبادی کچھ کم نہ تھی۔ البانیا
اور ٹرینسلوینیا مین بھی وہ ہزارون کی تعداد مین موجود تھے۔ اونکا شمار اسوقت ۶۰ لاکھ کے قریب اندازہ کیا جا سکتا ہے
رومانی قوم جو رومی فاتحون اور ڈاسی مفتوح قوم کی مخلوط نسل سے ہے والیشیا و مالڈیویا مین آباد اور شمار مین اب جتنی یعنی
چالیس لاکھ تھی۔ البانوی جنکو ترک ارنوط اور وہ خود اپنے تئین سکیپٹار پکارتے ہین ایک علیحدہ کوہستانی قوم ہین۔ وہ

[1] یہ شہر آسٹریا کے صوبہ ڈیلیشیا مین بحیرہ اڈریاٹک کے ایک جزیرہ نما پر واقع ہے۔ یہ عمدہ نہایت مضبوط بندرگاہ رکھتا ہے۔ اور
اسکے قلعے بہت مضبوط ہین۔ یہ ساتوین صدی کے وسط مین آباد کیا گیا تھا۔ سلیمان کے وقت یہان جمہوری ریاست تھی جو نپولین
اول کے وقت تک جس نے اسے فتح کر کے اپنے ایک مارشل کو اسپر حاکم بنایا قایم رہی۔ مؤلف۔

دلیر تنومند جفاکش۔ بے اصول۔ وطن مین قزاقی کے اور باہر جنگ و جدال کے شایق ہین۔ اونکی موجودہ مردم شماری پندرہ لاکھ ہے اور سلیمان کے وقت بہی یہی ہوگی۔ عرب قوم شام۔ مصر و عرب اور تمام شمالی افریقہ مین پہیلی ہوئی تہی۔ اور یہ شمار مین ساٹہہ لاکھ سے کم نہین تہی۔ شام کے دروز۔ خالدی اور مارونی دس لاکہہ کے قریب تہے۔ ہنگری کے اوس حصہ کے مجر جو سلطان کے ماتحت تہا۔ ٹرینسلوینیا کے جرمن الجیریا۔ و شمالی افریقہ کے بربر۔ مصر کے قبطی اور یہودی و سپانی (جو اٹلیا مین بکثرت آباد تہے اور ہین) اور مملوک ابہی علیحدہ رہے۔ الغرض سلطان سلیمان کی رعایا کی مردم شماری پانچ کروڑ کے قریب قریب تہی۔ اور اوس زمانہ مین فغفور چین کے سوا غالباً کسی اور بادشاہ کے ماتحت اس قدر رعایا نہ تہی۔

ان قومون مین سے تاتاری عثمانلی عرب۔ کرد۔ ترکمان۔ مملوک و بربر کلہم اور بوسنوی۔ بلغاری و البانوی آبادی کا حصہ کثیر مسلمان تہا۔ باقی قومین عیسائی اور زیادہ تر کلیسیائی یونانی کے تابع تہین۔

سلیمان کے عہد حکومت کے آخری برس مین اوسکی تخت نشینی کے وقت کی نسبت باقاعدہ ترکی افواج کی تعداد دوگنی تہی۔ اوسنے ینگچریون کی تعداد بیس ہزار تک بڑہا دی۔ اور اوسکے زمانہ مین تمام مستقل و تنخواہ دار فوج کی تعداد جس مین شاہی باڈی گارڈ کے سوار اور دیگر اقسام بہی شامل تہین ۴۸ ہزار تہی۔ سلیمان ینگچریون کی بیحد خاطرداری کیا کرتا تہا اوسنے کمزورون کی ایک جماعت قایم کی جس مین صرف وہی سپاہی جو جنگی اعلے خدمات کرتے کرتے بوڑہے ہوگئے ہون یا زخمی ہوجانیکی وجہ سے کام کرنیکے قابل نہ رہ گئے ہون بہرتی کئے جاتے تہے ان لوگون کو علی قدر مراتب فی کس تین اسپر سے ایک سو اسپر تک یومیہ ملتے تہے۔ ینگچری فوج کے رنگروٹون کو تین سے سات اسپر تک اور نبرد آزماؤن کو آٹہ سے بیس اسپر (اسپر ایک سنٹ کے یعنی تقریباً ادہ آنہ کے برابر ہوتا ہے) یومیہ کے حساب سے تنخواہ ملتی تہی۔ سلطان اس فوج کی عزت افزائی کو لئے اوسکی پہلی رجمنٹ مین خود بہی بہرتی ہوا اور تقسیم تنخواہ کے دن بذات خود رجمنٹ مین آکر کرنیل سے بطور سپاہی تنخواہ لیتا۔ یہ دستور اوسکے جانشینون مین بہی برابر مروج رہا۔ ایک دوسری رجمنٹ کی اوسنے اس طرح عزت بڑہائی کہ جب اوسکا معاینہ کرنیکے لئے بارکون مین گیا اور اوسکے کرنیل نے شربت کا پیالہ پیش کیا تو اوسے قبول کرکے نوش کرلیا۔ اور اس وقت سے یہ رسم ہوگئی کہ جب کوئی نیا سلطان تخت پر بیٹہتا۔ ینگچری فوج کا آغا یا سپہ سالار شربت کا پیالہ پیش کرتا۔ جسے وہ یہ الفاظ کہکر پہر واپس لوٹا دیتا کہ "ہم ایک دوسرے سے بمقام "سیب سرخ" پہر ملاقات کرینگے" یہ ترک اٹلی کے پایہ سلطنت روما کو اس نام سے پکارتے ہین۔ مگر افسوس یہ صرف الفاظ ہی الفاظ تہے۔

عثمانلی سلطان نے اپنے جد امجد محمد کی خواہش اور بایزید یلدرم کی دہمکی کو پورا کرنے کی کوشش نہ کی سلطان کو ینگچری فوج سے اس قدر الفت تہی کہ اوسکا ہیڈکوارٹر اوس نے خاص قسطنطنیہ مین مقرر کر دیا اور سلطنت کے ہر ایک بڑے قصبہ اور مشہور قلعہ مین اسکے دستے متعین کر دیئے جسکا بعد مین یہ نتیجہ ہوا کہ فوج مذکور پہلے صرف جنگی مہمون کے لئے مخصوص تہی ان تمام فرائض کی سرانجام دہی کے لئے ناکافی پائی گئی اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے نہ فقط عیسائی نوجوانون کی بہرتی مین اضافہ کیا گیا بلکہ اس فوج کے حقوق و مراعات بڑہا دیئے گئے کہ اورون کو بہی ترغیب ہو۔ ینگچریون کو بیاہ کرنیکی اجازت دیگئی۔ اونکے لڑکون کو فوج مین داخل کرنا شروع کر دیا گیا۔ اور اونکو مختلف پیشے اختیار کرنیکی اجازت دیگئی جس سے وہ انہی مقامات مین جہان متعین کئے گئے ہمیشہ کے لئے مقیم ہو کر وہان کے متوطن ہو گئے۔ اور کنبون کے باپ۔ سوداگر اور کاریگر بنگئے اور نظام فوجی کا نام و نشان باقی نہ رہگیا۔ ان لوگون کو اس قدر حقوق حاصل تہے کہ ینگچری کا نام ہی معافی حاصل کے لئے کافی تہا جس سے ہر ایک کو اونکے رجسٹر مین اپنا نام درج کرانیکی ترغیب ہو گئی اور انہی خرابیون سے وہ جرار فوج جو ہر وقت خواہ کوچ ہو یا مقام ہر طرح سے جنگ کے لئے لیس و تیار رہتی تہی۔ ایک طرح کا قومی ملیشیا (غیر آئین فوج) رہگئی اس فوج کو یہ خاص رعایت حاصل تہی کہ جبتک خود سلطان کمان نہ لے وہ میدان جنگ کو نہ بہیجی جائے سلیمان نے انکی اس رعایت کو چہین لیا۔ یہ اوس سے سخت پولٹیکل غلطی سرزد ہوئی۔ ینگچری کل فوجی طاقت کے رگ و ریشہ تہے اور ہر اہم مہم پر اونکا بہیجا جانا ضروری تہا۔ اور اس طرح سلاطین کو بہی لازمی طور پر ان مہمون مین شامل ہونا پڑتا تہا جس سے بزدلی کاہلی اور تن پروری و عیاشی سلاطین مین راسخ نہین ہو سکتی تہی مگر اس قاعدہ کی منسوخی سے جو سلیمان کے جانشین سلاطین کی کوتاہ ہمتی اور عیش پسندی کی سب سے بڑی وجہ سلیمان اپنے ملک و فوج۔ اور جانشینون کی خرابی اور دون ہمتی کی بنیاد رکہہ گیا۔ سلطان کی دور اندیشی اور تدبر مین کسی کو کلام نہین اور اسی لئے اوسکی اس فروگذاشت پر سخت حیرت ہوتی ہے۔ اوسکی دور اندیشی کی ادنے نظیر ہے کہ باوجودیکہ وہ ینگچری فوج پر اس قدر مہربان تہا۔ پہر بہی اس خود سر فوج کو قابو مین رکہنے اور فوجی ساکھ کے قیام کے لئے بوستانجیون (باغبانون) کی ایک جماعت جسمین چہہ ہزار سے زیادہ نوجوان تہے بہرتی کی جنکا بظاہر کام شاہی محلات کے باغون کو درست رکہنا تہا۔ مگر فی الحقیقت اونکو کامل فوجی مشق و ترتیب دیکر ان سے ینگچریون کے مقابل شاہی باڈی گارڈ کا کام لینا مقصود تہا۔ ذیسجات کی مہم مین فیوڈل اور باقاعدہ فوج کی تعداد دو لاکھ تہی سلطانی توپخانہ مین تین سو توپین اور بیڑہ مین تین سو جہاز تہے عیسائی سلطنتون نے ہر ایک معاملہ

مین بالعموم اور فوجی معاملات مین بالخصوص جیسا کہ اس عہد حکومت کے ابتدائی حالات مین لکہا جا چکا ہے گو نمایان ترقی کر لی تہی۔ لیکن عثمانیہ فوج نظام و تربیت اور مستعدی و تیاری مین پہر بہی سب سے بڑہہ چڑہکر تہی۔ بلحاظ تعداد اور توپ لیاقت گولندازان ترکی توپخانہ کی برتری کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہی ریمارک قلعبندی۔ مورچون کی تیاری اور فوجی انجنیری کی دیگر شاخون مین ترکون کی لیاقت اور مہارت پر صادق آتا ہے۔ مگر سب سے نمایان فرق اسلامی و عیسوی فوجون کی جسمانی صحت اور اخلاق پاکیزگی مین پایا جاتا تہا۔ آسٹرین سفیر بسبکی کو اس جو بعض مہمون مین عثمانیہ فوج کے ساتہہ رہا اپنی تحریرون مین ترکی کیمپ کی صفائی اور حسن انتظام سپاہیون کی سلامت روی اور اتقا اور ہر طرح کی قمار بازی کے فقدان کا اوس طوفان بے تمیزی۔ بدمستی۔ حرامکاری۔ رندی اور سخت مکروہ غلاظت اور ناپاکی سے مقابلہ کرتا ہے جو اوس زمانہ کے عیسوی کیمپون مین اور اونکے اردگرد اول سے آخر تک موجود ہوتی تہی۔ سلیمان نے مہمون اور جنگون مین اپنے سپاہیون کے آرام و آسایش اور بہتری کے لیے جو انتظام و تدابیر کین۔ اونپر موجودہ زمانہ مین بہی کوئی اضافہ نہین ہو سکا۔ از انجملہ ایک انتظام سقون کا تہا جو کوچ پر اور میدان جنگ مین تہکے ماندے اور مجروح سپاہیون کو پانی پلاتے پہرتے تہے اسکے مقابلہ پر قیصر چارلس کی فوج کی بے سروسامانی اور تنگ حالی کسی سے پوشیدہ نہین۔

سلیمان کو اپنے معصرون پر یہ فوقیت بہی حاصل تہی کہ اوسکی آمدنی سب سے زیادہ تہی جو باوجود زیادہ ہونیکے اس طرح سے وصول کیجاتی تہی کہ رعایا کو کوئی بار نہین معلوم ہوتا تہا۔ اور اوس سے نہایت احتیاط اور ساتہہ ہی فیاضی سے صرف کیا جاتا تہا۔ خاص سلطانی اراضیات کی سالانہ آمدنی پچاس لاکہہ ڈیوکٹ تہی۔ جو عشر۔ جزیہ محاصل درآمد و برآمد و دیگر باقاعدہ ٹیکسون کی آمدنی سے ملکر ستر اور اسی لاکہہ کے درمیان ہوجاتی تہی محاصل کا بار رعایا پر بہت ہی ہلکا اور نرم تہا۔ سلطان نے صرف دو دفعہ محاصرہ رہوڈس و بلگریڈ اور مہم مہاٹس کے وقت غیر معمولی جنگی اخراجات سے مجبور ہوکر بلاتمیز مذہب و قوم مفلس و تونگر کل رعیت پر ۱۵ اسپرفی کس کا زائد ٹیکس لگایا تہا مگر دونون وقتون پر اس محصول سے بہت تہوڑی آمدنی ہوئی۔ اور اسکے پہر کبہی لگانیکی ضرورت بہی پیش نہ آئی۔ سلطانی فتوحات سے اس قدر مال غنیمت مل جایا کرتا تہا کہ نہ فقط جنگ کا خرچ پورا ہوجاتا۔ بلکہ بیت المال کے پاس فاضلہ رقمین بہی بچ رہتین۔ اس باقاعدہ آمدنی کے علاوہ مصر سے ابتدا مین آٹہہ لاکہہ اور بعد مین بارہ لاکہہ ڈیوکٹ سالانہ کی آمدنی ہوتی۔ ریاستہائے ہنگری۔ وٹرینسلوینیا۔ ہر سال بڑی بڑی رقمین ادا کیا کرتین اور اسیطرح مالڈیویا اور ولیشیا سے ہر سال باقاعدہ خطیر خراج مین وصول ہوتا۔ آمدنی کا ایک ذریعہ اور بہی تہا جسکو سلطانی شان کے

حسب حال نہین کہا جاسکتا۔ یعنے جو بیشمار اعلےٰ عہدہ داروران حکومت مین قتل کیئے گیۓ۔ اونکی جایدادین بہی ضبط کر لی جاتی تہین۔ یہ دستور قدیم سے چلا آتا تہا۔ اور اس طرح ابراہیم اور اکثر دیگر بدقسمت عہدہ دارون کی املاک جایدادکی ضبطی سے سلطانی سالانہ آمدنی مین بہت کچہہ اضافہ ہوتا رہا۔

سلطان محمد فاتح کے عہد حکومت کے حالات تحریر کرنے سے پہلو عثمانیہ سلطنت کے اصول حکمرانی اور انتظام ملکی کی مجمل کیفیت درج ہو چکی ہے۔ سلیمان نے سلطنت کے ہر ایک محکمہ اور شعبہ کو بدنسقی سے پاک کرکے اُسکو انتظام کو مکمل کیا۔ اور سب سے بڑہکر ضیامت اور تیمار کے فیوڈل عطیات پر خاص توجہ کی جنمین ابتری پیدا ہونی شروع ہوگئی تہی۔ اُس نے قاعدہ مقرر کردیا کہ جس تیمار کی سالانہ آمدنی تین ہزار اسپر سے کم ہو وہ منسوخ کردیا جائے۔ کئی تیمارون کو ملاکر ایک ضیامت بنائی جاسکتی ہے۔ مگر سوائے اوس صورت کے کہ ضیامت دار جنگ مین شہید ہوا اور ایک سے زیادہ بیٹے چہوڑ گیا ہو ضیامت کی تقسیم و تقسیم نہین ہوسکتی۔ گورنمنٹ عالیہ کی اجازت سے کئی شخص بلااشتراک ایک ہی عطیہ پر قابض ہوسکتے ہین۔ مگر وہ عطیہ ایک ہی محال متصور ہوتا رہیگا۔ اور بلاخاص اجازت اوسکو تقسیم کرنیوالے سخت سزا کے مستوجب ہونگے۔ جو لوگ یورپین سلطنتون کے فیوڈل طریقو اور وہان کی تقسیم و تقسیم اور اجارہ در اجارہ کی خرابیون سے واقف ہین وہ ان احکام کی خوبی کو بخوبی سمجھ سکتے ہین۔ عطیہ دارون کو انتقال و ہبہ کی اجازت نہین تہی۔ باپ کے بعد بیٹا وارث ہوتا تہا۔ اگر عطیہ دار لاولد مرجائے تو وہ سرکار مین ضبط ہوجاتا تہا۔ سلیمان سے پہلے دستور تہا کہ وزراء اور گورنران صوبجات اپنے اپنے علاقون مین ضبط شدہ عطیون یا جاگیرون کو باختیار خود جسے مناسب سمجہین عطا کردیتے تہے۔ سلیمان نے اونکے اس اختیار کو تیمار تک محدود کردیا۔ مگر اس صورت مین بہی معطی کو معطی لہٗ پر کوئی استحقاق نہین حاصل ہوسکتا تہا۔ وہ برابر براہ راست سلطان کے فیوڈیٹری (ماتحت جاگیردار) ہوتا تہا۔ کوئی درمیانی واسطہ سلطان و جاگیرداران مین موجود نہین ہوسکتا تہا۔ ضبط شدہ ضیامتون کو از سر نو عطا کرنا صرف سلطان کے اختیار مین کردیا گیا۔ سلیمان کے زمانہ مین ضیامتون کی تعداد ۳۱۹۲۔ اور تیمارون کی ۵۰۱۶۰ تہی۔ ہر عطیہ کیلیئے صرف اکیلے معطی لہٗ پر ہی جنگی خدمت فرض نہین تہی۔ اگر تیمار کی آمدنی تین ہزار اسپر سالانہ ہو تو وہ اکیلا جنگ مین شامل ہونیکا پابند ہوتا۔ لیکن اگر آمدنی تین ہزار سے زاید ہوتی تو ہر پانچہزار اسپر کی زاید آمدنی پر وہ ایک ایک سپاہی (سوار) بہم پہونچانے کا ذمہ دار ہوتا تہا۔ سلیمان کے زمانہ مین فیوڈل کیولری (سواران جاگیر) کی تعداد ڈیڑہ لاکہ تہی۔ وہ سنجق بے اور بیلربیون کی طلبی پر مقام معززہ پر جمع ہوتے۔ اور جبتک جنگ ہے

بلا تنخواہ کام کرتے تھے۔ سلطنت عثمانیہ کے اس انتہائے عروج کے زمانہ کی جنگی طاقت کا اندازہ لگاتے وقت ۴۰ ہزار باقاعدہ وہر وقت حاضرباش فوج کے ساتھہ صرف اسی تعداد کو ایزاد نکرنا چاہیئے بلکہ تاتاری سواروں کے اوس دل بادل کو جو خوانین کریمیا سلطانی فوج کے سیلاب کے ہمراہ یورپ کو بھیجا کرتی تھے۔ اور نیز اوس بے قاعدہ فوج پیدل وسوار (انکجی وآقاب) کو بھی مدنظر رکھہ لینا چاہیئے جو ہر مہم مین خود سلطانی ممالک سے آکر فوج مین شریک ہو جایا کرتے تھے۔ اور لوٹ مار پر گذارہ کیا کرتے تھے۔ اور بسا اوقات نو مفتوحہ ممالک مین اُن مین سے اُن سپاہیون کو جنہون نے نمایان خدمت کی ہو تیمار وضیامت کی جاگیرین بھی عطا کر دیجاتی تھین۔

سلیمان نے فیوڈل سسٹم کا انتظام کرتے وقت صرف فوجی نظام اور جاگیردارون کے باقاعدہ نظم ونسق کو ہی مدنظر نہ رکھا بلکہ فوجی عطیات ارضی کے اصل کاشتکارون کے حقوق کی بھی جو یورپ مین زیادہ تر عیسائی تھے۔ کامل نگہداشت کی۔ زمین کے اصل مالک وہی کاشتکار تسلیم کئے گئے۔ جاگیردار فقط مقررہ لگان اور محاصل اور چند مختص خدمات لینے کا مستحق تھا۔ وہ کاشتکار کو جبراً بیدخل نہین کرسکتا تھا۔ اور اوسکو محاصل کے سوائے اونسے کوئی سروکار نہ تہا۔ مثلاً سرویا مین جاگیردار پیداوار کا عشر (دسوان حصہ) اور ہر شاخ مویشی پر خفیف سا محصول لیا کرتا۔ علاوہ برین اوسے ہر ایک متاہل زن ومرد سے فی کنبہ دو پیاستر کا ٹیکس وصول کرنیکا استحقاق حاصل تہا۔ بعض اوقات ان تمام محاصل کے عوض ہر ایک متاہل زن ومرد بالمقطع دس پیاستر سالانہ ادا کردیا کرتے تھے۔ یہ جاگیردار یعنی سپاہی عموماً اپنی جاگیر کے دیہات مین سکنی مکان تک نہ رکھتے تھے۔ اور اونکو اپنے کاشتکارون پر کوئی مجسٹریٹی اختیار حاصل نہ تہو کیا کسی عیسوی سلطنت نے اس انیسوین صدی کے اختتام پر بھی اپنے غیر مذہب کی رعایا کی آزادی وبہتری کا ایسا انتظام کیا ہے جو اس نامور سلطان نے جسکی نسبت مسلم ہے کہ گو اپنے باپ کیطرح متعصب نہین مگر وہ اسلام کا جان نثار پیرو اور پکا مسلمان تہا۔ سولہوین صدی مین اپنی عیسائی رعایا کے لئے کیا تہا۔ اس احسان فراموش اور کور نمک رعایا نے ان احسانات کا جو کچہہ عوض دیا اوسے اب کون نہین جانتا۔ برخلاف اسکے اوس زمانہ مین عیسائی سلطنتون کے جاگیردار اپنے ہی ہم مذہب اور ہمقوم کاشتکاران ارضی کو کتون سے زیادہ ذلیل سمجھتے تہے۔ ان غریبون کے ننگ وناموس اور جان ومال اور جایداد کو ان غاصبون کی دستبرد سے کوئی بچانے والا نہین تہا۔ اور ذرا ذرا سے قصور پر انکو ہلاک کر دینا کوئی بات نہین سمجھی جاتی تھی۔ سولہوین صدی تو دور ہے ایسی موجودہ

صدی کے چہٹے عشرہ تک روس کے کاشتکار حیوانون سے بدتر حالت مین تہے اور ابتک بہی اونکی تمدنی
حالت مین کوئی ایسا بڑا تغیر نہین ہو سکا۔ عیسائی فرمانروایون اور جاگیرداروں کے ناگفتہ بہ جور و ظلم اور ترکون
کی خوش معاملگی اور رحمدلی کا یہ ادنے ثبوت ہے کہ ترکی سلطنت کے متصلہ ممالک کے عیسائی گہر بار چہوڑ کر جوق
در جوق ترکی علاقہ مین چلے آتے تہے سلطان سلیمان کا ایک ہمعصر عیسائی مورخ لون کلیویس الزویر لکہتا ہے کہ
مین نے اپنی آنکہون سے بیشمار ہنگری دہقانون کو اپنے گہرون کو آگ لگا کر زن و بچہ۔ مال مویشی اور آلات
کشاورزی کو ساتہہ لئے ہوئے ترکی قلمرو کو بہاگتے ہوئے دیکہا ہے۔ جہان اونکو معلوم تہا کہ عشرات کے سوا
اور کسی محصول کا بوجہہ یا ایذا و تکلیف ہمکو نہین اوٹہانی پڑے گی۔

سترہوین صدی مین جب ریاست وینس یونان کے جنوبی صوبہ موریا پر قابض ہو گئی تو وہان کے عیسائی
باشندے پہر سلطانی رعیت بننے کیلئے سخت بیتاب ہوتے رہے جس طرح کہ اب تہیسلی کے باشندے سولہ
برسون مین عیسوی حکومت کا مزہ چکہہ کر پہر سلطانی رعیت بننے کی دلی خواہش ظاہر کر رہے ہین۔ ڈاکٹر کلارک اپنے
سفرنامہ مین تحریر کرتے ہین کہ کریمیا کے باشندے ترکی حکومت کی جگہہ روسی حکومت کے قائم ہوجانیسے
اس تغیر پر سخت افسوس کر رہے ہین۔

تیمار اور ضیاعتون کا انتظام فقط ایشیائی و یورپین مقبوضات مین تہا۔ یورپ کی جاگیرین شمار اور آمدنی
مین ایشیائی عطیات پر فوقیت رکہتی ہین۔ ایشیائی جاگیرون مین سپاہی لوگ خود بہی کاشتکاری کرتے تہے۔ اور
عیسائی کاشتکارون کی تعداد یہان بہت تہوڑی تہی۔ اسی لئے ایشیا مین عثمانی سلطنت کو ایسا ضعف نہین
پہنچا جیسا کہ یورپ مین۔ مصر مین چودہوین صدی یعنی مملوکون کے وقت سے دستور چلا آتا تہا کہ گورنمنٹ اضلاع
و پرگنون کے محاصل کا اجارہ دیدیا کرتی تہی۔ اور یہ اجارہ دار جو ملتزم کہلاتے تہے۔ فلاحین (کاشتکارون) سے
عشر و محاصل وصول کر کے اوسکا کچہہ کیلو حق محصلی اپنے پاس رکہکر باقی خزانہ شاہی مین داخل کر دیتے۔
عثمانیہ سلاطین نے بہی یہی قاعدہ جاری رکہا۔ مگر ابراہیم پاشا اور اوسکے بعد سلیمان پاشا نے اس انتظام کی
تجدید کر کے اس امر کا کسی قدر تدارک کر دیا کہ ملتزم اور مملوک جاگیردار فلاحین پر جور و تعدی نہ کر سکین۔ سلطان نے
ملتزمی کا منصب مدت حیات کیلئے مقرر کیا۔ مگر رفتہ رفتہ وہ موروثی ہو گیا۔ اور چونکہ ان لوگون کا یہ کام ہوتا تہا کہ
جہان تک ممکن ہو فلاحین کا خون نچوڑ لین۔ اس کام کے لئے جبر کا استعمال ضروری ہو گیا۔ اور اس طرح۔ سے
یہ منصب بتدریج فوجی سردارون کے ہاتہہ مین چلے گئے۔ اور نسلاً بعد نسل اونکی اولاد مین منتقل ہوتے رہے

حتی کہ محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ نے کل انتظام مین ردوبدل کرکے اس قاعدہ کو منسوخ کر دیا۔"

اندرونی انتظام اور حکومت و آئین کے مندرجہ بالا ضروری شعبون کے علاوہ اخلاقی و تعزیری قوانین اور قواعد پولیس پر بھی اوسنے بذات خاص توجہ کرکے اونکی ترمیم و تجدید کی۔ ہر ایک معاملہ جو وضع قانون کے متعلق ہے عثمانیہ قانون کے بڑے ضابطہ مین جسکو سلیمان کے ملا ابراہیم حلبی نے ترتیب دیکر ملتقی البحور کے نام سے موسوم کیا موجود ہے۔ سلیمان نے کئی جرائم کی سزاون کی سنگینی جو پہلے موجود تہی کم کر دی۔ اون جرائم کے لئے جو عیاشی سے تعلق رکہتے ہین بہت نرم سزائین مقرر کیگئین۔ اسکی بدولت سلیمان پر الزام لگایا جاتا ہے کہ چونکہ ترکون مین بالعموم اس قسم کے عیوب پائے جاتے ہین اسلئے اپنی قوم کی خاطر اوس نے ایسی نرم سزائین تجویز کین۔ مگر اسکے ساتہہ ہی الزام دہندگان کو یہ مدنظر رکہہ لینا واجب ہے کہ جو اصلاحات یوروپین ہمدردان بنی نوع انسان کو اب سوجہی ہین اونکو اوسنے سولہوین صدی مین ہی رایج کر دیا تہا۔ اوس سے پہلے اکثر جرائم کے لئے قتل اور قطع اعضا کی سزا مقرر تہی۔ اوسنے ایسی سزا کے مستوجب جرائم کی تعداد کم کر دی۔ نرخ اجناس اور مزدوری کی شرحین اور اشیا خوردنی کی تیاری و فروخت کے طریقے مقرر کرنے مین جس موشگافی سے کام لیا گیا ہے اوسپر آج سے پانچ دس برس پہلے تو بیشک ہمارے مہذب مقننین ہنسی اوڑا اینکو تیار ہو جاتے۔ مگر اب غالباً وہ ان جزوی انتظامات کی ضرورت کے بخوبی قایل ہو گئے ہین سلطان مرحوم نے عیب چینون اور توہین کنندون کیواسطے بہی قانون وضع کر دیا کہ انکی بدگوئی سے جو نقصان پہونچے اوسکا معاوضہ ان سے دلایا جائے۔ جہوٹے گواہون جعلسازون۔ اور کہوٹا سکہ چلانے والون کے لئے دایان ہاتہہ کاٹ دینے کی سزا مقرر کیگئی۔ سود کی انتہائی شرح ۱۱ فیصدی سالانہ مقرر کیگئی۔ جو مسلمان متواتر تین نمازین یا روزے قضا کرے اوسے جرمانہ کا مستوجب ٹہرایا گیا۔ اور بارکش مویشی پر ظلم کرنیکی سخت ممانعت کی گئی۔ ✚

سلطان سلیمان کے قوانین متعلقہ نرخ اجناس و شرح مزدوری و صنعت و حرفت پر موجودہ زمانہ کے ماہران علم سیاست مدن خواہ کچھہ رائے قایم کرین کل زمانہ اس بات کا قایل ہے کہ جبکہ عیسائی سلطنتین ابہی آزادی تجارت اور بے تعصبی کا نام تک نہین جانتی تہین سلطنت عثمانیہ مین انکا پورا رواج تہا وہ رعایتین جنکو انگریزی مین کیپی چولیشن (جس لفظ سے پچہلے جنگ روم و یونان کے بعد اردو خوان ناظرین بہی آشنا ہو گئے ہین۔ مؤلف) اور عربی مین امتیازات کہا جاتا ہے۔ اور جو اب ٹرکی کے لئے بلائے بے درمان کا

حکم رکہتی ہین سب سے اول ۱۵۳۵ء مین سلطان صاحبقران نے فرانس کو عطا کی تہین۔ انکے رو سے
ٹرکی مین فرانسیسی تاجرون کی جان و مال کی پوری ذمہ داری اُٹہائیگئی۔ اونکو اپنے مذہب کی پابندی کا کامل
اختیار دیا گیا۔ اور اقرار کیا گیا کہ وہ صرف اپنے ملک کے قوانین کے تابع ہونگے جسکو اونہی کے ملک کے عہدہ دار نافذ
کیا کرینگے۔ ترکی قوانین اور حکام کو اُن سے کوئی تعلق نہین ہوگا۔ فرانسس اول نے جسکا ذکر کئی دفعہ اوپر آچکا
ہے ۱۵۳۵ء مین اپنا سفیر شیولیر جین ڈی لافوریٹ سلطان کی خدمت مین بہیجا جو اوسے اوسی سال تبریز
مین جا ملا۔ اور بروئے فرمان شاہی فروری ۱۵۳۶ء مین صاحبقران ثانی نے مندرجہ ذیل مراعات شاہ
فرانس کو عطا کین۔ اس مین شاہ مذکور کو بطور خاص عنایت اور ذاتی اعزاز کے بادشاہ یعنی امپراطور کا خطاب دیا گیا
ترکی گورنمنٹ سلطان کے سوائے کسی اور فرمانروا کو اس لقب کا مستحق نہین سمجہتی تہی۔ قیصران جرمنی تک کو
صرف ۱۶۰۶ء کے بعد اوسنے قیصران رومی کے خطاب سے پکارنا شروع کیا۔ مگر دوسری عیسائی طاقتون کیطرح
اوس ملک کا سفیر پہر بہی فرانس کے سفیر کے پیچہے چلتا تہا۔ بعد ازان عثمانیون نے اپنے سلطان کے سوا
صرف ایک عیسائی فرمانروا زار پال والئی روس کو بادشاہ کا لقب دیکر روس کو اپنے ہم پلہ سلطنت تسلیم کیا۔
مراعات حسب ذیل ہین ؛ (۱) چونکہ سلطان اعظم اور شاہ فرانس مین صلح و موافقت ہے۔ اونکی رعایا اور
باجگزار ایک ملک سے دوسرے ملک کو بذریعہ خشکی و تری آمد و رفت کرسکتے اور ہر طرح کے اسباب تجارتی کی جو ممنوع
نہ ہو معمولی محصول ادا کرکے خرید و فروخت کرسکتے اور انکو لیجا یا لاسکتے ہین۔ اور انسے کوئی زاید محصول یا خرچ وغیرہ نہین لیا جائیگا۔
(۲) جب شاہ فرانس قسطنطنیہ یا کسی اور حصہ سلطنت عثمانیہ مین اپنا قونصل اوس طرح سے روانہ کریگا
جس طرح سے کہ اوسکا قونصل اسکندریہ مین موجود ہے تو اوسکو منظور کیا جائیگا اور اوسکے اختیار کی نگہداشت
کی جائیگی۔ اور صرف وہی شاہ کی رعایا مقیمہ ٹرکی کے باہمی تنازعات دیوانی و فوجداری کی سماعت و تجویز کریگا۔
کسی قاضی یا ترکی حاکم کو سماعت تجویز اور حکم صادر کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ سلطانی حکام قونصل کے احکام اور
فیصلون کے نفاذ مین مدد دینگے۔ اگر کوئی قاضی فرانسیسی تجار کے باہمی تنازعہ مین فیصلہ صادر کرے گا تو وہ
بالصراحت کالعدم اور باطل ہوگا۔
(۳) اگر کسی ترکی اور فرانسیسی مین دیوانی تنازعہ ہو تو اول الذکر کے عرضیدعوی کو قاضی اوس وقت تک
قبول نہین کرینگے جبتک کہ وہ اپنے مخالف یا قونصل کا دستخطی تحریری ثبوت ساتہہ پیش نہ کرے۔ اور کہ جبتک
فرانسیسی ترجمان موجود نہ ہو فرانسیسی رعیت کا مقدمہ کسی صورت مین بہی تجویز نہین کیا جائیگا۔

(۴) فوجداری معاملات مین شاہ فرانس کی رعیت قاضی یا عام جج کے روبرو پیش نہین کی جائیگی نہ اوسکی نسبت فی الفور حکم صادر کیا جاویگا- بلکہ وہ بابعالی کے روبرو اور وزیر اعظم کی غیر حاضری مین اوسکے قائم مقام کے روبرو پیش کیا جائیگا- تاکہ ترکی رعایا کی شہادت پر جو فرانسیسی رعایا کے برخلاف ہو غور کیا جاسکے-

(۵) شاہ کی رعیت کے مملوکہ تجارتی جہازات- اونکے توپخانہ و سامان حرب و ضرب کو خواہ خود سلطان المعظم کے لئے درکار ہو اونکی خلاف مرضی استعمال مین نہین لایا جائے گا- +

(۶) اگر شاہ کی کوئی رعیت اپنے قرضے بیباق کرنے کے بغیر قلمرو عثمانیہ سے باہر چلا جاوے تو فرانسیسی قونصل یا دیگر فرانسیسی رعیت اوسکے لئے ذمہ وار نہین ہونگے- مگر خود شاہ فرانس مقروض کی ذات یا جایداد سے اگر وہ اوسکی قلمرو مین ہو مدعی کے دعوی کو بیباق کریگا- +

(۷) شاہ فرانس کی رعایا اور فرانسیسی تجار کو وصیتین کرنے کی کامل اجازت ہے- جو شخص بلا کرنے وصیت کے مرجائین اونکا مال و اسباب قونصل کی معرفت اور زیر نگرانی اوسکے ورثا کو پہونچا دیا جائے گا- +

(۸) فرانسیسیون کو قلمرو عثمانیہ مین کامل مذہبی آزادی حاصل ہوگی- اونکو فلسطین کے مقدس مقامات مین اپنے مذہبی عہدہ دار مقرر کرنیکا استحقاق ہے- جو اپنے مکانات سکنی یا گرجون سے نہین نکالے جائینگے- بشرطیکہ وہ اپنے احاطہ منصب سے تجاوز نہ کرین- (اسی حمایت کی آڑ مین رفتہ رفتہ فرانس سلطنت عثمانیہ کے تمام رومن کیتہولک عیسائیون کے محافظ و حامی ہونیکا دعویدار ہوگیا- مؤلف)- +

(۹) الیشیہ یورپین سلطنتون کے سوداگر جو بابعالی سے بروئے دوستانہ عہدنامجات اتحاد نہین رکہتین فرانسیسی علم کے نیچے تمام سمندرون مین جہازرانی اور فرانس کی زیر حمایت کل ممالک عثمانیہ مین سوداگری کرسکین گے- +

---

(۱) اوسوقت صرف ریاست وینس بابعالی سے تجارتی معاہدہ رکہتی تہی- اسلئے دیگر عیسائی قومون کو ٹرکی کے ساتہہ تجارت کرنیکے لئے مجبوراً فرانس کی حمایت قبول کرنی پڑتی تہی- ریاست وینس نے ترکون کے یورپ مین داخل ہوتے ہی اونسے تجارتی معاہدے کرلئے تہے- اور چونکہ وہ خراج دیکر حاصل کئے گئے تہے اسلئے وہ ایک طرح سے سلاطین عثمانیہ کی ماتحت و باجگزار ہوگئی تہی- سنہ ۱۴۱۲ء سے اونسے سولہ سو ڈیوکٹ سالانہ خراج دینا شروع کیا جو بعد مین دس ہزار ڈیوکٹ کردیا گیا جب محمد ثانی نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو ریاست مذکور نے خراج کی مقدار ۲۰ ہزار ڈیوکٹ کردی- اور جس وقت سلیم یاوز نے مصر کو فتح کیا تو ریاست وینس نے جزیرہ قبرس کی بابت بہی آٹہہ ہزار ڈیوکٹ سالانہ کا خراج جو پہلے مملوکون کو دیا جاتا تہا بابعالی کو دینا شروع کردیا- وینس کا سفیر ایک طرح ترکون کے پاس بطور یرغمال رہتا تہا-

(۱۰) دونون بادشاہ ایک دوسرے کی رعایا کو غلام نہین بنائینگے۔

اس معاہدہ کی نسبت جو وزیر ابراہیم کا آخری پولیٹیکل کارنامہ تہا کل عیسائی مؤرخین ہمزبان ہین کہ کسی قوم نے غیر قوم کو کبہی ایسی مراعات عطا نہین کین۔ ان سے فرانسیسی سوداگرون کی تجارتی کوٹہیان گویا چہوٹی چہوٹی فرانسیسی نوآبادیان ہوگئین۔ اور فرانسیسیون (اور اونکے بعد بتدریج دیگر عیسائی اقوام کو) عثمانیون سے بہی زیادہ حقوق مل گئے۔ اور رفتہ رفتہ ان عیسائی قونصلون کی خودسری یہانتک بڑہگئی کہ وہ خاص عثمانیہ عیسائی رعایا کو بہی اپنے زیر حمایت سمجہنے لگ گئے۔ اجنبی تاجرون کے مال پر بہت ہی ہلکا محصول لیا جاتا۔ بلکہ اس وقت تک سخت اور تکلیف دہ محاصل اور طریق وصولی کا ٹرکی مین نام ونشان موجود نہین۔ نہ کبہی ترکون کی فیاض طبعی نے (خواہ یہ بیجا ہی کیون نہ ہو) اس بات کا تقاضا کیا کہ اجنبی سوداگرون سے ایسا سلوک کرتے وقت اپنے ملک کے سوداگرون اور مال تجارت کے لئے بہی دول غیر سے ویسی ہی مراعات طلب کرے۔

ٹرکی کی موجودہ کمزوری سے بعض لوگون کا خیال ہے کہ ترکون نے یہ مراعات بطوع ورغبت عطا نہین کی تہین بلکہ زبردست اقوام نے اوس سے بجبر حاصل کین اس بیہودہ خیال کی تکذیب مندرجۂ بالا حالات سے بخوبی ہو رہی ہے۔ جو بیچارہ (شاہ فرانسس اول) قید سے رہائی ملنے کے لئے سلطان سے امداد کی التجا کرتا رہا ہو اور کئی دفعہ صرف سلطان کی امداد سے بربادی سے بچا ہو وہ جیسا کچہ جبر کر سکتا تہا وہ ظاہر ہے۔

تاہم ایسے اشخاص کے مزید اطمینان کے لئے خود ترکی گورنمنٹ کی ایک سرکاری مراسلت کے چند فقرون کا ترجمہ جو ۱۸۳۰ء مین "اخبار مانیٹر اٹومان" مین شایع ہوئی تہی اور مسٹر ارکیوہارٹ نے اوسے اپنی کتاب "ٹرکی اور اوسکے وسائل" مین درج کیا ہے یہان تحریر کر دیا جاتا ہے۔

"ترکون پر یہ اکثر بہتان باندہا جاتا ہے کہ وہ یورپ مین مسافرون کیطرح خیمہ زن ہین۔ وہ یہان مستقل رہائش رکہنے کا ارادہ نہین رکہتے۔ ہمارے معترضین کو یہ خیال ہمارے اوس سلوک سے جو ہم اجنبیون کے ساتہ کرتے ہین تو یقیناً کسی طرح پیدا نہین ہو سکتا جیسی مہمانداری کہ ہم اپنے اجنبی مہمانون کی کرتے ہین وہ نہ مسافرون ایسی اور نہ خود ترکی قواعد وقوانین کے مطابق ہے کیونکہ اسلامی احکام ملکی ومذہبی دونون نوعیتین رکہنے کی وجہ سے غیر مذاہب کے لوگون پر حاوی نہین ہو سکتے۔ مگر ہمنے اس سے کچہ بڑہکر کر دکہلایا ہے۔ ہم نے اجنبیون کو یہ حقوق عطا کر دئے ہین کہ وہ ہماری قلمرو مین اپنے ہی قوانین کے تابع ہونگے جنکو خود اونہی کی قوم کے عہدہ دار نافذ کیا کرینگے۔ اس قسم کی رعایتین جو بلحاظ اپنے منافع وفوائد ونتائج کے نہایت ہی وسیع ہین اور عالی منزلت مہمان نوازی کی قابل تعریف

روح نہایت آب و تاب سے چمک رہی ہے۔

سچی شریفانہ اور ایسی مہمان نوازی جو اس معزز نام کے قابل ہو ٹرکی اور صرف ٹرکی ہی مین پائی جاتی ہے ٹرکی مین اجنبیون کو ایسی پناہ نہین دیجاتی۔ جیسے کوئی مالک مکان کسی راہگذر کو باد و باران اور طوفان کے وقت دو چار گہنٹون کے لئے اپنے مکان مین دیدیتا ہے۔ بلکہ وہ ایسی مہمان نوازی ہی جو رحمدلی اور انسانیت کی ایک سادہ سی تحریک سے ترقی کرتی ہوئی پولٹیکل خاطر و مدارات کے مرتبہ اعلی تک پہونچگئی ہے اور جس نے استقبال کو عالی سے ملا دیا ہے (یعنی ہمیشہ کے لئے اس مہمانداری کو مستقل کر دیا ہے)۔ جب کوئی اجنبی سلطانی قلمرو پر قدم رکھدیتا ہے وہ اسی وقت سے محترم مہمان (مسافر) ہو جاتا ہے۔ اُن اہل مغرب (فرنگیون) کو جنہون نے اپنے تئین اسلامی مہمان نوازی کی حفاظت مین چھوڑ دیا ہے۔ انکو یہ مہمان نوازی و دیگر رفقا یعنی معاشرتی آزادی بروئے قوانین۔ اور تجارتی آزادی بروئے احکام فطرت و عقل کے ساتھ عطا کر دی گئی ہے۔

یہ خوش نصیبی بے تعصبی۔ اور مہمان نوازی عثمانیہ سلطنت کے لئے وہ کام مدتہائے مدید سے انجام دیچکی ہے جنکے حصول کے لئے دیگر ریاستہائے یورپ کم و بیش بامراد یا ناکامیاب پولٹیکل اجتماعون (یعنی پارلیمنٹون۔ و مجالس وضع قانون وغیرہ وغیرہ) کے ذریعہ سے جو بعض ملکون مین بہت بعض مین کم مفید اور بعض مین (جیسے یونان) بالکل ناکامیاب ثابت ہوئی ہین۔ مؤلف) کے ذریعہ سے ابھی کوشش کر رہی ہین۔ جب سے سلاطین نے قسطنطنیہ کو اپنا پایہ تخت بنایا ہے تجارتی بندشون کا نام تک نہین پایا گیا۔ انہون نے اپنی سلطنت کے تمام بندرگاہون کو مغرب بلکہ کل دنیا کی تجارت دستکاریون۔ صنعت و حرفت اور اراضی پیداوارون کے لئے بالکل کہولدیا۔ آزادی تجارت ہماری سلطنت مین بغیر کسی بندش اور پابندی کے حتی الامکان وسعت اور فطرت کے ساتھ ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے اس آسانی کو جس سے ہر وقت اور آج کے دن تک وہ تمام قومین جو اس عظیم الشان سلطنت کی تجارتی ضرورتون کا کوئی حصہ پورا کرتے اور خود اسکی پیداوار مین شریک ہونیکی خواہشمند ہین غیر محدود طور پر مستفید ہوتی رہی ہین۔ کبھی کسی وقت قومی مفاد کے کسی بہانہ سے بلکہ عوض معاوضے کے طور پر بھی محدود کرنیکا خیال تک نہین کیا۔

یہان ہر ایک قابل فروخت چیز سوائے ایک بہت ہی خفیف سے محصول درآمد کے جو مالیت چیز کا بہت ہی تہوڑا سا حصہ ہوتا ہے۔ کسی اور طرح کی مزاحمت یا روک کے بغیر داخل ہو سکتی اور سلطنت کے ہر ایک حصہ مین جا سکتی ہے۔ محاصل کی بیحد سبکی و نرمی نے تجارتی آزادی کی رعایت کو کامل کر دیا ہے۔ دنیا کے کسی حصہ مین پرمٹ خانون کے افسرون کو ہوشیاری کی لیت تعین کرنے مین سوداگرون کے ساتھ رعایت اور نرمی

سے پیش آنے کی ایسی تاکید نہین ہوتی جیسی کہ ٹرکی ہین۔

اس وہم و خیال کو دل سے دور کردینا چاہیئے کہ اجنبیون کے لیئے یہ آسانیان اور رعایتین ٹرکی کی کمزوری کی وجہ سے اوس سے جبراً حاصل کیگئی ہین! - ان معاہدون کی تاریخین جو کیپی چولیشن (امتیازات مراعات) کہلاتے ہین۔ اور جنکے رو سے اجنبیون کو وہ حقوق جن سے وہ تمتع اٹھارہے ہین حاصل ہین اون زمانون کو یاد دلاتی ہین جن مین اسلامی طاقت یورپ مین سب سے اعلیٰ اور مقتدر تھی۔ اولین کیپی چولیشن فرانس نے ۱۵۳۵ء مین سلطان سلیمان قانونی سے جسکی عظمت و جلال کے سامنے کسی عیسائی فرمانروا کو دم مارنیکی مجال نہ تھی حاصل کیا تھا۔ ان معاہدون کے مضامین اور عبارتین گو پرانی ہوگئی ہیں مگر انکے بنیادی اصول بدستور قائم ہین پس تین سو برس ہوئے سلاطین عثمانیہ نے اس فیاضانہ اور دانشمندانہ فعل سے مہذب یورپ کی نہایت ہی زبردست خواہشون کو پہلے ہی سے خود بخود پورا کرکے تجارت کی غیر محدود آزادی کا اعلان کردیا۔

سلطنت عثمانیہ مین علما و مفتیون کو جو اقتدار ابتدا ہی سے حاصل ہوگیا تھا اوسکا ذکر کئی دفعہ آچکا ہے سلیمان نے انکی قدر و منزلت کو اور بھی بڑھا دیا۔ اوس نے کئی عالیشان کالج اور مدرسے قائم کرکے بیش بہا جاگیرین انکے لیئے وقف کردین۔ اور علماء کے تعلیمی انتظام اور انکے مدارج مین بہت کچھ اصلاحین کین۔ مگر اس طبقہ پر اوسنے سب سے بڑی نوازش جس سے اوسکی علم دوستی کا کافی ثبوت مل رہا ہے یہ کی کہ علما کو محاصل کی ادائگی سے معاف کرکے اونکی جائیدادون کو ہر طرح کی ضبطی سے محفوظ کردیا۔ اور اس قاعدہ کو گورنمنٹ عثمانیہ کا قانون مقرر کرکے یہہ حکم دیدیا کہ ہر عالم کی جائیداد کا وارث اوسکا بیٹا ہوا کریگا۔ یہی وجہ ہے کہ ٹرکی مین صرف علما اور مفتیون کا طبقہ ہی ایسا ہے جسمین خاندانی دولت و حشمت پشت ہا پشت کی جمع ہے۔ اور ٹرکی مین اگر کسی جماعت کو طبقہ امرا کہا جاسکتا ہے تو وہ اہل مدارج کا طبقہ ہے۔

سلیمان صاحبقران ثانی کی تعمیر کردہ عمارات کی بےنظیر شان و شوکت اس بلند پایہ ترکی مقنن کو اوس رومن قیصر کی ہمپلہ بنا رہی ہے جو اوس سے دس صدی قبل حکمران تھا اور جو سلیمان کیطرح سلطنت روما کے مجموعہ قوانین کا مرتب و مؤلف بھی تھا۔ یہ مشہور قیصر جسٹینین[1] اول تھا۔ جو ۴۸۳ء مین بمقام تاریسیم (موجودہ نام کستنجی یا کونسٹینزا) جو صوبہ ڈوبرڈشا مین بحیرہ اسود کے ساحل پر واقع ہے۔ اور ۱۸۷۸ء سے ٹرکی کی حکومت سے

[1] جسٹینین کا چچا جسکے بعد یہ تخت نشین ہوا۔ ایک محض ناخواندہ دہقان تھا جو پچاس برس کی جنگی خدمات مین اعلیٰ فوجی قابلیت کہانیکی بدولت آخر کار قیصر روم ہوگیا تھا۔ جسٹینین نے تخت پر بیٹھتے ہی قسطنطنیہ کی ایک خوبصورت فاحشہ عورت مسمات

نکل کر رومینیا کے ماتحت ہے) پیدا ہو کر ۵۲۷ء میں اپنے چچا جسٹی نس اول کے بعد قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھا۔ اسنے
روما کے پرانے قوانین کو چار جلدوں میں یکجا جمع کر کے نئے قوانین کو پچاس جلدوں میں علیحدہ مرتب کر دیا۔ جامع

تھیوڈورا سے جسکا پیشہ تھیئٹر میں ناچنا گانا تھا اور جسکے ساتھ زمانہ شہزادگی میں اوسکی آشنائی تھی نکاح کر لیا۔ جو بائیس برس تک شریک
سلطنت رہکر سرطان کی بیماری سے فوت ہو گئی اور اسی کے ساتھ جسٹینین کی سلطنت کا اقبال اڑ گیا۔ سرکس اُس میدان کو
کہتے ہیں جہاں گھوڑدوڑ ہو جس وقت جسٹینین تخت نشین ہوا۔ اُس وقت قسطنطنیہ میں دو دھڑہ بند فریق موجود تھے انکی ابتدا سرکس کی
گھوڑدوڑ سے پیدا ہوئی تھی۔ ابتداءً جیسا کہ معمول ہوتا ہے ان کھیلوں کی تماشبینوں کے مختلف گروہ ہو گئے۔ جو آخر کار بتدریج
پولٹیکل رنگ پکڑ گئے۔ اور دو گروہ زیادہ زبردست ہو گئے۔ ان میں سے ایک کا نشان سبز اور دوسرے کا نیلگون تھا۔ یہ ہر وقت
ایک دوسرے کے کشت و خون پر آمادہ رہتے تھے۔ اور ہر ایک سلطنت کو اپنے قابو میں رکھنے کیلئے دوسرے کی تخریب کے درپئے
رہتا تھا۔ مگر جسٹینین نے بے ایمانی سے کبھی ایک فریق کا اور کبھی دوسرے فریق کا معاون اور سرغنہ ہو کر آخر پانچویں سنہ جلوس
میں اپنے سپہ سالار بیلی ساریس کو سرکس کے سبز پوش مفسدوں کی سرکوبی پر مامور کیا جس نے سرکس ہپوڈروم (جسے ترک آتمیدان کہتے
ہیں) کے احاطے میں تیس ہزار باغیوں کو کمال بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ تھیوڈورا نے ملکہ بننے کے بعد اپنے خاوند کو جان نثار، شیر اور
اولوالعزم صلاحکار کا کام دیا مگر اوسکی عیاشی میں کوئی فرق نہ آیا۔ اسبارہ میں اُسے روس کی ملکہ کیتھرائن کے مشابہ بتایا گیا ہے
جو ایسی فاجرہ تھی کہ کسی نوجوان خوبصورت مرد کو دیکھکر اسمیں طاقت ضبط باقی نہیں رہجاتی تھی جسٹینین کے دربار کی خرابیاں اور
ناگفتہ بہ اسرار سپہ سالار بیلی ساریس کے سکرٹری پروکوپی اس نے بالوضاحت تحریر کئے ہیں جسٹینین کے اکثر عیوب کی تلافی اوسکی
عالیشان عمارتوں سے ہو رہی ہے جنکی تفصیل اسی مؤرخ نے چھ جلدوں میں لکھی ہے کنیسا ایا صوفیا جو مفسد گروہوں کی بغاوت میں جل گیا
تھا از سر نو تعمیر کرایا گیا۔ جو مسجد کی شکل میں اب تک اوسکی بے نظیر یادگار موجود ہے۔ اسکے علاوہ اوسنے سرحدوں کی حفاظت کیلئے قلعے
اور اکثر شہروں میں گرجے اور پانی بہم پہونچانے کیلئے مسقف نہریں تیار کرائیں۔ جسٹینین بذاتہ نہایت بزدل، تنگدل، کینہ ور اور
احسان فراموش تھا۔ مگر سپہ سالار بیلی ساریس کے طفیل اوسکو ایرانیوں اور وندالوں پر نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں۔ اور اوسکی حکومت
شمالی افریقہ، کل اٹلی اور سرحد ایران تک پہیل گئی۔ بیلی ساریس صوبہ تھریس کا دہقان تھا۔ وہ اپنے آقا کا سچا جان نثار، جسمانی طاقت میں
رستم ثانی، نہایت قابل جرنیل، رحمدل، بعد محاصرہ فاتح۔ اور دانا مدبر۔ مگر باوجود اپنی اشد فاحشہ و فاسقہ بیوی کا غلام بے دام اور اس بارہ میں
پورا اندھا اور بے غیرت تھا۔ البتہ ایک دفعہ اوسے اپنی بیوی کی بدذاتیوں کی کل کیفیت معلوم ہو جانے پر سخت غصہ آگیا۔ اور وہ اوس سے
اوسکی نظروں سے گر کر سخت ایذا پہنچانی شروع کر دی مگر ملکہ تھیوڈورا نے جو انٹونینا زوجہ سپہ سالار کی بڑی سہیلی تھی بیلی ساریس کو مجبور کر دیا کہ وہ اوسکی توقیر
عزت و تکریم کیا کرے۔ جہاں ناشناس جسٹینین نے اپنے وفادار سپہ سالار کو بہی اندیشوں سے کئی دفعہ ذلیل و بیحرمت کیا۔ اور وہ آخر ان صدموں سے شکستہ دل ہو کر مر گیا۔
جسکے مرتے ہی جسٹینین کی فتوحات کا سلسلہ فوراً رک گیا اور وہ خود بھی تھوڑے عرصہ بعد اس جہاں سے چلدیا۔ مؤلف ۱۲

ایا صوفیا اسی کی بنا کردہ ہے - یہ عیسویت کا بڑا حامی تہا۔ ش۱۵۶۵ء مین فوت ہوا۔ ایڈورڈ کریسی صاحب لکہتے
ہین کہ نہ تعمیر عمارات اور وضع قوانین ہین یہ دونون شہنشاہ گو ہم پلہ ہون مگر باقی امور مین سپہ سالار بیلی سارئیس
کے نالایق آقا - اور سرکس کے مختلف وحشی بندگروہون کے سرغنہ کی بزدلی اور کمینگی فاتح مہاش کی شجاعت اور
عالی ہمتی سے کوئی نسبت نہین رکہتی - البتہ شرقی مورخین نے باسفرس کے ہفت کوہی شہر مین سلیمان کی تیار
کردہ عالیشان عمارتون کی جو طویل فہرست دی ہے وہ خواہ مخواہ اُس تفصیل کو یاد دلا دیتی ہے جو رومی مورخ پروکوپئیس
نے جسٹینین کی شاندار عمارتون کی دی ہے۔ سلیمان کے عمارتی شوق سے صرف دار الخلافہ ہی نہین بلکہ بغداد
کونیہ - کافہ - دمشق اور بیشمار دیگر شہر مستفید ہوئے فتح بغداد کے بعد اُس نے زر خطیر صرف کر کے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے
مزار پر انوار کو جسے ایرانیون نے برباد کر دیا تہا از سر نو تیار کر دیا - اور بیشمار مسجدون کے علاوہ جو اُس نے اپنے ذاتی خرچ سے
مرمت یا تعمیر کرائین اوسنے اپنی سلطنت کو بیشمار تعمیرات منفعت عامہ (پل - سڑک وغیرہ وغیرہ) سے مزین کیا -
ان مین سب سے ممتاز اور مفید عمارتین قسطنطنیہ کی بڑی مسقف نہر چکمجی کا پل اور مکہ معظمہ کی نہر زبیدہ کی تجدید و درستی
کا کام تہا -

سلیمان کے علم پرور عہد حکومت کے شعرائے نامدار - مورخان ذی وقار - اور مفسران و شارحین قوانین
اسلام کی اگر فہرست تیار کیجائے تو کئی صفحے درکار ہون مگر ان مین سے دو کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے
سلیمان کے زمانہ سے پہلے ترکی انشاء و نظم پردازی مین کم و بیش اکثر مین اور بدویت پائی جاتی تہی سلیمان کے
زمانہ مین ترکی زبان خوب منجہ گئی جسکی اصلاح کا بیڑہ دو نامور شعرائے اُٹہا کر اوسکو بدرجۂ تکمیل پہنچا دیا - ان دونون
کی سکونت اور مرز بوم مین بعد المشرقین و المغربین تہا - ایک صاحب فضولی نام بغداد کے رہنے والے تہے اور دوسرے
المتخلص بہ باقی خاص قسطنطنیہ کے - فضولی اُستاد غزل مانا گیا ہے اوسنے پُرانے ایرانی و ترکی شعرا کی تقلید
چہوڑ کر ایرانی مذاق کے مطابق نئے میدان مین قدم رکہا اور اوسکو ایسا نبہایا کہ کل زمانہ کو اس طرف راغب کر دیا -
شاعری کے ساتہہ ہی وہ نا ثر بہی بڑا زبردست تہا - اوسکا دیوان یا مجموعۂ غزلیات او مثنوی لیلی مجنون اوسکی
بہترین تصنیفات مین سے ہین - اوسکے اشعار مین زیادہ تر دہقانی بول چال اور روزمرہ کو جو دار الخلافہ کے ترکون کی زبان
سے بہت مختلف ہے استعمال کیا گیا ہے -

اسکا دوسرا ہمعصر باقی گو اوس سے بہت کم رتبہ شاعر تہا مگر شعرائے متقدمین پر اُسے بہی بیحد فوقیت حاصل تہی -
سلطان سلیمان کی وفات پر جو بینظیر مرثیہ اسنے لکہا تہا وہ اب تک زبان زد خاص و عام ہے -

خود سلیمان بھی کوئی ایسا کم پایہ مصنف یا شاعر نہ تھا۔ اوسکے اشعار بندش مضامین اور اظہار جذبات مین بیمثل نہ سہی۔ ناقابل تعریف بھی نہین۔ اوسکے روزنامچے جنمین وہ اپنی ہمو کے اہم واقعات اپنی قلم سے ہر روز لکھتا تھا محققان فن تاریخ کے لیے نہایت کارآمد ہین۔ اونکے پڑھنے سے گو سلطان کا بلند پایہ مصنف ہونا ظاہر نہین ہوتا مگر اوسمین ایسے اوصاف موجود ہونیکا بالبداہت پتہ ملجاتا ہے جو ایک فرمانروا کے لئے نہایت ضروری ہین اکثر اوسکی فرائض شناسی محنت وستعدی اور اپنی وسیع سلطنت کے تمام ملکی وجنگی معاملات جو اوسکی تحویل مین تھے ہمیشہ بذات خاص اوسکے متوجہ رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس مین کلام نہین کہ اس مین عیوب بھی تھے اور ایسے عیوب جو سخت قابل افسوس ہین۔ اوسنے سلطانہ خرم کو اپنے پر بے اندازہ قابو پالینے دیا۔ اوسنے اپنے لایق اور ہونہار بچون کو کمال بیرحمی سے قتل کروادیا۔ اور بیشمار مدبران ملک کو جلاد کی بیرحم تلوار کے سپرد کردیا۔ علاوہ برین خود ترکی مورخون نے اوسکی حکومت کی قباحتین تحریر کی ہین۔ کوچی بے (جسنے مراد چہارم کے عہد مین ۱۶۳۳ء مین ترکی تاریخ تحریر کی) اپنی کتاب "تنزل سلطنت عثمانیہ" مین منجملہ دیگر اسباب کے مندرجہ ذیل بواعث بھی تحریر کرتا ہے جنکا الزام وہ سلطان سلیمان کے ذمہ لگاتا ہے:-

اول۔ دیوان کے جلسون مین سلطان سلیمان کے زمانہ سے سلاطین کی باقاعدہ حاضری کا بند ہوجانا۔

دوم۔ سلیمان کے وقت سے ایسے لوگون کو جو پہلے ادنیٰ درجون اور عہدون پر مامور رہکر بتدریج ترقی یاب نہ ہوئے ہون یک لخت اعلیٰ عہدون پر مقرر کردینے کے رواج کا شروع ہونا۔

سوم۔ رشوت ستانی وخیانت جسکو سلطان کا داماد رستم سب سے پہلے عمل مین لایا۔ اوسنے ادنیٰ اور نالایق ترین لوگون کے پاس ملکی عہدے بیچنے شروع کردیئے۔ گو اونسے اعلیٰ منصب کے جنگی عہدون کی تقرریان رشوت ستانی یا کسی اور بیجا رسوخ کے بداثر سے محفوظ رہین۔ اور انکا انتظام سلطان نے خود اپنے ہاتھ مین رکھا۔ مگر عہدہ فروشی کا رواج ایک دفعہ شروع ہوجانے سے بتدریج حکومت ہائے مابعد مین جنگی صیغہ مین بھی پھیل گیا۔

چہارم۔ سلطان نے محتاط فیاضی کی حد سے تجاوز کرکے ایک ہی منظور نظر وزیر کو دولت وحشمت سے مالامال کردیا۔ اور اوسکو نہ فقط بے انتہا دولت جمع کرلینے دی بلکہ اوسے ترکی قانون وقف کے بیجا استعمال سے اپنی جایداد کو ناقابل انتقال بناکر ہمیشہ کے لئے اپنے خاندان مین قایم رکھنے کے قابل بنادیا۔ اور اس طرح سے آیندہ نسلون کے لئے یہ نظیر بد قایم کردی۔ مسلمان ناظرین سے پوشیدہ نہین کہ وقف اور اوسکا ملک ناقابل انتقال اور وہ کسی کی ملکیت نہین ہوتے سلیمان کے وزیر نے اس شرعی حکم سے فایدہ اوٹھاکر اپنی جایداد کو وقف یعنی

کسی مسجد یا خانقاہ یا کسی اور خیراتی و رفاہ عام کے کام کو ہبہ کر دیا۔ اور پہر خود اپنی ذات اور اپنی اولاد کو اوسکا تولیتی
متولی اور امین بنا کر شرط کر دی کہ وقف کو اس جایداد سے اس قدر سالانہ لگان (جسکی مقدار بالعموم بہت تہوڑی
مقرر کیجاتی ہے) ملتا ہے۔ باقی آمدنی متولی کا حق ہوگی۔ اوسکو دیکہا دیکہی دوسرون نے بہی ایسا ہی کرنا شروع
کر دیا۔ اور آخر کار اس شرعی فریب کا عام رواج ہوگیا۔ جرمن مورخ وان ہیمر ان اعتراضات کے وجہ ہونے کو تسلیم کرتا ہے
مگر وہ ایک اور الزام کو جو یورپین مورخین نے سلیمان پر لگایا ہے بالکل بے بنیاد ثابت کرتا ہے۔ الزام مذکور یہ ہے
کہ سلیمان نے شاہزادون کو حسب دستور سابق فوجون کا کمانڈر اور صوبون کا گورنر مقرر کرنیکی بجائے جس سے اونکو
اوایل عمر ہی سے اصول حکمرانی اور فنون جنگی سے پوری واقفیت ہو جاتی تہی اور وہ جہانبانی کے لیے بالکل موزون
تیار ہو جاتے تہے۔ آیندہ کے لیے محلسرائے کی چاردیواری مین نظربند رکہنے کا قاعدہ جاری کر دیا۔ اور اس طرح
وہ ہمیشہ عورتون کی صحبت مین رہنے اور بیرونی دنیا سے ناواقف ہونیکی وجہ سے پورے عیاش۔ کاہل۔ ناتجربہ کار
اور ناقابل ہوگئے۔ وان ہیمر لکہتا ہے کہ سلیمان کے تمام بیٹے جو سن بلوغ تک پہونچے صوبون کی گورنری پر مامور
تہے۔ اور مرنے سے پہلے اوسکا آخری کام ایک یہ تہا کہ اپنے پوتہ مراد کو صوبہ میگنیشیا کی حکومت پر مقرر کیا۔ یہ سب کچھ
سہی مگر میری رائے مین اکیلے شہزادہ مصطفےٰ کے قتل سے وہ سلطنت کو ایسا ضعف پہونچا گیا جسکی تلافی اوسکی کسی
خوبی سے نہین ہوسکی۔

اسکندر اعظم کے حالات جمع کرنیوالے مورخ آرّیان کیطرح یہ جرمن مورخ بہی ناظرین کو متنبہ کرتا ہے کہ سلیمان اعظم کے
خصایل کا اندازہ کرتے وقت اوسکی زندگی کے قابل ملامت افعال تک ہی توجہ کو محدود نہ کر دیا جائے۔ بلکہ اون
شریفانہ اور شاندار اوصاف کو بہی جن سے وہ مزین تہا مدنظر رکہ لینا چاہیے۔ بحیثیت انسان وہ گرم جوش
اور سچا آدمی اور اوس بیہودہ نفس پرستی اور عیاشی سے جسمین اوسکے خاندان کے اسقدر فرمانروا غرق رہے
ہین بالکل پاک اور مبرا تہا۔ اوسکا اندازہ کرتے وقت ہمکو اوسکی شہزادانہ شجاعت۔ اوسکی جنگی قابلیت۔ اوسکی بلند
ہمتی و دلاوری تعصب سے پاک رہکر اوسکا اپنے مذہب کے احکام کی سخت تعمیل کرنا۔ اوسکا حسن انتظام اور کفایت
شعاری جو مین شان و شوکت اور فیاضی بہی پیوستہ تہی۔ اوسکی علم پروری و ہنر پرستی۔ اور علوم و فنون کی فیاضانہ
امداد۔ توسیع تعلیم مین اوسکی بیحد پرجوشی۔ اوسکی فتوحات جس سے اوس نے اپنی سلطنت کو چوطرفہ بڑہا دیا۔ اوسکا
مدبرانہ اور جامع قانون جس سے اوس نے اپنی تمام رعایا کے لیے بہترین حکومت کا انتظام کر دیا۔ الغرض اوسکی
ان سب خوبیون کو نظر کے سامنے رکہ لینا واجب ہے۔ اور اوسوقت ہم قایل ہو جاینگے کہ وہ واقعی سلطان اعظم کہے
جانے

خطاب کا جو تین صدیان سے اسکے نام کے ساتھ ملحق ہو چکا تہا۔ اس عہد حکومت کی داستان ختم کرنیسے پہلے
چند ایک اور واقعات درج کر دینے ضروری معلوم ہوتے ہین۔

۱۵۴۰ع مین ہندوستان سے دو سفرا بیش بہا تحائف لیکر کمال جاہ و حشم سے سلطان سلیمان کی خدمت مین
حاضر ہوئے۔ ایک سفیر شاہ علاء الدین والی بنگالہ نے جو اس وقت ہندوستان کے کل والیان ریاست سے
زبردست تہا ہمایون شہنشاہ دہلی کے برخلاف اور دوسرا سفیر والی گوجرات نے پرتگیزون کے برخلاف
سلطانی امداد مانگنے کیلئے روانہ کیا تہا چنانچہ گوجرات پر اسی درخواست کے جواب مین جنگی کشتی بہیجی گئی تہی جو موسم
کی ناموافقت اور قلت سامان کی وجہ سے ادہوری چہوڑنی پڑی۔ علاء الدین کی درخواست کی نسبت جسکو بعض
یورپین مورخون (اسمتہ وغیرہ) نے غلطی سے شاہ دہلی لکہا ہے کچہہ معلوم نہین ہوا کہ سلطان نے کیا کارروائی کی۔
البتہ یہ محقق امر ہے کہ اوسکی مدد کے لئے کوئی فوج نہ روانہ کیگئی جسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اوسنے ایک مسلمان فرمانروا کے
برخلاف جو سنی المذہب اور سلطان کا ہم قوم تہا مدد کی استدعا کی تہی۔ یا شاید اسلئے کہ علاء الدین کے جلدی
ہی اس جہان سے رخصت ہوجانیکی وجہ سے (وہ ۹۴۳ھ مین فوت ہوا) کمک بہیجنے کی ضرورت نہ رہگئی تہی۔

۱۵۴۷ع مین جبکہ آسٹریا کے ساتہ صلح ہونیکو تہی شاہ طہماسپ کے بہائی الکاذب مرزا نے جو نیز ولیعہد تخت
تہا باپ کے مرنے پر بمقام ایڈریانوپل سلطان کی خدمت مین حاضر ہوکر امداد کی درخواست کی سلیمان نے اوسکی کمال
خاطرداری کی اوسکو اپنی کل جنگی طاقت اور اوس بیش بہا مال غنیمت کا جو آسٹروی جنگون مین ہاتہ آیا تہا
معائنہ کرایا۔ اور اوسے تحایف و ہدایا سے مالامال کر دیا۔ اور سلطانہ خرم نے بہی جو اپنے داماد رستم کو
اظہار قابلیت کا موقعہ دلانیکے لئے ایران کے ساتہہ لڑائی کرانے کی تاک مین تہی پناہ گزین شہزادہ کو
خلعت ہائے فاخرہ عطا کئے۔ اور آخر سلطان نے ۱۵۴۸ع مین ایران پر دوسری چڑہائی کر دی جسمین اوسنے
اکتیس ۳۱ شہر فتح کئے۔ چودہ ۱۴ قلعے مسمار کئے اور اٹہائیس ۲۸ شہرون کو قلعبند کیا۔

مرزا الکاذب ترکی فوج کا ایک دستہ لیکر اصفہان کے قریب تک بڑہتا چلا گیا اور مال غنیمت کا ایک حصہ
سلطان کی خدمت مین روانہ کیا مگر تہوڑے ہی عرصہ بعد جب اوسنے عثمانیون سے علیحدہ ہوکر اپنی ہی جمعیت سے حصول
تخت کی کوشش کی تو طہماسپ نے اوسے شکست فاش دیکر قید کرلیا۔

سلطان سلیمان زرد رنگ۔ کشادہ پیشانی۔ عالی ہمت اور عبوس الوجہ (ترشرو) تہا۔ ۴۸ سال قمری سلطنت
کرکے ۷۴ سال قمری کی عمر مین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

سلیم ثانی مخمور کا عہد حکومت

سلیم باپ کی وفات کی خبر سُنکر اپنے مستقر الحکومت سے دار الخلافہ کیطرف روانہ ہوا۔ ۲۴ ستمبر ۱۵۶۶ء کو وہ بمقام
کالی سی ڈاان ذرکی نامعنی کوئی متصل اشقودہ یاستوطرلی ام پہونچا۔ جہان سے اُس نے اپنے ورود کی خبر قسطنطنیہ کو روانہ
کی۔ اور اوسوقت دار الخلافہ مین معلوم ہوا کہ سلطان صاحبقران ثانی رہگرا سے عالم جاودانی ہوگئے ہین سلیمان
کا جانشین ایسا نالایق شخص تہا کہ خود ترکی مورخین نے اوسے "دایم الخمر" کا خطاب دیا ہے۔ اس شہزادہ کے
کمینہ عیوب کو دیکہکر جسکو وارث تاج و تخت بنانیکے لئے قوم و سلطنت کی بدقسمتی سے ایسی گران بہا اور عزیز جانین
تلف کرائی گئی تہین سلطان سلیمان کو بہی آخری عمر مین سخت رنج ہوتا تہا۔ اوسنے ایک دفعہ اپنے نالایق بیٹے کو کمال
ناراض ہوکر سخت زجر و توبیخ بہی کی۔ مگر تیر ہاتہہ سے نکل چکا تہا۔ اور سوائے صبر کرنے اور غم و غصہ کہانے کے
اور کوئی چارہ نہین رہ گیا تہا۔ کیونکہ سلیم کے سوائے اور کوئی شہزادہ باقی نہین رہگیا تہا۔ الغرض ۵ ستمبر ۱۵۶۶ء کو
شمشیر عثمانی پہلی دفعہ ایک ایسے فرمانروا کی کمر مین باندہی گئی جس نے اسلام کی فوجون کو بذات خود میدان مین لیجانے
سے کنارہ کشی کی اور اوس قیمتی وقت کو جسے اوسکے آباو اجداد فرائض جہانبانی کی سرانجام دہی مین صرف کیا
کرتے تہے وحشیانہ بدمستی اور عیش پرستی مین ضایع کردیا مگر اس مہلک خرابی کے برے نتایج فی الفور ظاہر ہونے
سلیمان نے سلطنت کا انتظام ایسا نہین کیا تہا اور اوسے ایسی حالت مین نہین چہوڑ گیا تہا کہ ایک یا دو جانشینون
کی نالیاقتی سے خراب ہوجائے۔ علاوہ برین ابہی ایسے مدبرین اور جرنیلون کی کافی جماعت موجود تہی جو
اوس فرزانہ عالم سلطان کی نظرون کے سامنے ہر طرح کی تربیت پائی ہوئی تہے۔ اور اس طرح سے جبتک کہ
یہ لوگ زندہ رہے اور ایسی نسل نہ پیدا ہوگئی جو سلیمان کو نہ جانتی تہی۔ اوسکی حسن تربیت کا اثر سلطنت میں
باقی رہا۔ ان لوگون مین سب سے سرآوردہ محمد سقلی وزیر اعظم تہا جسنے سلیمان کے بعد مہم زیجات کو کامیابی کیساتہ
ختم کیا اور سلیم و ملک کی خوش قسمتی سے اوسکو نوجوان سلطان کے کمزور دل پر اس قدر قابو ہوگیا تہا کہ گو وہ سلطان
کی بدروشی اور پرائیویٹ لائف کی خرابیون کو نہین روک سکتا تہا تاہم انصرام مہام سلطنت اوسی پر چہوڑ دیا گیا
جس سے وہ بدانتظامی کی ترقی کو روکنے اور باب عالی کی عاملانہ مستعدی اور فاتحانہ شان و شوکت کو بدستور سابق قایم
رکہنے کے قابل ہوگیا۔

سلیم جلوس سلطانی مین اعلے ارکان سلطنت سے بیعت لیکر بلغراد کو روانہ ہوگیا جہان فوج بہی سلطان کی
سلامی اتارنے کیلئے مہم سے واپس آگئی۔ سلیم ماتمی لباس پہنے ہوئے باہر آیا اور اُس گاڑی کے قریب جس مین

سلطان مرحوم کی لاش رکہی ہوئی تہی فاتحہ پڑہکر تخت نشینی کے انعام کی نسبت کچھہ کہنے یا حکم دینے کے بغیر محل کو واپس چلا گیا۔ یکی شہریون (ینگچریون) نے بڑبڑانا شروع کیا مگر وزیر اعظم محمد سقلی نے اونکو تسلی دلاسا دیا کہ دار الخلافہ پہونچنے پر تمہارا معمول ادا کردیا جاویگا۔ وہ یہ سُنکر قسطنطنیہ تک تو خاموش چلے آئے۔ مگر وہان پہونچتے ہی علانیہ برسر فساد ہو گئے۔ وزیر دوم۔ کپتان پاشا۔ اونکے آغا۔ اور کئی دیگر اعلےٰ افسرون نے اونکو جوش کو سرد کرنا چاہا۔ مگر اونہون نے سب کو بیحرمت کر کے محلسرای سلطانی کے بیرونی صحن پر دہاوا بولدیا۔ یہ کیفیت دیکھکر سلیم کو مجبورًا باہر آنا پڑا۔ اور اونکی درخواست قبول کرنی پڑی۔ اور چونکہ مونہہ مانگا انعام دینا پڑا اس بخشش سے شاہی خزانہ بالکل خالی ہو گیا۔ مگر گورنران صوبجات۔ کمانڈران بیڑہ ہائے اور سفرائے دول اجنبیہ کے تحفہ تحایف نے خزانہ کو جلدی ہی پہر معمور کر دیا۔ سب سے قیمتی اور بیش بہا ہدیے پیالی پاشا سپہ سالار بحری اور پرتو پاشا نے نذر کئے۔

اول الذکر نے سواحل اپولیا (یا پغلیا اٹلی کے مشرقی ساحل کا نام) کو تاخت و تاراج کر کے بے انتہا غنیمت حاصل کیا تہا اور پرتو پاشا نے مہم ذیجات مین صوبہ ٹرنیسلونیا سے بیشمار دولت لوٹی تہی۔ دونون نے سالم غنیمت اپنے آقا کو سپرد کر دی۔ شاہ ایران کے سفیر نے جو پیام تعزیت اور پیام تہنیت لیکر آیا تہا دیگر تحایف کے علاوہ دو عدد دُرہائے شہوار وزنی چالیس درہم۔ ایک دانہ یاقوت رمانی شفتالو کے برابر پیشکش کیا۔

ذیجات کی فتح کے بعد فورًا ہی فریقین مین صلح کی گفتگو شروع ہو گئی۔ آسٹرویٰ سفیر[1] رہا کئے گئے۔ اور جن شرائط پر صلح کا انعقاد ممکن تہا وہ اونکو بتادی گئین۔ مگر لڑائی کا اسیوقت خاتمہ نہ ہوا۔ پرتو پاشا جس نے سلیمان کی وفات سے چندروز پیشتر قصبہ جیولا واقع ٹرنیسلونیا (موجودہ آسٹریا کا صوبہ ہنگری کے مشرق مین) فتح کر لیا تہا قصبات جینی۔ والا گوسار اور کئی مقامات پر پہر متصرف ہو گیا۔ اور اوسنے دریا مار وس کے ہر دو کنارون کی آبادی کو بہی تاخت و تاراج کر دیا۔ آخر کار ۱۷ فروری ۱۵۶۸ء کو فریقین مین صلح ہو گئی۔ آسٹریا کے پاس اوسکو

[1] ترکی گورنمنٹ کا قاعدہ تہا کہ جب کسی سلطنت کے ساتہہ لڑائی کا اعلان ہوتا تو اوسکے سفرا کو قید کر لیا جاتا تہا۔ وہ یہ کارروائی بیخوف و خطر ہو کر اسلئے کر سکتی تہی کہ اوسکی طرف سے مستقل سفیر کسی دوسرے بادشاہ کے دربار مین نہین رہتے تہے۔ جن کو وہ اس اعزاز کے قابل نہین سمجہتی تہی۔ سفرائے اجنبیہ ایک طرح سے بطور یرغمال سمجہے جاتے تہے۔ علاوہ برین ترکی گورنمنٹ اوس زمانہ مین کبہی سفیرون کی سلامتی اور حفاظت کے ساتہہ واپس لوٹا دینے کی ذمہ دار نہین ہوتی تہی۔ اگر کوئی سلطنت سفیر بہیجنے کی درخواست کرتی تو اوسے جواب دیا جاتا۔ "بابعالی کے دروازے ہر مسافر کی آمد کے لئے کہلے ہوئے ہین" ۱۲ مؤلف۔

مقبوضات واقع ہنگری۔ ڈلمیشیا مکروشیا رہنو دیئے گئے۔ اور ماد سینے سالانہ خراج اداکرنا منظور کرکے ٹرینسلوینیا مالڈیویا۔ اور والیشیا کے حکام کو بابعالی کے باجگزار تسلیم کرلیا۔ ان شرائط کو حاصل کرنیکے لئے آسٹریا کے سفیرون نے ترکی وزیرون مین چالیس ہزار ڈیوکٹ بطور رشوت تقسیم کئے۔

ایران اور پولنڈ کے ساتھ بہی صلح کی تجدید ہگئی۔ اور آخر الذکر کو کئی قلعے واپس عطا کردیئے گئے۔ ممالک اجنبیہ سے صلح صفائی کرتے وقت فرانس کے اتحاد کو بہی فراموش نہ کیا گیا۔ ۱۵۳۵ء مین فرانس سے پہلی مرتبہ باضابطہ اتحاد ہونیکے بعد فرانسیسی سفیر مستقل طور پر سلطانی دربار مین حاضر رہتا تہا۔ سفیر ڈاریان کے بعد ۱۵۵۴ء مین کوڈگ ناطے سفیر ہوا مگر وہ اپنے ملک سے غداری کرکے فلپ ثانی شاہ ہسپانیہ (خاوند ملکہ میری والیہ انگلستان و ہمشیرہ ایلزبتھ و پسر چارلس پنجم) سے جاملا۔ اوسکے بعد ۱۵۵۶ء سے لیکر ۱۵۶۱ء تک لاگتی سفیر رہا۔ پہر ولیم ڈی لالوپ سفیر مقرر ہوا جو سلطان کی آخری مہم مین سلیمان کے ہمراہ گیا۔ بعد ازان گرانٹ کیمپین سفیر ہوا جس نے ۱۵۶۸ء کے صلح نامہ مین بابعالی و آسٹریا کو برشتہ تکمیل پہونچنے دینے کے لئے سخت کوشش کی۔ اوس سے بعد کلاڈ دومسی بورگ ایلچی بنا۔ ۱۵۶۹ء مین اسکے درخواست کرنے پر سلیم نے امتیازات کی ترمیم کرکے کئی مزید اہم رعائتین عطا کرین۔ اور ترجمان ابراہیم پاشا کے ہاتہ ترمیم شدہ معاہدہ شاہ چارلس نہم والی فرانس کے پاس پیرس بہیجدیا۔ پرانی مراعات پر یہ رعائتین اضافہ کیگئیں۔

(۱) ہر ایک فرانسیس کو جو ترکی مین آباد ہو ہمیشہ کے لئے جزیہ سے معاف کردیا گیا۔

(۲) فرانسیسی سفراء اور قونصلون کو فرانسیسی غلامون کے لئے جو مسلمانون کے قبضہ مین آگئے ہون تلاشی لینے اور ایسے بحری قزاقون کو جنہون نے فرانسیسی رعایا کو گرفتار یا فروخت کیا سزا ملنے کا مطالبہ کرنیکا اختیار دیا گیا۔

(۳) سلطان نے اسیر فرانسیسی مال اسباب کے معاوضہ دینے کا جو فرانسیسی جہازون سے لوٹا گیا ہو اور لوٹنے والون کو سزا دینے کا ذمہ لیا۔

(۴) ترکی بحری فوج کو فرانسیسی جہازون سے دوستانہ برتاؤ کرنے اور سواحل ترکی پر کسی فرانسیسی جہاز کے تہ نشین ہوجانے کی صورت مین ہر طرح کی مدد کرنے اور اہل جہاز اور انکے اسباب کی حرمت کرنیکا حکم دیا گیا

(۵) بالآخر فرانسیسی قوم کو قلمرو عثمانیہ مین وہ تمام رعایات عطا کیگئین جو ریاست وینس کی رعایا کو حاصل تہین۔ اوران مین وہ مراعات بہی شامل تہین جو آخر الذکر نے روپیہ خرچ کرکے حاصل کی تہین۔

ان وسیع مراعات کی طفیل جبکہ ہسپانیہ اور وینس عثمانیہ طاقت کا مقابلہ کرکے اپنی قوت زائل کررہے تہے فرانس کل بحیرہ روم کی تجارت کا مالک بنا ہوا تہا۔

حتی کہ الجیریا کے سلمان جہازران چیخ اُٹھے کہ کل بحیرۂ فرانسیسی جہازون سی بہرپور ہو رہا ہے۔ یہہ جہازات ترکی سمندرون مین جہازرانی کرنیکے محاصل اداکرنیکے بغیر ترکی سواحل پر ساحلی تجارت کرتے تہے۔ فرانسیسی مونگا اور صدف نکالنے کے مشاق غوطہ زنون نے جنوبی ساحل فرانس کے بندرگاہ مارسیلیز (مرسیلیا) سے نکل کر افریقہ کے شمالی ساحل پر کئی آبادیان قایم کرلین۔ ان مین سے ایک کا نام بسٹین ڈی فرانس (برج فرانس) تہا۔ وہ قصبہ بوناؔ[1] سے چہ میل کے فاصلہ پر واقعہ تہی۔ جو گہوڑون۔ اناج و موم کی فروخت کی بڑی منڈی ہو گئی۔ سلطان کی اجازت سے کل قلمرو عثمانیہ مین کیتہولک مذہب کی مشنین قایم ہوگئین۔ اور اس فرقہ کے پادریون کے راہبخانے خود قسطنطنیہ کے مضافات مین بنا لئے گئے۔ اور فرانسیسی سفراء و قونصلین نے کل سلطنت عثمانیہ کے عیسائیون کو بالعموم اور شام کے نصاریٰ کو بالخصوص اپنی حمایت مین لیکر ترکی حکام کے برخلاف اونکی جا و بیجا حمایت کرنی شروع کردی۔ اور ان سفیرون کے پروانون کی حفاظت مین ہر ایک عیسائی ملک کے زائرین ارض مقدس کی زیارت کرنے لگ گئے اور فرانسیسی علم شام کی دیول نصاریٰ پر لہرانا شروع ہو گیا۔ انہی مہربانیون اور نوازشون کی طفیل آج نصف شمالی افریقہ پر فرانس فے الواقع قابض ہے اور شام کے معاملات مین اسکو اس قدر دخل و تصرف حاصل ہے کہ بعض اوقات یہہ سمجہنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آیا اس قطعہ کے مالک ترک ہین یا فرانسیسی۔ یہ کیفیت دیکہکر کسی وقت خواہ مخواہ ان عنایات دہندگان کی دریادلی پر افسوس کرنیکو دل چاہتا ہے۔ مگر جب ذرا سا غور و فکر کیا جائے تو اونکا کوئی قصور نہین پایا جاتا۔ اونکو کیا معلوم تہا کہ ہمارے اکثر جانشین ایسے ناخلف اور ہماری قوم کسی وقت خواب غفلت و جہالت مین ایسی مدہوش ہو جائیگی کہ یہی لوگ جنکو اب مستحق پرورش و رعایت سمجہا جاتا ہے ترکی کی کمزوری سے فایدہ اُٹہاکر مالک قطعات زرخیز اور مختار کل ہو جاینگے۔ اگر سلیمان ایسی رعایتین نہی دیتا تو کیا ترکون کی غفلت اپنا اثر دکہانے سے پہر بہی باز رہ سکتی تہی؟ ہرگز نہین!۔ اگر ترک عیاشی و کاہلی اور جہالت مین نہ پڑ جاتے تو یہ سوداگر اور سایل اب بہی اوسی حیثیت مین نظر آتے۔ خیر اس بحث کو چہوڑکر مین پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔

سلیم نے امتیازات کی تجدید کے بعد پدر بزرگوار کی طرح اپنے دشمنون کے برخلاف فرانسیسی اتحاد سے فایدہ اوٹہانے کی کوشش کی۔ چونکہ اُس نے جیسا کہ آگے مفصل ذکر آئیگا جزیرہ قبرس لینے کا مصمم ارادہ کرلیا تہا۔ اور ریاست وینس سے ترکون کے مقابلہ کے لئے یورپ سے مدد چاہی تہی۔ سلیم نے چارلس نہم کے پاس سفیر بہیجکر اوسکو ریاست وینس کے برخلاف اعلان جنگ کرنے کی دعوت کی۔ اور اسکے ساتہہ ہی اُس نے شاہ فرانس کو اپنی ہمشیرہ

[1] الجیریا کے شمالی ساحل کا مشہور بندرگاہ۔

مارگرٹ آف ویلائیس کا ازدواج سٹیفن نے اپلی حاکم ٹرنسیلوینیا سے کروینو کا جسکو بابعالی پولنڈ کا بادشاہ منتخب
کرانیکی تجویز کر رہا تہا ایما کیا۔ دیوان کا خیال تہا کہ اس طرح پولنڈ فرانس اور ٹرکی سے متفق اور متحد ہو کر
آسٹریا کی بغل مین ایک نیا دشمن پیدا ہوجائیگا جو اوسکو شمال کیطرف سے روکے رہیگا۔ اور ٹرکی مشرق کی
طرف سے اور فرانس جنوب کیطرف سے اوسکی پیش قدمی کو روکتا رہیگا چارلس کے پاس کوئی جنگی بیڑہ نہ تہا۔ اس
کمی کے علاوہ اندرونی مشکلات کی وجہ سے بہی وہ وینس یا ٹرکی مین سے کسی کی امداد نہین کر سکتا تہا۔ تاہم اوسنے
دونون مین بیچ بچاؤ کرادینے کا عندیہ ظاہر کرکے اپنی ہمشیر کی شادی ترکون کے باجگذار کے ساتہہ کرنیسے انکار کردیا
کیونکہ چارلس کی شادی تازہ تازہ آسٹریا کی ایک شہزادی سے ہوئی تہی۔ اور اسلیئے فرانس نے آسٹریا کی تخریب کے
کل امداد سے ترک کردیئے تہے مگر بابعالی کی تجویز سے اوسے پولنڈ کو فرانس کے ساتہہ وابستہ کرنیکا خیال سوجہ گیا اور
اسکی تکمیل کے لیئے اوسنے اپنے بہائی ڈیوک آف انجو کو پولنڈ کے تخت پر متمکن کرانیکی کوشش شروع کردی۔
اتحادی معاہدون کی تجدید و تکمیل کے ساتہہ ہی ساتہہ وزیر اعظم محمد صقلی نے ان بغاوتون کو جو بالعموم ہر نئے
سلطان کے تخت نشین ہونے پر پہوٹ پڑتی تہین نہایت ستعدی سے فرو کرکے ممالک محروسہ مین
کئی بینظیر شاہی عمارتین اور رفاہ عام کے کام تیار کرائے قسطنطنیہ کی مشہور جامع سلیمیہ جو اوستاد زمانہ معمار
سنان کے کمال کی بیعدیل یادگار ہے اس وزیر کی حسن سعی کا نتیجہ ہے جس نے ان کامون کے علاوہ دو ایسے
اہم اور کٹہن کامون کی تیاری کا ارادہ کیا تہا جن سے نہ فقط اوسکی کمال دور اندیشی، تدبیر عام واقفیت اور عالی ہمتی
ظاہر ہو رہی ہے بلکہ اگر وہ اونکی تکمیل مین کامیاب ہوجاتا تو اوسکا نام قیامت تک جریدہ عالم پر نقش ہوجاتا
ان مین سے ایک بحیرۂ قلزم و بحیرۂ روم کو ملانیکے لیئے خاک نائے سویز مین سے نہر نکالنا تہا اور دوسرا روس کے
دریائے ڈان کو جو بحیرۂ اسود مین گرتا ہے بذریعہ نہر دریاء والگا سے جو بحیرۂ کاسپین مین گرتا ہے ملانیکا کام تہا
اس آخری کام کی تیاری کے لیئے استراخان پر قابض ہونا ضروری تہا اور یہ اسلیئے بہی زیادہ تر عجیب ہے
کہ اس نہر کے تیار کرنے کی کوشش کرتے وقت ترکون کو اب پہلی مرتبہ روسیون کے ساتہہ میدان جنگ مین ہم مقابل ہونا
پڑا جسکا متصور کراس موقعہ پر بہل نہ ہوگا۔
سولہوین صدی کے وسط مین جبکہ سلطنت عثمانیہ کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تہا۔ اور کل دنیا اوسکی آب
تاب سے مبہوت ہو کر عثمانیہ جلال کا ہوا زہری تہی وہی آہستگی تمام اور بڑی دقتون کے ساتہہ اوس تباہی و ذلت سے
جو تاتاری خانون کی اڑہائی سو برس کی غلامی و محکومی سے اونپر وارد ہو رہی تہی باہر نکل رہے تہے شاہان ماسکو

ایوان ثالث اور واسیلی اوالووک کی شجاعت و مکاری سے ۱۴۸۰ء اور ۱۵۳۳ء کے درمیان اس ملک نے
خوانین قبچاق کو خراج ادا کرنے کی ذلت سے نجات پائی اور ان بادشاہون نے دیگر روسی ریاستون کو ریاست کوب
(یعنی ماسکو جو روس کا سب سے پرانا دار الخلافہ اور روسی قوم کا مخزن و مولد ہے) کے ساتھ ملا کر ایک متحدہ روسی سلطنت
قایم کرلی جو کیف سے قزان تک اور سائبیریا سے لیکر لیپلینڈ تک وسیع تھی۔ انسے پہلے ماسکو کے فرمانروا گرینڈ
ڈیوک کہلاتے تھے ان بادشاہون نے زار کا خطاب اختیار کیا۔ یورپین لوگون کا خیال ہے کہ زار لاطینی لفظ سیزر (قیصر)
کا بگڑا ہوا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ زار پرانا عبرانی و خالدی لفظ بمعنی بادشاہ ہے جیسے کہ شاہان بابل بیلشضار
نبوکدنضار وغیرہ سے ظاہر ہے۔ سلیو قوم کے عیسائیون نے جب توریت و انجیل کا ترجمہ اپنی زبان مین کیا تو یہ لفظ
انکی زبان مین داخل ہوگیا۔ قیصران روم اور خوانین کریمیا بھی اکثر زار کے لقب سے پکارے جاتے تھے گرجستان کے بادشاہ
شار کہلاتے تھے تاتاری اپنے سردارون کی بیگمات کو زارینہ کہتے تھے۔

ان گرینڈ ڈیوکون یا زارون کے دماغون مین جیسے کہ اب وہ پکارے جانے لگے تھے باین بے سروسامانی اور ذلت
دست نگری اور شاہ نشین بھی قسطنطنیہ پر قابض ہونیکا خبط سمایا ہوا تھا۔ نامایوان ثالث نے اوس یونانی خاندان قیاصرہ
کی اکلوتی اور آخری شہزادی مسمات صوفیا سے جس سے عثمانیون نے قسطنطنیہ فتح کیا تھا شادی کی درخواست
کی جو منظور ہوگئی۔ اور اونکا ایک دوسرے سے عقد ہوگیا۔ اس ازدواج کی تاریخ سے روسیون نے جنکے علم پر سینٹ
جارج کی جو اژدہا کو قتل کر رہا ہے تصویر ہوتی تھی قیاصرہ قسطنطنیہ سے شاہی نشان یعنی دوسر والے
عقاب کا نشان اپنی سلطنت کے لیے اختیار کرلیا۔ ایوان ظالم کی نابالغی کے دوران مین جو ۱۵۳۳ء مین تخت
نشین ہوا روس مین خودسری اور طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا مگر اس شہزادہ کے بالغ ہوکر عنان حکومت اپنے
ہاتھ مین لینے پر سلطنت کی حالت پھر درست ہوگئی۔ اور اس مین ہی طاقت و قوت عود کر آئی۔ استراخان[1] اور قزان[2] جو مسلمان

[1] استراخان روس کے ایک صوبہ اور شہر کا نام ہے یہ صوبہ بحیرہ کاسپین کے شمال مغرب مین روسی علاقہ کوہ قاف کے گورنر کے
ماتحت ہے دریا ولگا اس صوبہ کے وسط مین سے گذرتا ہے۔ اس صوبہ کا طول ۲۷۰ میل عرض ۲۰۰ میل رقبہ ۸۰ ہزار مربع میل
اور آبادی ۸ لاکھ کے قریب ہے۔ یہ صوبہ غیر آباد اور کف دست میدان بے آب و گیاہ ہے۔ اسکے صدر مقام کا نام بھی استراخان ہے
جو دہانہ دریاے والگا سے تیس میل اوپر دریا کے ایک جزیرہ پر آباد ہے۔ اس مین دو شہر پناہین مع برجون ہین۔ ایک مین تاتاری اترتے
ہین اور دوسری مین ایرانی۔ آبادی ۴۰ ہزار سے زیادہ ہے۔ یہ شہر تقریباً تین سو برس تاتار خوانین کا مستقر الحکومت رہا۔
۱۵۵۴ء مین روسیون نے فتح کیا۔ ۱۵۶۹ء مین ترکون نے محاصرہ کیا۔ مگر ناکام رہے ۱۶۷۰ء مین اس شہر کو

تاتار خانین کے ماتحت تہو (سنہ ۱۵۵۲ء مین) فتح ہوکر روس کے ساتہہ شامل کرلئے گئے۔ دریاء ڈان کے کنارے کے قزاق (کاساک) سلطنت روس کی ساتہہ متحد ہوگئے۔ اور اونکے ایک سردار یرماق نے زار کیطرف سے سائبریا پر حملہ آور ہوکر اس وسیع ملک کو بہی سلطنت روس مین شامل کردیا۔ ایوان کی تخت نشینی کے وقت روس کا رقبہ ۷۴ ہزار جرمن میل مربع تہا۔ اوسکی وفات پر وہ ایک لاکہہ ۴۴ ہزار میل مربع ہوگیا مگر مغربی یوروپ مین روس ایسا کم معلوم یا اوسکی طرف سے ایسی لاپرواہی اور تغافل تہا کہ فلپ شاہ ہسپانیہ اور اوسکی بیوی میری ملکہ انگلستان نے روس کے ساتہہ تجارت کرنے والے انگریز سوداگرون کی پہلی باضابطہ کمپنی اور شراکت کو جو سند عطا کی اوس مین درج ہے کہ یہ سند ملک مذکور کی دریافت پر عطا کی گئی ہے۔ یعنی روس کو وحشیون کے ایسے ملک سے مشابہ کیا گیا گویا امریکہ کے لق ودق صحاری اور جنگلات مین واقع ہے اور مہذب بنی نوع انسان اب پہلی مرتبہ اوسمین قدم دہرنے والا ہو۔ مگر اوس زمانہ مین بہی جو لوگ اوس خام مصالح کو جو زار اسکو جنگی طاقت کی تیاری وتکمیل کے لئے رکہتا تہا۔ اور نیز اوسکی رعایا کی تعداد کثیر۔ باشندون کی جفاکشی اور سخت مزاجی۔ اونکا اپنے بادشاہ کی بے اندازہ تابعداری کرنا اور ملک کی قدرتی بناوٹ کو جو حملہ آور کے لئے سخت مشکلات پیدا کرتی ہے غور وفکر سے دیکہتے تہے۔ اونہون نے اندیشہ ظاہر کردیا تہا کہ اگر یہ وحشیون کا دل بادل ایک دفعہ اسلحہ وشہ بار سے مسلح اور مہذبانہ جنگجوئی کے آداب وقواعد سے واقف ہوگیا تو دوسری آزاد ریاستین اسکو بہی حرص وطمع سے بمشکل جانبر ہوسکین گی۔ +

یورپین مؤرخ پولنڈ اور بیشمار دیگر ریاستون کی قسمتون کے تصفیہ سے بجمنڈ شاہ پولنڈ کے الفاظ کی صداقت کو نہایت افسوس اور دلی رنج کے ساتہہ تسلیم کرتے ہین تین سو برس کا عرصہ ہوا ہے کہ اس دور اندیش عیسائی بادشاہ

ایرانیون سے لوٹا۔ +

۲ قزان یورپین روس کا وسیع صوبہ ہو جو دریا والگا اور کوہ اورال کے درمیان واقع ہے۔ رقبہ ۲۴ ہزار میل مربع اور آبادی ۲۲ لاکہہ ہے۔ اس صوبہ پر کئی سو برس تاتار خانین حکمران رہے ہین۔ صدر مقام کا نام بہی قزان ہے جو نہایت مضبوط قلعبند شہر ہے اور دریاء کازنکا پر اس دریاء اور دریاء والگا کے محل التصاق سے چار میل اوپر شہر نجنی نووگورڈ سے بجانب شمال مشرق ۴ سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکے قلعہ کی فصیل جسمین ۱۳ برج ہین تاتاریون نے بنائی تہی۔ شہر مین ایک کنیسہ اعظم۔ ۳۵ دوسرے گرجے۔ متعدد راہب خانے اور سولہ مسجدین ہین۔ اس شہر کو ۱۲۵۷ء مین تاتاریون نے آباد کیا۔ زار ایوان نے محاصرہ طویل کے بعد ۱۵۵۲ء مین فتح کرکے باشندون کو تہ تیغ کیا۔ آبادی ایک لاکہہ سو اوپر ہے ۱۸۱۵ء مین نصف سے زیادہ شہر جلگیا تہا۔ صوبہ قزان کی آبادی نصف کے قریب روسی ہے اور باقی تاتاری وغیرہ ہین۔ مترجم

نے زار کو کل آنا و قومون کی دشمن ہونیکا خطاب دیکر ایلیزبتہہ ملکہ انگلستان کو جنگی انجنیر اور سامان حرب دینی زار کو بہم پہونچانے سے روکا تہا۔ انگریز سیاح رچرڈ چانسلر جو روس اور سائبیریا کے شمال سے بحیرۂ منجمد شمالی مین ہے انگلستان سی ہندوستان کیطرف راستہ تلاش کرنیکے لئی سر ہیو لوبالی کے ہمراہ انگلستان سی روانہ ہوا تہا اور آرکنجل سے ماسکو جاکر کچہہ عرصہ ایوان کی دربار مین حاضر باش رہا تہا اپنی سفرنامہ مین روسی ٹیوک کی فوج کی کثرت اور اونکی جفاکشی کا مفصل ذکر کرکے تحریر کرتا ہی کہ " یہ لوگ میدان جنگ مین کسی ترتیب و نظام سی نہین لڑتے اور چند دن مین ہوکر بے تحاشا دوڑے جاتے ہین۔ لیکن اگر یہ لوگ جنگی تربیت پا جائین اور فنون حرب سے واقف ہو جائین تو دنیا کے لئے کیسی سخت خطرہ کا احتمال ہی ؟ - اگر اس بادشاہ کے ملک مین ایسی آدمی ہون جو ان لوگون کو فن آداب جنگ سکہا سکین تو اس بادشاہ کی طاقت اوسکی رعایا کی جفاکشی اور تہوڑے خرچ سی اوسکو جنگ کرسکنے کی قابلیت کو مدنظر رکہکر مین یقین کے ساتہہ کہہ سکتا ہون کہ دو زبردست سے زبردست عیسائی بادشاہ بہی اوسکا مقابلہ نہ کرسکین " دوسری جگہہ بہی سیاح پہر لکہتا ہے کہ " اگر یہ لوگ اپنی قوت سے واقف ہوجائین۔ تو کوئی آدمی اونکے سامنے ٹہہرنے کی طاقت نہ رکہی۔ اور نہ اونکے ہمسائے اونسی ایک دن بہی چین سے رہ سکین۔ مگر میرا خیال ہی کہ خداوند کریم کی ایسی مرضی نہین۔ انکی مثال بعینہ گہوڑے ایسی ہی۔ وہ اپنی طاقت نہین جانتا۔ اور ایک چہوٹا سا بچہ بہی لگام سے اوسپر سواری کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنی قوت سی واقف ہوتا تو کوئی بچہ یا جوان کبہی اوسپر سوار نہ ہوسکتا "

سلیم کی تخت نشینی کے وقت روسی سلطان کے باجگزار خوانین کریمیا سے سخت جانگداز لڑائیان لڑ رہی تہے۔ مگر باب عالی نے اِن مین کوئی مداخلت نہ کی۔ آخر وزیر مستقلی کی نوہانت طبع نے ایسی تجویز کی تکمیل کی کوشش کی۔ جو اگر کامیاب ہوجاتی تو دریائے ڈان اور والگا کے کنارون اور بحیرۂ کاسپین کے سواحل پر عثمانیہ طاقت نہایت مضبوطی سے قائم ہوجاتی اور جنوب کیطرف روسی پیش قدمی ہمیشہ کیلئی رک جاتی۔ ایران پر فوجکشی کرتے وقت عثمانیہ افواج کو بالائی آرمینیا اور آذربائیجان کے سنگلاخ چٹانون اور غیر آباد کوہسارون سے گذرتے ہوئے ہمیشہ سخت تکلیفین برداشت کرنی پڑتی تہین سلیم کی تخت نشینی سے کچہہ عرصہ بعد ایران سے پہر کچہہ تنازعے پیدا ہوگئے تہے جن سی اوسکے ساتہہ جنگ ہوجانے کا قوی احتمال ہوگیا تہا محمد مستقلی نے متذکرہ بالا تکالیف سے بچنے کے لئی دریائے ڈان اور والگا کو نہر سے ملا دینے کی تجویز کی۔ تاکہ ترکی فوج اور جہاز بحیرۂ اسود وغیرہ آزاف سے دریائی ڈان مین داخل ہوکر مجوزہ نہر کے راستے والگا پہونچ جائین اور اوس دریا کے رستہ بحیرۂ کاسپین مین اُترکر تبریز اور ایران کے عین مرکز پر حملہ آور ہون۔ یہ دونون دریائے ذخار (ڈان اور والگا) یورپی روس مین

واقع ہے۔ ڈان شمال مغرب سے اور والگا شمال مشرق سے نکلکر کئی سو میل تک ایک دوسری کی طرف بہتے
ہین حتی کہ ایک مقام پر اونکا درمیانی فاصلہ صرف تیس میل رہجاتا ہے۔ وہان سے وہ پہر ایک دوسرے سے
ہٹنا شروع کرتے ہیں۔ ڈان شہر آزاف کے قریب بحیرہ آزاف مین جاگرتا ہے۔ اور والگا بحیرہ کاسپین مین۔ کہا
جاتا ہے کہ اسکندر اعظم کے قابل ترین جرنیل اور جانشین سیلیوکس نکاٹر نے بہی ان دونون دریاؤن کو نہر کے ذریعہ
ملانے کی تجویز کی تہی۔ اس تجویز کو کئی صدیون کے بعد اب وزیر محمد نے تازہ کیا۔ اور گو ایران کے ساتہہ لڑائی ہونیکا
اندیشہ جلدی ہی دور ہوگیا۔ مگر سلیمان اعظم کا تربیت یافتہ کہن سال مدبر اپنے ارادہ پر قائم رہا۔ وہ بخوبی جانتا تہا۔
کہ اگر یہ نہر تیار ہوگئی تو سلطنت عثمانیہ کیلئے بے اندازہ تجارتی اور پولیٹیکل فوائد کا باعث ہوگی۔ آزاف پہلے ہی ترکون کے
قبضہ مین تہا۔ مگر ایسی اہم تجویز کی تکمیل کیلئے استراخان پر بہی قابض ہونا ضروری تہا چنانچہ تین ہزار ینگچری اور بیس ہزار
سوار استراخان کے محاصرہ پر روانہ کیئے گئے اور تیس ہزار تاتاریون کی کمکی فوج کو اس فوج سے جاملنے اور نہر کی
تیاری مین مدد دینے کا حکم دیا گیا۔ انکے ساتہہ ہی پانچ ہزار ینگچری اور تین ہزار سنگ باز نہر کے مغربی سرے سے
کام شروع کرانے اور مزدورون کی حفاظت کے لئے آزاف کو بہیجدیئے گئے۔ مگر ایوان مہیب کے جرنیلون نے اس نازک
موقعہ پر اپنے جابر آقا کا حق نمک نہایت قابلیت کے ساتہہ ادا کیا۔ استراخان کی روسی قلعہ نشین فوج نے محاصرین
پر دہاوا کرکے اونکو نقصان کے ساتہہ پسپا کردیا۔ ادہر روسی شہزادہ سربلی نوف نے پندرہ ہزار سپاہیون کی ایک
دوسری روسی فوج سے آزاف کے قریب ینگچریون اور مزدورون پر اچانک حملہ آور ہوکر اونکو تتر بتر کردیا۔ اور اس
موقعہ پر اول مرتبہ روسیون کو ترکون سے مال یغما اور غنیمت ہاتہہ آئی۔ ایوان کی فوجون نے تاتاری لشکر کو بہی
جو ترکون کی مدد کو آرہا تہا شکست فاش دیکر منتشر کردیا۔ اور عثمانلی ان شکستون اور ہزیمتون سے شکستہ دل ہوکر
پیش نہاد خاطر مہم کو نہین بلکہ ترکی رعب و اقتدار کو قطعی الوداع کہہکر قسطنطنیہ کو واپس ہٹ آئے۔ لیکن ترکون کی
شکستہ دلی کا باعث فقط یہی ہزیمتیں ہی نہین تہین بلکہ اونکو تاتاری مسلمان بہائیون نے بہی جنہون نے بہت
جلد اپنے اس اظہار اخوت اسلامی کا مزہ چکہہ لیا۔ ترکون کو جو شومئی بخت سے یا تن پرور اور آرام پسند ہوجانے کی
وجہہ سے محمد سقلی کی تجویز سے پہلے ہی برداشتہ خاطر ہو رہے تہے۔ اور زیادہ دل برداشتہ بنانے مین کچہہ کم حصہ نہ لیا۔
اون بیوقوفون کو خودغرضی نے پٹی پڑہادی کہ اگر ترکون کا قدم اس علاقہ مین جمگیا تو تم کو آزادی حاصل نہ رہیگی
اور تم باجگزاری کی حد سے متنزل ہوکر کامل محکوم بنجاؤگے۔ جس طرح ہو ترکون کا دل کہٹا کردو چنانچہ ان کمبختون نے
سادہ لوح عثمانیون کو اس علاقہ کے موسمی خطرات عدیدہ سے ڈرانا شروع کردیا کہ یہان سردی ایسی سخت پڑتی ہے

کہ تمہارا یہاں ایک دن بھی جینا محال ہے گرما میں راتیں یہاں صرف تین گھنٹوں کی ہوتی ہیں - اور تم جانتے
ہو کہ عشار کی نماز میں خواہ کیسی سویرے پڑھو مغرب کی نماز اور اوس میں کم از کم دو گھنٹوں کا وقفہ ضروری ہے - اور
فجر کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنی فرض ہے - اب بتاؤ کب سوگے اور کب نمازیں ادا کروگے - یا نیند چھوڑو
یا نماز ترک کرو - ترک اونکے فریب میں آگئے - اور اونکو اتنا ہوش بھی نہ رہا کہ ان مکاروں سے ہی پوچھیں کہ
اگر یہ کیفیت ہے تو تم گرما میں کیا کیا کرتے ہو لیکن اگر اونکو فتوحات جدیدہ کی اُمنگ نہ بھی ہوتی سلطان قوم کی عزت و نیکنامی کا
ہی پاس ہوتا تو پوچھنا کسکا وہ ایسی باتیں سنناہی کب گوارا کرتے - وہ تو سب کو خیرباد کہہ چکے تھے اور محض بہانہ ڈھونڈ
رہے تھے - تاتاریوں کی یہ باتیں سُنتے ہی گھروں کو واپس آنے کے لئے خوشی خوشی جہازوں پر سوار ہوگئے
لیکن ان بزدلوں کو جلد ثابت ہوگیا کہ موت سے کوئی مفر نہیں - سمندر میں طوفان نے بیڑہ کو گھیر لیا - کئی جہاز تباہ
ہوگئے - اور کل فوج میں سے صرف سات ہزار قسطنطنیہ واپس پہونچے - افسوس وزیر محمد سقلی ایسا مستقل مزاج -
اور عاقبت اندیش مدبر بھی فقط ایک دفعہ ہی کی ناکامی سے ایسے مفید اور ضروری کام کی سرانجام دہی سے باز آگیا
اور پھر اوسنے اس طرف بھولے سے بھی توجہ نہ کی - حالانکہ دنیا میں ایسے بہت ہی کم خوش نصیب ہیں جو ایک ہی کوشش
میں کامیاب ہوجائیں - ورنہ بالعموم ابتدائی ناکام کوششیں آخر کار فتح و کامیابی کے لئے زینوں کا کام دیا
کرتی ہیں کیونکہ اونسے تجربہ حاصل کرکے حصول مدعا کے لئے پوری تیاری کیجاتی ہے - مورخین نے کوئی وجہ نہیں لکھی کہ وزیر
موصوف نے اس ارادہ کو پھر کیوں ترک کردیا - مگر اوسکی مسلمہ لیاقت اور قومی جانثاری ہمیں یہ قیاس کرنے پر
مجبور کرتی ہے کہ اوسنے کسی اشد مجبوری ہی کی وجہ سے اپنے ارادہ کو ترک کیا ہوگا -

روسی بھی ایسے مضبوط نہ تھے کہ وہ ترکوں کی فوجکشی کا ترکی بہ ترکی جواب دیکر خود انکے علاقوں پر حملہ آور ہوجاتے
انہوں نے استراخان اور قازان کی تاتاری ریاستوں کو بیشک فتح کرلیا تھا - مگر کریمیا کے تاتاری اپنے شہنشاہ
سلطان روم کی مدد کے بغیر بھی ابھی اونکا مقابلہ کرنیکے لئے کافی مضبوط تھے چنانچہ متذکرہ بالا ترکی مہم کو ابھی صرف
دو برس ہی ہوئے تھے کہ خان کریمیا نے زار ماسکو کے علاقہ پر حملہ کرکے (سنہ ۱۵۷۱ء میں) ماسکو کو بزور شمشیر فتح کرلیا
اور شہر کو بھی پھر کر تاخت و تاراج کیا - اس واقعہ سے ایک برس پہلے سنہ ۱۵۷۰ء میں زار ایوان نے ایک سفیر
مسمی نوسولیتوف قسطنطنیہ بھیجکر استراخان پر ترکی فوجکشی کی شکایت اور آئندہ کے لئے دونوں سلطنتوں میں
صلح اور دوستی و اتحاد رہنے کی تجویز پیش کی تھی نوسولیتوف نے وزرا سے گفتگو کرتے وقت اس بات پر بڑا زور دیا کہ
میرا آقا و نعمت (زار) اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے نہایت نرمی اور بے تعصبی کے ساتھ پیش آتا ہے -

جس سے ظاہر ہے کہ وہ مذہب اسلام کا دشمن نہین ہے۔ باب عالی روسی سفیر کے ساتھ بڑی خوش خلاقی سے پیش آیا۔ اور اس واقعہ سے بعد تقریباً ایک سو برس تک ترکون اور روسیون مین پہر کوئی لڑائی نہ ہوئی سلطان نے اپنا جلال کم کہا نے اور یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ روس کی کچہہ حقیقت نہین سمجہتا۔ نوسولیٹوف سے حسب دستور اوسکے آقا کی صحت مزاج اور خیریت نہ پوچہی اور نہ اوسکو شرف باریابی بخشنے سے پہلے سلطانی محل مین کہانا تناول کرنے کی دعوت کی گئی۔ جیسے کہ عموماً سفرا کو کی جاتی تہی۔

ڈوان اور والگا کی نہر کی تیاری کی تو کوشش بہی کیگئی۔ مگر نہر سویز[١] کی تجویز کو یہ بات بہی نصیب نہوئی پہلے یہ تجویز صوبہ یمن کی بغاوت کی وجہ سے ملتوی ہوگئی۔ اور جب وہ بغاوت فرو ہوگئی تو سلیم نے قبرس پر چڑہائی کر دی۔ اور اس طرح یہ تجویز قطعاً کہٹائی مین پڑ گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ ترک نہر بنانا پسند بہی نہین کرتے تہے اونکو اندیشہ تہا کہ اسکے تیار ہو جانے سے کفار کے بیڑون کے لئے حجاز کا راستہ کہل جائیگا۔ مگر یہ خیال غلط ہے اس وقت ترکی بحری طاقت ایسی زبردست تہی کہ وہ کل عیسائی طاقتون کے متفقہ بیڑون کی بہی کوئی حقیقت نہین سمجہتے تہے۔ خیر وجہ التوا کچہہ ہو۔ اس نہر کی تیاری کے متعلق ناموری کا سہرا فرانسیسی انجنیر ایم ڈی لیسپ کے لئے مقدر تہا اور اوسکو ملگیا۔ اور گو وسطی امریکہ کی نہر بنانا کی ناکامی اور اوسکی تیاری کے متعلق زر خطیر کے تغلب سے اس بوڑہے فرانسیسی کو آخری عمر مین بہت ذلت اوٹہانی پڑی۔ اور اوسکی سابقہ نیکنامی خاک مین ملگئی۔ مگر پہر بہی جبتک نہر سویز قایم رہیگی اوسکا نام لوح زمانہ پر ثبت رہیگا۔

عربون کی طبعی آزادی پسندی کون نہین جانتا۔ اونکو اسلامی طاقت کی محکومی بہی ناگوار ہے۔ جیسا کہ یمن مین اب تک متواتر بغاوتین ہوتے رہنے سے گو جنکے برپا کرانے مین اب عیسائی ہمسائیون کو بہی بہت کچہہ دخل ہے صاف ظاہر ہو رہا ہے اس صوبہ مین سلیمان اعظم کے وقت بہی کامل امن قایم نہین ہوسکا تہا۔ جب

---

[١] موجودہ نہر سویز فرانسیسی انجنیر ایم ڈی لیسپ کی ہمت وکوشش سے ١٨٦٩ء مین جاری ہوئی۔ خاکنائے سویز کی زمین ریگستانی ہے۔ اور بعض جگہہ دلدلین بہی ہین نہر کے راستہ مین کئی جہیلین بہی ہین۔ کہا جاتا ہے کہ ولادت مسیح سے پانسو برس پہلے یہ نہر جاری کی گئی تہی جو آخرکار ریت سے بہر گئی جسکو مسلمان فاتحان مصر نے حضرت عمرؓ کے وقت صاف کر کے پہر نہر کو جاری کر دیا تہا۔ مگر اسکی تحقیق نہین ہوئی۔ نپولین بونا پارٹ نے بہی نہر تیار کرنی چاہی تہی مگر اوسکے انجنیرون کو دہوکہ ہوگیا کہ بحیرہ روم کے پانی کی سطح بحیرہ قلزم کی سطح سے بلند ہے۔ اور اسلئے نہر جاری نہین رہ سکتی خاکنائے سویز کی دونون ساحل سطح آب سے سات فیٹ بلند ہین۔ مؤلف۔

سلیم تخت پر بیٹھا تو قبیلہ بنی عمر کے سردار اولیان اوغلو نے علانیہ علم بغاوت برپا کر دیا۔ اس سے ایرانیون سے مدد کی بڑی امید تھی۔ جسکے پورا نہ ہونے پر وہ جلد مغلوب ہو گیا۔ لیکن ملک سے شورش کی ابھی بیخکنی نہ ہو سکی۔ قبیلہ سادات کے سردار مساہر نے صنعا۔ طاس۔ عدن اور کئی دیگر مقامات پر قبضہ کر کے خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین کے القاب اختیار کر لئے۔ اسکی سرکوبی کے لئے سلیم کے بدطینت اتالیق لالہ مصطفےٰ کے زیر کمان ترکی فوج روانہ کی گئی۔ محمد سقلی نے اس شخص کو سلطان کی نظر سے گرانے کے لئے یمن کی فوج کا سر عسکر بنا کر بھیجا تھا کہ شکست کھانے پر وہ ذلیل ہو جائیگا۔ وزیر کی کارستانیون۔ اور صنعان پاشا گورنر مصر کے رشک و حسد کی وجہ سے مصطفےٰ مہم سے ناکام لوٹا۔ مگر یہ شکست اوسے سلطان کی نظرون سے نہ گرا سکی۔ ۱۵۶۹ء میں عثمان پاشا یمن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا اوسنے طاس اور قاہر یحیٰ کو فتح کر لیا۔ دوسری طرف صنعان نے عدن و صنعا کو فتح کر کے کل صوبہ پر پھر عثمانی تسلط قائم کر دیا۔ البتہ قلعہ کیو قبان نو مہینون تک فتح نہ ہو سکا۔ مگر آخر کار ۱۵۷۰ء میں امام مساہر نے سر اطاعت خم کر کے باب عالی کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

یمن میں امن قائم ہونیکے بعد فتح قبرس کی تیاریان کیگئین سلیم جس زمانہ مین صوبہ کٹاہیا کا گورنر تھا اُس نے اوسی وقت سے اس جزیرہ کو ریاست وینس سے فتح کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اُس زمانہ مین پرتگال کا ایک یہودی یوسف نسی نام جو پاو ریون کے جور و ظلم سے ترکی بھاگ آیا تھا سلیم کا یار غار تھا۔ اوسنے قبرس کی انگوری شراب کی تعریفین کر کے شہزادہ کو اسکی فتح پر راسخ العزم کر دیا جسنے تخت پر بیٹھتے ہی جزیرہ کو فتح کر کے یوسف کو اوسکا بادشاہ بنانے کا وعدہ کیا۔ ریاست وینس اور ترکی مین اوس وقت صلح تھی۔ مگر سلیم نے شیخ الاسلام ابوالسعود سے عہد نامہ صلح کے صریح برخلاف قبرس پر فوجکشی کی اجازت لے لی۔ مفتی نے فتوے مین لکھا کہ قبرس ایک وقت مسلمانون کے قبضہ مین رہچکا ہے۔ اور امیر المومنین ایسے ملک کو جو کسی وقت اسلامی علاقہ رہچکا ہو کفار سے دوبارا فتح کرنیکے لئے عہد شکنی کر سکتا ہے۔ مفتی صاحب کا فتویٰ جہان تک دوبارا فتح کرنیکا تعلق ہے خواہ کہان تک درست ہو۔ مگر اسلامی شریعت معاہدہ شکنی مین ابتدا کرنے کی کسی صورت مین اجازت نہین دیتی۔ وزیر اعظم سقلی اس مہم کے سخت برخلاف تھا۔ وہ سلطان پر زور ڈالتا تھا کہ ہسپانیہ کے مظلوم و ستم کشیدہ مسلمانون کو جو کئی دفعہ بعجز والحاح دستگیری کی استدعا کر چکے ہین ہسپانیون کے جور و ظلم سے بچانیکے لئے اون ظالمون پر فوجکشی کیجائے۔ مگر یہودی بادہ نوش۔ لالہ مصطفےٰ اور صنعان پاشا کی صلاح و مشورون اور خود سلیم کی ذاتی خواہش اور میلان کے سامنے اوسکی پر زور درخواستون کا کوئی اثر نہ ہوا۔ لالہ مصطفےٰ کو ایک لاکھ فوج دیکر قبرس کو روانہ

۱؎ یہ ترکی نام ہے اصل عربی نام معلوم نہین ہو سکا۔

کردیا گیا - اور پیالی پاشا نے ۱۳۶ جنگی اور ایک سو باربرداری کے جہازون سے بحری محاصرہ کرلیا - ریاست
وینس مین لڑائی کی سکت باقی نہین تہی - اوسکا بڑا کارخانہ حال ہی مین نالیاگیا یوسف نسی کے کارندون کی
شرارت سے جل چکا تہا - یکم جولائی ۱۵۷۰ء کو ترکی بیڑہ قبرس کے قصبہ لماسول کے سامنے لنگرزن ہوا - وینشی
گورنر نے ترکی فوج کے خشکی پر اُترنے کی کوئی مزاحمت نہ کی - ترکون نے بلامزاحمت لفقاری پر قابض ہوکر نکوسیا
(صدر مقام قبرس) کا محاصرہ شروع کردیا - شہر کی فصیل اور خندقین بالکل نئی تہین اور دس ہزار فوج بہی اوسمین
موجود تہی - مگر گورنر کی نالایقی سے شہر مذکور ایک مہینہ کے محاصرہ کے بعد جسکے اثنا مین تین حملے کئے گئے ۹ ستمبر
کو بزور شمشیر فتح ہوگیا - اور آٹھ گہنٹہ تک قتل عام ہوتا رہا جس مین بیس ہزار جانین ضایع ہوئین - اور دو ہزار اسیر
کرکے جہازون کو بہیجے گئے - مگر ایک اسیر عورت نے جہاز کو آگ لگادی اور تقریباً سب کے سب آگ سے یا سمندر مین فنا ہوگئے
اسکے بعد دوسرے شہر بہی بسرعت تمام یکے بعد دیگرے فتح کرلئے گئے - ایک قصبہ فماگوستا نے جان توڑ
مقابلہ کیا جسکا محاصرہ دوسرے سال پر ملتوی کردیا گیا - اور عسکر نے موسم سرما اوسکی دیوارون کے نیچے بسر کیا
۱۶ - اپریل ۱۵۷۱ء کو محاصرہ کی کارروائی شروع ہوئی - شہر کے گرد وسیع خندق کہودی گئی اور اوسکے پیچہے فصیل پر
گولہ باری کرنیکے لئے دس باتریان نصب کی گئین - گورنر قلعہ مارک انٹونیو براگاڈینو نے جسکے پاس صرف سات
ہزار سپاہی تہے ڈہائی مہینون تک مقابلہ کیا جب رسد اور سامان حرب ختم ہوگیا تو اوسنے صلح کی درخواست کی
۴ اگست ۱۵۷۱ء کو اس شرط پر قلعہ سپرد کرنا منظور ہوا کہ محصورین کو پانچ توپون اور پندرہ گہوڑون کے سمیت
جزیرہ سے چلا جانے دیا جائے - اور ترکی جہاز اونکو کریٹ پہونچا آئین - اس شرط کی ایک جزو کی تکمیل ہوچکی تہی
کہ نہایت بے ایمانی سے اوسکی خلاف ورزی کیگئی - ترکی کمانڈر نے براگاڈینو سے ایک وینشی امیر طلب کیا
اُس نے انکار کردیا - اسپر اوسکو بمعہ ہمراہیون کے پابجولان مقید کردیا گیا - جو عیسائی جہاز پر سوار ہوچکے تہے
مال و متاع لوٹ کر اونکو بہی قتل یا اسیر کرلیا گیا - بارہ دنون کے بعد براگاڈینو کو قیدخانہ سے نکال کر جہاز کے تختہ
سے سمندر مین لٹکا دیا گیا - اور اوسکو کئی دفعہ پانی مین غوطے دیئے گئے - بعد ازآن مورچون پر اوس سے مٹی ڈہلائی
گئی - پہر کاٹھ لگادی گئی - اور آخر کار زندہ کی کہال کہینچکر گوشت جانورون کو کہلا دیا گیا اور پوست مین گہاس بہر
کر ہر ایک شہر و قصبہ مین تشہیر کرنیکے بعد اوسکے جسم کو بمعہ سر قسطنطنیہ بہیجدیا گیا - لالہ مصطفے ایسے سیہ باطن شخص سے
ان وحشیانہ حرکات کا سرزد ہونا کوئی تعجب خیز امر نہین - مگر وہ عذر پیش کرتا ہے کہ صلح کے بعد جب براگاڈینو
ملنے کو آیا تو اوسنے میری ذاتی تحقیر کی اور دوران محاصرہ مین ترکی اسیران جنگ کو اور اُس سے پہلے بیشمار مسلمان

حاجیون کو اوسنے قتل کرایا تہا۔ یہ الزام درست بہی ہون تو بہی یہ مصطفےٰ عہد شکنی کا شرعًا واخلاقًا مجاز نہین تھا
اور کوئی مسلمان اوسکی اس بُزدلانہ حرکت کو پسند نہین کرے گا البتہ جرمن مؤرخ وان ہیمر یہ عذر لنگ پیش کرتا
ہے کہ "اوس زمانہ مین کل دنیا کا یہی رنگ تہا۔ سلیم ہمعصر کن کا تہا؟ چارلس نہم اور ایوان ظالم کا!
براگاڈینو کے قتل کے وقت سینٹ بارتہولومیو کے قتل عام کو (دیکہو صفحہ ۷) ایک برس بہی تو نہین ہوا تہا۔ اور
وینیشین گورنر کے قتل سے بعد ایک برس بہی نہین گذرا تہا کہ قلعہ وٹن سٹین (واقعہ فن لینڈ) کے فتح ہونے
پر روسیون نے کل محصورین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اونکے کمانیر کو برچہی سے چہید کر زندہ آگ پر بہون ڈالا تہا
جب فرانس اور فن لینڈ مین یہ واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہون تو ایک نوعمر شہزادہ کے عہد حکومت مین
جو اپنے بھائی کا قاتل ہو اور جو شریعت محمدیہ کے صریح برخلاف علانیہ بادہ خوار ہو اور کوئی برائی ایسی نہ ہو جو
اوسمین نہ پائی جاتی ہو۔ ٹرکی مین جن واقعات کے ظہور پذیر ہونے کی توقع ہو سکتی ہے وہ صاف ظاہر ہین"
کریسی صاحب لکہتے ہین کہ "اگر الزامی جوابات سے صفائی ہو سکتی ہو اور ایک قوم کے جرایم سے دوسرے قوم
کے جرایم بہی قابل درگذر سمجہے جاسکتے ہون تو وان ہیمر کی پیش کردہ نظیرون پر مین ہسپانویون کی شقاوت اور
ناگفتنی مظالم وسیہ کاریون کی ایک اور نظیر ایزاد کر سکتا ہون جو انہون نے زیر کمان ڈان فرڈیننڈ آف ٹولیڈو
سنہ ۱۵۷۲ء مین عہدنامہ حوالگی قلعہ کی شرائط کے صریح برخلاف بمقام ناردن (ہالنڈ کا بندرگاہ) کیے تہے۔ مگر
قومون کی گذشتہ مظالم کی باہمی نسبت ومقدار پر تفصیلی بحث کرنا فضول اور سخت کراہیت انگیز ہے ایسے
افعال نہ فقط بنی نوع انسان کی خاص خاص قومون کے لئے موجب ننگ وعار ہین بلکہ وہ بالعموم خود انسانی فطرت
کی پردہ دری کرتے ہین"

فتح قبرس، صریح خلاف ورزی معاہدہ اور ترکی بنادر و اسلحہ خانجات۔ اور کارخانون مین سر توڑ عظیم الشان
تیاریان ہونے سے نہ صرف وینس بلکہ بحیرہ روم کے تمام عیسوی ساحل پر ہلچل پہیلگئی۔ پوپ پائس پنجم
عیسائی سلطنتون کا بحری اتحاد جسکے سرکردہ رکن ہسپانوی۔ وینس۔ اور نائٹان مالٹا تہے قایم کرنے مین
کامیاب ہوگیا۔ اور اس متفقہ بحری فوج کی امارت چارلس پنجم کے ولد الحرام بیٹے ڈان جان آف آسٹریا
کے سپرد کیگئی۔ جو اپنے زمانہ کے ممتاز ترین سپہ سالارون مین شمار ہوتا تہا۔ فرانس نے عملی طور پر کوئی
حصہ نہ لیا۔ وہ صرف دعا کرنے پر رہا۔ ستمبر سنہ ۱۵۷۱ء کے ختم ہونیسے پہلے ۷۷ ہسپانوی۔ چہہ مالٹی۔ اور تین جنگی
جہاز ریاست سیوای (اٹلی کی ریاست) کے ڈان جان کے زیر کمان۔ ۱۲ جہاز پوپ کے مارک کولونا کے زیر کمان

اور ۱۰۸ معمولی اور چھ گرانڈیل جنگی جہاز ریاست وینس کے سباسٹیان وینیڑو کے ماتحت سسلی کے بندرگاہ
سینا مین جمع ہو گئے متحدہ ریاستون نے ان جہازون کے لئے قابل ترین ملاح اور بحری سپاہی منتخب کئے تھے۔
قبرس مین لڑائی شروع ہوتے ہی صوبہ ڈلمیشیا مین بہی لڑائی چہڑ گئی تہی۔ وینس والون نے مقام سبوٹو
(واقع البانیا) اچانک حملہ آور ہوکر فتح کرلیا۔ اور کپتان پاشا نے کریٹ۔ سیریجو۔ زانٹی۔ سیفالونیا۔ نوارینو
کو تاخت و تاراج کر کے ڈلسگنو اور انٹی واری (واقع مانٹی نیگرو برساحل بحیرہ اڈریاٹک) پر قبضہ کرلیا۔ لڑائی کے
شروع مین ریاست وینس نے وزیر کی امداد سے جو صلح کا خواہان تہا صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کرنے کی کئی دفعہ
کوشش کی۔ مگر کریٹ کی لوٹ مار کی خبر پہونچنے پر سلسلہ گفتگوئے مصالحت بند کردیا گیا اور عیسایان قبرس کا عوض لینے
کے لئے متذکرہ بالا زبردست اتحاد قایم کیا گیا۔ اس اجتماع سے بابعالی نے کسیقدر متوحش ہوکر فرانسیسی سفیر کی
معرفت جو پیرس کو واپس گیا تہا فرانس کو باہمی صلح کرادینے کے لئے لکہا۔ شاہ فرانس نے اکس کے بشپ
فرنکس ڈی نوایلز کو سفیر قسطنطنیہ مقرر کر کے بیچ بچاؤ کرادینے پر مامور کیا۔ بشپ مذکور وینس کے راستہ آیا اور
جب وہ صلح کرانے کی سفارت مین کامیاب نہ ہوا تو یہ ایماندار سفیر قسطنطنیہ آنے سے پہلے کچھ عرصہ ریاست
وینس کو جنگی تیاریون مین مدد دینے مین مصروف رہا۔ عیسائی بیڑہ مسینا سے کارفو۔ وہان سے سفالونیا اور
اوس جزیرہ سے مجمع الجزایر کیطرف بڑہا۔ ترکی بیڑہ جسمین تین سو جہاز تھے۔ کپتان پاشا موذن زادہ علی کے
زیر کمان خلیج کارہنتہ یا لیپانٹو مین لنگر زن تہا۔ نامور اولوچ علی الجیریا کا بیلربے۔ جعفر پاشا طرابلس کا بیلربے
حسن پاشا فرزند خیر الدین اور بحری سنجقون کے پندرہ اور بے کپتان پاشا کے ماتحت تھے۔ ہر ایک بحری
سنجق کا بے امیر البحر کہلاتا تہا۔ اور اوسکو اپنا علم اپنے جہاز پر بلند کرنیکا اختیار ہوتا تہا۔ بیڑہ کی برّی فوج پرتو پاشا
کے ماتحت تھی۔ اولوچ علی اور پرتو پاشا نے کپتان پاشا کی خدمت مین عرض کیا کہ جلدی کی وجہ سے بیڑہ بخوبی
تیار نہین ہوسکا۔ کامل تیاری تک عام حملہ کو ملتوی رکہا جائے۔ مگر شجاعت و تہوّر موذن زادہ کی حزم و دور اندیشی
پر غالب آگئے۔ جسکا نتیجہ اوسکے بیڑہ کی کامل تباہی ہوا۔
۷ اکتوبر ۱۵۷۱ء کو دوپہر سے کچھ عرصہ پہلے عیسوی بیڑہ خلیج کے دہانہ پر نمودار ہوا۔ ترکی بیڑہ بھی خلیج سے
باہر آگیا اور اوسکی صف آرائی اس طرح سے کیگئی۔ یسار کا دستہ اولوچ علی کے ماتحت کیا گیا یمین پر محمد شاہ گورنر
نیگروپانٹ مامور ہوا۔ اور کپتان پاشا معہ پرتو پاشا قلب مین رہا۔ دوسری طرف جب عیسائی بہی صف آرائی
کر چکے تو ڈان جان اپنا اور دو اَور امیرون کے جہاز لیکر قلب سے آگے بڑہا۔ کپتان پاشا نے عیسائیون کے

تینون جہازون کا مقابلہ کرنے کے لیئے اپنے جہاز کو بمع پرتو پاشا اور اپنے خزانچی کے دونون جہازونکو آگے بڑہایا۔ اور اعلان جنگ کرنیکے لیئے ترکی سپہ سالار کے جہاز سے گولہ چلایا گیا۔ جسکا جواب ڈان جان نے ایک گران وزن گولہ سے دیا۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ گہمسان کی لڑائی عیسوی بیڑہ کے قلب مین ڈان جان کے جہاز کے گرد ہوئی۔ کپتان پاشا نے عیسائی سپہ سالار کے جہاز پر حملہ کیا۔ اور ایک گہنٹہ تک دست بدست لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد عثمانی سپہ سالار ایک گولی کی ضرب سے شہید ہوگیا۔ ہسپانوی ہلّہ کرکے جہاز مین کود پڑے۔ اور کپتان پاشا کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کر دیا۔ اوسے دیکہکر ترکون کے حوصلے پست ہوگئے اور میدان عیسائیون کے ہاتہ رہا۔ جنہون نے ایک سو تیس ترکی جہاز گرفتار کرلیئے اور ۹۴ جلا دیئے۔ عیسائیون کو ۳۶۰ توپین بہی غنیمت مین ملین۔ اور ۱۵ ہزار عیسائی غلام ترکی قید سے چہڑائے گئے۔ ترکی بیڑہ مین سے صرف چالیس جہاز اولچ علی کی حسن تدبیر سے سلامت بچے تیس ہزار ترک اس جانگداز معرکہ مین کام آئے۔

عیسائیون کے صرف پندرہ جہاز اور آٹہہ ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ اور معدودے چند ترکون نے اسیر کیئے۔ اس لڑائی مین عیسائیون کے کئی نامور شہزادے اور سربرآوردہ لوگ قتل اور زخمی ہوئے ہسپانیہ کا مشہور مصنّف سروینٹیز بہی جسکی کتاب ڈان کواکسوٹ کی کل دنیا مین دہوم ہے۔ اس معرکہ مین شریک تہا۔ اُسے بندوق کی گولی سے دو جگہہ زخم لگے جنمین سے ایک نے اوسکے ہاتہ کو ہمیشہ کے لیئے لنجا کر دیا۔ معرکہ لیپانٹو کا دن جیسا عیسائیون کے لیئے نہایت مبارک تہا ویسا ہی ترکون کے لیئے نہایت نحس ثابت ہوا۔ اس لڑائی سے اب پہلی مرتبہ عیسائیون کو معلوم ہوگیا کہ اگر ادن مین اتفاق ہو تو وہ ترکون کو پامال کرسکتے ہین اور یہ وہم بالکل غلط تہا کہ سمندر مین ترکون پر فتح پانا ناممکن ہے۔ دوسری طرف ترک اپنی سلطنت کے زوال کی ابتدا اسی لڑائی کی تاریخ سے جس مین اونکا تمام عالیشان بیڑہ جو سلیمان اعظم اور سلیم اول کی پچاس سالہ محنت سے تیار ہوا تہا ضایع ہوا شمار کرتے ہین۔

یورپین مورخ بونلڈ لکہتا ہے "جنگ لیپانٹو مین ترکون کے صرف جہازون اور آدمیون کا ہی نقصان نہین ہوا جسکی تلافی پہر بہی ہوسکتی ہے۔ بلکہ اونکا وہ اقتدار اور رعب اُٹہہ گیا جو فاتح اقوام کی اصلی طاقت ہوتا ہے اور یہ طاقت ایسی ہے کہ وہ صرف ایک دفعہ حاصل ہوتی ہے۔ اور جب زایل ہوجائے تو پہر دوبارہ نہین ملتی" سلیم جیسے سست الوجود سلطان کو اس شکست کا ایسا صدمہ پہونچا کہ اُس نے تین دن تک آب و دانہ نہ چکہا۔ مگر خوشی کا مقام ہے کہ عیسائیون نے بہی اس عظیم الشان فتح سے کوئی فایدہ نہ اُٹہایا۔ لڑائی کے بعد تین ہفتے مال

غنیمت کی تقسیم مین جسکے دوران مین اونکے باہم جوتی پیزار ہوجانے مین بہی تہوڑی ہی سی کسر رہگئی تہی صرف کرنیکے بعد عیسائی بیڑے ایٹو اپنے بندرگاہون کو واپس ہوگئے جہان رعایانے بڑی دہوم دہام سے اونکی آؤبہگت کی۔ اور اہل جہاز گہرون کو رخصت کردیئے گئے۔ ادہر ترکون کی عرق حمیت اس شکست سے ایسی مشتعل ہوگئی تہی کہ جب چند دنون مین تشویش و پریشانی ختم ہوگئی تو وہ بحری کمی کو پورا کرنیکے لئے نئے جہازون کی تیاری مین بڑی سرگرمی سے مصروف ہوگئے۔ اولوج علی نے اون چالیس جہازون کے علاوہ جو وہ لڑائی سے بچالایا تہا مجمع الجزائر کے مختلف بنادر سے تمام متفرق ترکی جہاز جمع کرلئے اور ماہ دسمبر کے اخیر تک ۲۰۰ جنگی جہازون کا بیڑہ مکمل کرکے بڑے فخر اور طمطراق کے ساتہ قسطنطنیہ کے بندرگاہ مین داخل ہوا۔ سلطان نے اس سرگرمی کے صلہ مین اوسکو کپتان پاشا کے عہدہ پر مامور کرکے اولوج کی جگہہ کلیج (یعنی شمشیر) کا خطاب عطا کیا۔ فاتح جربہ پیالی پاشا ہی ابہی زندہ تہا۔ ان دونون اور وزیر سقلی کی شب و روز کی محنت و مستعدی سے جاڑے کے گذرنے سے پہلے ایک مکمل نیا بیڑہ تیار ہوکر سمندر مین ڈالدیا گیا۔ اور اس شکست عظیم نے ترکون کی کمزوری ظاہر کرنے کی بجائے ٹرکی کے وسائل و طاقت کی وسعت و عظیم الشانی کل دنیا پر المنشرح کردی۔ ریاست وینس کا سفیر باوجود جنگ ہونیکے قسطنطنیہ مین ہی رہا تہا۔ سفیر مذکور مسمی باربرو موسم سرما مین جب صلح کے متعلق وزیر کے خیالات معلوم کرنیکے لئے اوسکے پاس گیا تو محمد سقلی نے کہا "کیا تم یہ دیکہنے آئے ہو کہ ہم کس حوصلہ و استقلال سے اس نقصان کو برداشت کرتے ہین؟ تمکو خیال ہے کہ تمہارا نقصان ہم سے زیادہ ہوا ہے۔ فتح قبرس سے ہم نے تمہارا بازو کاٹ دیا ہے۔ اور ہمارے بیڑہ کو تباہ کرنے مین تم نے صرف ہماری داڑہی مونڈ دی ہے۔ مقطوع بازو پہر پیدا نہین ہوگا۔ مگر تراشیدہ ریش پہلے سے زیادہ گہنی نکلے گی" عیسائی تو فتح کی خوشیان مناتے اور اوسکی یادگار مین گرجے تعمیر کرنے مین مصروف تہے۔ اور ترک ڈاک (جہاز بنانیکے حوض) اور بحری گودام تیار کرنے مین لگے ہوئے تہے۔ شاہی محلسرائے کے باغات مین سے وسیع قطعے کاٹ کر اون مین بہی بحری کارخانے بنادیئے گئے۔ اس مستعدی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی موسم سرما مین ۱۵۰ نئے جنگی جہاز تیار ہوگئے جنمین آٹہ نہایت ہی گرانڈیل اور وسیع الجسامت تہے۔ اس قدر کثیر التعداد نئے جہازون کو دیکہکر ایک مرتبہ اولوج علی نے متحیر ہوکر وزیر سے کہا کہ اتنے جہازون کیلئے یکبارگی بادبانون اور لنگرون کا بہی مہیا ہونا ناممکن ہے۔ محمد سقلی نے جواب دیا "معزز پاشا۔ بابعالی کی حشمت و دولت اور طاقت اس قدر بے اندازہ ہے کہ اگر تم چاہو تو وہ ان جہازون کے لئے ریشمی رستے اور مخملی بادبان مہیا کرسکتا ہے" الغرض اولوج علی جون ۱۵۷۲ء مین سمندر پر عثمانی اقتدار کو

پہر دوبارا قایم کرنے اور تسلیم کرانیکے لئے ۲۵۰ جہازون کا بیڑہ لیکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ متحدہ عیسائی طاقتون نے بہی بلسوچڑے تو قفون کے بعد اپنے بیڑے جمع کرلئے جو شمار مین ترکی بیڑہ پر فوقیت رکہتے تہے۔ مگر عیسائی کمانڈرون کی باہمی نزاع نے کل کہیل بگاڑدیا۔ دونون بیڑون مین دوسری لڑائیان ہوئین لیکن عیسائی اولوج علی کو یونان کے مغربی سواحل سے باہر نہ نکال سکے اور نہ ہی عیسائی فوج ڈیوک آف پارما کے زیر کمان ترکی قصبہ موڈون کا محاصرہ کرسکی جسکو فتح کرنا عیسائیون نے اپنا اہم مدعا قرار دیا تہا چنانچہ یہہ ظاہر ہوگیا کہ گو عیسائی طاقتین متحد ہوکر ترکون سے ایک آدہ لڑائی مین فتح پاسکتی ہین۔ مگر ایک طویل معرکہ کارزار یعنی جنگ[1] مین ترک ابہی اونسے زبردست ہین۔ سنہ ۱۵۷۳ء مین ریاست وینس نے جسکے ساتہہ صوبۂ دلمیشیا مین بری جنگ بہی برابر ہو رہا تہا اور جسکی ہسپانیہ سے کچہہ بگڑ بہی گئی تہی صلح کی التجا کی۔ فرانسیسی سفیر ایماندار بشپ نے بہی جو شکست لیپانٹو کے بعد جلدی ہی وینس سے اسلامبول پہونچگیا تہا۔ اور کئی پادریون اور عام عیسائی رعایا کو جنہین ترکی رعایا اور گورنمنٹ برافروختہ ہوکر قتل کرنیوالی تہی بچانے کا باعث ہوا تہا وینس کی شفاعت کی۔ اور آخر کار ۷ مارچ سنہ ۱۵۷۳ء کو فریقین مین اس شرط پر صلح ہوگئی کہ نہ فقط قبرس ہی ترکون کے پاس رہے بلکہ وینس تین لاکہ ڈیوکٹ بطور تاوان جنگ ادا کرے۔ علاوہ برین جو سالانہ خراج یہ ریاست دیا کرتی تہی اوسکی مقدار بہی بڑہا دی گئی۔ یہ شرائط سنکر یوروپ حیران رہگیا اور بے تحاشا ہر ایک عیسائی کے موںہہ سے یہ کلمات نکل گئے کہ اس حساب لیپانٹو کی لڑائی عیسائیون نے نہین جیتی تہی بلکہ ترکون نے۔ +

فتح ٹیونس مہم قبرس کے وقت عثمانیون نے ٹیونس کو پہر فتح کرکے اُس عرب فرمانروا کو جسے ہسپانویون نے مدد دیکر دوبارا تاج و تخت دلا دیا تہا نکالدیا۔ اور کل ملک پر تسلط کرلیا۔ صرف قلعہ غولطہ جو شہر ٹیونس کا قلعہ ہے ہسپانویون کے قبضہ مین رہگیا۔ ڈان جان آف آسٹریا ٹیونس کو مکرر فتح کرنیکے لئے ہسپانوی بیڑہ لیکر ۷ اکتوبر سنہ ۱۵۷۳ء کو تہلی سے روانہ ہوا۔ اوسکی آمد پر ترکون نے شہر ٹیونس خالی کردیا۔ اور اوس نے بلامزاحمت شہر مین داخل ہوکر عرب حاکم کو پہر تخت نشین کرا دیا۔ شہر کی حفاظت کے لئے جدید قلعے تیار کئے اور عرب سلطان کی حفاظت کے لئے ہسپانوی فوج کا زبردست دستہ وہان چہوڑکر واپس آگیا۔

---

[1] جنگ اور لڑائی کے لئے انگریزی مین دو علیحدہ علیحدہ لفظ وار (محاربہ) اور بیٹل (مصاف) ہین۔ عام طور پر جنگ اور لڑائی مین کوئی فرق نہین سمجہا جاتا۔ لیکن اگر وار کے معنے جنگ قرار دئے جائین تو اوس سے ایک طویل سلسلہ کارزار مفہوم ہوگا جسمین کئی لڑائیان ہون۔ اور لڑائی صرف اکیلا معرکہ کو کہا جائے گا۔ — مؤلف

مگر یہ فتح عارضی تہی اوسکی واپسی سے اٹھارہ مہینے بعد اوسکا پرانا دشمن کلیج علی ٹیونس کو فتح کرنیکے لئے ۳۰۰ جنگی جہازون کا بیڑہ لیکر سنہ ۱۵۷۴ء مین قسطنطنیہ سے روانہ ہوگیا۔ شہر ٹیونس نے الفور فتح ہوگیا البتہ قلعہ غولطہ نے ۳۳ دن تک مقابلہ کیا۔ مگر آخرکار بتاریخ ۲۴ اگست حملہ عام ہونے پر یہ بہی فتح ہوگیا۔ اور ہسپانوی فوج قتل یا اسیر کرلیگئی۔ دو قلعے ابہی اور باقی تہے۔ ایک ٹیونس کے مقابل جزیرہ پر تہا اور دوسرا برج ٹیونس کہلاتا تہا۔ تہوڑی مدت کے جان توڑ مقابلہ کے بعد یہ بہی فتح ہوگئے۔ اور الجیریا و ٹریپولی کیطرح ٹیونس بہی قطعی طور پر ممالک محروسہ عثمانیہ مین داخل ہوگیا۔ شمالی افریقہ کی ان بحری قزاق ریاستون پر گو سلطان کا اقتدار دن بدن کمزور ہوتا گیا مگر رشتہ حاکمی و محکومی قطعی طور پر کبہی منقطع نہین ہوا تہا۔ اور اگرچہ اسوقت الجیریا براہ راست فرانس کے ماتحت اور ٹیونس اوسکی حمایت مین ہے۔ اور سلطان کا اقتدار اور عملی حکومت صرف طرابلس اور فیضان تک محدود ہے۔ مگر باب عالی ان ممالک کے اصل مالک ہونے کے دعوے اور استحقاق سے کبہی دست بردار نہین ہوا اور اٹلی کے قبضہ ساحل بحیرہ قلزم اور انگلستان کے قبضہ مصر کیطرح الجیریا اور ٹیونس پر فرانسیسی قبضہ کو بہی غاصبانہ تصور کرتا ہے۔

اس زمانہ مین پولنڈ اور مالڈیویا مین اہم واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ بغدان (حاکم مالڈیویا) اور شاہ سجمنڈ کے باہمی تعلقات سے باب عالی رنجیدہ ہوگیا۔ اوونیا نام ایک عیسائی نے جو مسلمان ہوکر پہر مرتد ہوگیا تہا مالڈیویا کی حکومت ملنے کی استدعا کی جو منظور ہوگئی۔ اور اوسکی حمایت و امداد کے لئے ترکی فوج کا ایک دستہ اوسکے ساتھ کردیا گیا۔ بغدان کو جبتک پولنڈ سے مدد ملتی رہی وہ مقابلہ کرتا رہا۔ مگر ۷ جولائی سنہ ۱۵۷۲ء کو سجمنڈ کے مرجانے پر جب وہ بے مدد رہگیا تو روس کو بہاگ گیا۔ زار نے سلطان کے خوف سے یا اوسکو خوش کرنیکے لئے پناہگزین کو قتل کرادیا اور اوونیا کل صوبہ کا اکیلا حکمران ہوگیا لیکن تہوڑی مدت کے بعد اوسکے سر مین بہی خودسری کا خبط سماگیا۔ اور جب باب عالی نے اضافہ خراج کا مطالبہ کیا تو سنہ ۱۵۷۴ء مین علانیہ بغاوت کردی اور سردار قزاقان (کاساک) کی اعانت سے ترکون کو تین جگہہ شکست دیکر مقامات اکرمان۔ بیلوگرود۔ بندر اور بریلہ کو جہان قتل عام کراکر کل شہر کو لوٹ لیا فتح کرلیا۔ آخر ۹ جون کو بمقام اوبلوش واقع بلگیریا عثمانیہ فوج سے قطعی مقابلہ ہوا۔ اور تین دن کی متواتر لڑائی کے بعد اوسنے امان کی درخواست کرکے جان بخشی کی شرط پر ہتیار رکہدیئے۔ مگر جب وہ ترکی سپہسالار کے پاس پہونچا تو آخرالذکر نے یکبارگی غضب آلود ہوکر تلوار سے اوسکا سر قلم کردیا اور جسم کے حصے مختلف دروازون پر لٹکواکر سر کو جیسی (مالڈیویا کا صدر مقام) کے محل شاہی کے دروازہ پر میخ سے گاڑدیا۔ اس لڑائی کے بعد صوبہ مالڈیویا نے اطاعت قبول کرلی اور باب عالی نے نیا حاکم (جسکا عیسائی ہونا لازمی تہا) مقرر کردیا۔

سجمنڈ کے لاولد مرنے سے پولینڈ کا تخت بے وارث ہوگیا تھا مگر اس امر کی مدت سے توقع تھی اور فرانس وترکی نے عرصہ سے اسکا انتظام کر رکھا تھا چنانچہ بشپ آف اکس کی سفارت کا اہم مقاصد مین سے ایک امر یہ بھی تھا۔ ان دونون طاقتون کے رسوخ سے قوم پول نے شاہزادہ ہنری انجو کو بادشاہ منتخب کیا۔ اور اگر یہ شہزادہ نالایق نہ ہوتا اور تخت چھوڑکر نہ چلا آتا تو یہ انتخاب دونون سلطنتون کے حق مین بہت مفید ثابت ہوتا۔

آسٹریا کے ساتھ صلح کے بعد پھر بگاڑ نہ ہوا۔ اور مزید آٹھ برسون کے لیے صلح کی تجدید کر دیگئی۔ ٹرینسلونیا بدستور مالڈیویا کی شرایط کے مطابق شرطون پر باجگذار رہا۔ ۱۵۷۱ء مین جان زپولی کے مرنے پر حاکم والیشیا نے نذرانے وغیرہ دیکر وزیر اعظم کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش کی کہ صوبہ ٹرینسلونیا کا حاکم بھی اوسی کو بنا دیا جاے مگر سٹیفن باتھوری وارث زپولی نے زیادہ رشوت دیکر اپنی وراثت کو قایم رکھہ لیا۔

فتح ٹیونس کے بعد سلیم زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔ ۱۵۷۴ء مین سلطنت پر کئی قدرتی بلائین نازل ہوئین۔ کثرت بارش اور طغیانیون نے آفت برپا کر دی قسطنطنیہ کو زلزلہ اور آتشزدگی سے جس مین محلسرائے سلطانی کا بھی ایک حصہ جلگیا بہت نقصان پہونچا۔ ان حوادث نے سلیم کی وہمی طبیعت پر بڑا اثر پیدا کیا اور اوسکو اپنے آخری وقت کے قریب پہونچ جانیکا یقین ہوگیا۔ اور اوسکا یہ خیال جلد پورا ہوگیا۔ اوسکی موت مین اوسکے حسب حال واقع ہوئی۔ آتشزدگی سے کچھہ عرصہ بعد وہ ایک نو تعیر شدہ حمام کا ملاحظہ کرنے گیا۔ وہان اوسے کچھہ سردی محسوس ہوئی جسکو دور کرنیکے لئے قبرس کی انگوری شراب کی سالم بوتل مونھہ سے لگاکر یکبارگی پی گیا۔ شراب بہت تیز تھی ابخرات دماغ کو چڑھ گئے۔ فرش سنگ مرمر کا تھا پاؤن کے لڑکھڑاتے ہی پیر پھسل گیا اور بیہوش ہوکر پڑا دماغ مین چوٹ آئی۔ اور اس صدمہ سے گیارہ دن کے بعد ۱۲ دسمبر ۱۵۷۴ء مطابق ۲۸ شعبان ۹۸۲ھ کو آٹھہ سال کی سلطنت کے بعد مر گیا۔ کریسی لکھتا ہے کہ ساری عمر مین صرف ایک دفعہ جبکہ لیپانٹو کی لڑائی مین عثمانیہ بیڑہ تباہ ہوا تھا سچا عثمانیہ خون نے اوسکی رگون مین جوش مارا۔ اس وقت اوسنے نہ فقط اپنے محلسرائے کے باغات کا حصہ کثیر بحری کارخانون کے لئے دیدیا۔ بلکہ ذاتی خزانہ کو بھی بحری تیاریون پر وقف کر دیا۔ مگر جوہر حب الوطنی کی اس مختصر سی چمک کے سوا شہزادگی اور حکمرانی کی زمانہ مین اوس سے ایک کام بھی قابل تعریف سرزد نہ ہوا۔ اور اوسکا کل صفحہ عمر قوائے بہیمیہ کی بیحد غلامی، کینہ، دغابازی اور سخت ناانصافی وظلم کے کارنامون سے تاریک ہے۔ ترکی مورخ اسکی تعریف ان الفاظ مین کرتا ہے "یہ بادشاہ بادہ نوش، نغمہ پرست، زن دوست، عیاش طبیعت تھا

گمر وزیر محمد سقلی کے حسن تدبر سے امور مملکت مین کوئی فتور نہ پڑا ؎

بعض مورخ سلیم کو اور اکثر سلیمان اعظم کو خاندان عثمانیہ کے سلاطین عظام کے سلسلہ کا حسین مین بایزید ثانی کے سوائے عثمان سے لیکر سلیمان تک برابر شاہان اولوالعزم پائے جاتے ہین آخری سلطان تصور کرتے ہین۔ بہر نوع اس ہین کلام نہین کہ سلیم کے بعد معدودے چند سلاطین مثلاً سلطان مراد چہارم سلطان محمود ثانی سلیم ثالث۔ اور ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین مولانا سلطان المعظم عبدالحمید خان ثانی الغازی کی ذات والاصفات اور وزرائے خاندان کوپرلی کے سوائے جن ہی کی طفیل سلطنت عثمانیہ قایم رہی ہے۔ ایک طرح سے قابل فرمانروایون اور مدبرون کا وجود ناپید ہوگیا۔ عیسائیون نے ٹرکی کے جلد تباہ و برباد ہو جانیکی بدشگونیان سترہوین صدی کے آغاز ہی سے شروع کر دی تہین۔ مگر خداوند کریم کے فضل و کرم سے یہ سلطنت باوجود طرح طرح کے عجیب و غریب حوادث اور مصایب شدیدہ کے جنکا کوئی اور سلطنت شاید پچاس برس بہی مقابلہ نہ کر سکتی۔ اب تک قایم اور فرمانروائے حال کے ظل حمایت مین پہر سابقہ عروج و اقبال کی حصول مین ساعی و کوشان ہے۔ لیکن قیام سلطنت کا بہت بڑا باعث خود عثمانی قوم کی طبعی پاکیزگی اور اوصاف ممدوحہ ہین ایک عیسائی مورخ کے الفاظ اوسکی نسبت حسب ذیل ہین۔ "ترکی قوم کے ذاتی جوہر اور طبعی خوبی کے ثبوت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ بدترین پولیٹکل صورتون کے پیش آنے پر بہی قوم مذکور کے حصکثیر مین ان ترکی فرمانروایون کے اثر بد کے باوجود جو نہ صرف خود ہی نالایق تہو بلکہ اورون کو بہی نالایق بنانیکا موجب تہا اس قدر کثیر اوصاف اور خوبیان باقی رہگئی ہین" ؎

سلطنت عثمانیہ کے زوال کے اکثر بواعث پہلے بیان ہو چکے ہین۔ یہان زیادہ تفصیل کی ضرورت نہین اپنے اپنے موقعہ پر اونکی مفصل تشریح ہوتی جائے گی۔ اسلئے اس باب کو زیادہ طول دینے کی بجائے نیا باب شروع کیا جاتا ہے

مراد ثالث کا عہد حکومت۔ سلطنت کا سریع انحطاط۔ یورپین و اسلامی طاقتون سے تعلقات۔ سرحد ایران پر فتوحات مزید۔ ملکہ انگلستان کی درخواست امداد۔

اندرونی خرابی اور فوج کی خودسری مین ترقی۔ جنگ آسٹریا۔ سلطان محمد ثالث کا عہد حکومت۔ جنگ سرسیس۔ احمد اول کا عہد حکومت۔ صلح ستواتورک۔ جنگ ایران۔ بغاوتین۔ مصطفی اول کی تخت نشینی اور عزل۔ عثمان ثانی کی تخت نشینی۔ فوج کی سرکشی اور سلطان کا قتل۔ مصطفے کی مکرر تخت نشینی اور معزولی۔ سلطنت کی تباہ حالت۔

بلاد مشرق مین یہہ فسانہ عام مشہور ہے کہ جس وقت حضرت سلیمانؑ کی روح نے جو جلیل القدر پیغمبر ہونے کے ساتھہ ہی بادشاہ بہی ایسے بلند مرتبہ تہے کہ خود خداوند کریم اپنی پاک کلام مین اونکی دنیاوی عظمت و جلال کی شہادت دیتا ہے جسد عنصری سے پرواز کیا تو آنحضرت شاہانہ پوشاک زیب تن کئے ہوئے تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے تہے۔ اور کل لوازم شاہی اونکے اردگرد موجود تہے۔ اور چونکہ حضرت اس وقت عصائے شاہی ٹھوڑی کو سہارا دئے ہوئے اوسکو دونون ہاتھون سے پکڑے ہوئے تہے۔ اونکا جسد مبارک اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرسکا۔ اور جن و انس و بہائم جو سب اونکو مسخر تہے حضرت کو دور سے حسب معمول شاہانہ جاہ و جلال سے بیٹہا دیکہہ کر اپنے اپنے مفوضہ کام مین لگے رہے حتی کہ بیت المقدس کی تعمیر ختم ہوگئی۔ اور اس اثنا مین دیمک نے عصا کو کہا لیا اور حضرت سلیمانؑ کا جسم زمین پر گر پڑا۔ اسوقت اصل کیفیت معلوم ہوگئی جنات اور وحوش طیور چلنے لگے۔ اور کل عالم مین رنج و تشویش برپا ہوگئی۔

یہ روایت گو کیسی ہی بعید از قیاس ہو۔ مگر سلطنت عثمانیہ کی حالت پر خوب صادق آتی ہے حضرت کے ہمنام سلطان کی سلطنت کو اوسکی وفات کے بعد جبتک وزارت کے عصا کا سہارا رہا۔ اوسکا ظاہری شان و شکوہ بدستور قایم رہا۔ مگر جب کمزور مزاج مراد کے مشیر اور یار دوستون کے رسوخ بد سے وزیر محمد صُقلّی کا اقتدار کمزور اور تقریباً معدوم ہوگیا تو سلطنت عثمانیہ کا کہوکہلا پن دربار سے دار الخلافہ۔ دار الخلافہ سے صوبجات بعیدہ اور بالآخر کل دنیا مین آشکارا ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ سلیم کی وفات بہی سلطنت کے حق مین سخت مضر ہوئی ہے۔ کیونکہ گو وہ بذاتہ بالکل نالایق اور ناقابل تہا۔ مگر اُس مین اتنی عقل اور ہوش موجود تہی کہ اُسنے کل کاروبار سلطنت اپنے مدبر وزیر کے سپرد کر رکہا تہا۔ مراد بہادر۔ رحمدل اور علم دوست تہا۔ اور ہر ایک کو اُس سے سلطنت کی ترقی کی امیدین تہین۔ مگر تخت نشینی سے تہوڑا ہی عرصہ بعد اُسمین بیحد عیاشی اور حرص پیدا ہوگئی جن سے

[1] قرآن کریم مین بہی اس قصہ کا مجمل ذکر موجود ہے خداوند تعالیٰ جلشانہ سیپارہ وَمَن یَّقنُت۔ سورۃ سبا کی دوسری رکوع مین قصہ مذکور اسطرح بیان فرماتا ہے ..... فلما قضینا علیہ الموت مادلہم علی موتہ الا دابۃ الارض تاکل منساتہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون

وہ بالکل کرو طبیعت ہوگیا۔ وہ دن رات عورتون سے اور بہانڈ بھگیتون کی صحبت مین محلسرا مین پڑا رہتا۔ اور اگر کبہی سلطنت کے معاملات مین دخل دیتا تو وہ صرف درباریون اور کنیزکون کی خواہشات کو پورا کرنیکے لئے ہوتا سلیم کی وفات پر اوسکی عمر ۲۸ برس کی تہی اور وہ صوبہ میگنیشیا کا گورنر تہا جہان سے وہ ۱۲ دسمبر ۱۵۷۴ء کی رات کو قسطنطنیہ پہونچا اور آتے ہی اپنے پانچ بہائیون کو قتل کروادیا۔ دوسرے دن اعیان وارکین سلطنت آداب بجالانیکے لئے حاضر ہوئے۔ اور جب وہ حرم سرا سے باہر آیا تو سب کمال شوق سے اسبات کے منتظر تہے کہ بادشاہ کے موںھ سے پہلی کیا لفظ نکلتے ہین۔ اوسنے آتے ہی خواجہ سراؤن کو کہا "مین بہوکا ہون کہانیکے لئے کچہہ لاؤ" حاضرین نے ان الفاظ کو شگون بد سمجہا۔ اور اوسی سال سخت قحط پڑجانیسے اونکے خیال کو زیادہ تقویت ہوگئی۔

مراد نے تخت نشین ہوتے ہی جو حکم نافذ کئے اون مین سے ایک شراب کے استعمال کے برخلاف تہا سلیم کے زمانہ مین اوسکی مثال بد سے بادہ نوشی اس شرمناک حد تک بڑہگئی تہی کہ خود سرکاری ملازمون نے بہی شراب پینی شروع کردی تہی۔ اور سپاہیون کی زبان سے یہ لفظ عام طور پر سُنے جاتے تہے کہ "آج شراب کہان سے خریدین؟ مفتی سے یا کہ قاضی سے" ایکدن مراد بازار سے گذر رہا تہا کہ اوسنے کئی ینگچریون کو شراب کی دوکان پر جمع دیکہا۔ ان بے حیاؤن نے نادم ہونیکی بجائے بآواز بلند سلطان کی صحت کی جام اونڈیلنے شروع کردئیے۔ مراد اس تمرد و بیباکی سے سخت حیران ہوگیا اور محلسرا کو واپس آتے ہی شراب نوشی کی ممانعت کردی۔ اس بندش ہونے پر سپاہیون اور ینگچریون نے کچہہ دن بعد بغاوت کردی اور خود وزیر اعظم کو بے حرمت و ذلیل کیا۔ اسپر مراد نے مجبور ہوکر فوجیون کو اس شرط پر شراب پینیکی اجازت دیدی کہ وہ بدمستی اور کثرت سے محترز رہین۔

۱۵۷۵ء مین سلطان کو معلوم ہوا کہ شاہ فرانس چارلس نہم کا بہائی ہنری پولنڈ کا تخت چہوڑکر فرانس واپس چلا گیا ہے ہنری کی اس بزدلی سے پولنڈ کو فرانس و ٹرکی کے اتحاد مین شامل کرنیکا جو موقعہ حسن اتفاق سے بہم پہونچگیا تہا۔ وہ ہمیشہ کے لئے ہاتہہ سے نکل گیا۔ اگر ہنری نامردی نہ دکہاتا اور پولنڈ اتحاد مین ملجاتا تو اس سے نہ صرف آسٹریا کی پیش قدمی رُک جاتی بلکہ روس کو بہی بڑہنے کا موقعہ نہ ملتا۔ مراد ہنری ثالث کی فراری سے ایسا برافروختہ ہوا کہ اوسنے دربار فرانس کو اپنی تخت نشینی کی اطلاع بہی نہ کی۔ امرائے پولنڈ نے مبارکباد دینے کے لئے دربار سلطانی مین اپنے سفرا روانہ کئے ہوئے تہے مراد نے اونکا حاکم ٹرینسلوینیا سٹیفن باتہوری کی

سفارش کہلا بہیجی اور وہ ۱۵۷۵ء مین پولنڈ کا پادشاہ منتخب ہوگیا۔

نئے سلطان کے تخت نشین ہونے پر حسب معمول ہنگری مین پہر چہیڑ چہاڑ شروع ہوگئی۔ سرحد کی مختلف مقامات پر کئی دیہات جلا دیئے گئے۔ اکثر قلعون پر چڑہائی کی گئی۔ اور مقام کروپا کے قریب ترکون اور آسٹرین مین فیصلہ کن لڑائی ہوئی جسمین آخر الذکر شکست یاب ہوئے۔ اونکے افسر کارزار مین ہلاک ہوگئے اور اونکے سر قسطنطنیہ بہیجے گئے۔ جہان آسٹریا کے سفیر نے جلاد کو زر فدیہ دیکر اونہین واپس لیا۔ قیصر میکسیملن کے مرنے پر قیصر روڈلف ۱۵۷۶ء مین جرمنی و آسٹریا کے تخت پر بیٹہا۔ اوسنے صلح کی درخواست کی۔ اور آخرکار یکم جنوری ۱۵۸۴ء سے آٹہہ برس کے لئے دونون سلطنتون مین میعادی صلح ہوگئی۔ جو مراد کے عہد حکومت کے آخری چند برسون تک برابر قایم رہی ——— پولنڈ کے ساتہہ ترکی کا رویہ ویسا ہی ہا جیسا کہ پہلے تہا بظاہر دونون مین صلح تہی اور فی الحقیقت جانبین مین معرکہ کارزار گرم رہا۔ باتہوری نے کئی دفعہ تاتاریون کی یورش کی شکائت کی آخر ۳ جولای ۱۵۷۷ء کو معاہدہ ہوگیا جسمین باتہوری کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا۔ مگر تاتاری برابر یورشین کرتے رہے پولنڈ کے سفراء کو بنظر حقارت دیکہا جاتا رہا اور جب باتہوری نے ذرا تیزی دکہائی تو اوسے فوجکشی کی دہمکی دی گئی۔ پولنڈ ٹرنسیلوینیا کیطرح باجگزار اور ماتحت صوبہ سمجہا جاتا تہا۔ چنانچہ آسٹریا کے ساتہہ جسپر عارضی صلح کا معاہدہ ہوا تہا اوس مین پولنڈ کو قایم بالذات سلطنت کا درجہ نہ دیا گیا۔ بلکہ اوسکو باب عالی کی زیر حفاظت و زیر حمایت ممالک مین شمار کیا گیا۔

ریاست وینس کو البتہ مراد کی منظور نظر سلطانہ بفا صفیہ کے طفیل جسکا مع دیگر قابو یافتہ بیگمات حرم کے مفصل ذکر آگے درج کیا جائیگا ترکون کی زیادتی کی شکایت کرنیکا چندان موقعہ نہ ملا۔ سلطانہ نے ریاست مذکور کو کیپچیولیشنز کی تجدید کرا دی اور اوسکی تجارت کو زیادہ محفوظ کرا دیا۔ فرانس کے اتحاد کو قایم رکہا گیا۔ اور فرانسیسی سفیر بیرن ڈی جرمگنی کو دیوان مین بہت کچہہ رسوخ حاصل ہوگیا۔ سلطان کیطرف سے دربار فرانس کو سفارت روانہ کیگئی جسکا استقبال بڑی دہوم دہام سے کیا گیا۔ سلطان نے اپنے خط مین ہنری ثالث شاہ فرانس کو اپنی دوستی کا یقین دلاکر اوسے تحریر کیا کہ "سلطانی بحری فوج جسمین اسی جہاز تہے ہر وقت اوسکی مدد کے لئے موجود ہے" فرانس کی اسوقت کوئی بحری طاقت نہ تہی۔ حتی کہ شاہ فرانس کو اپنے سفراء وینس والون کی جہاز پر قسطنطنیہ بہیجنے پڑتے تہے۔ اسلئے فرانسیسی سفیر نے اپنی بادشاہ کی طرف سے ویسی ہی دوستانہ امداد کا وعدہ گول مول الفاظ مین معنی کی تشریح کرنیکے بغیر کیا۔ گو جرمگنی نے بیشمار فرانسیسیون کو غلامی سے رہا کرا دیا۔ بحری قزاقون نے جو فرانسیسی مال و اسباب لوٹا تہا اوسکا معاوضہ وصول کیا۔ اور ٹیونس کے ساحل پر بہی مارسیلز کے غوطہ زنون کو

صدف و مونگہ تلاش کرنیکے لئے آبادیان قائم کرنے کی اجازت (دی) باوجود سلطانہ والدہ اور مصاحبین کی مخالفت کے وہ والیشیا پر ایک یونانی حاکم اور نیز ایک یونانی بطریق مقرر کرانے مین کامیاب ہوگیا۔ اور اسکے اپنے الفاظ ہین کہ "مینے ملکی اور نیز جنگی عہدون پر بھی اون ترکون کو مامور کرایا جو شاہ فرانس کے طرفدار تھے" اس چالاک سفیر نے ارض مقدس کے متعلق مزید رعایتین حاصل کرکے قسطنطنیہ کے مضافاتی قصبہ پیرا مین طبقہ کارڈیلیر کے پادریون کو رہبانہ بنانے کی اجازت لے دی۔ اور مجمع الجزائر کے رومن کیتھولک بشپون کو کثیر مراعات دلوادین۔ اوسنے امتیازات کی تجدید کرا کر بابعالی سے عہد لے لیا کہ فرانسیسی سفیر کو کل عیسائی سلطنتون بالخصوص ہسپانیہ کے سفراء پر فوقیت حاصل رہیگی۔ مراد ثالث نے تجدید شدہ مراعات کو علی بے اول ترجمان بابعالی کے ہاتھ فرانس بھیجکر شاہ فرانس کو سلطان کے بڑے بیٹے کی رسم ختنہ مین شریک ہونیکے لئے خاص ایلچی بھیجنے کے لئے مدعو کیا۔ یہی وہ سفارت تھی جسکا فرانس مین بڑے تپاک سے استقبال ہوا۔ مگر دوستی و اتحاد کے تمام زبانی وعدون کے باوجود جرمنی کی (جیسے کہ کسی غیر ملک کے سفیر کی شکل ہوسکتی ہی) نیت بخیر نہین تھی - علاوہ برین وہ دل مین اچھی طرح - سے جانتا تھا کہ گو سلطنت عثمانیہ کا ظاہری جاہ و جلال اب بھی بے اندازہ ہی مگر لایق فرمانرواء اور مدبرین کی عدم موجودگی اور خیانت و رعایت بیجا کے رواج پذیر ہوجانے سے اوسکی بنیادین کمزور ہوگئی ہین۔ بادشاہ سے لیکر ادنی غلام تک کو حرص و آز اور رشوت و خیانت پر تلا ہوا دیکھکر اوس شخص نے یہ اندازہ کرلیا تھا کہ سلطنت اب انحطاط کے آخری درجہ پر پہونچگئی ہے -

سفیر مذکور بابعالی کی اس کارروائی پر بھی سخت اعتراض کرتا ہے کہ وہ آیندہ کا نفع نقصان سوچے سمجھے بغیر ہر ایک اجنبی سلطنت کی درخواست اتحاد کو فی الفور منظور کرلیتا ہے۔ جرمنی کی رنجش بالکل بے موجب بھی نہین۔ فرانس کے امتیازات کی تجدید ہوئے دو برس بھی نہین گذرنے پائے تھے کہ ملکہ ایلزابتھ ملکہ انگلستان نے جسکے جہاز اس وقت تک صرف فرانسیسی علم کی زیر حمایت ترکی سمندرون مین آمدورفت کرتے تھے سلطان سے انگریزی قوم کو انگریزی جھنڈے ہی کے نیچے تجارت و جہازرانی کی اجازت ملنے کی درخواست کی۔ اس کام پر ملکہ موصوفہ نے ایک انگریز تاجر ہیرلون یا ہیربرن کو مامور کیا۔ اور سلطان نے فرانس و وینس کے سفراء کی سخت مخالفت کے باوجود اس درخواست کو منظور کرلیا۔ اور منظوری کی وجہ یہ بتائی کہ "بابعالی کے دروازے ان تمام لوگون کے لئے جو حفاظت و حمایت کی طلب مین اوسکے پاس آئین ہر وقت کھلے ہوئے ہین" انگلستان اور ترکی کے ابتدائی تعلقات کا کسی قدر مفصل ذکر مناسب موقعہ پر ملتوی رکھکر یہان یہ بیان کردینا

کافی ہوکہ بابعالی کا یہ ارادہ عام معلوم ہونے پر ہر ایک عیسوی قوم کے گماشتون کی طرف سے درخواستین گذرنی شروع ہوگئین۔ اور چونکہ وزراء۔ افسران مجلسراء اور خاتونان حرمسرا اور مصاحبین کو ان لوگون سے نذر خطیر رشوت مین ملتا تہا وہ ان درخواستون کی سفارش و شفاعت مین ہر وقت سرگرم رہتے تہے۔ امراء اور درباریون کی رشوت ستانی انتہائی درجہ تک پہونچگئی تہی۔ اندر باہر سب جگہہ ہر ایک چیز کے لئے رشوت مقرر تہی اور اس بارہ مین خود سلطان نے بہی دوسرون کیلئے بُری نظیر قایم کردی سمراد چونکہ بہانڈون مسخرون اور خوشامدیون کو جنسے وہ ہر وقت گہرا رہتا تہا ہمیشہ انعام و اکرام دیتے رہنے سے نقد روپیہ کا محتاج رہتا تہا۔ اوسے بہی آخر مجبوراً اون رشوتون کا حصہ بٹانے کی جو اوسکے درباری عہدون کی فروخت سے لیتے تہے ذلت گوارا کرنی پڑی۔ اسکی چاٹ اوسے اوسکی ایک ناہنجار مصاحب شمسی پاشا نے ڈالی جو بڑا منظور نظر اور اون سلجوقی شہزادون کی نسل مین سے تہا جنکی حکومت عثمانیہ خاندان نے نیست و نابود کی تہی۔ ترکی مورخ علی جسنے بعد مین شمسی پاشا کی سوانح عمری بہی لکہی بیان کرتا ہے کہ ایک دن مین سلطان کے اس منظور نظر کے کمرہ مین بیٹہا ہوا تہا کہ شمسی سلطان کی خدمت سے بہت خوش واپس آیا۔ اور اپنے ایک خادم کو مخاطب کرکے کہا "آخر مین نے عثمانیہ خاندان سے اپنے خاندان کا بدلہ لے لیا ہے۔ کیونکہ جیسے عثمانیہ خاندان ہماری بربادی کا باعث ہوا تہا ویسے ہی مینے بہی اونکی بربادی کا راستہ تیار کردیا ہے" کہن سال نوکر نے نہایت متانت سے دریافت کیا "کس طرح؟" شمسی نے جواب دیا "سلطان کو سلطانی عنایات کی فروخت مین شریک ہونے پر مایل کرنیسے۔ مین نے ۴۰ ہزار ڈیوکٹ کا لقمہ اوسکے سامنے پیش کیا۔ تم جانتے ہو یہ رقم تہوڑی نہین۔ وہ جال مین پہنس گیا پس آج سے وہ خود بدروشی اور رشوت ستانی کی مثال قایم کردیگا۔ اور یہ بُرائی گہن کی طرح سے سلطنت کی بیخ و بُن اُکہاڑ دے گی" رشوت کی گرم بازاری ایسی الم نشرح ہوگئی تہی کہ سوئٹزرلینڈ تک کے تاجرون نے ایک اطالین یہودی کی معرفت مراعات ملنے کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کردی۔ اور ۱۵۸۰ء مین ہسپانیہ نے بہی آخرکار صلح ہوجانیکے لئے اپنا سفیر قسطنطنیہ کو روانہ کیا۔ اور پانچ برس کے نامہ و پیام کے بعد دونون سلطنتون مین صلح کا عہدنامہ ہوگیا۔ اگرچہ وہ بہت نامکمل تہا اور اوسکی اکثر خلاف ورزی ہوتی رہتی تہی۔

سلطانی خزانہ اور وزراء و مصاحبین کی جیبون کو پُر کرنیکے لئے ممالک غیر کے سفراء اور تجار کے تحفہ و تحائف اور رشوتونکا ذریعہ ہی موجود نہین تہا۔ بلکہ آمدنی کا ایک اور بہی بہت بڑا ذریعہ (یعنی بحری قزاقی) موجود تہا جس کو کوئی معاہدہ نہ روک سکا۔ الجزائر۔ ٹیونس اور طرابلس کے قزاق بلاتمیز دوست و دشمن سب کو لوٹتے تہے اور بابعالی

اونسے بہت سا مال غنیمت اگلوا لیتا تھا۔ ان تینون ملکون کے تین علیحدہ علیحدہ صوبے بنا دیئے گئے۔ مگر دیگر
ممالک محروسہ کیطرح اون مین بہی ضیاست وتیار یا اجارہ مالگزاری کا انتظام کرنے کی جگہہ محاصل ومخارج پاشاؤن
کے سپرد کرکے سالانہ خراج مقرر کر دیئے گئے۔ ۱۵۷۸ء مین طرابلس کے پاشا کو فیض (مراکو) کے شریف کو
جسنے ایک عویدار سلطنت کے برخلاف بابعالی سے امداد کی درخواست کی تہی۔ مدد دینے کا حکم دیا گیا۔ اوہر
مدعی سلطنت نے پرتگیزون سے مدد مانگی جنہون نے اسی ہزار فوج ساحل مراکو پر اتار دی۔ اور مقام قصر الکبیر کے
قریب ترکون اور پرتگالیون مین جنگ عظیم ہوئی۔ پرتگالیون کو سخت شکست ملی بیس ہزار پرتگالی کہیت رہے
اور اونکا پادشاہ مسمی سبسٹیان بہی معہ مور (عرب تحمین ودلسیون کی مخلوط النسل قوم) مدعی سلطنت کے میدان
جنگ مین ہلاک ہوا۔ اور اس مصیبت عظیم کی تاریخ سے پرتگال کا انحطاط وزوال شروع ہوا۔ اس نمایان فتح سے
ترکون کو بلاد مغرب مین پورا اقتدار حاصل ہوگیا۔ اور شریف مراکو نے تحائف بیش بہا سلطان کی خدمت مین
روانہ کئے۔ مگر افسوس یہ اقتدار ترکون کی غفلت اور لاپرواہی سے دن بدن کمزور ہوکر آخر بالکل معدوم ہوگیا۔ اور ترکون
کو یہ خبر نہ رہگئی کہ مراکو بہی کوئی اسلامی سلطنت موجود ہے اور نہ مراکو والون کو ٹرکی سے کچہہ دلچسپی رہگئی۔ اسی بیگانگت
اور عدم اتحاد کی طفیل یورپ کی عیسائی اقوام کو یکے بعد دیگرے اکثر اسلامی ممالک کو ہضم کر لینے کا موقع ملگیا
اور مزید افسوس اس امر کا ہے کہ اس عام نحوست اور ادبار کے زمانہ مین بہی جو فی الحقیقت کئی صدیون سے
اسلامی دنیا پر مستولی ہو رہا ہے۔ اگر اب ایک محب دین وحامی ملت وشریعت اور قیام واستحکام اخوت واتحاد
اسلامی کے خواہشمند یعنی مولانا السلطان الاعظم خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی کو اس طرف
توجہ بہی ہوئی ہے تو دوسرے اسلامی فرمانروا لبیک یا امیر المومنین کہنے کی بجائے خود امیر وخلیفہ ہونیکے زعم
باطل مین سرشار اور مغرور ہوئے جاتے ہین۔ اسی مراکو کی نسبت جسکو خاندان عثمانیہ نے عیسائیونکی تبردسے محفوظ رکہا
ہمسے ایک سیاح نے ذکر کیا کہ چہہ برس ہوئے فرمانروائے حال کے باپ کے زمانہ مین جب مراکو کے بندرگاہ طانجیر مین
ایک جرمن سوداگر کے قتل ہو جانے پر جرمنی نے سخت ترین مطالبات مراکو سے کرکے اونکو ایک طرح سے مراکو
کو نگل لینے کا بہانہ بنانا چاہا تہا تو سلطان المعظم مولانا وسیدنا عبدالحمید خان ایدہ اللہ نے فرمانروائے مراکو کو
کہلا بہیجا کہ اگر کہو تو مین بیچ بچاؤ کرکے تمہاری باہم صفائی کرا دیتا ہون۔ اور آیندہ کے لئے ضرورت وقت
اس امر کی متقاضی ہے کہ مراکو سلطنت عثمانیہ سے متفق ومتحد ہوکر نہ صرف پایہ عرش خلافت بلکہ خود اسلامی شان وشوکت
کے استحکام کا باعث ہو۔ اس مشفقانہ پیام کا جواب اوس عقلمند نے جسکو خود صاحب خلافت ہونیکا خبط تہا

یہ دیا کہ میرا منصب سلطان روم سے کم نہین ہے۔ اور مجھے اوسکی حمایت و طرفداری کی کوئی احتیاج نہین۔ ایسا
کرہہ جواب سنکر اگر کوئی تنک مزاج سلطان ہوتا تو وہ فوراً جرمنی کو اور زیادہ برانگیختہ کرتا اور یہ یقینی امر ہے
کہ گو یورپ کی دوسری طاقتون بالخصوص ہسپانیہ[1]۔ فرانس (بوجہ قرابت دیرینہ) اور انگلستان (بوجہ رقابت
جدیدہ) بہت کچھہ مزاحم ہوتے۔ مگر چونکہ شمالی افریقہ مین جرمنی کو عام تقسیم مین کوئی علاقہ نہین دیا گیا تہا وہ
آسٹریا و روس و اٹلی[2] کی امداد سے مراکو کو بالکل ہضم نہ سہی اوسکو اپنی زیر حفاظت کر لینے مین ضرور کامیاب
ہو جاتا۔ مگر عبد الحمید اگر ایسا مشتعل مزاج اور زود رنج ہوتا تو آج اوسی اسلامی دنیا مین یہ عزت و منزلت حاصل
نہ ہوتی کہ ایک ایک مسلم بچہ بہی اوسکے نام پر فدا ہو رہا ہے۔ اوسے اس جواب سے رنج پہونچا اور سخت رنج پہونچا۔
مگر اسلئے نہین کہ اوسکی ذاتی تحقیر کیگئی بلکہ محض مسلمانون کی قابل رحم حالت پر۔ لیکن وہ نہ فقط عیسائیون بلکہ
اپنے دینی بہائیون سے بہی ایسے صدمے اور رنج اوٹہانے کا خوگر ہو رہا تہا۔ اوس نے شاہ مراکو کی ناعاقبت اندیشی
اور گستاخی کیطرف کوئی توجہ نہ کر کے اپنے منصب خلافت عظمیٰ کے فرائض کو پورا کیا۔ اور قیصر جرمنی سے جو حضور
ممدوح کا ذاتی دوست اور رفیق صمیم ہے۔ تنگ طلبی سے درگذر کر دینے اور نہ صرف جرمنی بلکہ دیگر دول یورپ کے
دندان آز سے بہی مراکو کو محفوظ رکہنے اور رکہوالنے کی پر زور سفارش کی۔ اور قیصر موصوف نے خواہ پاس رفاقت
خواہ اپنی ملکی اغراض کو جو آجکل بہت کچھہ ٹرکی کے ساتہہ اتحاد و اتفاق رہنے سے وابستہ ہین مد نظر رکہکر اپنے دوست کے
ارشاد کی پوری تعمیل کر دی۔ اس اظہار رنج و افسوس کے بعد مین ساتہہ ہی جیسا کہ اوپر بہی کسی جگہہ لکہہ آیا
ہون ناظرین کو یہ خوشخبری سنانے کا موقعہ ہاتھہ سے نہین جانے دینا چاہتا کہ اپنے صادق العزم و النیت مردان
باکمال کی محنت و کوشش کو بیکار رکہنا خداوند کریم کی سنت نہین ہے۔ اور نہ الٰہ العالمین نے ہمارے محبوب
عبد الحمید کی مساعی جمیلہ کو ناکام رہنے دیا ہے جسکا مشاہدہ اور تجربہ کل زمانہ سن رواں کے جنگ روم و یونان کے

---

[1] یہ سلطنت بوجہ ہمسایگت مراکو کی دعویدار ہے اور اس لحاظ سے اوسکو مراکو کی جنوبی سرحد اور فرانس کے مقبوضات
مغربی افریقہ کے درمیانی علاقہ اور ساحل کا افریقہ کی عام تقسیم مین جو دول یورپ نے ۸۵-۱۸۸۴ء مین کی تہی مالک تسلیم کیا
گیا ہے۔ ۱۲

[2] اس سلطنت کو انگلستان نے مسئلہ مصر میں حامی بننے کی رشوت مین بحیرہ قلزم کے نصف مغربی ساحل و اطراف حبش دلوا دینے کے
علاوہ طرابلس الغرب بہی دلوانیکا وعدہ کر رکہا تہا۔ مگر ۱۸۹۶ء مین اٹلی کو حبش سے سخت نکلنی پڑی۔ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔
سب ہوسین دل مین ہی رہ گئین ✤

موقعہ پر کرچکا اور اب اوسکے بعد بہی کر رہا ہے۔ اور اُس مقلب القلوب کی نظر عنایت سے آج اوسی خودسر شاہ مراد کا بیٹا جسکا ذکر اوپر آچکا ہے بمعہ اپنی کل رعایا کے خلیفہ اعظم کی رفاقت وحمایت کو اپنے لئے باعث فخر وناز سمجہہ رہا ہے۔ اور مین کامل یقین کے ساتہہ کہہ سکتا ہون کہ اس وقت کوئی مسلم دل جسکا دماغ حوادث وحالات زمانہ سے کچہہ بہی آگاہی رکہتا ہوگا بلا تمیز شاہ وگدا۔ اور رند وپارسا ایسا نہ ہوگا جو حضور ممدوح کی محبت بلکہ عشق سے لبریز نہ ہو رہا ہو۔ مین اس کلیہ سے اون خوشامدیون کو بہی مستثنیٰ نہین کرتا جو اسکے برخلاف مضامین لکہتے اور تقریرین کرتے دکہائی دیتے ہین۔ اگر اونکے سینے چاک کروگے تو اونکے دل بہی اس نشہ محبت مین سرشار پاؤگے۔ وہ اس طبعی کشش وجذبہ کو لاکہہ دور کرنے کی کوشش کرین۔ منشاء ایزدی اونکی کوششون سے کبہی نہین بدل سکتا۔ یہ بحث اس قدر طویل ہے کہ کئی مضمون پر بہی ختم نہین ہوسکتی۔ اسلئے مین پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔

سلطان مراد کو خارجیہ تعلقات مین یہ تمام کامیابیان محض وزیر محمد سقلی کی حسن تدبیر سے نصیب ہوئین۔ اِس بدنصیب وزیر کی طاقت جیسا کہ اوپر لکہا جاچکا ہے سلطان کے مصاحبین کی سازش سے دن بدن کمزور ہوتی گئی تہی۔ مگر پہر بہی وہ تا دم مرگ وزیر اعظم بدستور رہا۔ اور اوسکی غیر طبعی موت نے ان تمام کامیابیون پر پانی پہیر دیا۔ اور اونسے فایدہ اوٹہانے والا کوئی باقی نہ رہا۔ سلطان کے منظوران نظر نے جو اوسکی کمزوری سے طاقتور ہورہے تہے وزیر کے اقتدار کو کم کرنیکے لئے سلطان کو معاملات سلطنت اپنے ہاتہہ مین لینے کا مشورہ دیا۔ اور سب سے پہلے سقلی کے دوستون پر ہاتہہ صاف کرنا شروع کیا گیا۔ فریدون پاشا سکریٹری آف سٹیٹ جو سقلی کا نہایت ہی ممنون احسان تہا موقوف کردیا گیا۔ سقلی کا ایک اور پروردہ یونانی کنٹاکوزین تہا جسکو اُس نے بندرانکیالوس (ترکی نام آہی اولو۔ صوبہ مشرقی رومیلیا کے ساحل بحیرہ اسود پر برغاس کے شمال مین واقع ہے) کی تجارت نمک کا اجارہ دے رکہا تہا۔ اس یونانی نے اسمین کلام نہین کہ وزیر کی عنایتون کو بہت بری طرح سے برتا۔ یونانی اوسکے نام سے کانپتے تہے اور ترکون نے اوسکا نام شیطان اوغلی (فرزند شیطان) رکہا ہوا تہا۔ جب تک سقلی با اقتدار رہا۔ یہ شخص لوٹ مار کا کچہہ حصہ وزیر کو دیکر ہر ایک خطرہ سے محفوظ رہا۔ وندار آفندی اور بیالی بہی اوسکے معاون تہے۔ مگر جب بیالی مرگیا تو سقلی کے دشمنون مین سے ایک کی الزام دہی پر اول وہ موقوف کردیا گیا۔ اور پہر گرفتار ہوکر اوسی عالیشان محل کے پہاٹک پر جو اوسنے اپنے لئے انکیالوس مین تیار کرایا تہا پہانسی دیدیا گیا۔ بتدریج دوستون سے گذر کر سقلی کے اعزا واقربا کی نوبت پہونچگئی۔ اوسکا لائق بہتیجا

جو سلطان سلیمان کی وفات کے وقت سے آفن کا گورنر چلا آتا تہا قتل کرا دیا گیا اور ایک سال بعد ۱۵۷۹ء عیسوی یا ۹۸۷ھ مین خود سقلی بہی اپنے محل مین قاتل کے ہاتہ سے شہید ہوا قاتل گرفتار ہوگیا۔ اور قتل کی وجہ معلوم کرنے کے لئے اُسے جسمانی عقوبت بہی دیگئی لیکن اُس نے راز ظاہر نہ کیا۔ اور آخر یہی رائے قایم کرنی پڑی کہ کسی ذاتی رنجش کی مکافات مین اوسنے یہ حرکت کی ہے۔

مگر وزیر محمد سقلی کے ساتھ ہی اون تمام جرنیلون اور بحری کمانڈرون کا خاتمہ نہ ہوگیا تہا جو سلیمان اعظم کی زیر نظر تربیت پائے ہوئے تہے۔ اون مین سے ابہی بہت سے زندہ تہے اور اس لئے مراد کے زمانہ مین ممالک متصلہ پر جولانیان ہوئین اور ان مین عموماً ترکون کو فتوحات نصیب ہوئین۔ اور کئی نئے ملک ممالک محروسہ مین داخل ہوئے سب سے پہلی اہم جنگ ایران کے ساتھ ہوئی۔ شاہ طہماسپ جسکو بیوی نے زہر دیا ۱۵۷۶ء مین فوت ہوگیا چرکسیون اور گرجیون (مالکان گوسفند سیاہ و سفید) مین جو اوسکی زندگی ہی مین برسر جنگ رہتے تہے۔ اعلیٰ اقتدار کے لئے تنازعہ شروع ہوگیا۔ گرجی (جارجی) خواتین نے حیدر پسر پنجم طہماسپ کو تخت پر بٹہلایا مگر چند گہنٹون ہی کی حکومت کے بعد چرکسی (سرکیشین) جماعت نے اوسکو قتل کر دیا۔ اور اوسکا بہائی اسمٰعیل جو سخت خونخوار اور دیوانہ مزاج تہا تخت نشین ہوا لیکن اسکے جور و ستم کا دور دورہ بہی اٹہارہ مہینون کے بعد ختم ہوگیا اور وہ اپنی ہمشیرہ کے ایما سے ہلاک کر دیا گیا۔ منظور نظر وزرا رضوان اور مصطفےٰ نے سلطان کو ترغیب دی کہ فتح ایران کے لئے جو خانہ جنگون سے تباہ ہو رہا ہے یہ نہایت عمدہ موقع ہے۔ مہم تیار کیگئی مصطفےٰ سپہ سالار بنایا گیا۔ اور باضابطہ اعلان جنگ کے بغیر ہی فریقین مین کارزار شروع ہوگئی۔ مصطفےٰ نے بتاریخ ۱۰ اگست ۱۵۷۸ء مقام شلدر (واقع جارجیا) کے قریب ایرانی فوج پر نمایان فتح پائی۔ اور جارجیا[1] کے کئی خواتین و سردارون نے ترکی اطاعت قبول کر لی۔ جنکے علاقے باقاعدہ طور پر ممالک محروسہ مین داخل کر لئے گئے اور اونکو سلطان کی طرف سے اپنے اپنے علاقون کا سنجق بیے بنا دیا گیا۔ اسکے بعد تفلیس (دار الخلافہ جارجیا) فتح کیا گیا۔ اور وہان کے گرجے مساجد بنا دیئے گئے۔ جارجیا نے ترکون کے برخلاف ایرانیون سے اتحاد کر لیا تہا۔ اسلئے پہلے

---

[1] جارجیا اس وقت یورپین روس کے علاقہ کوہ قاف کا ایک صوبہ ہے۔ اسکا رقبہ ۲۱ ہزار میل مربع اور آبادی حالاکہہ کے قریب ہے۔ یہان کے باشندے زیادہ تر عیسائی مذہب ہین۔ اور ۱۳۹۰ء تک جبکہ اس ملک کو ایران نے فتح کیا یہ خود مختار عیسائی ریاست رہا۔ ۱۸۰۱ء مین روس نے فتح کرکے اسے ملحق کر لیا۔ یہان کی عورتین حسن و نزاکت مین کل جہان کی عورتون سے ممتاز ہین۔ وہ انگلیون ناخنون اور ہتہیلیون کو حنا سے رنگنے کی بہت مشتاق ہوتی ہین۔ مؤلف ۱۲

اسپر فوجکشی کرکے اوسے فتح کیا گیا *

۹ ستمبر کو دریائے کنساق کے کنارہ پر دوسری لڑائی ہوئی جسمین تین ہزار ایرانی ہلاک ہوئے کنساق کا پُل توڑ دیا گیا تھا جس سے بیشمار مفرورین دریا مین غرق ہوگئے۔ قصبہ شقی نے خود بخود فاتحین کے لئے شہر کے دروازے کہولدیئے۔ اور تقریباً کل جارجیا مفتوح ہوگیا جو چار گورنمنٹون مین تقسیم ہوا ہر ایک صوبہ پر ایک ایک بیلربیے مامور کیا گیا۔ اس مہم سے فارغ ہوکر ترکی فوج موسم سرما ارض روم مین بسر کرنیکے لئے واپس آگئی۔ مگر موسم سرما کے عین وسط مین لڑائی پہر شروع ہوگئی۔ چار ایرانی لشکر مقاتلہ و مقابلہ کے لئے آگے بڑہے جنمین سے دو جارجیا کی طرف اور دو ترکی صوبجات بغداد و ارض روم پر حملہ آور ہوئے۔ شروان[1] کے ترکی بیلربیے عثمان پاشا نے پہلے تو کماقیہ کے ایرانی گورنر پر کامل فتح پائی۔ مگر ایرانیون کا لشکر جرار چند دنوں بعد موقعہ پر پہونچگیا۔ اور عثمان پاشا شروان مین محصور ہوگیا۔ جہان سے وہ مجبوراً دربند کو پیچھے ہٹ گیا۔ جارجیا کے معزول والی ریاست سیمون اور رشش نے ایرانیون کی امداد سے تفلیس کا بہی محاصرہ کرلیا۔ مگر ترک محافظین نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا اور کمک کے پہونچنے تک برابر ثابت قدم رہے۔ کمک کے پہونچنے پر محاصرین نے محاصرہ اوٹھا لیا اور اب ترکون نے مدافعانہ کارروائی چہوڑکر جارحانہ پیشقدمی شروع کردی۔ اور اون تمام قلعون کو جو پہلی مہم مین فتح نہین کئے گئے تہے مفتوح کرلیا۔ اور قارص کے اردگرد خاص سلطانی حکم سے ایسے مضبوط قلعے تیار کئے گئے جو ۱۸۲۸ء تک ترکی کی سرحد پر سد سکندری کا کام دیتے رہے۔

اس مہم کے بعد ایران مین پہر اندرونی فساد شروع ہوگئے۔ اور ادہر ترکی فوج مین سپہ سالارون کا رد و بدل کیا گیا جس سے کچھ عرصہ کے لئے آتش حرب مدہم پڑگئی۔ سقلی کی وفات پر مصطفےٰ اور صنعان دو زبردست رقیبون کو برابر برابر امید تہی کہ مین وزیر اعظم ہونگا۔ مگر سلطان نے احمد پاشا کو اس عہدہ جلیلہ پر سرفراز کردیا۔ صنعان نے نئے وزیر کو اپنے قابو مین کرکے ایرانی مہم کی فوج کی سپہ سالاری سے مصطفےٰ کی واپسی اور اپنی ماموری کا حکم صادر کرادیا اور جب چند مہینون کے بعد کمزور دل احمد برطرف کردیا گیا تو صنعان وزیر اعظم ہوگیا۔ مصطفےٰ کو اس سے ایسا صدمہ پہونچا کہ وہ رنج و اندوہ سے یا سلیمانی عہد حکومت کے گورنر خسرو پاشا کی طرح خودکشی کرنیسے فوت ہوگیا لیکن صنعان نے میدان جنگ مین کوئی مستعدی نہ دکھلائی اور سلطان کو شبہ ہوگیا کہ شاہ ایران نے اوسے رشوت دیکر اپنے ساتھ ملالیا ہے۔ اسپر وہ موقوف ہوکر جلاوطن کیا گیا۔ اور ہنگرین نومسلم سیاوش پاشا وزیر اعظم اور فرہاد پاشا

[1] شروان اس وقت روسی علاقہ کوہ قاف کا ایک ضلع ہے ۱۲۰ مؤلف *

گورنر روملیا مہم ایران کی فوج کا عسکر بنایا گیا۔ مگر سنہ ۱۵۸۲ء و سنہ ۱۵۸۳ء کی جنگون سے کوئی عمدہ نتیجہ نہ نکلا۔
فرہاد کو اپنی ہی فوج کی خودسری مسلسل بغاوتون اور عام تاخت و تاراج کے انتظام سے جس نے جارجی والکودن کے
ساتھہ ملکر عام قزاقی شروع کردی تہی فرصت نہ ملی۔

البتہ عثمان پاشا نے داغستان[1] مین جہان اوسنے شروع ہی سے ایرانیون کے خوب دانت کھٹے کیئے تہے
عثمانیہ فوجی عزت کو مردانہ وار برقرار رکہا۔ محمد غوری خان کریمیئے شروع مین عثمان پاشا کی مدد کی۔ مگر سنہ ۱۵۸۰ء مین
عثمان کے منع کرنیکے باوجود وہ اپنی فوج لیکر واپس چلا گیا۔ خان کریمیا کے علاوہ علاقہ آذاف کے گورنر نے بہی سنہ ۱۵۸۰ء
مین عثمان پاشا کو کوہ قاف کی دشوار گذار گہاٹیون مین سے ایسی سرعت کے ساتہہ کمک پہونچائی تہی کہ سلطان
نے خوش ہوکر اوسکو "بحیرہ کاسپین کے کپتان پاشا" کا خطاب عطا کیا۔ ان کمکون کے علاوہ عثمان پاشا
کو جسے ترک از دمر (صاحب اعصاب فولادی) پکارتے ہین اور کوئی مدد نہ پہونچی۔ مگر اس بہادر نے اپنی پہلی
ہی فوج سے ۹ مئی سنہ ۱۵۸۳ء کو دریائے ساسامور کے کنارون پر ایرانی لشکر پر حملہ کردیا۔ رات اور دن لڑائی
برابر جاری رہی۔ تاریکی مین مشعلون کی روشنی سے ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ مگر فیصلہ کوئی نہ ہوا۔ دو دن کے بعد ایرانیون
نے ترکی فوج کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ اسپر ترک کمال دلاوری کے ساتہہ غنیم پر حملہ آور ہوکر اوسکی صفون کو
چیرتے ہوئے باہر نکل گئے اونکو کامل فتح نصیب ہوئی۔ ایرانی لشکر تباہ ہوگیا۔ اور داغستان کا علاقہ بخوبی مطیع
ہوگیا۔ فتح کے بعد عثمان نے کماقیہ کے مورچون کو مضبوط کیا۔ مختلف قلعون مین ترکی فوج کے دستے مامور کیئے
اور کل علاقہ پر ایک عثمانلی گورنر مقرر کرکے محمد غوری خان کریمیا کو اوسکی غداری کی سزا دینے کے لیئے سنہ ۱۵۸۳ء
مین عین موسم سرما کے وسط مین داغستان سے روانہ ہو پڑا اور کاکیشیا کی خطرناک گہاٹیون۔ سرکیشیا کی
دشوار گذار چوٹیون۔ اور کوبان کے منجمد میدانون پر سے لشکر جرار لیکر بجلی کی طرح آذاف اور عمان سے کریمیا پہنچگیا
محمد غوری جو بغاوت کی تیاریان کر رہا تہا کل سٹی بٹی بہول گیا۔ اوسنے بہادر جرنیل کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست یاب
ہوکر گرفتار ہوگیا۔ اور عثمان نے اوسکا قتل کرکے اوسکے بہائی اسلام غوری کو سنہ ۱۵۸۴ء مین کریمیا کی تخت
پر بٹہلا دیا۔ عثمان باغی خان کا سر اپنے ساتہہ قسطنطنیہ لے گیا۔ جہان سلطان نے اوسکی نہایت تپاک سے
آؤبہگت کی۔ اور بہرے دربار مین اپنے سر سے شاہی دستار اوتار کر عثمان کے سر پر رکہدی اور تلوار کو اپنی
کمر سے کہولکر بہادر عثمان کی کمر سے باندہ دیا۔ تہوڑے دنون کے بعد عثمان کو وزیر کا رتبہ عطا کیا گیا اور مہم افغانیہ بہیجا

[1] داغستان روسی علاقہ کوہ قاف کا صوبہ ہے جارجیا کے شمال اور بحیرہ کاسپین کے غرب مین واقع ہے۔ ۱۲ مولف +

کی فوج کی سپہ سالاری اوسکو تفویض کیگئی۔ عثمان کے میدان جنگ مین پہونچتے ہی ترکی فوج مین ایک
نئی روح پیدا ہوگئی۔ اور دو خفیف مزاحمتون کے بعد عساکر عثمانیہ فاتحانہ حیثیت سے ایرانی دارالخلافہ تبریز
مین داخل ہوئے - اور بقول بعض یوروپین مورخین شہر کو تین شب و روز تک فوج کے حوالہ کر دیا گیا۔ اسکے بعد
تبریز کے گرد مورچے اور قلعے تعمیر کر کے اوسے محفوظ کیا گیا۔ مگر عثمان کے بیمار پڑجانے سے عثمانیہ فتوحات
کا سیلاب رُک گیا۔ اور ایرانی شاہزادہ حمزہ نے ایک ترکی دستہ فوج کو جو اطالین نو مسلم سکالا کے ماتحت تھی
مقام شمبی غزان کے قریب شکست فاش دیکر بیس ہزار ترکون کو قتل و زخمی کیا۔ اسپر عثمان نے جو خود کمان
کرنیکے قابل نہین رہگیا تھا مجبوراً پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اور ایرانیون نے مکرر حملہ کر کے ترکی فوج کو دوبارہ سخت زک
پہونچائی۔ جس سے چند دن ہی بعد نامور عثمان از دہ مرداعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اوسکے بعد سکالا کا فرزند جسے
ترک زغالہ زادہ پکارتے تھے فوج کو بحفاظت تمام واپس لے آیا۔ اور راستہ مین دشمن کو کئی دفعہ ہزیمت بھی دی فوج
کے چلے آنیکے بعد ایرانیون نے تبریز کا محاصرہ شروع کر دیا۔ اور ترکی فوج محافظ نے دس ماہ تک حملہ آورون کا
مقابلہ کیا۔ اس اثنا مین محصورین پر ۵ ا حملے کئے گئے اور فریقین مین ۴۰ لڑائیان ہوئین۔ آخر کار فرہاد پاشا جو
سرعسکر مقرر کیا گیا تھا کمک لیکر آ پہونچا اور تبریز و تفلیس کو جسکا محاصرہ بھی ایرانیون نے کر لیا تھا دشمنون سے
نجات دلوائی۔ فرہاد نے ایرانی لشکر کے ترکمانون کو بھی اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ اور تھوڑا عرصہ بعد شاہزادہ حمزہ
کسی قاتل کے ہاتھ سے فوت ہوگیا۔ اس وقت ایران مین پھر اندرونی ابتری برپا ہوگئی۔ اور شاہ اسمٰعیل خدابندہ کی
درخواست پر جنگ عارضی طور پر ملتوی ہوگیا۔ مگر شرائط صلح قرار پانے سے پیشتر لڑائی پھر شروع ہوگئی۔ اور فرہاد پاشا
نے گرور کے میدان مین ایرانیون کو تین دن کی مسلسل لڑائی مین سنہ ۱۵۸۶ء مین سخت ہزیمت دی۔ اور اسی وقت
زغالہ زادہ نے جو بغداد کا گورنر اور سرعسکر مقرر کر دیا گیا تھا قلعہ دسفول اور کئی دیگر مضبوط مقامات کو فتح کر کے
ایرانی صوبجات لورستان و ہمدان کے گورنرون کو شکست فاش دی۔ سنہ ۱۵۸۸ء مین فرہاد نے شروان کے
گورنر جعفر کے ساتھ ملکر قراباغ کے صوبہ پر حملہ کر کے اوسکے صدر مقام گنجہ کو فتح کر لیا۔ اور اس شہر کو خوب مستحکم بند
کر دیا۔ شاہ اسمٰعیل خدابندہ کو سنہ ۱۵۸۸ء مین اوسکا فرزند شاہ عباس اعظم معزول کر کے خود تخت نشین ہوگیا تھا
اس ہزیمت کے بعد جب ایران کی مشرقی سرحد پر اوزبکون نے بھی حملہ کرنا شروع کر دیا تو نئے شاہ نے سلطان
سے صلح کی التجا کی اور ۲۱ مارچ سنہ ۱۵۹۰ء کو فریقین مین عہدنامہ ہوگیا جسکے روسے صوبجات جارجیا، شروان
لورستان۔ شہر تبریز بمع صوبہ آذربائیجان اور شہر نہاوند ممالک محروسہ عثمانیہ مین داخل کئے گئے۔ معاہدہ مین

ایک شرط یہ بھی اینزاد کیگئی کہ ایرانی خلفائے ثلاثہ کو تبرا نہ بھیجا کرینگے۔ مگر یہ شرط بادی النظر ہی مین صریح ناممکن العمل
معلوم ہورہی ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ وہ غالبًا ترکی کو ہر وقت مداخلت کرتے رہنے کا بہانہ دینے یا محض سلطان
کے مذہبی جوش کو پورا کرنیکے لیئے درج کیگئی ہوگی۔

مراد کے زمانہ مین خواہ کوئی وزیر یا سپہ سالار کیسا قابل ہو۔ اُسے کوئی واقعی اختیار حاصل نہین ہوتا تھا کل اقتدار
مصاحبین اور حرم سرا کے ہاتھہ مین تھا۔ سلطان اپنی والدہ نور بانو۔ اپنی خواہرون۔ اور اپنی سب سے پہلی محبوبہ
سلطانہ بفو اور دو دیگر عیسائی کنیزکون اور جفندا (محلسرا کی مہتمہ) کے قبضہ مین تھا۔ سلطانہ بفو وینس کے
امیر خاندان بفو کی لڑکی تھی جسکو اوائل عمر مین ایک ترکی بحری قزاق پکڑ لایا تھا۔ اس ماہ جبین عیسائی خاتون نے
مراد کو ایسا شیشہ مین اتار لیا تھا کہ وہ عرصہ دراز تک اُسی کے حسن وجمال کا شیدائی رہا۔ اور حرم سرا کی دوسری
نازنینون کی طرف مطلقًا متوجہ نہ ہوا۔ اس خاتون کا نام سلطانہ صفیہ تھا۔ سلطان کی والدہ نے صفیہ کے اقتدار
ورسوخ سے جو اُسے دن بدن مراد پر زیادہ حاصل ہوتا جاتا تھا مخوف ہو کر اپنے بیٹے کے سامنے ایسی ایسی حوروش پری
جمال کنیزکین پیش کین کہ آخر کار اکیلی صفیہ اوسکے دل کی مالک نہ رہگئی۔ اور مراد یکبارگی عیاشی مین ایسا پھنس
گیا کہ کہان تو صفیہ کے سوا وہ کسی اور کو دیکھنا نہین چاہتا تھا اور کہان اوسکے حرم مین پانسو کنیزکین جمع ہوگئین
اور حرم سرا کے لیئے خوبصورت لڑکیون کی اس قدر مانگ بڑھگئی کہ قسطنطنیہ کی منڈی غلامان مین ماہ جبین لڑکیون
کی قیمت کئی حصہ چڑھگئی۔ ان کنیزکون مین ایک ہنگرین لڑکی تھی جسکو مراد پر بہت کچھہ قابو ہوگیا۔ مگر اوسکی پہلی
معشوقہ صفیہ کا اقتدار بھی گو وہ اب مراد کے دل کی تنہا مالک نہین رہگئی تھی کچھہ کم نہین تھا اور مراد کے زمانہ مین
جس قدر بری وبحری لڑائیان ہوئین وہ زیادہ تر اوسی کے منشا کے مطابق ہوئین۔ اور جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے
ریاست وینس اوسی کے طفیل ترکی حملون سے محفوظ رہی۔ گو اوسکو بحری قزاق کئی دفعہ لوٹ مار کرنے اور
معاہدون کی صریح خلاف ورزیون سے ترکون کو سخت اشتعال دلاتے رہے۔ جفندا کو اپنے حسن وجمال کی وجہ سے
نہین بلکہ دوسرون کے حسن وجمال منتخب اور پسند کرکے سلطان کے روبرو پیش کرنے کا سلیقہ رکھنے کے
باعث سلطان کی طبیعت پر بہت دخل حاصل ہوگیا تھا۔ یہ محلسرا کی قایہ (مہتمہ) تھی۔ الغرض سلطنت کے کل معاملات
خارجیہ و داخلیہ کا تصفیہ محلسرا کی چاردیواری مین یہ عورتین کیا کرتی تھین۔ انکے بعد خواجہ سراء۔ آتالیق (خوجہ)
سلطانی اور مفتی کو سلطان کے دربار مین زیادہ دخل تھا۔ آخر الذکر ہردو نے اوسکو ایسا متعصب بنادیا کہ ایک دفعہ
مراد نے قسطنطنیہ کے کل گرجون کو مسجد بنانے کی اصلاح کرلی۔ مگر سفرائے دول اجنبیہ نے وزراء اور مفتیون کو

رشوتین دیئے لاکر اس تجویز کو ملتوی کرا دیا مگر پہر بہی غلطہ کے تین گرجے بنا کر دیئے گئے۔ فرانسیسی سفیر نے اعتراض
کیا جسکی کچہہ پروا نہ کی گئی۔ اور سفیر اور صنعان پاشا وزیراعظم مین ان بن ہوگئی۔ اوسی زمانہ مین ہنری شاہ فرانس کو
فلپ ثانی شاہ ہسپانیہ کے ساتہہ جنگ چہڑ جانے کا قوی احتمال ہوگیا۔ اور اُس نے سابقہ وعدے یاد دلاکر
فلپ کے برخلاف سلطانی بیڑہ کی امداد طلب کی۔ ملکہ فرانس کتہرائین نے سلطانہ صفیہ کو اسبارہ مین تاکیدی
خط لکہا۔ مگر آخر الذکر نے وینس کے سفیر کو کہلا دیا او راوسنے شاہ کی درخواست کو منظور نہ ہونے دیا۔ اس سے کچہہ
عرصہ بعد جرمگنی نے درخواست کی کہ ولیشیا پر ایسا عیسائی حاکم مقرر کیا جائے جو فرانس کے زیر حفاظت اور اُسکا
ہوا خواہ ہو۔ بابعالی نے انکار کر دیا۔ اسپر سفیر مذکور نے ایک خفیہ عرضداشت سلطان کی خدمت مین ارسال کرکے اپنی
قوم کی شکایات ظاہر کین۔ سلطان نے جواب مین کہلا بہیجا کہ اگر شاہ فرانس ہماری حکومت پر خواہ مخواہ نکتہ
چینی کرے گا تو ہم کل مراعات کو جو عطا کی گئی ہین واپس لے لین گے۔ غلطہ کے تین بند شدہ گرجون مین سے دو
آخر کار کہول دیئے گئے بسنہ ۱۵۸۵ء مین جرمگنی کی جگہہ سیوری ڈی لنکوسم فرانسیسی سفیر مقرر ہوا۔ مگر وہ بہی اپنی خودسری
کی وجہ سے بابعالی کو خوش نرکہ سکا۔ سنہ ۱۵۸۶ء مین زار روس فیوڈو اور اڈولف نے تحایف بیش بہا دیکر اپنے سفراء
سلطان کی خدمت مین روانہ کئے۔ اسی سال سٹیفن باتہوری کے مرجانے پر امراء پولنڈ نے بابعالی کے ایما پر
سویڈن کے شاہزادہ سجسمنڈ کو اپنا بادشاہ منتخب کیا۔ فرانسیسی سفیر کی بدماغی سے جس قدر نقصان فرانس کے
اقتدار کو پہنچا۔ ویسا ہی انگلستان کا رسوخ ٹرکی مین بڑہگیا۔ ان دونون ملکون مین سلطان مراد ثالث کے زمانہ سے پہلے
کبہی براہ راست کسی قسم کا تعلق پیدا نہین ہوا تہا۔ سنہ ۱۵۷۹ء مین تین انگریز تاجر ولیم ہیربورن۔ ایڈورڈ ایلس۔ اور
رچرڈ سٹیپل انگلستان سے قسطنطنیہ وارد ہوئے۔ اور درخواست کرکے بابعالی سے انگریزی تجارت اور انگریز
تجار مقیمہ ٹرکی کے لئے وہی مراعات حاصل کرلین جو دیگر اجنبی اقوام کو حاصل تہین۔ یہ مراعات صرف تجارت کے
متعلق تہین۔ انکو عیسائیون یا ملکی معاملات سے کوئی تعلق نہ تہا۔ سنہ ۱۵۸۳ء مین ملکہ ایلزبتہہ نے فلپ ثانی جسکا جانی
دشمن ہورہا تہا ہیربورن کو باضابطہ قسطنطنیہ مین اپنا سفیر مقرر کیا۔ اور سلطان سے فلپ و پوپ کے برخلاف انگلستان
سے متحد ہوجانے کی التجا و آرزو کی۔ ملکہ موصوفہ جسکی دانائی اور تدبیر ملک داری مسلمہ ہے بت پرستی سے مسلمانون کے
بیحد متنفر ہونیکی عام معلوم امر واقع سے فائدہ اُٹہانے کی نیت سے اپنے القاب سرکاری مراسلتون مین جو دربار انگلستان
سے عثمانیہ دربار کو بہیجی جاتین ہمیشہ اس طرح لکہتی تہی " ان مورت پرستون کے برخلاف جو جہوٹ موٹ پیروان مسیح
بننے کے مدعی ہین بیچودین کی نہایت شجاع اور صادق العزم حامیہ " جب ہسپانیہ بیڑہ عظیم (المشہور بہ گریٹ آرمیڈا)

سے انگلستان پر حملہ آور ہونے کی تیاریان کر رہا تہا تو ملکہ ایلزبتھ کے سفیر نے نومبر ۱۵۸۷ء مین سلطان کو عرضیہ بہیجکر التجا کی کہ "اگر حضور ممدوح اپنی عظیم الشان سلطنت کی کل ہیبت و ہیبت افزا بحری طاقت نہین بہیجنا چاہتے تو کم از کم ساٹھ اسی جنگی جہاز تو ضرور اوس بت پرست شاہ ہسپانیہ کی سرکوبی کے لئے روانہ فرماوین، جو پوپ اور تمام دیگر بت پرست فرمانرواؤن کی مدد پر بہروسہ کرکے ملکہ انگلستان کو تباہ کرنیکا ارادہ کر رہا ہے اور پہر اوس سے فارغ ہوکر اپنی کل طاقت کو سلطان کی بربادی پر لگاکر کل دنیا کا بادشاہ و بننا چاہتا ہے۔ اگر عثمانیہ فرمانروا اور ایلزبتھ ہسپانیہ کے برخلاف بسرعت تمام بحری اتحاد و اتفاق کرلین گے تو مغرور ہسپانوی اور کاذب پوپ بمعہ اپنے ہمراہیون کے فی الفور فنلك فی النار و بئس المقر ہوجائینگے۔ خداوند کریم اپنے بندون کا خود محافظ ہوگا اور ٹرکی و انگلستان کے ہاتہون سے صفحۂ زمین کے بت پرستون کو معدوم کرادیگا" ملکہ ایلزبتھ کے خطوط جرمن مؤرخ نے اپنی تاریخ روم کی ۳۹ وین جلد مین بجنسہ نقل کئے ہین۔ یہ لاطینی زبان مین ہین۔ پہلا خط ایلزبتھ[1] کیطرف سے وزیر محمد سقلی کے نام ہے جو ۴ ہار نومبر ۱۵۷۹ء کو مقام ونڈسر سے لکہا گیا۔ ملکہ موصوفہ کا دوسرا خط جو انگریزی سفیر نے سلطان کی خدمت مین پیش کیا مورخہ ۹ نومبر ۱۵۸۷ء ہے۔ انکے علاوہ دو اور خط ہین۔ ایک ۱۵۸۷ء کا لکھا ہوا ہے جسمین الجیرز سے چند انگریزون کو چہڑوانے کی درخواست ہے۔ اور دوسرا مورخہ ۳۰ نومبر ۱۵۸۸ء ہے جسمین ہسپانیہ کی بیڑہ پر انگریزون کے فتح پانے کی خبر دیکر سلطان سے ہسپانیہ پر حملہ کرنے کی مکرر درخواست کی گئی ہے۔ ہنری ثالث شاہ فرانس نے بہی اسی غرض کے لئے اپریل ۱۵۸۹ء مین خاص سفیر قسطنطنیہ بہیجکر سلطان کو کہلا بہیجا تہا کہ اگر فلپ نے انگلستان کو فتح کرلیا تو وہ جلد ٹرکی کو بہی مغلوب کرلیگا۔ ترکون نے دونون عیسائی فرمانرواؤن کی درخواست پر امداد کا وعدہ تو کردیا۔ مگر غالباً جنگ ایران کی وجہ سے اوسکا ایفا نہ کرسکے۔ کہا جاتا ہے کہ انگریزون نے سعدالدین ترکی مؤرخ کو جسے مراد پر جو علم پرور ہونے کا خاندانی خاصہ رکہتا بہت کچہ رسوخ حاصل تہا۔

---

[1] اللہ اکبر زمانہ کی نیرنگیان بہی عجیب و غریب ہین جس ملک کی ملکہ ذیجاہ تین سو نو برس ہوئے ٹرکی کے وزیر اعظم کو مخاطب کرنے مین اپنا فخر سمجہتی تہی سنہ ۱۸۹۶ء کے نومبر مین اوسی ملک کی ایک دوسری جلیل القدر ملکہ کا وزیر اعظم ٹرکی کے فرمانروا کو بیخوف و خطر گیدڑ دہمکیان دیتا ہے۔ اور وہ فرمانروا اوس وزیر اعظم کو براہ راست تارین بہیجکر اوسکی خفگی کو دور کرانیکی کوشش کرتا ہے۔ مگر چند ہی مہینون مین نقشہ پہر بدل جاتا ہے ہفتون مین صدیون کی نحبت و ذلت کافور ہوجاتی ہے انگلستان کی فرمان مرتبت ملکہ کا ہم پلہ فرمانروا (زار) فرمانروائے ٹرکی سے بذات خاص ذاتی رفاقت و محبت کا واسطہ ڈالکر ایک عیسائی ریاست (یونان) پر رحم کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ ممالک اجنبیہ کے وزراء اعظم اپنی اپنی قدر و منزلت سے واقف ہوکر دبک جاتے ہین۔ اور اگست ۱۸۹۷ء مین شاہان عالم

زر خطیر دیا تہا کہ وہ سلطان کو انگلستان کی امداد پر مایل کرے۔ بعض عثمانیہ امرا بت پرست رومن کیتہولکون اور
اور پراٹسٹنٹ مذہب انگریزون کے مذہبی اختلاف سے بہت موثر ہوے۔ صغان پاشا کی نسبت روایت ہے
کہ اس نے آسٹروی سفیر پیرن کو کہا تہا کہ "انگریزون کو خالص مسلمان بنانے کے لیے سوائے اسکے اور
کسی چیز کی ضرورت نہین کہ وہ انگلی اٹہا کر کلمۂ شہادت پڑہ لین" کریسی صاحب کا خیال ہے کہ "سعدالدین کی کوشش
ناکامیاب رہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو فی الواقع سلطان پر ویسا رسوخ حاصل نہین تہا جیسا کہ خیال کیا گیا تہا
اگر ہماری کنواری ملکہ (ایلزبتہ) سلطانہ صفیہ یا مہتمہ جنندہ کو تحایف بیش بہا دیکر اپنا طرفدار بنالیتی تو غالباً
نتیجہ حسب مراد نکلتا اور ترکی بیڑہ کا آبنائے انگلش چینل مین انگریزی امیرا بحر ڈریک و ریلی کے ساتہہ ملکر ہسپانوی
بیڑہ کا مقابلہ کرنا گریٹ آرمیڈا کے معرکۂ عظیم کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہو جاتا" مگر مین ترکون کے امداد نکر سکنے
کی وجہ او پر بتا آیا ہون۔ دوہرانے کی ضرورت نہین جب بیرلون انگلستان کو واپس گیا تو سلطان نے اوسکے ہاتہہ
ملکہ کو خط بہیجکر اون تمام انگریزون کو جنہین بحری قزاق اسیر کرلین رہائی دلوا دینے کا وعدہ کیا۔ اور انگریزی گورنمنٹ
سے بہی ترکی رعایا کے ساتہہ ویسا ہی سلوک ہونیکی امید ظاہر کی۔ بیرلون کے بعد ایڈورڈ برٹن انگریزی سفیر ہوا
اوس نے بابعالی سے درخواست کی کہ انگریزی جہازون کو بحیرۂ ہند مین ہسپانوی تجارتی جہازون کو لوٹنے کی اجازت
دیجاوے۔ اور ترکی اوس پرتگالی کو جو تخت ہسپانیہ کا مدعی ہے امداد دیوے۔ بابعالی نے درخواست کو صاف تو نامنظور
نہ کیا۔ مگر اوسکی تعمیل سے گریز کیا گیا۔ صاف انکار کرنا اسلیئے مناسب نہ سمجہا گیا کہ انگریز شکستہ دل ہو کر ہسپانیہ کے ساتہہ
جنگ کرتے رہنے سے دست بردار نہ ہو جائین۔ فرانسیسی سفیر لنکوسم فلپ کے ساتہہ ملگیا تہا۔ اسلیئے ہنری چہارم
نے ۱۵۸۹ء مین تخت نشین ہونے پر انگریزی سفیر برٹن ہی کو اپنا سفیر بہی مقرر کر دیا۔ اور جب شاہ موصوف مستقل
طور پر حکمران ہو گیا تو اوسنے بریوی کو سفیر مقرر کرکے لنکوسم کو موقوف کر دیا۔ برٹن نے فلپ کے برخلاف ہنری
چہارم کو مدد دینے کی بہی سلطان سے درخواست کی تہی مگر چونکہ فلپ نے پیش بندی کرکے سلطان سے عہدنامہ
صلح کر لیا ہوا تہا۔ بابعالی نے صاف انکار کر دیا۔

سلطانی دربار کی خرابیون نے آخر اپنا رنگ کہانا شروع کر دیا۔ فوجی انتظام اور خود فوجون مین ابتری کا قدم
داخل ہو گیا جسکی وجہ صرف یہی نہین تہی کہ ناقابل آدمی جرنیل اور افسر بننے شروع ہو گئے تہے بلکہ فوجی جاگیرون

خفیف سے معاملات پر سلیمان اعظم کے خلف الرشید کو مبارکباد دینے مین ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہین۔
وذالک فضل اللہ یعطیہ من یشاء واللہ یعز من یشاء ویذل من یشاء والعاقبۃ للمتقین۔ ۱۲ مؤلف۔

کے انتظام مین خرابی پڑجانے اور ضیامتون و تیمارون کی فروخت غیرون کے پاس شروع ہوجانے سے عام ابتری پیدا ہوگئی تہی۔ قانون نے توان جاگیرون کو صرف فوجی خدمت کرنیوالون کے لئے مخصص کر رکہا تہا۔ مگر اب ہر کوئی یہہ حتی کہ یہودی اور یہود دلون تک نے بہی انکو خریدکر پہر نفع پر بیچنا یا خود اونکا محاصل لینا شروع کر دیا۔ آخر فوجی نظام اس قدر ابتر ہوگیا کہ سنہ ۱۵۸۹ء مین ینگچریون نے محل سرائے سلطانی پر جہان سلطان کا اجلاس ہو رہا تہا حملہ آور ہوکر دفتردار اور محمد پاشا گورنر رومیلیا المشہور بہ شاہین کے سر طلب کئے۔ سپاہیون کا غصہ بیجا تہا پاشا مذکور نے فوج کو کم مالیت کے سکون مین تنخواہ دینے کی تجویز پیش کی تہی۔ دفتردار بیقصور تہا۔ مگر مراد کو محمد پاشا کے ساتھ ہی اسکا سر بہی اپنے فوجی آقاؤن کو خوش کرنیکے لئے اونکے پاس بہجوانا پڑا۔ اور جب ایک دفعہ گورنمنٹ فوجی دباؤ مین آگئی تو پہر یہہ ہمیشہ کے لئے قاعدہ مقرر ہوگیا۔ اس وقت سے بعد چار برسون کے اندر ینگچریون نے دو دفعہ بغاوت کی اور ہر دفعہ سلطان کو مجبوراً پہلا وزیر بدل کر دوسرا مقرر کرنا پڑا۔ سنہ ۱۵۹۱ء مین ان خودسرون نے سلطان کو مالدیا کے باجگذار صوبہ کا حاکم اوس سایل کو بنانے پر مجبور کیا جسنے رشوت دیکر اونکو اپنا طرفدار بنالیا تہا۔ سنہ ۱۵۹۳ء مین سپاہیون نے بغاوت کرکے دفتردار (وزیر خزانہ) کے قتل کا مطالبہ کیا۔ وہ آل رسول مین سے تہا اور سلطان کو اوسکا قتل کرانا سخت ناگوار تہا چنانچہ جب ینگچریون نے دفتردار کی حمایت کرکے سپاہیون کی بغاوت کو فرو کر دیا تو گو اس سے آیندہ کیلئے دونون فوجون مین خانہ جنگی کا سامان تیار ہوگیا مگر سلطان نے سردست دفتردار کا بچ جانا بہت غنیمت سمجہا دارالخلافہ مین تو یہہ خرابیان پڑرہی تہین اور صوبے گورنرون کے ظلم و ستم اور حرص و طمع سے تباہ ہو رہے تہے جسکا لازمی نتیجہ رعایا کی عام ناراضی اور جلا نیہ بغاوت ہوا کرتا ہے۔ ایشیائی ضلع کیفہ مین ایک شخص نے اپنا نام اسمٰعیل فرزند شاہ طہماسپ ظاہر کرکے فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ مگر ارض روم کے گورنر نے اوسے گرفتار کرکے قتل کر دیا۔

مصر کے ملیشیا نے بہی اسی زمانہ مین بغاوت کردی۔ بودا کی فوج نے جسکی چہہ ماہ کی تنخواہ بقایا تہی پاشا کو قتل کر دیا اسکی سزا مین ۳۵ مجرم پہانسی دیدئے گئے۔ سب سے آخر تبریز کی فوج بگڑی کیونکہ اُسے بہی کم مالیت کے سکہ مین تنخواہ دینے کی تجویز کی گئی تہی جعفر پاشا گورنر نے سرغنہ باغیون کو بُلاکر بظاہر اون سے صلح کر لی۔ اور اسکی خوشی مین ایک عظیم الشان ضیافت کرکے انکو مدعو کیا۔ اور اوسی موقعہ پر ۱۸ سو باغیون کو قتل کرا دیا۔ جبل لبنان کے دروز بہی گورنرون کے ظلم سے تنگ آکر برسر جنگ ہوگئے۔ اور سنہ ۱۵۹۲ء کی خوفناک وبا نے جو دارالخلافہ مین پہیل گئی تہی مصیبتون کے پیالہ کو لبریز کر دیا۔ ینگچریون کی سرکشی حد برداشت سے بڑہ گئی۔ اور اونسے مخلصی پانیکے لئے جنگ برپا

کرنے کا عزم کرلیا گیا۔ اور صنعان پاشا نے جو پھر وزیر اعظم ہوگیا تھا ہنگری مین لڑائی کرنیکا فیصلہ کیا۔ اسپر
مخالفانہ کارروائی فے الفور شروع ہوگئی۔ حسن پاشا گورنر بوسینیا نے مقام سسک (واقع کروشیا) فتح کرلیا
اور آسٹرین سپہ سالار ناداسدی کو گرفتار کرلیا۔ مگر سال آیندہ مین پاشا مذکور کو اسی مقام پر آسٹرلون نے ہزیمت
فاش دیکر بہگا دیا۔ اور وہ کئی ہمراہیون کے سمیت دریا مین ڈوبکر مرگیا۔ اس لڑائی کے بعد باضابطہ اعلان جنگ کیا گیا
اور آسٹروی سفیر قید مین ڈالدیا گیا۔ سنہ ۱۵۹۴ء مین کچھہ مقام ترکون نے آسٹریا سے اور کچھہ مقام آسٹریلنے ترکون سے
چہین لئے اور متخاصمین کی فتوحات ابھی تک تقریباً مساوی تہین کہ ٹرنسیلونیا۔ مالڈیویا اور ولیشیا تینون صوبون نے
متفق ہوکر یکبارگی بغاوت کردی۔ اور جس قدر ترک ان صوبون مین منتشر تہے اونکو قتل کردیا۔ ینگچریون کی جوش کو ابہارنے
کے لئے مراد نے اونکے آغا کو جو کبہی سلطان کے بغیر میدان کو نہین جاتا تہا اونکے پاس بہیج دیا۔ اور حضرت
سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس علم بہی شام سے جہان وہ مصر سے لاکر رکھا گیا تہا ہنگری روانہ کرنیکے لئے
منگوا بہیجا۔ مگر فوج کی خودسری اور پست ہمتی کسی ترکیب سے دور نہ ہوسکی۔ تہوڑا ہی عرصہ بعد سلطان کی علالت کی خبر پہنچنے
سے فوج کی رہی سہی ہمت ٹوٹ گئی۔ مراد عیاشی سے پہلے ہی نحیف و کمزور ہو رہا تہا۔ ان تفکرات نے اوسکو اور مضمحل
کردیا۔ اور مرنے سے چند روز پہلے جب ایک مصاحب نے اوسکو ایک خواب جو اوسنے دیکھا تہا بتایا تو مراد نے اوس سے
نتیجہ نکال لیا کہ اب مین مرجاؤنگا۔ وہ اسی وہم مین بیمار ہوگیا۔ اور مرنے سے ایک دن پہلے اوس پرتکلف محل مین
جو صنعان پاشا نے حال ہی مین باسفرس کے کنارہ تعمیر کرایا تہا چلا گیا۔ وہان دریچہ مین بیٹھکر وہ جہازون کی آمد و
رفت کو دیکھہ رہا تہا اور قوال حسب معمول گا رہے تہے کہ اتنے مین دو جہاز مصر سے باسفرس مین داخل ہوئے۔ اونہون
نے شاہی سلامی اوتارنے کے لئے توپین سر کین جنکی آواز سے دریچون کے شیشے ٹوٹ گئے۔ یا بقول بعض گنبد والے
چہت کی روغنی کہپریلین گر پڑین۔ یہ فال بد اپنا کام کرگیا۔ مراد فوراً پکار اوٹہا "پہلے کل بیڑہ کے توپخانون کی گرج سے
کبہی ایک شیشہ بہی نہین ٹوٹتا تہا۔ اور اب ان حقیر سی کشتیون کی توپون سے وہ چکنا چور ہوگئے ہین۔ مجہے اس سے
اپنی زندگی کے محل کی بربادی کا پتہ ملگیا ہے"۔ اسکے بعد وہ زار زار روتا رہا۔ خدام اوسے محل سلطانی کو واپس
لیگئے۔ اور اوسی رات (۱۶ جنوری سنہ ۱۵۹۵ء) اس جہان سے کوچ کرگیا۔ ترکی مورخ لکہتا ہے۔ مراد متوسط القامت۔
کم ریش۔ زرد رنگ۔ خورد چشم۔ شہوت پرست تہا۔ اور اوسکے قفستان (حرم سرائے شاہی)
مین پانسو کنیزین تہین۔ +

انحطاط سلطنت

ترک گو طبعاً بحری زندگی کے شایق نہ تہے۔ اور نہ ہی تجارت کے مشتاق تہے جس قدر تہوڑی بہت تجارت سلطنت عثمانیہ مین ہوتی تہی وہ زیادہ تر عیسائی اور یہودیون کے ہاتہہ مین تہی جیسی کہ اب بہی ہے۔ تاہم زمانہ عروج مین جیسا کہ صفحات بالا کے پڑہنے والے سے پوشیدہ نہین رہا ہوگا اونکی بحری طاقت کل دنیا کی دیگر دولتون سے زبردست اور فایق تہی۔ سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین بزمانہ سلیم اول عثمانیہ بحری بیڑہ مین چار سو جہاز مختلف قسم کے تہے جنپر تیس ہزار ملاح مامور تہے۔ سلیم ثانی کے عہد مین ہی اگرچہ ترکی بیڑہ ابہی بہت مضبوط تہا مگر اوسمین کمزوری کی علامتین کسی قدر نمایان ہوگئی تہین۔ اور جنگ لیپانٹو مین اوسے ایسا صدمہ پہنچا جس سے وہ پہر پوری طرح نہ سنبہل سکا اس شکست کے بعد بہ سرعت اور مستعدی سے نئے جہاز تیار کر لئے گئے اوس سے بیشک یورپ متحیر رہگیا۔ مگر ویسی ہی آسانی اور سرعت کے ساتہہ مقتول و شہید ملاحین و افسرون کی جگہہ نئے تجربہ کار ملاح اور افسر بہم نہین پہونچائے جا سکتے تہے۔ علاوہ برین غفلت اور بد انتظامی کی وجہ سے سولہوین صدی کے اختتام پر ترکی بیڑہ بسرعت کمزور ہونا شروع ہوگیا۔ سنہ ۱۶۲۶ع مین سر طامس رو[1] انگریزی سفیر نے جو سنہ ۱۶۱۴ع مین انگلستان کیطرف سے سفیر مقرر ہوکر چار برس تک شاہجہان کے دربار مین رہا تہا۔ اور بعد ازان دربار قسطنطنیہ مین اسی حیثیت مین مقرر کیا گیا تہا۔ ترکی بیڑہ کے متعلق تحریر کیا کہ عثمانیہ جہاز ایسے بوسیدہ اور نکمے ہو رہے ہین کہ کل بیڑہ مین سے بمشکل پچاس سمندر مین چلنے کے قابل ہین اور انکا بہی سامان درست نہین نہ اونکے لئے ملاح کافی ہین۔ یہ خرابی کئی دفعہ دنیا کی دیگر عظیم الشان طاقتون کے بیڑون مین بہی پائی گئی ہے۔ حتی کہ خود ہماری موجودہ جلالت مآب قیصرہ ہند کے عہد سعادت مہد مین جو انگریزی قوم کے لئے نہایت مبارک ثابت ہوا ہے انگلستان ایسی طاقت کے بیڑہ مین جسکی عظمت و وسعت کا کل دار و مدار بحری طاقت پر ہے متعدد دفعہ یہی نقص پایا گیا ہے کہ غفلت و لاپروائی کی وجہ سے تقریباً تمام جہاز بوسیدہ ہوگئے ہوئے تہے۔ اور اگر خدانخواستہ اون اوقات مین کسی دوسری سلطنت سے لڑائی ہوجاتی تو نتیجہ اچہا نہ نکلتا مگر چونکہ قوم مذکورہ کے اقبال بہی یاور ہین چند برسون کی غفلت کے بعد چند ابنائے وطن کو یہ خرابی معلوم ہوجاتی رہی اور اونکی توجہ دلانے سے کل بیڑہ شب و روز

---

[1] مشہور انگریزی مدبر سنہ ۱۵۸۱ع مین بمقام اسکس (واقع انگلستان) پیدا ہوا۔ اوس نے اپنی سفارت ہند کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ مین تحریر کئے ہین۔ بدوران اقامت قسطنطنیہ اوس نے یونانی اور دیگر ایشیائی زبانون کے کئی نادر قلمی نسخے فراہم کئے اور وہان سے روانہ ہوتے وقت سرل بطریق قسطنطنیہ کیطرف سے چارلس اول شاہ انگلستان کی خدمت مین انجیل کا ایک قدیم قلمی نسخہ جو اسکندریہ مین لکہا گیا تہا تحفتاً لے گیا۔ سنہ ۱۶۴۴ع مین فوت ہوا۔ مؤلف۔

کی سرگرمی سے پہر درست کرلیا جاتا ۔ ترک شومی بخت سے ایسے مدہوش ہوئے کہ نہ انکو اپنی کمزوری معلوم ہوئی اور نہ وہ اوسکی اصلاح پر متوجہ ہوئے ۔ یا اگر کبہی ہوش بہی آیا تو اپنی کمزوریون کی وجہ سے ہر وقت نزغہ اعدا ء مین ایسے گرفتار رہے کہ با وجود نیت و ارادہ اصلاح کے انکو فرصت مل سکے نہ دولت ۔ جیسا کہ ہمارے موجودہ امیرالمومنین جلالت مآب عبدالحمید خان ثانی کے عہد کے حالات جاننے والون سے پوشیدہ نہین کہ باوجود ارادہ وکوشش اگر وہ سلطنت کی کسی شعبہ مین ابتک کما ینبغی ترقی نہین کرسکے تو وہ صیغہ بحری ہے جسکی ترقی کے لئے اب اسوقت خداوند کریم کے فضل و کرم سے جنگ روم و یونان کے بعد حضور ممدوح کو فرصت مطلوبہ بہم پہونچگئی ہے ۔ اور چند مہینون کے عرصہ مین ہی جہانتک حفاظت ملک و بنادر بالخصوص دار ڈینلز ۔ باسفرس اور آستانہ علیہ (قسطنطنیہ) کی حفاظت کا تعلق ہے بحری طاقت کافی درست کرلیگئی ہے ۔ اور اگر توفیق ایزدی شامل حال رہی تو تہوڑے سے مزید عرصہ مین جارحانہ اغراض کے لئے بہی عثمانیہ بیڑہ پہر اپنی سابقہ سطوت کو حاصل کرلیگا ۔ الا ماشاء اللہ ۔ مین اسبارہ مین کتاب واقعات روم مین مفصل بحث کرچکا ہون اسلئے موجودہ حالت کی توضیح کو یہین چہوڑکر پہر سولہوین صدی کے اختتام کے حالات کیطرف رجوع کرتا ہون ۔ اسوقت ترکی بیڑہ اگرچہ بہت انحطاط پذیر ہوگیا تہا مگر صوبجات الجیریا ۔ ٹیونس اور طرابلس کے بیڑے جنکا کام زیادہ تر بحری تاخت وتاراج ہوا کرتا تہا بدستور مضبوط اور زبردست تہے حتی کہ سترہوین صدی کے شروع مین ان صوبون کے پاشاؤن کے پاس چالیس گرانڈیل جہازون کا جنکے بادبان مربع ہوتے تہے بیڑہ موجود تہا جس سے وہ بحیرہ روم کی تجارت کو لوٹتے رہتے تہے ۔ بلکہ ایکدفعہ انہون نے اپنے بیڑہ کے ایک حصہ سے ہسپانیہ کے جنوب مشرقی ساحل کے مشہور بندرگاہ ملاگا[1] کا بحری محاصرہ کرلیا ۔ اور دوسرے حصہ سے دریائے ٹیگس اور دریائے گوادل کیویر (وادی الکبیر) کے دہانون کے درمیانی ساحل پر گشت کرتے رہے ۔

ترکون کے بڑے بڑے بحری سٹیشن اوسزمانہ مین قسطنطنیہ اور گیلی پولی کے ، وا نیگرو میدیا (اسمد) نیگروپانٹ (یونان کے مشرق مین ایک جزیرہ جو اب یونان کے ماتحت ہے) اور اولونا (واقع البانیا) تہے یونانی ترکی بیڑہ کے بہترین ملاح ہوتے تہے چپو چلانیکا کام عیسائی قیدی کیا کرتے تہے ۔ اور بحری فوج کے لئے سلطنت مین سے جبریہ فوجی خدمت کے قاعدہ سے رنگروٹ بہی بہرتی کئے جاتے تہے جنگ لیپانٹو سے پہلے ترکی گیلی یا جہازون پر فی گیلی تین سے لیکر سات تک توپین ہوتی تہین جنمین سے دو گران وزن ہوتی تہین ۔ اوسکے بعد توپون کی تعداد دوگنی کردیگئی ۔ مگر وینشی جہازات کی توپون سے پہر بہی کم رہین ۔ ترک صف جنگ باندہکر

[1] ملاگا ہسپانیہ کے جنوب مشرقی صوبہ اور اسکے صدر مقام کا بہی نام ہے شہر کے قریب عربون کا تعمیر کردہ ایک مضبوط قلعہ جبل الفارا تک موجود ہے اس شہر کے بندرگاہ مین ۵۰۰ جہاز سما سکتے ہین اسے فونیشیا والون نے تین ہزار برس ہوئے آباد کیا تہا سنہ ۷۱۲ء مین عربون نے فتح کیا اور سنہ ۱۴۸۷ء تک انکے قبضہ مین رہا سنہ ۱۸۱۰ء مین فرانسیسی اسپر قابض ہوگئے مگر دو برس بعد ہسپانیون نے پہر چہین لیا آبادی سوا لاکھ کے قریب ہے ۔ مولف

جنگی نقل و حرکت مین ایسے ماہر نہ تہے۔ اونکا عام طریق عمل یہ تہا کہ گولہ باری کو محفوظ رکہکر غنیم کے جہازون کے قریب پہنچ جاتے تہے۔ اور پہر یکبارگی توپین سر کرکے دشمن کے جہازمین کو دپڑتے تہے۔ کپتان پاشا صرف بحری سپہ سالار ہی نہین ہوتا تہا بلکہ بحری کارخانے اور اسلحہ خانے ابہی اُسی کے واحد اقتدار مین ہوتے تہے۔ خیر الدین باربروسا کی عزت افزائی کے لئے کپتان پاشا بحری علاقہ کا بیلربے اور گہوڑے کی دو دمون کا جہنڈا رکہنے والا پاشا بنا دیا گیا۔ بیلربے کے لفظی معنی کل بیون کے سردار کے ہین۔ خشکی کے علاقون کے دو بیلربے تہے ایک ایشیائی مقبوضات کا اور دوسرا یورپین صوبون کا۔ کپتان پاشا بحری علاقہ کا جو ہم اصنفون پر منقسم تہا بیلربے بنا دیا گیا۔ اور سلیم ثانی کے عہد مین ۱۵۷۱ء مین جزیرہ سائپرس کے فتح ہونے پر کپتان پاشا کو تین دُمون کے جہنڈے کے پاشا کا اعزاز اور وزیر کا رتبہ عطا کر دیا گیا۔

سولہوین صدی میلادیہ کے انجام پر عثمانیہ بیڑہ ہی نہین بلکہ کل سلطنت کے لئے بالعموم تنزل کی آمد کے آثار محسوس ہونے شروع ہوگئے تہے۔ سلیم ثانی کے عہد کے محاربون نے خزانہ کو اس قدر خالی کر دیا تہا کہ اوسنے باقی زر و دولت ذاتی خزانہ مین بہجوا دی۔ قبل ازین خزانہ قدیم بائی زنطاین قلعہ موسومہ ہفت برج مین رکہا جاتا تہا۔ سلطنت کے عروج کے زمانہ مین ہر ایک برج علیحدہ علیحدہ اقسام کے لئے مخصوص تہا ایک مین فقط طلائی۔ دوسرے مین صرف چاندی کے سکے ہوتے تہے تیسرے مین نقرئی و طلائی ظروف اور جواہرات۔ چوتہے مین قیمتی اور نادر قدیم اشیاء جمع تہین۔ پانچوین مین پُرانے سکے اور دیگر اشیا جو زیادہ تر سلیم اول نے ایران اور مصر کی مہمون مین جمع کی تہین۔ چہٹا ایک قسم کا اسلحہ خانہ تہا۔ ساتوان سرکاری کاغذات کا دفتر اور کتب خانہ تہا۔ سلیم ثانی کے بعد ہفت برج بطور قید خانہ جس مین معزز و ممتاز اشخاص نظر بند کئے جاتے تہے اور نیز بطور اسلحہ خانہ مستعمل ہونا شروع ہوگیا۔ مراد ثالث نے جسکی حرص و طمع کا کوئی پایان نہ تہا خزانہ کے لئے ایک نہایت ہی مضبوط تہ خانہ جس مین تہرے قفل تہے تیار کرایا۔ اور رات کو خود اوسکے دروازہ پر سوتا تہا۔ یہ تہ خانہ سال مین صرف چار دفعہ اور خزانہ جمع کرنے کے لئے کہولا جاتا جسکی سالانہ مقدار کا اندازہ ایک کروڑ بیس لاکہہ ڈیوکٹ کیا گیا ہے۔ مگر مسٹر برز صاحب بیس لاکہہ کو زیادہ قرین قیاس تصور کرتے ہین۔

یہی مورخ تحریر کرتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے عیسائی ایک صدی کے ترکی جور و ظلم سے نہایت مفلوک الحال پست ہمت اور شکستہ بال ہوگئے ہوئے تہے۔ اور اکثر دہقانی پاشاؤن کی خودسری سے تنگ آکر شہرون مین جمع ہوگئے تہے حتی کہ سولہوین صدی کے اخیر پر صرف دار الخلافہ مین ایک لاکہہ یونانی عیسائی دہقانی شمار

کیئے گئے تھے" اُس زمانہ مین انتظام سلطنت کے بگڑ جانے سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا۔ مگر منیئر صاحب
کے اس بیان کو بمشکل تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس خرابی سے صرف عیسائی ہو ر و ظلم وستم ہوتے تھے۔ ترکی
قوانین اور خود ترکی قوم کی بے تعصبی اور ذمی رعایا کی دستگیری و حفاظت کی مفصل کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے
اعادہ کی ضرورت نہین۔ صاحب موصوف کو یہ لکھتے وقت شاید یہ فراموش ہوگیا ہوگا کہ ظالم و رشوتی و خودسر
حاکم کو اپنی ذاتی منفعت کے سوا اور کسی کا لحاظ نہین ہوتا اور اوسکے ظلم کا آرہ عیسائی مسلمان یہودی۔ دہریہ
سب کے سر پر یکسان چلتا ہے۔ علاوہ برین صاحب ممدوح اپنے بیان کی خود ہی آگے چلکر تردید کرتے ہین۔
وہ لکھتے ہین کہ "ان عیسائیون مین سے اکثر تجارت یا سرکاری آمدنیون کی مختلف مدون کے ٹھیکے لینے
سے بیشمار دولت کما لیتے تھے چنانچہ انہین سے ایک شخص مسمی میکائیل کنٹا کوزین (جسکا ذکر پہلے بھی آچکا ہے)
اپنی بے انتہا دولت اور سازشون کی وجہ سے جنکے طفیل اُسکا نام شیطان اوغلی (بچہ شیطان) پڑگیا تھا نہایت
ہی ممتاز اور سربرآوردہ تھا۔ گو بعض کا خیال ہے کہ وہ یونانی الاصل نہین تھا۔ بلکہ پیدائشاً انگریز اور ایک انگریزی
سفیر کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ کئی صوبون کی قسمت اکیلے اس شخص کے ہاتھ مین تھی۔ وہ اپنے خرچ پر بیس
تیس جنگی جہاز تیار کر سکتا تھا۔ اور اوسکا محل جو اُس نے ایکنولی مین تعمیر کرایا تھا شان و شوکت مین خود سلطانی
محل کے ہم پلہ تھا۔ اوسے یہ اقتدار و منزلت وزیر محمد سقلی کی عنایت و مہربانی سے حاصل ہوئی مگر یہ زبردست
وزیر بھی آخر کار اوسکو مراد ثالث کے غضب سے محفوظ نہ رکھ سکا اور مارچ ۱۵۷۸ء مین وہ اپنے محل کے پھاٹک کے
سامنے پھانسی دیدیا گیا۔ یونانی عیسائیون کے علاوہ یہودیون کو بھی سلطنت عثمانیہ مین پوری قدر و منزلت
حاصل رہی ہے۔ ابتدای زمانہ سے لیکر اب تک سلطانی اطبا یہودی لوگ ہی رہے ہین۔ اور تجارت کے اکثر شعبے
اونہی کے ہاتھ مین ہیں۔ سلاطین کے دربارون مین گویئے اور سازندے بھی یہی لوگ تھے۔

سلطان محمد ثالث کا عہد حکومت

مراد ثالث کے ۱۰۳ بچے پیدا ہوئے تھے جنمین سے بیس لڑکے اور ۲۷ لڑکیاں اوسکی وفات کے وقت زندہ تھین۔ اور ابھی
کئی کنیزکین حاملہ تھین۔ سب سے بڑا بیٹا محمد اُس وقت صوبہ میگنیشیا (واقع ایشیاء کوچک) کا گورنر تھا۔ اوسکی والدہ
سلطانہ صفیہ نے مراد کی وفات کا راز پوشیدہ رکھکر بیٹے کو بلا بھیجا سلطان کی وفات کو پوشیدہ رکھنے کی
پھر کبھی ضرورت پیش نہ آئی۔ کیونکہ محمد آخری شہزادہ تھا جسکو تخت نشین ہونے سے پہلے گورنری کرنے کا موقعہ ملا۔
آیندہ کے لئے یہ دستور بند ہوگیا۔ اور شہزادون کے لئے محلسرا سے باہر نکلنے کی ممانعت ہوگئی محلسرا کے

کے جس حصہ میں یہ سکونت پذیر ہوتے تھے وہ قفس کہلاتا تھا جس سے وہ تخت نشینی کے لئے یا آغوش لحد میں سونیکے لئے باہر نکلتے اس قاعدہ کے نفاذ کی وجہ ظاہر ہے یہ خوف تھا کہ وہ بغاوتوں کے سرغنہ نہ ہو سکیں۔ مگر اس ناعاقبت اندیش اور کوتاہ نظر احتیاط سے شاہی خاندان کے نوجوانوں پر بیرونی دنیا سے بالکل بیخبر محض عورتوں اور خوشامدی اتالیقوں کی صحبت میں رہنے سے لازمی طور پر جیسا کچھ برا اثر پڑا وہ بھی محتاج بیان نہیں ہیں محمد ثالث نے بارھویں دن دارالخلافہ پہنچتے ہی اپنے انیس بھائیوں کو محمد ثانی کے قابیلانہ صفت قانون کی قربانگاہ پر چڑھا دیا جو باپ کی قبر کے نزدیک دفن کئے گئے اور کل حاملہ کنیزوں کو جو تعداد میں دس تھیں دریا میں غرق کرا دیا +

محمد ثالث ۲۳ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا تخت نشینی سے آٹھویں دن علما کو خوش کرنیکے لئے شاہانہ جلوس کے ساتھ مسجد ایا صوفیہ میں نماز جمعہ ادا کرنے گیا مراد نے دو برس سے جامع مسجد میں اسی خوف سے نماز جمعہ پڑھنا چھوڑ دیا تھا کہ کہیں فوج راستے میں ہجرت نہ کرے ینگچری فوج میں حسب دستور اسکو بھی سلطان سے خوشنود کرنیکے لئے چھ لاکھ ۱۰ ہزار ڈیوکٹ کی خطیر رقم تقسیم کی گئی اور ہنگری کو کمک بھیجنے کے لئے جہاں میدان کارزار ترکوں پر بہت تنگ ہو رہا تھا بڑے زور شور سے تیاریاں شروع کردی گئیں مگر ان تیاریوں کے دوران میں سپاہیوں (سواران خاص) کی دو رجمنٹیں اسبات پر بگڑ گئیں کہ شاہی انعام سے ہم کو تھوڑا حصہ ملا ہے انہوں نے فرہاد پاشا وزیر اعظم کے مکان کا احاطہ کرکے مزید انعام کے لئے تنگ طلبی شروع کر دی۔ فرہاد نے جواب دیا کہ میدان جنگ کو جاؤ وہاں تمہیں تمہارا حق ادا کر دیا جائیگا" اسپر سپاہیوں نے زیادہ برافروختہ ہو کر دھمکیاں دینی شروع کردیں فرہاد نے اس تمرد پر ناراض ہو کر کہا "کیا تم نہیں جانتے جو اپنے افسروں اور سرداروں کا حکم نہیں مانتے وہ کافر ہیں انکی عورتیں بانجھ ہوتی ہیں" اس طنز سے سخت غضب آلود ہو کر باغی مفتی کے پاس چلے گئے اور وزیر کے الفاظ اسکے سامنے دوہرا کر اسکے قتل کا فتوی مانگا۔ مفتی نے رفع شر کے لئے آشتی آمیز جواب دیا میرے دوست وزیر اعظم کو جو وہ چاہتا ہے کہنے دو۔ وہ تمہیں کافر اور تمہاری عورتوں کو بانجھ نہیں بنا سکتا۔ باغی اس جواب سے آزردہ خاطر ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس شکایت لیکر گئے کہ مفتی صرف ویسا ہی فتویٰ دیتا ہے انصاف کا اسکو کوئی خیال نہیں تم ہماری مدد کرو۔ دوسرے سپاہی باغیوں کی فرضی شکایت کو درست مانکر انکے ساتھ شریک ہو گئے اور برسر فساد ہو کر فرہاد کے سر کا تقاضا کیا۔ کئی اعلیٰ عہدہ دار مفسدوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش

میں زخمی ہوئے آخر سپاہیوں کی رقیب فوج ینگچری کی امداد سے فتنہ فرو کر دیا گیا اور امن ہو جانے پر سپاہیوں
کو مزید انعام دینا قرین مصلحت تصور کیا گیا +

سلطانہ صفیہ کا اقتدار امور سلطنت میں اب خاوند کے زمانہ سے بھی زیادہ ہو گیا بقول کریسی صاحب
محمد کو بعض اوقات اسمیں مستعدی اور تیزی دکھانیکی قابلیت موجود تھی مگر وہ طبیعت کا شہزادہ تھا ایک دوسرا یورپین
مورخ لکھتا ہے کہ گو تخت نشینی کے موقعہ پر نئے سلطان نے جو مشہور شاعر نوعی اور مورخ سعد الدین کا شاگرد تھا
نہایت وحشیانہ ظلم سے کام لیا۔ تاہم وہ ایک بیدار مغز شاہزادہ اور علم و ہنر کا حامی و معاون تھا۔ وہ خود بھی
شعر کہتا تھا اور عدلی تخلص رکھتا تھا۔ اس نے اپنے طریق عمل سے ثابت کر دیا کہ اسکے ارادے درست اور
نیت نیک تھی تخت پر بیٹھتے ہی اسکے اولین کاموں میں سے ایک یہہ تھا کہ اس کے باپ نے سلطنت کے مختلف
سرکاری فنڈوں میں سے جو رقوم قرض لی تھیں وہ ادا کر دیں۔ وہ احکام شریعت کا بڑا پابند تھا اور دوسروں
سے بھی انکی بجا آوری کیلئے اصرار کرتا تھا +

محمد کی تخت نشینی کیوقت جیسا کہ مراد کے عہد کے آخری برسوں کے حالات میں لکھا جا چکا ہے ولاشیا
کے حاکم میکائیل نے بغاوت کر کے کئی قلعے فتح کر لئے تھے اور ہنگری میں آسٹریوں کے ساتھ بھی لڑائی
جاری تھی ترکوں کو دونوں ممالک میں شکست پر شکست مل رہی تھی سلطان کے بہترین مدبرین کو آخر محسوس
ہو گیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ خود سلطان اپنے آباؤ اجداد کی طرح میدان جنگ میں جا کر فوج کی کمان لے اور
اپنی موجودگی سے لڑائی کے پانسہ کو بدلنے کی سعی کرے سلطانہ صفیہ اس تجویز کے مخالف تھی۔ اسے
اندیشہ تھا کہ قسطنطنیہ سے باہر جا کر کہیں محمد اسکے اقتدار سے باہر نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے عرصہ دراز
تک اپنے بیٹے کو حرم کے عیش و عشرت اور نازنینوں کی صحبت میں مست رکھا۔ ادھر اہالی آسٹریا نے ڈیوک
آف میکسیملین اور ہنگرین امیر کونٹ فالفی کے زیر کمان صوبجات ڈینوب کے باغی باجگذار عیسائی حاکموں سے
مدد پا کر عثمانیہ فوج کو پے در پے شکستیں دیں اور قصبات گران وسگراد اور بابک چھین لئے سنان پاشا وزیر اعظم
۱۵۹۵ء میں میکائیل کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا تھا اس نے جاتے ہی بخارسٹ پر قبضہ کر لیا۔ مگر میکائیل نے
جلدی ہی اسکو وہاں سے نکال کر ناقابل گذر دلدلوں کی طرف دھکیل دیا جن میں بیشمار ترک ضائع ہو گئے بعد ازاں
قصبہ ترغووشت کو فتح کر کے محصور ترکی فوج کو زندہ آگ میں جھونک ڈالا یا کھال کھنچوا دی۔ سنان پاشا باقی فوج لیکر واپس
آیا۔ مگر جبکہ وہ گرگووہ کے قریب دریائے ڈینوب سے عبور کر رہی تھی میکائیل نے اچانک حملہ آور ہو کر بہت سخت

نقصان پہنچایا۔ اسکے بعد یکے بعد دیگرے ایریلو، وارنا، کلیق، اسمعیلیہ، سلسٹریا، رسچک، خاربت، ایگیمان، نیکوپولس اور ویڈن کو فتح کرکے سلطانی باجگذاری سے بالکل آزاد ہو گیا اور اپنے زعم میں ترکوں سے بالکل بےخطر ہو کر اندرونی اصلاحات اور ترقی زراعت و فلاحت میں مصروف ہو گیا۔ اس نے ٹرینسلوینیا سے تخم اور سامان خوراک منگوا کر لوگوں میں تقسیم کیا اور اہالی ولاشیا دیہات و قصبات کے منہدم شدہ مکانات کی از سر نو تعمیر، کشتکاری اور بنجر شکنی میں مشغول ہو گئے۔

مگر ترک ایسے زرخیز صوبہ کو ایسی آسانی سے کب ہاتھ سے جانے دیتے تھے۔ قسطنطنیہ کو غلہ بھیڑ بکری مکھن پنیر شہد الغرض تقریباً تمام کھانے پینے کی چیزیں یہیں سے آتی تھیں۔ سلطان ان متواتر ہزیمتوں کی متوحش خبریں سنکر آخر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور مفتی کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ یہہ شخص ٹرکی کی خوش قسمتی سے نہایت دانا اور بڑا محب وطن تھا۔ وہ جاتی دفعہ اس زمانہ کے شاعر بےبدل علی چلپی کی ایک نظم لیتا گیا۔ اس میں علی نے سلطنت کی مصائب اور محاربہ ہنگری کی تباہیوں کا پُر درد الفاظ میں ذکر کیا ہوا تھا۔ مفتی نے زبانی کہنے کی بجائے یہہ نظم سلطان کے ہاتھ میں دیدی۔ وہ اُسے پڑھکر نہایت متاثر ہوا۔ اور حکم دیا کہ تین دن تک کل مسلمان خداوند کریم سے استغفار اور عفو تقصیر کے لئے خاص نفل پڑھیں۔ یہہ نماز شیخ محی الدین آتمیدان میں اسلحہ خانہ کے عقب میں پڑھاتے رہے اور خود سلطان مع تمام اعیان سلطنت اس میں شریک ہو کر بارگاہ احکم الحاکمین میں سر عجز و نیاز خم کرتا رہا۔ اس سے آٹھ دن بعد سخت زلزلہ آیا۔ دارالخلافہ کے اکثر مکان ہل گئے۔ ایشیا کوچک میں بیشمار دیہات اور قصبے تباہ ہو گئے۔ اس سے عثمانیوں کی تشویش اور پریشانی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی۔ تمام لوگوں نے تقاضا کرنا شروع کر دیا کہ سلطان بذات خاص کافروں کے مقابلہ پر میدان جنگ کو جائے لیکن چریوں نے سلطان کی ہمراہی کے بغیر سرحد پر جانے سے قطعی انکار کر دیا۔ سلطان کے اتالیق اعلیٰ مورخ سعد الدین مفتی اور وزیر اعظم نے سلطان کو باصرار سمجھایا کہ فتح کی امید بلکہ خود سلطنت کا قیام اس پر موقوف ہے کہ سلطان بذات خود فوج کی کمان لے۔ ان لوگوں کی فہمائش بہتیری دعاؤں کے ساتھ ملکر آخر والدہ سلطان کے اثر پر غالب آ گئی اور سلطان نے فوج کے ساتھ جانیکا عزم بالجزم کر لیا۔ اس فیصلہ سے سلطانہ نہایت برافروختہ اور غضبناک ہو گئی۔ اور اس فتنہ پرست نے ان تمام دیرینہ و آبائی تعلقات کو جو کسی وقت اسے عیسوی مذہب سے وابستہ کئے ہوئے تھے فراموش کرکے تجویز پیش کی کہ قسطنطنیہ کے تمام گبروں (عیسائیوں) کو قتل کر دیا جائے۔ مورخین کا خیال ہے کہ یہہ تجویز اس نیت سے نہیں اس امید سے پیش کی تھی کہ ممکن ہے اس طوفان بےتمیزی میں لوگوں کا خیال سلطان کو سرحد پر بھیجنے سے ہٹ جائے یا وہ وزرا جو اس بات کے حامی ہیں فساد میں قتل ہو جائیں اور اسطرح سلطان

پر تقاضا کرنیوالا کوئی نہ رہجائے۔ مجلس وزرا و ارکین دیوان کے نا عاقبت اندیش اور خبطی افسروں نے تو اس تجویز پر فوراً اتفاق رائے ظاہر کر دیا مگر دور اندیش مدبرین کی رائے اِس موقع پر بھی غالب آگئی اور سلطانہ کے غضب آلود تجویز کا صرف یہہ نتیجہ ہوا کہ صرف مجرد یونانی دارالخلافہ سے خارج کردئے گئے۔ سلطان نے روانگی سے پہلے عیسائی متعصبین میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی جسمیں ناکامیاب رہنے پر وہ جون ۱۵۹۶ء میں دارالخلافہ سے اس شان و شوکت اور جاہ و تجمل کے ساتھ سرحد کی طرف روانہ ہوا کہ بعض معمر لوگوں کو سلیمان اعظم کا زمانہ یاد آگیا۔ سلطان کے اِس ارادہ کے مشہور ہونے پر عثمانیوں کی جنگی جوش میں تازگی پیدا ہو گئی تھی۔ اور علم مقدس کے کھولے جانے پر جو مراد ثالث کے زمانہ میں دمشق سے قسطنطنیہ لایا گیا تھا مسلمانوں میں جہاد کا زور اور بھی ترقی پر ہو گیا۔ اس مقدس جھنڈے کو جسے سرور عالم اپنے دستِ مبارک سے اٹھا چکے ہیں عثمانیہ سلاطین ایک نعمت عظمیٰ اور خزانہ غیبی سمجھکر نہایت احتیاط سے محفوظ رکھتے رہے ہیں اور اسی وقت نکالتے ہیں جبکہ ترکوں کے جنگی جوش تازہ کرنیکے لئے غیر معمولی وسائل کے استعمال کی ضرورت درپیش آجائے۔ یا اُن کو اور مسلمانان عالم کو سلطان کے منصب خلافت و جانشینی حضرت سرور کائنات کے یاد دلانیکی احتیاج نمودار ہو باہر نکالنا مناسب سمجھا گیا ہے ؂

مورخ سعد الدین سلطان کے ہمراہ گیا اور اُسکی موجودگی حصول فتوحات اور حالات جنگ کے قلمبند کرنیکے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ سلطان کے ماتحت بڑے بڑے سپہ سالار وزیر اعظم ابراہیم پاشا حسن پاشا سقالا پاشا تھے۔ آخرالذکر کو ترک چغال زادہ کہتے ہیں۔ وہ عیسویت چھوڑ کر مسلمان ہوا تھا۔ اور اسکے مجمل حالات بیان بتا دینے مناسب معلوم ہوتے ہیں سقالا جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہے از روئے پیدائش اطالین تھا۔ اُس کا باپ اکونٹ ڈی سقالہ جنوا اٹلی کے شمال مغرب کا ایک مشہور بندرگاہ کے ایک معزز خاندان کا جو جزیرہ سسلی میں آباد ہو گیا تھا صدر اور بحری قزاقوں کی ایک جماعت کا افسر تھا۔ وہ عیسائی اور مسلمانوں کی اسیقدر پرواہ کرتے جس قدر کہ الجیریا کی مسلمان زمین انکی عیسائیوں سے برتاؤ رکھنے میں کرتی تھی مسلمانوں کے ساحلی تجارتی جہازوں پر چھاپے مارا کرتا تھا۔ مالٹا کے نائٹ بحری مہموں میں اِس دلیر بحری قزاق کو اپنے ساتھ شریک کر لیا کرتے تھے جب اُنہوں نے ۱۵۴۱ء میں قصبہ موڈان واقع موریا پر حملہ کیا تو وہ اُنکے ساتھ شامل تھا۔ قلعہ تو فتح نہ ہو سکا مگر قصبہ کو ان عیسائی نیک بختوں نے کمال وحشت و سنگدلی کے ساتھ اول سے آخر تک تاخت و تاراج کرکے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ مال غنیمت کے علاوہ وہ آٹھ سو ترکی خاتونوں کو لیگئے

جن میں سے ایک جو نہایت خوبصورت جوان عمر لڑکی تھی سقالہ کے حصّہ میں آئی۔ وہ اُسکے حُسن دلفریب پر ایسا فریفتہ ہوا کہ مسسینی اپین جاتے ہی اُسے عیسائی بنا کر اس سے شادی کر لی۔ اور اُسکا نام لکریشیا رکھ دیا۔ اس کے بطن سے کئی لڑکے پیدا ہوئے۔ سب سے چھوٹا لڑکا سپیو اٹھارہ برس کی عمر میں مہم جربہ میں جو بتاریخ ۱۴ مئی سنہ ۱۵۶۰ء عیسائی متفقہ بیڑے کے حق میں بہت بری طرح ختم ہوئی تھی باپ کے ہمراہ گیا تھا دونوں باپ بیٹا اُن قیدیوں کے زمرہ میں تھے جنکو فاتح ترکی امیر البحر پیالی بطور نشان فتح قسطنطنیہ لیگیا تھا باپ تو قیدخانہ میں مر گیا۔ مگر سپیو سقالا کی خوبصورتی اور نوعمری دیکھکر سلیمان اعظم کو رحم آگیا۔ سپیو ماں کی طرف سے نیم ترک تو تھا ہی اُسے مذہباً پورا ترک بننے میں کوئی عذر نہ ہوا۔ سلیمان کے ایک پیر الیسال اور با رسوخ عہدہ دار سنان پاشا نے اسے خاص اپنی حمایت میں لے لیا۔ اور سقالہ عزت و ترقی کے میدان میں جس کا راستہ سلطان کی ملازمت میں داخل ہونے سے اس پر کھل گیا تھا بڑے شوق اور مستعدی کے ساتھ داخل ہو گیا۔ وہ بتدریج آغائے ینگچریاں کے منصب بلند پر سرفراز ہو گیا۔ اور گو عیسایان قسطنطنیہ پر بیجا ظلم کرنے کی وجہ سے وہ بعد میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔ مگر محاربہ ایران میں اُسے ممتاز جگہ دیدی گئی۔ اور اس جنگ کے دوران میں اس نے کئی معرکوں بالخصوص اس فتح میں جو ترکوں نے سنہ ۱۵۸۳ء میں رات کیوقت ایرانیوں پر پائی تھی اور جو "مشاعل" کے نام سے مشہور ہے کمال ہوشیاری حاصل کی تھی اسکی شادی سلطان سلیمان کی پوتی سے ہو گئی تھی۔ اور اس طرح سے محلسرا میں اُسکا رسوخ ہو گیا تھا۔ مراد ثالث کے زمانہ میں اُسکی سرعت ترقی کا باعث اُس کی فتوحات اور لیاقت کی بہ نسبت زیادہ تر یہی تعلق تھا۔ اور یہی تعلق اُسکو اسکی معدودے چند شکستوں کے نتائج بد اور اُس ناہر دلعزیزی کے خطرات سے جو خود اپنے ہی آدمیوں اور نیز ترکی اجنبی رعایا پر سختی کرنے کی بدولت پیدا ہو گئی تھی محفوظ رکھنے کا سبب تھا۔ وہ ایک سے زیادہ مرتبہ کپتان پاشا بنا۔ اور اس عہدہ سے استعفا دہ اٹھا کر وہ دفعہ میسینا بمقام مسسلی کو گیا اور وہاں کے گورنر سے اپنی والدہ اور ہمشیرہ کی ملاقات کو جو وہاں رہتی تھیں طلب کیا۔ پہلی دفعہ مسسلی کے ہسپانوی گورنر نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ اس کے عوض میں سقالہ نے جزیرہ کے تمام ساحل کو تاخت و تاراج کیا۔ یہہ کارروائی بے اثر نہ رہی۔ دوسرے برس سقالہ نے میسینا جا کر گورنر کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے والدہ سے ملنے کی اجازت دیدو میں نے اسکو قسطنطنیہ جانے کے ارادہ سے بعد نہیں رکھا۔ وائسرائے کو پہلا سبق یاد تھا۔ اُس نے کونٹس سقالہ کو یہہ اقرار لیکر بیٹے کے پاس بھیجدیا کہ شام سے پہلے اسے واپس کر دیا جائیگا۔ ماں بیٹے کے دلوں میں اس ملاقات سے عجیب و غریب تاثیر پانی

باتیں یاد آگئی ہونگی۔ ایک مسلمان والدین کے گھر پیدا ہوئی۔ اور جوانی میں اُسے گھربار سے علیحدہ کرکے
عیسائی بنایا گیا۔ دوسرے نے عیسائی دربار کی ملازمت میں اور عیسائی جھنڈے کے نیچے زندگی اور جوانی کا
کارنامہ شروع کیا اور اب کئی برسوں سے ہلال کا سچا خادم اور عیسائیوں کا جانگداز دشمن تھا۔ سقالہ نے
حسب وعدہ ماں کو وقت مقررہ سے پہلے واپس کر دیا اور اب پہلی مرتبہ کسی عیسائی ساحل کو بلا تاخت و تاراج
کرنیکے چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ سقالا کا زمانہ مختلف انقلابات قسمت کے بعد آخرش مصائب پر ختم ہوا۔ شاہ
عباس نے ایران میں اُسکو شکست فاش دیکر بھگا دیا۔ اور وہ اپنی کشتی اور آزادہ دل فوج کے ساتھ بعجلت
تمام پیچھے ہٹتا ہوا بخار سے جو تکان اور دلی تشویش سے چڑھا تھا فوت ہو گیا۔ ۱۵۹۶ء میں جبکہ محمد ثالث نے
ہنگری پر چڑھائی کی اُس وقت گو سلطان والدہ مخالف تھی مگر سلطان سقالہ پر بہت مہربان تھا۔ اور اسی
مہم میں اُسکا سب سے شاندار کارنامہ ظہور میں آیا۔

آرچ ڈیوک میکسیملین سپہ سالار افواج آسٹریا عظیم الشان عثمانیہ فوج کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر پہلے ہی
پیچھے ہٹ گیا۔ اور سلطان نے قصبہ ارلا کا محاصرہ کر کے سات دن کے بعد اُسے فتح کر لیا۔ ٹرنیولا پرنس سیجسمنڈ
حاکم ٹرنیسلوینیا فوج لیکر میکسیملین سے آملا۔ اور وہ اس طرح سے تقویت پاکر پھر میدان جنگ کی طرف لوٹا مگر ارلا
اُسکے آنے سے پہلے فتح ہو چکا تھا۔ ۲۳ اکتوبر ۱۵۹۶ء کو دونوں فوجیں سرسیس یا کرسٹز کے دلدلی میدان
میں جنہیں سے گذر کر دریا سنیا دریا متی اس میں گرتا ہے ایکدوسرے کے مقابل ہوئیں۔ اس میدان میں تین
دن لڑائی ہوئی پہلے دن ترکی فوج کے ایک حصہ نے زیر کمان جعفر پاشا سنیا کو عبور کیا۔ مگر کثیر التعداد دشمن
سے صرف تنگ بہادرانہ لڑائی کرنیکے بعد مجبوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اس لڑائی میں ایک ہزار ینگچریوں۔ ایک سو سپاہیوں اور
۴۳ توپوں کا نقصان ہوا۔ اس پر سلطان نے کل فوج کو پیچھے ہٹا لیجانے یا کم از کم خود پیچھے ہٹ جانیکی خواہش
ظاہر کی۔ تمام افسروں کی جنگی کونسل اُسی وقت عثمانیہ کیمپ میں منعقد ہوئی۔ مؤرخ سعد الدین موجود تھا۔ اُس نے
کمال دلیری کے ساتھ مردانہ روش اختیار کرنے پر زور دیکر کہا۔ "یہ آج تک دیکھا یا سنا نہیں گیا کہ عثمانیہ کا بادشاہ
بغیر کسی اشد مجبوری کے دشمن کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا ہو"۔ حاضرین میں سے بعض نے تحریک پیش کی۔ کہ
حسن سقلی پاشا فوج لیکر غنیم پر حملہ آور ہو۔ سعد الدین نے جواب دیا۔ "یہ پاشاؤں کا کام نہیں ہے۔ بادشاہ کی
موجودگی بذات خاص لابدی ہے"۔ آخرش لڑائی کرنے پر ہی فیصلہ ہوا۔ اور سلطان کو فوج کے ساتھ
رہنے پر بمشکل راضی کیا گیا۔ ۲۴ اکتوبر کو دوسری لڑائی ہوئی اور ترکوں نے دلدلوں کے پر کچھ دستے چھین لئے

فریقین نے اپنی اپنی طاقت اب مجتمع کر لی۔ اور ۲۶ اکتوبر کو فیصلہ کن لڑائی ہوئی شروع میں عیسائی بظاہر کامل فتحیاب ہو گئے۔ اُنہوں نے ترکوں اور تاتاریوں کے اُن دستوں کو جو آگے بڑھ آئے تھے پیچھے ہٹا دیا۔ ترکی باتریوں پر پہلو سے حملہ آور ہو کر کل توپوں پر تصرف کر لیا۔ بگجریوں کو میدان سے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور ایشیائی صوبوں کی فیوڈل فوج سواران کو تتر بتر کر کے بھگا دیا سلطان پشت شتر پر بیٹھا ہوا ایک بلند مقام سے لڑائی کو دیکھ رہا تھا۔ اُس نے یہ کیفیت دیکھ کر بھاگنا چاہا۔ مگر سعد الدین نے اُسے روک کر ثابت قدم رہنے کی التجا کی اور اس ارشاد ربانی سے اُسے حوصلہ دیا کہ "صبر کا پھل فتح اور رنج کے بعد خوشی ہوتی ہے" سلطان نے علم مقدس کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور شاہی خاص فوج اور غلاموں کی حفاظت میں اپنے مقام پر قائم رہا فتحیاب آسٹروی سلطان پر حملہ آور ہونیکے بجائے صفیں چھوڑ کر عثمانی کمپ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ سقالہ نے جو ایک بہادر ترکی فوج سواران کی تعداد عظیم کے ہمیت ایک طرف بے حس و حرکت کھڑا رہا تھا۔ اس نازک موقعہ پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیکر گھوڑے کو ایڑ لگا دی یہہ بہادر فوج دوست دشمن کو پھاندتی ہوئی طرفۃ العین میں دہشت زدہ عیسائیوں کے سر پر پہنچ گئی ہزاروں عیسائی بوکھلاہٹ میں سنیا کی دلدلوں میں غرق ہو گئے۔ آسٹروی فوج کے ہر ایک دستہ میں خوف پھیل گیا اور بھاگڑ پڑ گئی اور سقالہ کے حملہ شروع کرنے سے آدھ گھنٹہ بعد میکسیملین اور سحمسٹ دم دبائے بھاگے جا رہے تھے۔ اور کوئی عیسائی رجمنٹ ایسی نہ تھی جسکی صفیں درست ہوں اور وہ باقاعدگی سے پس پا ہو سکی ہو یا بھگوڑوں کو غنیم سے بچانیکے لئے کوئی رجمنٹ مجتمع ہو کر صف بستہ ہونے کی کوشش کر رہی ہو۔ پچاس ہزار جرمن اور ٹرنسلونئی دلدلوں میں غرق یا عثمانیہ شمشیروں سے قتل ہوئے ۹۵ توپیں جو نہایت خوبصورت اور عجیب صناعی سے بنائی گئیں تھیں اہل ترکوں کے ہاتھ آئیں۔ جو شروع میں اپنا سارا توپخانہ کھو بیٹھے تھے۔ انکے علاوہ آرچ ڈیوک کا کل کمپ اور خزانہ اور تمام سامان جنگ ترکوں کو غنیمت میں ملا۔ اور ترکوں کو ایسی کامل فتح نصیب ہوئی جس کی برابری بہت تھوڑی فتوحات کر سکتی ہیں۔

سب لوگوں نے سعد الدین اور سقالا کو اس فتح کا باعث تسلیم کیا۔ جنگ کے بعد سقالہ وزیر اعظم بنایا گیا مگر سلطان کی والدہ کی رشک آمیز مداخلت کی وجہ سے جلد معزول ہو گیا۔ تاہم وہ اُن سپاہیوں پر جو لڑائی کے شروع میں بھاگ گئے تھے بے اندازہ و نامناسب سختی کرنے سے سلطنت کو بیحد نقصان پہنچانے کا باعث ہونیکے لئے کافی عرصہ نہ رہا۔ لڑائی کے بعد معلوم ہوا کہ تیس ہزار عثمانیہ سپاہی جن میں سے

زیادہ تر ایشیائی فیوڈل کیولری کے سوار تھے کفار کے مقابلہ سے بھاگ گئے تھے۔ سقالہ نے انکو فراری قرار دیکر انکی تنخواہ اور جاگیروں کی ضبطی کا حکم دیدیا۔ اور ان بدنصیب سپاہیوں میں سے اکثر کو جو اس کے قابو آئے قتل کرا دیا۔ مگر بہت سے سپاہی جدید وزیر اعظم کی سخت گیری کی خبر سنکر منتشر ہو گئے اور گھروں کو چلے گئے۔ اور جب گھروں سے ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کیگئی تو لازمی طور پر برسر مقابلہ ہو گئے اور حبی بغاوت تھوڑے ہی عرصہ بعد ایشیا کوچک میں پھوٹ کر کئی برس تک ملک کی بربادی کا باعث رہی۔ میدان کرسٹیس کے فراری ہی اسکے سب سے بڑے حامی و معاون تھے۔ فتح کے بعد محمد فتحیابی پر مبارکباد لینے اور پرانی پر از عیش و عشرت روش زندگی کو اختیار کرنیکے لئے فوراً قسطنطنیہ کو واپس چلا آیا۔ مگر ہنگری میں ستوا تورک کی معاہدہ صلح تک جو محمد ثالث کے جانشین کے عہد میں ہوا۔ لڑائی برابر کئی سال تک جاری رہی مگر ان لڑائیوں میں فریقین نے کسی مستعدی سے کام نہ لیا۔ ۱۵۹۸ء میں جرمنی سپہ سالار نے کئی قلعے فتح کر لئے اور ترکی سر عسکر ستروشی معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔ ۱۵۹۹ء میں ابراہیم پاشا سپہ سالار افواج مقیمہ ٹرین سلونیا نے جرمن جرنیل پالفی سے صلح کے لئے خط و کتابت کی۔ مگر فریقین کی شرائط ایسی سخت تھیں کہ کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ۱۶۰۲ء میں جرمن فوج نے کنشیہ کا محاصرہ کیا جس کو ترکوں نے اٹھا دیا۔ اس طویل محاربہ میں گو نمایاں فوجی مقابلے نہ ہوئے مگر فریقین بالخصوص عیسائی رحم و انسانیت کو قطعی الوداع کہہ چکے ہوئے تھے۔ اس بارہ میں منیزر صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "وہ ہنگرین اور والیشین جو جرمنیوں کے ملازم تھے اکثر اوقات ترکوں سے بدرجہا زیادہ مظالم کے مرتکب ہوتے تھے۔ کیونکہ ترکی فوج زیر حاکم قسطنطنیہ میں گو ینگچریوں اور سپاہیوں کی خواہ کیسے قابو میں ہوں جنگ کے موقع پر وہ اپنے کمپوؤں میں کامل انتظام اور سخت ضابطہ ترتیب رکھتے تھے چنانچہ از انجملہ ابراہیم پاشا نرمی و ملاطفت سے سرحدوں کے باشندوں اور عیسائی رعایا کو رام کرنے کا ڈھب بخوبی جانتا تھا۔ سمندریا اور تمسوار کے صربی اور والیشی بانبوہ کثیر اسکے گرد جمع ہوئے۔ اس نے ان کو تحائف سے لاد دیا۔ اور عہد لے کر واپس کیا۔ قصبہ پوسیگا کی عیسائیوں نے بغاوت کر کے ایک ترک قاضی کو قتل کر دیا۔ اس نے اس حرکت پر غضب آلود ہونیکے بجائے الٹا ظاہر کیا کہ قتل میرے حکم سے ہوا ہے اور پھر جلدی ہی ایسی کارروائی کی جس سے تصدیق ہو گئی کہ قاضی کا قتل جائز طور پر ہوا ہے جب عسر سے عہدہ داروں نے اس طریق عمل پر اسے سرزنش کی تو اس نے جواب دیا۔ کیا ان لوگوں پر مقدمہ بنانے سے انکو دشمن کے ساتھ ملا دینے کا باعث بننا دانائی کی بات ہے؟ الغرض

اُس نے اِسی طرح چاپلوسی لطف و مدارا اور سخاوت سے اکثر عیسائی جماعتوں کو اپنا مطیع بنا لیا اور پھر اُنہی کے ہاتھ سے اُن لیڈروں کو جنہوں نے خود بخود ڈیوکوں کے خطاب اختیار کر لئے تھے اور تیس برس سے کل سلیوونیا دسٹریا۔ ہنگریا۔ ٹرین سلونیا وغیرہ یعنی وہ علاقہ جہاں سلیو قوم آباد تھی، میں تباہی برپا کر رہے تھے نابود کرا دیا۔ اُس کا جادو عیسائیوں پر یہاں تک مؤثر ہو گیا تھا کہ ولیشیا تک میں کئی عیسائی اپنے ملک کے آزاد کنندہ میکائیل کے برخلاف ترکوں کے ہوا خواہ ہو گئے۔ اور کئی اعلیٰ پادریوں نے ترکی حکومت کو پھر قائم کرنے کے لئے گہری سازش کر لی جسے میکائیل نے نہایت سختی کے ساتھ ۱۵۹۷ء میں فرو کیا"۔

میکائیل کا وجود ترکوں کے حق میں نہایت مضر تھا۔ مگر جلدی ہی طمع وحرص نے اُس کو ہمسایہ عیسائی ریاستوں کے درپے کر دیا اُس نے بزور شمشیر ٹرین سلونیا کا ایک حصہ اور مالڈیویا کو ولیشیا کے ساتھ شامل کر لیا حتیٰ کہ ہنگری پولنڈ کا بادشاہ بننے کا خبط اُسکے سر میں سما گیا۔ اس مدعا کے پورا کرنے کے لئے اُس نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لینی مناسب سمجھ کر سلطان کی اطاعت قبول کر لی اور باب عالی سے باضابطہ سند حکومت حاصل کر کے ابراہیم پاشا کے ساتھ خفیہ معاہدہ اتحاد کر لیا جب اُس کے ارادوں کی خبر جرمن افواج مقیمہ ٹرین سلونیا کے سپہ سالار بسٹا کو ہوئی تو اُس نے ایک قاصد بھیجکر میکائیل کو ۱۶۰۱ء میں قتل کرا دیا۔ اور وہ کل ارادے اپنے ساتھ لئے ہوئے ۴۳ برس کی عمر میں اِس جہان سے چل دیا۔ اِس کے بعد ولیشیا و مالڈیویا و ٹرین سلونیا میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ترکوں نے حملہ آور ہو کر پھر تینوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا آسٹریا والوں نے ان فرنچ اور ولیشی سپاہیوں سے جو اُنکی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے بہت برا سلوک کیا۔ اُن کو کئی مہینوں کی تنخواہ نہ دی اور رسد وغیرہ پہنچانا بھی بند کر دیا۔ اِس بدعہدی سے ناراض ہو کر یہ سپاہی مجبور ہو کر وہ ترکی فوج میں چلے گئے اور ابراہیم پاشا کو اپنے ہم مذہب عیسائی ناشکر گذاروں کے برخلاف محاربات مابعد میں قابل قدر کام دیا۔ جرمنی و آسٹریا کی متحدہ سلطنت اور ولیشیا کے ساتھ جب لڑائی ہو رہی تھی اس زمانہ میں بھی سلطان کے تعلقات دوسری سلطنتوں کے ساتھ دوستانہ تھے۔ پولنڈ نے صلح کے معاہدہ قیام کی درخواست کرنے کے لئے کئی دفعہ اپنے سفیر قسطنطنیہ کو روانہ کئے جو فائز المرام واپس لوٹتے رہے۔ ریاست وینس نے سلطان کو جرمنیوں پر فتح پانے کے بعد مبارکباد کے پیغام بھیجے۔ انگریزی سفیر بٹن ۱۵۹۶ء کی مہم میں سلطان کے ہمراہ میدان جنگ کو گیا۔ اور فرانس نے اتحاد کی پھر تجدید کی۔ محمد ثالث کو ترقیت بیٹے کی پیدا...

جوسیوا نے ڈی لنکسم کے بعد مقرر ہوا فرانس کا سفیر تھا اور اس شخص نے مشرق میں فرانسیسی اقتدار
اور رسوخ کے بڑھانے میں کمال لیاقت اور محنت سے کام کیا۔ اس نے ترکی اتحاد سے اپنے آقا ولی نعمت کے
بڑے بڑے کام نکالے۔ قصہ مارسیلیز (مرسیلیا) ہنری چہارم[5] شاہ فرانس کی مخالف جماعت سے ملکر
اسکی اطاعت سے منحرف تھا۔ سلطان نے بریوی کے درخواست پر اہالی مرسیلیا کو خط بھیجکر شاہ فرانس
کی اطاعت قبول کرنے کی نصیحت کرکے بصورت عدم تعمیل فوجکشی اور انکی تجارت کو تباہ کرنے کی
دھمکی دی۔ فلپ ثانی شاہ ہسپانیہ نے اپنا سفیر سلطان کی خدمت میں بھیجکر اتحاد کی درخواست کی مگر سلطان
نے بریوی کی التماس پر اسے شرف باریابی عطا کرنے سے انکار کردیا۔ اور مزید آں شاہ ہنری
کو اندسویں پر فتوحات پانے پر اپنے ایک اعلیٰ درباری کے ہاتھ مبارکباد کا پیغام بھیجا اور اسکو ہر وقت
اپنی دوستی اور امداد کا یقین دلایا۔ فرانسیسی سفیر کو سلطان پر اس قدر رسوخ حاصل ہوگیا تھا کہ ترکی
مورخ سلانقی اسکی نسبت حسب ذیل لکھتا ہے۔ "اس ملعون سفیر کی خفیہ چالوں اور حکمت عملیوں کے طفیل
اسلامی دربار میں فرانس کی امداد و رفاقت کا سچا جوش پیدا ہوگیا تھا" خود سفیر مذکور کا بیان ہے کہ ہسپانوی
طاقت کو فرانس سے ہٹائے رکھنے اور ہسپانیہ کو شاہ فرانس کی مخالف جماعت کو پوری طاقت سے امداد دینے
سے روکتے رہنے کیلئے میں نے سلطان کو برابر چار پانچ برس تک عظیم الشان بحری طاقت سمندر میں موجود
رکھنے پر مجبور رکھا"۔

بریوی سلطان کی خارجیہ حکمت عملی کو ہی فرانس کے معاون و موید رکھنے میں کامیاب ہوا بلکہ اندرون
سلطنت میں بھی وہ عیسائیوں کو مختلف پاشاؤں کی سختی سے محفوظ رکھنے میں کامیابی کے ساتھ ساعی
رہا۔ ایکدفعہ تین نومسلم پھر مرتد ہوکر غلطہ کے ایک گرجے میں جا چھپے۔ اسپر ینگچریوں نے برافروختہ ہوکر اس
محلہ کے تمام گرجوں کو مسمار کرنیکے ارادہ سے ان پر حملہ کردیا۔ بریوی خبر سنتے ہی غضب آلود سپاہیوں کے
سامنے چلا گیا اور انکو دھمکی پیار اور چاپلوسی سے اپنے ارادہ کی تکمیل سے روکدیا۔ ٹسکنی (اٹلی) کی ایک ریاست
کے چند جہازوں نے سلطانی علاقہ پر حملہ آور ہوکر کچھ لوٹ مار کی تھی۔ اور جزیرہ ساؤس کے عیسائیوں کی بھی

[5] ۱۵۵۳ء میں پیدا ہوا ۱۵۸۹ء میں تخت نشین ہوکر ۱۶۱۰ء میں ایک پراٹسٹنٹ پادری کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ تخت نشینی سے پہلے وہ پراٹسٹنٹ عقیدہ کا پابند تھا۔ مگر چونکہ اس مذہب کا کوئی شخص قانوناً فرانس کے تخت پر نہیں بیٹھ سکتا تھا اس نے ۱۵۹۳ء میں رومن کیتھولک مذہب اختیار کرلیا وہ ہنری سوم ابن حسر نویرہ کے بعد تخت نشین ہوا۔

اس میں سازش بھی سلطان نے انکی قرار واقعی گوشمالی کا حکم دیا۔ مگر بریوی کی شفاعت پر اُسکی تعمیل ملتوی ہوگئی۔ دمشق کے گورنر نے بیت المقدس کے کسے کو مسجد بنانا چاہا۔ لیکن بریوی کے کہنے پر اس ارادہ سے باز آگیا سنہ ۱۶۰۱ء میں اُسے خبر ملی کہ محاربہ ہنگری میں حسب مراد فتوحات حاصل نہ ہونے سے کمجکر بابعالی نے نہ صرف عیسائی زائرین کو یروشلم جانے سے روکنے بلکہ جو زائرین اسوقت وہاں موجود ہیں انکو معہ راہبین و پادریان یا محولان قسطنطنیہ منگوانیکا ارادہ کیا ہے۔ وہ اُسی وقت سلطان کے پاس دوڑا گیا اور عرض کیا کہ اس سے کل عیسائی برافروختہ ہوجائینگے۔ اور پوپ کلیمنٹ ہشتم کو کل عیسائی طاقتوں کے متفق کرنے کے لئے عمدہ بہانہ مل جائیگا۔ حتی کہ میرے آقا رفیعت ہنری چہارم کو بھی جو اپنے مذہب کا بڑا پابند ہے مجبوراً بابعالی کے دشمنوں کے ساتھ شریک ہونا پڑیگا۔ اس ارادہ کو ترک کر دیا جائے"۔ سلطان نے اُسکی التجا قبول کر لی۔ اس شخص نے ترکی زبان میں عمدہ مہارت حاصل کر لی تھی۔ اور وہ تخمیناً ہزار بارہ سو اجنبی عیسائیوں کو جو خلاف معاہدہ یا کسی اور طرح ممالک محروسہ عثمانیہ کے باشندوں کی ناجائز غلامی میں تھے رہائی دلوانے کا باعث ہوا۔ مگر سب سے زیادہ اُسے اس بات کا ہر وقت فکر رہتا تھا کہ انگلستان کو جہازرانی تجارت پر غلبہ نہ پانے دے۔ ملکہ ایلزبتھ نے بابعالی سے فرانس کے مطابق رعایات حاصل کر لینے کے بعد پھر یہہ درخواست کی کہ اُن ممالک کے جہاز جن کے سفیر قسطنطنیہ نہیں رہتے جس طرح فرانسیسی جھنڈے کی حمایت میں ترکی سمندروں میں جہازرانی کر سکتے ہیں اسی طرح وہ انگریزی جھنڈے کی حمایت میں بھی آ سکیں بابعالی نے یہہ درخواست منظور کر لی مگر باوجودیکہ فرانس اور انگلستان میں اس وقت اتحاد تھا اور شاہ ہنری کو حصول تاج و تخت میں بھی کسی قدر ایلزبتھ سے مدد ملی تھی بریوی کو یہہ امر سخت شاق گذرا۔ اس نے بابعالی کے پاس سخت شکائت کی کہ فرانس کو باب عالی کی دوستی سے بھی سب سے بڑی رعائت ملی تھی جس میں اب دوسروں کو بھی شریک کر دیا گیا ہے الغرض ایلزبتھ کے سفیر کی مخالفت کے باوجود اس نے آخر اس رعائت کو منسوخ کرا کر چھوڑا +

محمد ثالث کے عہد حکومت کے آخری حصہ میں فوجی خودسری اور حکام صوبجات کی ظلم شعاری میں برابر ترقی ہوتی گئی سنہ ۱۵۹۹ء میں ایشیائے کوچک کے فوجی جاگیرداروں کے ایک سردار عبدالحمید نے جو عام طور پر قرہ نازیجی (سیاہ سکرتی) کے نام سے مشہور ہے عام بدامنی اور نارضامندی سے فائدہ اُٹھا کر بابعالی کے برخلاف عام بغاوت برپا کرا دی اور خودمختار بادشاہ کا درجہ و منزلت اختیار کر لیا۔ اُس نے کردوں۔

ترکمانوں اور سرسیس کے مفرور سپاہیوں کی فوج تیار کر لی اور اپنے بھائی ذوالحسن گورنر بغداد سے مدد
پاکر عثمانیہ افواج کو جو اسکی سرکوبی کے لئے بھیجی گئیں متعدد ہزیمتیں دیں۔ باب عالی کو باغیوں کی سرکوبی
میں تین برس صرف کرنے پڑے۔ آخر کار باغی سردار نے ہتھیار رکھدئے اس کے صلہ میں بوسینا کی
گورنری پر مامور کیا گیا۔ اور وہ اپنے وحشی لشکر کو عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے ہمراہ لیتا گیا۔ اسکے ہمراہیوں
کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ انکی شکل و صورت سے وحشت برستی تھی نیم برہنہ سر کے بال کندھوں
تک لمبے۔ بازو اور گردنوں میں تعویز بندھے ہوئے اور کانوں کے ساتھ اونٹ کی ہڈیاں لٹکی ہوتی تھیں
ایشیا کو چھوڑنے سے پہلے سردار مذکور نے سلیمان فرزند ارخاں کی قبر جس نے سب سے پہلے یورپ پر فوجکشی کی تھی
تین دنبوں کی قربانی کی۔ شاید وہ بزعم خود سلیمان کیطرح دوبارہ یورپ کو فتح کرنے چلا تھا۔ مگر اسکے
لمبے نیزوں سے عیسائی مسلمان دونوں برابر لرزاں تھے۔ ذوالحسن کی فوج تباہ کنندہ طوفان یا بگولا
کی طرح سرویلیا میں سے گذری اور جب وہ آخر کار ڈینوب کے کنارہ پر پہنچی تو ۱۶۰۳ء میں ہنگریوں کے ساتھ
نبرد آزمائی کرتے وقت تقریباً کلہم فنا ہو گئی +

شاہ عباس والی ایران نے ترکوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ۱۶۰۲ء میں اعلان جنگ
کردیا اور جو صوبے اسکے قبل نشیں کے عہد میں ترکوں نے فتح کئے تھے انکو عجلت تمام یکے بعد دیگرے فتح کرنا
شروع کردیا جون ۱۵۹۳ء میں محمد ثالث نے اپنے فرزند اکبر محمود کو جو نہایت ہی شجاع و قابل شہزادہ
تھا اور قوم و ملت کو اس سے بڑی بڑی امیدیں تھیں قتل کرا کر سلیمان اعظم کی طرح سلطنت کو سخت ضعف
پہنچایا محمود نے ملک کی بدنصیبی سے باپ سے درخواست کی تھی کہ ایشیائے کوچک میں جو فوج باغیوں کی سرکوبی اور ایرانیوں
کے مقابلہ پر مامور ہے مجھے اسکی کمان عطا کیجائے۔ مخبوط الحواس اور مختل دماغ باپ کو بیٹے کے اس اظہار
شجاعت و دلاوری سے اندیشہ پیدا ہو گیا۔ انہی دنوں ایک درویش نے سلطان کو پیشین گوئی سنائی
کہ عنقریب نیا سلطان تخت پر بیٹھے گا۔ اس پر سنگدل باپ نے جس کو عیاشی نے بالکل نکما کر رکھا تھا
بیٹے کو گرفتار کرا کر پھانسی دلوادیا۔ مرحوم کی والدہ اور اسکے منظور نظر رفقائے بھی اسی وقت گرفتار
کئے جاکر قید خانہ میں ڈال دیئے گئے اور ایک مہینہ بعد سب قتل کرادئے گئے۔ محمد ثالث اس شقاوت کے بعد
زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔ ۲۷ر اکتوبر کو ایک درویش اسے محلسرا کے پھاٹک پر ملا۔ اور اسے خبر دی کہ ۵۵ دن
کے اندر تم پر کوئی سخت مصیبت وارد ہوگی۔ دائم المریض اور ضعیف المزاج عیاش کی وہمی طبیعت پر اس

پیشین گوئی کا بڑا اثر پڑا اور جیسا کہ بالعموم قاعدہ ہے پیشین گوئی زیادہ تر خود ہی اپنے پورا ہونے کا باعث ہوگئی۔ میعاد کے عین آخری دن ۲۲ دسمبر ۱۶۰۳ء کو وہ اس جہان سے رحلت کر گیا۔ اور باقی ماندہ دو بیٹوں میں سے بڑا احمد اول اسکا جانشین ہوا۔ محمد ثالث افیون بہت کھاتا تھا۔ شراب سے اُسے سخت نفرت تھی چنانچہ اس نے بہت سے شراب خانوں کو مسمار کرا دیا۔

احمد اول کا عہد حکومت

جب احمد اول تخت نشین ہوا اس وقت اسکی عمر بقول ترکی مورخین ۱۳ برس اور بقول یورپین مورخ ۱۴ یا ۱۵ برس کی تھی خاندان عثمان میں یہہ پہلا سلطان تھا جو بلوغت سے پہلے تخت پر بیٹھا اُس نے اپنی جبلی رحمدلی یا غیر رحمدل مشیروں کے مشورہ کی وجہ سے اپنے بھائی شاہزادہ مصطفی کو دستور مستمرہ کے مطابق قتل کرا دینے سے احتراز کیا شاہزادہ مذکور کی دماغی کمزوری اور دیوانگی بھی اُسکی سلامتی کا بہت کچھہ باعث ہوئی۔ کیونکہ ایک تو ایسے شخص سے فتنہ و فساد کی اُمید نہیں ہوسکتی تھی اور دوم کل ایشیائی اور بالخصوص ترک مادرزاد دیوانہ کو رحم آمیز ادب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نوعمر احمد نے اوائل میں تیز طبعی ذہانت اور مستعدی کے آثار دکھائے جن سے سلطنت کی خوش اقبالی اور درستی انتظام کی اُمید ہوگئی تھی۔ مگر محلسرا کے عیش و آرام اور کنیزان ماہ وش کی صحبت ہم جلیسی نے دو تین برسوں میں ہی تمام خوبیوں کو خاک میں ملا کر اُسے بھی کاہل و عیاش بنا دیا۔

تخت نشین ہوتے ہی اُس نے حرم سرا کی اُن بیگمات اور خواجہ سراؤں کو جنہوں نے مراد اور محمد ثالث کے زمانہ میں بہت اقتدار حاصل کرکے امور مملکت میں خرابی ڈال رکھی تھی جلاوطن کر دیا۔ اور ہنگری و ایران کے محاربوں کی طرف فوراً توجہ منعطف کی۔ وزیر اعظم کو جدید جرار فوج لیکر ہنگری جانے کا حکم دیا گیا۔ اُس نے مہم کے اخراجات کے لئے اس قدر رقم کثیر طلب کر بھیجی جس کا خزانہ متحمل نہیں ہوسکتا تھا اور ساتھہ ہی دھمکی دی کہ اگر مطالبہ پورا نہ ہوا تو میں میدان جنگ کو نہیں جاؤنگا۔ احمد نے اُسے یہہ مختصر جواب کہلا بھیجا کہ "اگر تو اپنے سر کی خیر چاہتا ہے تو فوراً روانہ ہو جا"۔ وزیر یہہ سنکر سرتابی کی جرات نہ کرسکا۔ اور فوراً ہنگری کو روانہ ہوگیا۔ جہاں ترکی فوج کو آسٹرویوں پر متواتر فتوحات حاصل ہوئیں جنکا مفصل ذکر آگے کیا جائیگا۔

شاہ عباس صفوی نہ صرف ایران بلکہ اپنے زمانہ کے سلاطین میں سے قابل ترین بادشاہ سمجھا گیا ہے اسکے تدبر۔ اولعزمی۔ اور خوش اقبالی میں کسی کو کلام نہیں جب وہ خانہ جنگیوں کا خاتمہ کرکے اوزبک ہمسایہ سرداروں کو مغلوب کر چکا تو اُسے قدرتی طور پر ایران کے صوبجات مفتوحہ کو ترکوں سے واپس لینے کی خواہش ہوئی

لیکن اکثر اراکین سلطنت دو اسلامی سلطنتوں میں نزاع و محاربہ کا ہونا اسلام کے شمار سے بعید سمجھتے تھے
انکی رائے ظن غالب ہے کہ غیر موثر نہ رہتی مگر مسلمانوں کی شومئی بخت سے دو انگریز یعنی سر انتونی شرلی
و رابرٹ شرلی ایران پہنچ گئے انہوں نے شاہ عباس کی طبیعت پر پورا قابو پا لیا۔ اور شاہ عباس کو ترکوں

لہ اس امر کی تصدیق خود ایک نامور انگریز سر جان ملکم سفیر دولت انگلشیہ بدربار طہران کی تحریر سے ہوتی ہے
جنکی تاریخ ایران سے مندرجہ ذیل اقتباس جس میں شاہ عباس و سر انتونی شرلی اور محاربہ ترکی و ایران کے حالات کا ذکر ہے
ہیں ناظرین کی آگاہی کے لئے بجنسہ دیا جاتا ہے +

بالجملہ در ہمیں ایام بود کہ دو نفر از نجبائے انگریز کہ شہرت خاندان و مہارت سپاہیگری استشہار داشتند بایران
رفتند و ایشان دو برادر بودند برادر بزرگتر سر انتونی شرلی اسباب رفتن بایران خود می نویسد و در سرحکیہ از دو روداد
سفر خود نوشتہ میگوید کہ ارل آف اسکس او را ترغیب کرد کہ با چند نفر از مردان کار دیدہ مدد دیوک اف فرارا که
در آں اوقات با پاپ نزاع داشت برود لاکن قبل از ... منزل مقصود ویرا منعقد گشتہ و نزاع رفع شدہ بود اما چوں
مبلغی خرج و وقتی صرف نا امیدی قطع شدہ بود ارل نخواست بدون آنکہ امر صورۃ پذیرد مایوس مراجعت کند باو
نوشت کہ بایران برود بدان سبب کہ چوں ابواب تجارت ایران از خشکی با روم و روس و از دریا با پرتگال و
ہلند مفتوح بود اہالی انگلند نیز در آں اوقات بفکر افتادہ بودند رفقائے سفر سر انتونی یہا و رش سر رابرٹ شرلی
و بیست و شش نفر تبعہ وے بودند ہمہ با اسباب یراق و اسباب و سامان شائستہ و کسانیکہ ہمراہ بودند بعضے
مردمے بودند کہ از علوم و صنائع ربطے داشتند و یکی خصوصاً مذکور است کہ در توپ ریزی مہارتے تمام داشت
سر انتونی نہ ایلچی بود و نہ بر خود نام ایلچی گذاشت و وقتی بقزوین رسید کہ عباس در خراسان بود و چوں بعد از فتح اوزبک
پادشاہ مراجعت کرد خود را بنظر وے رسانیدہ نام و نسب خود را بیان کرد و گفت کہ از اہالی انگلنڈ است و پیشہ
وے سپاہیگری است چوں آوازہ پادشاہ ایران را شنیدہ بود خواست کہ بخدمت او افتخار جوید و بعد ازآں
وقت پیشکشہائے لائق بحضرت گذرانید پادشاہ ایران را ایں صورت موافق مزاج افتادہ ویرا اکرامی بلیغ نمودہ
بانعامات ملوکانہ و عواطف پادشاہانہ مفتخر و مستظہر ساخت تفصیل پیشکشہا و انعام پادشاہی از قرار نوشتہ خود
سر انتونی این است پیشکش شش جفت اویزہ زر در غایت نفاست و دو جفت دیگر از جنس ونکدانی جامہ
مرکب از سہ قطعہ کہ در طلا نشاندہ و مینا کردہ بودند و ایضاً خوش وضع از بلور کہ قاب آنرا بشکل اژدہا ساختہ
و زینت مذہب کردہ بودند انعام سلطان ہزار تومان نقد و چہل سر اسب ہمہ با ساخت و ستام و دو اسب را

سے لڑائی کرنے پر آمادہ کر کے خود سر انتونی شرلی دول یورپ بالخصوص جرمنی آسٹریا و فرانس و انگلستان اور ایران میں ترکوں کے برخلاف اتحاد قائم کرنے کے لئے یورپ کو روانہ ہوگیا۔ وہ ابھی واپس نہیں آیا تھا کہ شاہ عباس نے ترکوں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر جیسا کہ محمد ثالث کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۷ - زین مذہب و بیاقوت و فیروزہ مرصع بود و ما بقی نیز بعضی نقرہ و بعضی مخمل کلابتون دوزی شانزدہ قاطر دوازدہ شتر که بر آنها خیمه و اسباب و آثاثه سفر و حضر بار کرده بود دمند وزرائیکه جنگ با عثمانی را مصلحت نمی دانستند باوی بنائی معادات گذاشته و سخن او را دریں باب با عباس حمل بر غرض نمودند یعنی که چون دولت انگریز مذہب مسیحی دارند مصلحت خود را در معادات مسلمین با یکدیگر میدانند و این مرد را بجهته اشتعال نایرہ فتنه بدین ملک فرستاده اند علی وردی بیگ که بمنصب امیر الامرائی ارتقا یافته و در مودت و حمایت مهمان فرنگی یکدل و یک زبان بود برخلاف دیگران اسے میرزا لاکن سر انتونی بسبب سلطان را بجنگ عثمانی ترغیب میکرد بلکہ اسباب فتح و فیروزی آن جنگ را نیز بدست میداد خود بعهده گرفت که مابین شاه عباس و سلاطین مسیحیه تشیید مبانی مودت کند که یکے از ایشان پادشاه جرمانیا با سلطان اسلامبول در جنگ بود و دلیل بر صدق او همین که وقتی که از جانب شاه عباس بماموریت میرفت بیادش باد دریا رها کرد و همچنین خدمتی که بجهته آموختن علم جنگ بایرانیان کشید و هم بهیچ حیثی لیسے قوی بود فوج پیاده که عباس بجهته مقابله با ینگیچری ترک فراهم آورده بود احتمال کلی دارد که بمدد او و بر صفائے او تربیت شدند همچنین منقول است که ایشان روش استعمال توپ را بایرانیان آموختند کاغذهائیکه در باب ماموریت سر انتونی داده شد میتوان گفت که غریب ترین کاغذهائیست که تا بحال به هیچ ایلچی و سفیرے داده شده است پادشاه اسلام بسلاطین مسیحیه می نویسد که هر کس معتقد بمسیح است و دوستی وی را قبول کند و در باب سر انتونی که همیشه او را میرزا انتونیا خطاب میکند میگوید یکی از نجبائے انگلند است و بخواهش خود بایران آمده است و از وقتی که با من بوده مانند دو برادر از یکقاب طعام و از یک جام آب خورده ایم و همچنین فرمانی دیگر بوی داد در باب اینکه هر کس از تجار مسیحیه که بتجارت ایران کند جان و مالش در حمایت پادشاه سالم و امین خواهد ماند و کسی با دراجات مراسم مذہب ایشان ممانعت نخواهد بود و هیچیک از علمائے ملت دریں باب مداخله نخواهند داشت اوّل قرار شد که یکی از امیرزادگان را همراه او کنند لاکن آن قسم است بهم خورد یکی از صاحب منصبان قزلباش را که در حقیقت با خدمتگار او کمی فرق داشت مصاحبت وی تعیین کردند دولت روس بسبب حسد یکه با انگریزان داشتند اعتنائی بسر انتونی نکرده بلکه او را قید کردند شخص مزبور را که مصحوب او بود درجه سفارت داده احترامات

کے حالات میں لکھا جا چکا ہے ۱۶۰۳ء میں اعلان جنگ کر کے ترکی علاقہ پر حملہ کر دیا اور گو وہ فوج
سواران کے چند ایک رسالہ لیکر کردستان میں داخل ہوا تھا۔ مگر کرد ترکی حکام کے جبر و ظلم سے اس قدر
تنگ آئے ہوئے تھے کہ وہ سب کے سب بجوشی اُسکے ساتھ شامل ہو گئے۔ عباس نے بمقام نہاوند تبریز

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۸ شائستہ آن منصب نمودند و بعلاوہ یکی از پادریہائی پرتگیز که سر انتونی را از ایران همراه نیاورده بود و مخصوص بجہت ہائی آوازہ و
بد گوئی میکرد در دربار روس معتنا شد و چون امپراطور روس مجلسی مقرر کرد که تفتیش و تفحص حرکات سر انتونی را کرده
حقیقت حال را دریافت کنند شاہد بزرگی که بجہت تشنیع و تکذیب وی دران مجلس حاضر شد پادری مذکور بود سر انتونی بالاخره
از اکاذیب و اباطیل وی در خشم رفت و چنان مشتی بر گردن وی زد که از پای در آمد اہالی مجلس صورت واقعہ را بعرض
بادشاه رسانیدند لاکن گویند ہمیں حرکت موجب نجات وی شد و طولی نکشید که از قید رہائی یافتہ روانہ شد و بجز مانیار رفت
امپراطور جرمانیا و سائر سلاطین فرنگستان وی را غایت اعزاز نمودہ چون سبب سفارت وی معلوم شد اظہار کمال
مسرت کردند زیرا که دولت عثمانی دران اوقات سبب وحشت جمیع فرنگستان بود خلاصہ شاہ عباس به محاربت مبادرت
جستہ اوّل بنہاوند تاخت و آن را گرفتہ استحکامات آنرا با زمین یکسان ساخت و در آن وقت محمد ثالث بر تخت قسطنطنیہ
متمکن بود و ہمان سال که فتح نہاوند دست داد شاہ عباس چنان اظہار نمود که عازم فارس است و باحضار جمیع عساکر فرمان داد
بعد ازان به بہانہ رفتن بآنجا راه حرکت کرد و چون باذربایجان رفت اقتضای ضمیر اگرچہ لازم بود لاکن امکان نداشت مشکل
ہمہ اینست که ما مشکل خود را گفتن نتوانیم و نہفتن نتوانیم لاجرم باحضار صنادید قوم و رؤسائی سپاه فرمان داده اختیار را
از رعایت عام و ننگ و لحاظ حب وطن یاد آوری کرده بروح مقدس علی سوگند داد که با وی در محاربه با دشمنان ملک
و دینی آل پیغمبر یکدل باشند علی پاشا که سردار عسکر عثمانی در اذربایجان بود در آن وقت بکردستان رفتہ بود و چون خبر حرکت
لشکر ایران را شنید بشتاب ہر چہ تمامتر مراجعت کرد لاکن شکست خورده دستگیر شد و تبریز که پسرش در آنجا حاکم بود متصرف
گماشتگان بادشاہی آمد ہنوز این فتح بانجام نرسیده بود که سپاه ایران ایروان و بغداد را محاصره کردند ایروان
بسہولت مسخر شد لاکن چون چغال اوغلی سردار لشکر رومی از اطراف مملکت جمع آوری قشون کرده متوجہ حرب
ایرانیان بود شاه عباس علی میردیخان را که بمحاصره بغداد اشتغال داشت طلبیده وی بدشمن نہاوند سپاه ترک
زیاده بر صد ہزار و ایرانیان قریب شصت ہزار بودند و با اینحال اگرچہ جمیع امرائی لشکر برخلاف آن رای زدند شاه
عباس عزم کرد که با دشمن مصاف دہد چون تقارب فئتین و تلاقی فریقین دست داد و سواره ترک حرکت کرد و صد ہزار سواره
یکصد پیاده با توپخانہ روانہ شد چون نزدیک رسیدند عباس حکم کرد که علی میردیخان باجمعی قلیل از سواران دو

کے ترکی گورنر کو شکست فاش دیکر تبریز۔ اریوان۔ فارس اور کل صوبہ آذربائیجان کو فتح اور بغداد کا
محاصرہ کر لیا۔ دربار قسطنطنیہ ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے تیاریاں کرنے ہی لگا تھا کہ محمد ثالث
فوت ہوگیا۔ احمد نے جنگ ہنگری کی طرح شاہ عباس کے مقابلہ پر بھی فوج روانہ کی۔ مگر ایرانی لشکر برابر فتح

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۹:- وہ از جانب غنیم در حرکت آیند و با وی گفت که در حرکت بقدری مسافت قرار بدهد که تا در سا
لشکر و سپاه خصم خبردار نشوند پس فائده دشمن بدست آمد جمعیت خود را بقدر امکان در اطراف پراگنده نموده چنین وانمود
کنند که میخواهد بر حریف حمله برد ولی فی الحقیقه در پی کار خود رفت چون غبار این لشکر ساطع شد ترکان چنان پنداشتند که
ایرانیان خیال فرار دارند و این سبب عمده لشکر در عقب است بنابرین پیشتر سپاهی که در پیش بودند
مامور بمقابله ایشان شد و وقتی که تو دیده بگرام است این قسم حرکت بدون خطر فقط سپاه منظم می تواند کرد و در لشکر
بے ترتیب که نظام نه ... حرکت ... ولی بالتحقیق سبب اختلال و اغتشاش بسیار و بیجائی میرسد
که چاره پذیر نیست لهذا افواجی که برگشتند تقریباً بر جمیع سپاه ترک و ایرانی یقین شد که هزیمت کرده از شاه عباس
این معنی را دریافته یکباره با تمام لشکر حمله بر ترکان بگمان اینکه همراهان ایشان روی از معرکه برتافته اند پای ثبات ایشان
از جای کنده شد و ایرانیان بخیال اینکه ترکان قبل از ستیزه از بیم روی بگریز آورده اند با دلی قوی و عملی فسیح حمله برده
باسانی خصم را از پیش برداشتند سرداران رومی آنچه لازمه شجاعت و جلادت است بکار بردند اما چون کار از دست رفته بود
فائده مترتب نگشت چغفر ... شاه ... رسید بر چغفر بقیه السیف را گرفتار شدند ترکان از هر سمت پراگنده میدان
رزم را با ایرانیان گذاشتند ... قبل از غروب آفتاب تمام شد اما ایرانیان تا چند ساعت بعد ترکان را
تعاقب کردند بعد از این فتح حکایتی دیده ام که کاشف از خصوصیات آن زمان است قابل شنیدن است گویند
که شاه عباس چون میدان را خالی دید هم در وسط بیابان نشسته با امرا و بعضی از اعاظم اسرا صحبت میداشت۔
مقارن اینحال جوانی رسید شخصی را که یکی از سپاهیان بشکل اسیر کرده بنظر رسانید پادشاه پرسید کیستی آن شخص گفت
از اکراد مکری اتفاقاً یکی از منصبداران سپاهی کرد که رستم بیگ نام داشت و شاه میدانست که ادعای خونی با قبیله
این اسیر دارد لهذا گفت امر است رستم بیگ بسپارند رستم بیگ قبول نکرده عذر خواست که اگرچه انتقام اقتضای خون این
شخص میکند الا اینکه من نذر کرده ام که از دشمن ذلیل دست بسته انتقام نکشم پادشاه هنگر تحسین او را گفت
... نمی ابرند که بیچاره چون این حکم را شنید قوت کرده ریسمانی که وی را بآن بسته بودند از هم گسیخت و دست
به خنجر برد بطرف شاه عباس دوید شاه بطرف ... رفت مصاحبین پادشاه دویدند اما بسبب حرکت ... ایشان ... بعد

فتحیاب ہوتا رہا۔ ترکی فوج ہزیمت یاب ہوکر منتشر ہوگئی اور فراریون نے ڈاکہ زنی شروع کرکے ایشیا
کوچک مین پرانی بغاوت کو تازہ کردیا۔ ناسک پاشا نے دیار اور ترمیس کے قریب باغیون کا مقابلہ کیا
جسمین اوسکی فوج کا حصہ کثیر قتل ہوا اور وہ محض اپنے گھوڑے کی تیز رفتاری کے طفیل جانبر ہوا۔ اسنے اپنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۰ خاموش شد و در آن تاریکی کسی را یارای نبود کہ دست بر آرد مبادا کہ ندانستہ پادشاہ را
آسیبی رسد لہذا دہشت برہمہ غلبہ کرد بعد از دقیقہ پادشاہ آواز داد کہ بستیش گرفتم چراغ آوردند بیچارہ اسیر پارہ پارہ
کردند و شاہ عباس دوبارہ نشستہ تا نیم شب بتجرع اقداح بادہ ناب و تماشائی سرہای دشمنان کہ علی التوالی میاوردند
مشغول بود دیکی [illegible] فرنگستان می نویسد کہ عدد سرہائیکہ در آن شب بنظر وی رسانیدند بہ بیست ہزار و پانصد و چہل و
پنج رسید از این تاریخ تا شاہ عباس در حیات بود دیگر ترکہا یارای مقاومت نماند ایرانیان متوالیا ترکہا را از سواحل بحر
خزر و آذربایجان و کردستان و بغداد و موصل و دیار بکر بیرون کردہ بضرب شمشیر شاہ عباس جمیع ممالک مزبور منضم بسلطنت
ایران گشت عثمانی آنچہ در حیز امکان داشت بجہت اینکہ فتوحات خود را از دست ندہند نمودند حتی این کہ حتی از دست اجانب
معاونت خواستند لکن باستعجال عساکر متفقہ با قراچی خان سردار ایرانی قرب قبلی کہ کاروان سرای کوچکی است
مابین سلطانیہ و تبریز مصاف دادہ شکست فاحش یافتند پاشاہای والی ارض روم در آن معرکہ کشتہ شدند خلیل پاشا سرعسکر
عثمانی در کاغذی کہ بایلچی انگریز در قسطنطنیہ می نویسد ادعای فتح میکند و میگوید کہ قراچی خان تبریز را بلشکر ترک واگذاردہ
ناخیما کنند اما ہم قبول میکند کہ در جنگی کہ بعد از آن در نزدیکی شبلی واقع شد قدسی از لشکرش تباہ شدند و این عبارت سراسر کاغذ
کاغذ ما اقرار بشکست خوردن است بالجملہ این آخرین جنگی است کہ در عہد عباس قابل ذکر است و بعد از آن تا ایام حیات
شاہ عباس مابین ایرانی و عثمانی مصالحہ بود ولی اگرچہ ہر دو دولت ہم از مصافات سیر شدند اما باندک خیال فائدہ
مکرر رجوع بمعادات داشتند و رسم معمولی این بود ہر وقت میخواستند اظہار عداوت کنند سر حد داران را اغوای تعدی میکردند
و از طرفین بنا بر مصلحت وقت و تدابیر ملکی یا معاندت می ورزیدند یا مسالمت می طلبیدند حقیقت این است کہ تعصب
مذہبی نیز یک سبب نزاع مابین دو ملت می شد چنانچہ ہر وقت ذکر قتل و غارت یکی از عسکرہای سنی میکشتند و وحش
را بجہنم میفرستادند چنانچہ گویا مقام مخصوص و خانہ این طائفہ بہشت است استرداد بغداد و نجف و کربلا و کاظمین و سامرہ
در نظر اہالی ایران از جملہ فتوحات شاہ عباس بہتر و میمون بسبب اینکہ بلاد مزبورہ مدفن علی و جمعی از اولاد او است شاہ عباس
در باب ازدیاد ارادت و عقیدت خلق نسبت بوی جہد بلیغ داشت و چون ملاحظہ شود کہ از روی نسب وارث خرقہ
اولیائی اردبیل و بنفس نفیس ماحی اعدای ملت و دولت و حامی حوزہ مذہب و شریعت اہالی ایران بود ہیچ عجب نیست

شکست کی خبر خود سلطان کو جا کر دی اور کل الزام وزرا کے سر تھوپا۔ اُس نے سلطان سے بذات خود میدان جنگ کو جانیکی باصرار درخواست کی۔ اور سلطان نے فوری جوش میں آکر حسب معمول فوج کے خیام وکیپ کو باسفرس کے ایشیائی ساحل پر نصب کیے جانیکا حکم دیدیا۔ اور اپنی والدہ کے ماتم کا چہلم ختم ہونیکا انتظار کئے بغیر ہی غنیم کے مقابلہ پر جانے کو تیار ہوگیا۔

ایک ایشیائی مؤرخ لکھتا ہے کہ "احمد برائے مقابلہ روان شد واز فوج ایران جنگیدہ مراجعت فرمود درین سفر از برف و سرما وامراض لشکر روم بسیار تباہ وخراب گشت" مسٹر رڈل اور میکانکی لکھتے ہیں کہ "وہ بروصہ جو ترکی قوم کا مہد ہے آگے نہ گیا۔ اور پہلے اول سلاطین کے مزاروں کی زیارت کرکے واپس آگیا۔ جہانگیریوں نے پھر فساد شروع کر دیا تھا" مگر سرایڈورڈ کریسی بحوالہ ترکی مؤرخ نا ئمہ اسکے بالکل برعکس مندرجہ ذیل قصہ تحریر فرماتے ہیں "سنہ ۱۰۲۱ء میں سلطان کے دیوان میں جسکی عمر اس وقت سترہ برس کی تھی عجب سانحہ وقوع میں آیا۔ جس سے احمد اور اس عظیم الشان سلطان کے کیرکٹر اور اوصاف کا جو اس سے چالیس برس پہلے تخت قیصری پر جلوہ افروز تھا بخوبی مقابلہ ہو سکتا ہے۔ اور جس سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ بادشاہ کی ذات اپنے اوصاف کے لحاظ سے دوسروں پر کس طرح بالضرور اچھا یا برا اثر پیدا کرتی ہے۔ یہ تماشا سنی کے مہینہ میں ہوا۔ فوجی علم اس امر کا اعلان کے لئے کہ بر عظم ایشیا میں محاربہ کیا جانیوالا ہے۔ باسفرس کے ایشیائی ساحل پر نصب کئے جا چکے تھے اور اس وقت اسکو درہ میں فوج جمع ہو رہی تھی جسکی نسبت امید تھی کہ خود نوجوان سلطان اوسکو لیکر ایران کے مقابلہ پر جائے گا۔ دیوان (مجلس وزراء وارکین سلطنت) وزیر اعظم کے محل میں جمع ہوا۔ اور سلطان بذات خاص اُسکا میر مجلس تھا احمد نے اپنے وزیروں کو اس طرح سے خطاب کیا۔ "محاربہ کے لئے اب مناسب وقت نہیں رہا۔ بہت دیر ہوگئی ہے۔ سامان رسد واجناس گران اور کمیاب ہیں کیا ہم کو آیندہ برس پر ملتوی کر دینا بہتر نہیں ہوگا؟" بادشاہ کی زبان سے خلاف توقع یہ تقریر سنکر کل مجلس ششدر رہگئی اور سب پر خاموشی کا عالم چھا گیا۔ آخر مفتی نے جسکی دلی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱۔ کہ او را سجدہ کنند لاکن اگرچہ بھوان بر ہو خان ایران عہتا و کرد احترام خلق نسبت باین بادشاہ نہ بجہۃ امور مزبورہ بودہ است بلکہ خود نیز از اصحاب مقامات عالیہ کرامات متعالیہ میدانند چنانچہ مذکور است کہ در وقتی اردبیل شاہ عباس انعل مطبخ سرکنہ در سرپوش بکی از ظروف کہ پادشاہ بجانب آن حرکت میکرد دو دفعہ از روی ظرف بلند شد لیقدر بہی معتدبہ بنوعی کہ اہل سرائی مطبخ وامرائی خاص کہ در آنوقت ہمراہ بودند دیدند و این واقعہ در سنہ ۱۰۱۹ ہزار و نوزدہ ہجری اتفاق افتاد و صاحب بندہ التواریخ گوید کہ در وقوع قضیہ مذکورہ ہیچ شائبہ شک و ریب نیست +

مگر یہ سود تمنا تھی کہ احمد سلیمان اعظم کی تقلید کرے۔ مہر سکوت کو توڑ کر جواب دیا۔ "تو پھر کیا ان فوجی علمون کو جو دول اجنبیہ کا اس قدر سفراء کے روبرو نصب کئے گئے تھے واپس منگوالینا مناسب ہوگا؟ اگر مہم کا التوا لابدی ہو تو فوج کو کم از کم حلب بھیجدیا جائے کہ موسم سرما وہان بسر کرے اور اس اثنا مین گودام اور ذخیرے جمع کرلئے جائین"۔ بادشاہ نے قطع کلام کرکے کہا "حلب جانے سے کیا فایدہ ہے"؟ مفتی نے ثابت قدمی کے ساتھ جواب دیا "اسکا یہ فائدہ ہے کہ ہمارے خیام و اعلام کی جو نصب کئے جا چکے ہین عزت برقرار رہیگی۔ خود سلطان سلیمان نے مہم نخشیوان کے وقت حلب مین موسم زمستان بسر کرکے موسم بہار کے شروع ہونے پر غنیم پر حملہ کیا تھا"۔ اسپر احمد نے کہا کہ "اچھا فرہاد پاشا فوج کا ایک حصہ لیکر آگے چلا جائے۔ تاکہ خیمہ و خرگاہ کو واپس نہ لانا پڑے"۔ مفتی نے سوال کیا "خرید گودام کے لئے کیا اسے زر مطلوبہ بہی دیا جائیگا"؟ سلطان نے کہا۔ "خزانہ خالی پڑا ہے مین روپیہ کہان سے دون"؟

مفتی: "مصر کے خزانہ سے"۔

سلطان: "وہ خزانہ میرے صرف خاص کے متعلق ہے"۔

مفتی۔ "خداوند نعمت۔ تمہارے نامور جد بزرگوار سلطان سلیمان نے مہم زیجات سے پہلے سونے اور چاندی کا اپنا کل خزانہ اور سامان ٹکسال کو بھیجدیا تھا"۔

اسپر احمد نے چین بجبین ہوکر کہا "آفندی تم نہین سمجھتے۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ جو کچھ اس وقت شایان تھا وہ اب مناسب حال نہین ہے"۔ یہ کہکر اوسنے مجلس کو برخاست کردیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ فرہاد پاشا جسی ترکون نے دلہی فرہاد (بیوقوف فرہاد) کا خطاب بالکل درست دیا ہے۔ روپیہ یا گودام کے بغیر ہی فوج کا ایک حصہ لیکر روانہ ہو پڑا۔ فوج نے راستہ مین بغاوت کردی اور باغیون کی پہلی ہی فوج نے جسکے ساتھ اسکا ایشیا کوچک مین مقابلہ ہوا اوسے شکست فاش دیکر تتر بتر کردیا"۔

الغرض عباس کی فتوحات کے سیلاب کو ترکی گورنمنٹ بالکل نہ روک سکی۔ وہ ۱۶۱۲ء تک برابر فتحین پاتا رہا۔ آخر سن مذکور مین دونون فریق مین صلح ہوگئی جسکے رو سے ٹرکی نے وہ تمام علاقہ جو سلیم ثانی کے بعد ایران سے فتح کیا تھا واپس کرکے اوسکے وقت کی سرحد کو منظور کرلیا۔ شاہ ایران کو اس محاربہ مین ایشیا کوچک کی اندرونی بغاوتون سے بھی بہت مدد ملی۔ ذوالحسن کی اطاعت سے بغاوت کی بیخکنی نہین ہوگئی تھی اسکے بعد دوسرے سرداروں نے یکے بعد دیگرے علم بغاوت برپا کردیا۔ احمد نے مراد پاشا وزیر اعظم کو باغیون کی

سرکوبی پر جیسکے ساتہہ مفرور سپاہی بہی شامل ہوگئے تہے روانہ کیا۔ وہ اونکی ایک جماعت کو مغلوب کرنے مین مصروف تہا۔ کہ ایک دوسری گروہ نے جو قلندر اوغلی سرغنہ باغی کے ماتحت تھا شہر بروصہ کو جلادیا اور باسفرس سے اس قدر قریب پہونچگیا کہ سلطان کو قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے کل جوان سکنائے شہر کو مسلح کرنا پڑا۔ مگر باغیونکو دارالخلافہ پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ پڑی۔ وہ کرمانیہ کیطرف روانہ ہوگئے۔ اور راستہ مین وزیر اعظم نے اچانک حملہ آور ہوکر اونکو تقریباً نیست و نابود کر دیا جو باقی بچ رہے وہ ایران مین چلے گئے جہان شاہ عباس نے اونکو اپنی فوج مین بہرتی کرلیا۔ مراد نے باغیون کے آخری گروہ کا بہی جو خلیل طویل کے ماتحت تھا قلع قمع کرکے ۱۰۱۲ھ مین ایران کیطرف پیشقدمی کی لیکن شاہ نے گفتگوے مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع کردی جو جنگ کے نیکر قابل ہوسکے کل دوران مین جاری رہی۔ اور ابہی قطعی نتیجہ مترتب ہوا تہا کہ نود سالہ پیر جوانمرد مراد جسکو ترکون نے جامع اجزاء متفرقہ سلطنت کا خطاب دے رکہا تہا رحلت کر گیا۔ آخر کار بابعالی نے مندرجہ بالا شرائط پر ایران سے ۱۰۲۰ھ ہجری مین تمہیدی صلح کرلی۔ سرغنہ باغیون مین جان پولاد حاکم کردستان اور امیر فخرالدین حاکم کوہ لبنان بہی شامل تہے اول الذکر شکستیاب ہوکر حوالی حلب مین مارا گیا۔ اور فخرالدین دروزعربون کے امیر نے جواب بہی ہمیشہ سرکش اور برسر فساد رہتے ہین۔ اطاعت قبول کرلی۔

ہنگری مین آسٹریا والون سے لڑائی جاری رہنے کا اوپر مجمل اشارہ ہوچکا ہے جب بابعالی کو ایران اور باغیون کیطرف سے ایشیا مین سخت مشکلات لاحق ہوگئین تو اوس نے آسٹریا سے صلح کرلینا قرین مصلحت تصور کیا۔ اور ۱۱ نومبر ۱۶۰۶ء کو فریقین مین بمقام ستواتورک صلح کا معاہدہ ہوگیا جسمین ٹرکی نے ایشیائی خطرات کی وجہ سے اور آسٹریا نے ہنگری کی مخالفت اور اندرونی نزاع اور متواتر ناکام محاربون کے باعث ایک دوسرے کو بہت سی رعائتین دین۔ آسٹریا ہنگری کو بسمنڈ باتہوری کے مرنیکے بعد اپنے ماتحت کرنا چاہتا تہا۔ اہالی ہنگری نے حاکم مرحوم کے بہتیجے بوسکوئی کو اپنا حاکم منتخب کیا۔ اور سلطان سے امداد و حمایت کی درخواست کی۔ بابعالی نے ۱۶۰۵ء مین بوسکوئی کو فی الفور سند حکومت عطا کردی۔ اس سے آسٹریا نے چوکنا ہوکر ہنگری سے معاہدہ کرکے بوسکوئی کو اس شرط پر ٹرنسلونیا اور ہنگری کے اون اضلاع کا جو باتہوری کے ماتحت تہے حاکم تسلیم کرلیا کہ اوسکے مرنیکے بعد یہ علاقہ سلطنت آسٹریا سے ملحق کرلیا جائیگا۔ معاہدہ ستواتورک مین بابعالی نے پہلی مرتبہ کسی عیسائی بادشاہ کو مساوی درجہ پر تسلیم کیا۔ وولاکہہ کراون[1] کی یکمشت رقم کے عوض تیس ہزار ڈیوکٹ

---

[1] انگلستان کا انگریزی کراون پانچ شلنگ کے برابر ہے۔ دیگر ممالک یورپ مین ایک شلنگ اور بعض مین اس سے کم بیش کا ہے قدیم طلائی کراون تخمیناً نو سے تیرہ شلنگ کا ہوتا تہا۔

کا سالانہ خراج جو آسٹریا سلطان کو بنام نہاد تحفہ دیا کرتا تھا موقوف کر دیا گیا۔ اور قرار پایا کہ ہر تیسری برس دونون سلطنتون کے سفراء حسب مرضی خود جس مالیت کے چاہین ایک دوسرے بادشاہ کی دربار مین تحائف لایا کرینگے۔ اس سے پہلے سلاطین گذشتہ ایسے مصالحت پر ادنے درجہ کے ملازم مامور کیا کرتے تھے۔ اور اس قسم کے لوگون کو سفیر بناکر عیسائی بادشاہون کے دربارون مین بھیجتے۔ اس وقت سے یہ دستور بند کر دیا گیا۔ اور شرط کی گئی کہ آئندہ سنجق بے کے رتبہ سے کم درجہ کا آدمی سفیر بناکر نہ بھیجا جایا کریگا۔ پہلے کل معاہدے قطعی نہین ہوا کرتے تھے۔ سلاطین عثمانیہ اسمین کسر شان سمجھکر سبھی فرمانرماؤن کے ساتھ جیسا کہ بڑے چھوٹون سے سلوک کرتے ہین محض عارضی التواء سے جنگ اور قلیل المدت مصالحت کا اقرار کیا کرتے۔ علاوہ ازین کل اقرارنامے ترکی زبان مین لکھے جاتے اور دوسرے فریق کے سفراء کو اوسے پڑھنے یا مطلب سمجھنے کے بغیر اسپر دستخط کرنے پڑتے تھے۔ اس معاہدہ کو آسٹریا کے سفراء نے ترجمانون کے ذریعہ سے اچھی طرح پڑتال کر لیا الغرض ستواتورک کی معاہدہ مین پہلی مرتبہ مساویانہ اعزاز کا لحاظ رکھا گیا۔ اور اس سے نہ صرف عثمانی فتوحات کے سیلاب کے انتہائی مقام کو ظاہر کر دیا۔ بلکہ سمجھدارون پر ترکی کی کمزوری اور انحطاط کو بھی واضح کر دیا۔ اور کارلووٹز کے معاہدہ کے لئے جو ترکی کے حق مین اس سے بھی زیادہ مضر تھا۔ راستہ صاف کر دیا۔ شاہ ٹرنسلوینیا کو بھی بطور فریق اس معاہدہ مین داخل کیا گیا۔ مگر اوسے کامل آزاد نہ تسلیم کیا گیا۔ حاکم ہنگریا کو کئی اضلاع کا خود مختار فرمانروا تسلیم کر کے صرف چند اضلاع ہنگریا کے لئے اوسے باجگزار قرار دیا گیا۔ باہمی حملون شبخونون اور لوٹ مار کی ممانعت کیگئی۔ اور نقصانات کی درستی اور قیدیون کی رہائی کی شرط کی گئی مقامات گران اور کنیشہ ترکون کے پاس اور رآب اور کومارن آسٹریا کے پاس رہے۔ سیاستھا ئے آسٹریا و ہنگری نے رسپورگ مین ۱۶۰۸ء مین اس معاہدہ کی تصدیق کی۔ اور ۱۶۱۵ء مین بمقام وائینا آخری و قطعی عہدنامہ ہوکر اسکی شرائط کو بیس برس کے لئے بحال کیا گیا۔

سلطنت عثمانیہ کی خوش قسمتی تھی کہ اس زمانہ مین جرمنی مین پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولکون کی باہمی مذہبی نزاع سے وہ جنگ عظیم شروع ہوگئی جو جنگ سی سالہ[۱] کے نام سے مشہور ہے اور جس نے حکمران خاندان آسٹریا کو ترکان کی کمزوری سے فایدہ اوٹھاکر دریائے ڈینوب و سلسلہ بلقان کیطرف فاتحانہ پیش قدمی

---

[۱] یہ لڑائی سنہ ۱۶۱۸ء مین شروع ہوکر ۱۶۴۸ء مین ویسٹ فیلیا کے معاہدہ صلح پر ختم ہوئی۔ جنگ سی سالہ در اصل کئی معاہدون کے سلسلہ کا نام ہے۔ مؤلف ✤

کرنے کی بجائے خود اپنی ہی سلطنت کی سلامتی و حفاظت کے لئے اٹالی بوہیمیا و ڈنمارک و سویڈن و فرانس اور
سیکسنون کے ساتھ مصروفِ کارزار رکھا۔ جرمنی کے بعد اسوقت جرمنی و آسٹریا ایک ہی خاندان کے
ماتحت تھے) ٹرکی کی بڑی دشمن سلطنت ہسپانیہ تھی۔ مگر فلپ ثانی کی وفات کے بعد یہ ریاست سلیمان کے بعد
ٹرکی کے انحطاط سے بھی زیادہ سرعت اور باقاعدگی کے ساتھ زوال پذیر ہوگئی۔ روس کی حالت نار ایوان ظالم
کے عہد کے آخری حصہ مین بالکل ابتر ہوگئی تھی۔ اور اوسکے مرنے کے بعد متواتر بغاوتوں اور زمانہ جنگیوں نے
جو خاندان روریک کے خاتمہ اور موجودہ حکمران خاندان روماتوف کے صاحبِ تاج و تخت ہونے پر ختم ہوئین
سلطنت کو تباہ کر دیا ہوا تھا۔ اور جب روماتوف خاندان کا پہلا بادشاہ میکائیل فیوڈورو وچ اول تخت نشین
ہوا تو اوسکا کل عہدِ حکومت (از ۱۶۱۳ء و لغایت ۱۶۴۵ء) روسی قوم کو تباہی و بربادی اور طوائف الملوکی سے بچانے
پر صرف ہوا۔ اور اوسے ممالکِ اجنبیہ پر دست درازی کرنے کا کوئی موقعہ یا طاقت نہ تھی۔ یہ ہوئی فرانس تو یا
کہ اوسکے سفیر بریوی کی تحریرات کے خلاصہ سے جو آگے درج ہیں معلوم ہو جائیگا۔ ٹرکی کا دوست یا کم از کم مخالف
نہ تھا۔ انگلستان کو ایک شریف النسب فرزند سرانتونی ٹرکی کو بہت کچھ نقصان پہونچانیکا باعث ہوا۔ مگر
گورنمنٹ انگلشیہ ٹرکی کی اگر دوست نہین تو دشمن بھی نہ تھی۔ اور اگر یہ دونون دشمن بھی ہوتے تو وہ سترہوین
صدی کے ابتدائی نصف مین اپنے اندرونی جھگڑون مین ایسے مبتلا تھے۔ کہ بلادِ مشرق مین فتوحاتِ عظیم کا
خیال اونکے دماغ مین داخل ہی نہین ہوسکتا تھا۔ قصہ مختصر ٹرکی کی اوس انتہائی کمزوری اور تباہی کے
زمانہ مین جو سترہوین صدی کے پہلے تیس برسون تک قائم رہا۔ اور جسے آخر سلطان مراد چہارم سے
زبردست ہاتھوں نے اپنے عہد کے آخری سات برسون مین روکا۔ مگر جو اول کیوپرلی کے ۱۶۵۶ء مین
وزیر اعظم ہونے تک مراد کے کمزور اور عیاش جانشینون کی بدولت پھر جلدی سلطنت عثمانیہ پر مستولی ہوگیا
تھا۔ کوئی اول درجہ کی یورپین طاقت اس قابل نہ تھی کہ ٹرکی پر حملہ آور ہو۔

اس زمانہ مین سب سے خطرناک دشمن ایران تھا۔ مگر گو کوہ طارس سے مشرق کیجانب کی ٹرکی مقبوضات
اکثر سخت مخدوش حالت مین ہوتے تھے۔ مگر ایرانی لشکرون کا مغرب کی طرف اون ترکی مقبوضات تک
بڑھ آنیکا جو سلطنت عثمانیہ کا دل و جگر ہین (یعنی ایشیائے کوچک) بہت ہی کم اندیشہ تھا۔ یورپ مین سلطنت
عثمانیہ کو اس وقت زیادہ تر ریاست وینس و پولنڈ سے سو نبرد آزما رہنا پڑا۔ صلح ستوا تورک سے تھوڑا
عرصہ بعد بوسکوی مر گیا مگر اٹالی ٹرینسلوینیا نے اپنا ملک آسٹریا کے سپرد کر دینے سے انکار کر کے بابعالی کی

حمایت مین پہلی سجمنڈ راگوز کو یہ جیسرپل باتہوری اور سب سے آخر ہیتہلم کا بور (بیت اللحم گبیر) کو جو خاندان آسٹریا کا جانی دشمن سلاطین عثمانیہ کا وفادار معاون اور ۲۴ معرکوان مین شامل ہوا اپنا بادشاہ بنایا لیس فرمانروا فرمان عطائے سلطنت کے روسے معاہدہ کیا کہ مین والیشیا مالڈیویا کے جنگزا عیسائی حکام کو اپنے علاقہ مین کوئی اراضی یا قلعہ نہین لینے دونگا۔ اور اگر یہہ سلطان کی اطاعت سے روگردانی کرینگے تو اونکو پناہ نہین دونگا بلکہ گرفتار کر کے قسطنطنیہ بہیجدونگا۔ اس معاہدہ سے ترکی نے ان دونون سرکش صوبون کو دوسری عیسائی سلطنتون سے بالکل علیحدہ کر دیا۔ آسٹریا پہلے تو بہت گہبرایا مگر اندرونی تنازعات کے باعث ترکی سے بگاڑنے کی جرأت نہ کرسکا۔ پولنڈ نے سنہ ۱۶۰۹ء مین محمد ثالث کے وقت کے معاہدون کی دوبارہ تجدید کرا کر کاسکون (قزاقون) کو مالڈیویا پر چہاپے مارنے سے روکنے کا ذمہ لیا۔ اور بالمقابل اسکے بجائے خود پولنڈ کو تاتاریون کی تاخت وتاراج سے محفوظ رکہنے کا ہی طرح یہ اقرار ہوا کہ اگر کوئی پول ترکی مین مرجائے تو اوسکی جائداد پر کوئی محصول نہ لیا جائے اور اگر کوئی ترک پولنڈ مین مرے تو گورنمنٹ پولنڈ کوئی محصول نہ لے۔ علاوہ برین اہالی پولنڈ کو ہر وقت اپنے ہموطنون کو زرفدیہ دیکر غلامی سے چہڑا لینے کا حق عطا کیا گیا۔ ریاست وینس کو جو رعایات ملی ہوئی تہین اونکی بہی تجدید کر دی گئی۔ اور سنہ ۱۶۱۲ء مین ہالنڈ کو بہی اب پہلی مرتبہ وہی حقوق جو انگلستان و فرانس کو عطا کئے گئے تہے صرف تجارت کے متعلق دیئے گئے۔ اور اونکے مطابق عہدنامہ کیا گیا۔ اہالی ڈچ نے اس سے فائدہ اوٹہا کر ترکی مین سنہ ۱۶۰۵ء مین تمباکو کے استعمال کو رواج دیا۔ یہہ بدعت جسے پہلے کوئی جانتا تک نہ تہا۔ علما ومشایخ کی مخالفت ومزاحمت کے باوجود تمام ملک اور فوج مین اس قدر رایج ہوگئی کہ پچاس برسون کے عرصہ مین حقہ ترکون کا قومی نشان ہوگیا اور مفتی کو جلدی ہی اپنا فتویٰ واپس لینا پڑا۔ تمباکو کے چہوٹے بہائی قہوہ کا رواج سلیمان اعظم کے زمانہ مین ہوا تہا سخت پابند تقلید اور جابرانہ خیال کے علماء وشارعین ان چیزون کے استعمال کو مکروہ کہتے ہین۔ مگر بقول کریسی بعض ایشیائی شاعرون کا مقولہ ہے کہ "قہوہ تمباکو۔ افیون وشراب۔ بستر راحت وآرام کے ہر چہار سرہانے اور عالم عیش وعشرت کے ہر چہار عنصر ہین۔ اور علماء کے نزدیک یہ خرگاہ عیاشی وبدمستی کے چار ستون اور شیطان کے ہر چہار وزیر ہین"

سلطان احمد کے وقت نہ فقط برّی فوج ہی کا انتظام ناقص ہوگیا تہا بلکہ بحری فوج کی خرابی بہی کمال کو پہونچگئی تہی۔ علاقہ ڈان وکریمیا کے کاسکون کے بیڑے (جو چہوٹی چہوٹی کشتیون کے ہوتے تہے) بیباکانہ بحیرہ اسود مین اور اہالی فلورنس کے بحیرہ روم ومجمع الجزائر مین گشت کرتے رہتے اور موقعہ ملنے پر ترکی سواحل کو

لوٹ کر پہر اپنے ملک کو واپس چلے جاتے - سنہ ۱۶۱۳ء مین ان لوٹیرون کے ایک بیڑہ نے بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل کے مشہور بندرگاہ سینوپ پر جو اسوقت ایشیاکوچک کے محفوظ ترین اور متمول ترین بنادر مین شمار ہوتا تہا اچانک حملہ آور ہوکر اوسے تاخت و تاراج کیا - اور انہون نے وہان ویسی ہی تباہی اور بربادی برپا کی جیسی کہ سنہ ۱۰۵۳ء مین انکی اولاد نے روسیون کی رہنمائی سے اس شہر مین برپا کی تہی -

آخر الذکر واقعہ مین بہی اچانک حملہ کیا گیا تہا - اور دونون صورتون مین ترکی بیڑہ جسکا فرض تہا کہ وہ حملہ آورون کو بندرگاہ مین داخل ہونیسے روکتا یا کم ازکم مال غنیمت لیکر واپس جاتے وقت اونسے بدلہ لیتا مناسب موقعہ سے غائب تہا -

شاہ فرانس ہنری چہارم کے سفیر کو سلطان احمد کے زمانہ مین بہی وہی اقتدار حاصل ہا جو سلطان محمد ثالث کے وقت تہا - وہ معاہدات کی نئے سلطان سے تجدید کراکر سنہ ۱۶۰۸ء مین قسطنطنیہ سے روانہ ہوا - اور گو سلطنت عثمانیہ کے تمام پرزے اسوقت ڈہیلے ہورہے تہے - مگر مذہبی بے تعصبی اور کل رعایا کو ایک نظر سے دیکہنے کا پرانا اصول برابر قائم تہا - وہ ایشیائی علاقہ کی عیسائی رعایا کی بہتری اور ترکی حکام کی بے اعتدالیون کی اصلاح کو متعلق متعدد فرامین سلطان سے حاصل کرکے ایشیائی صوبون کے دورہ پر نکلا - سلطان مین باوجود باقی کل عیوب کے صفت انصاف پروری ایسی زبردست تہی کہ اس نے فقط فرمان دینے پر کفایت نہ کی بلکہ اپنے دربار کا ایک اعلیٰ عہدہ دار خاص اس کام کے لئے بریوی کے ہمراہ کردیا کہ وہ احکام سلطانی کی تعمیل کی نگرانی کرتا رہے یروشلیم مین عثمانیہ حکام نے سفیر مذکور کی نہائت تپاک سے آؤبہگت کی -

وہان کے مقدس کنائس اور مسیحی معبد یونانی کلیسا کے معتقد پادریون نے لاطینی کلیسا کے معتقد پادریون سے جو صلیبی جنگون کے زمانہ سے اونپر متصرف تہے چہین لئے ہوئے تہے - سفیر کی سفارش پر سلطان نے پہر لاطینیون کو قبضہ دلائے جانیکا حکم صادر کردیا - اس حکم کی وہ اپنے روبرو تعمیل کراکر ٹیونس اور الجزائر کی طرف روانہ ہوا - ان دونون ملکون کے بحری قزاق افسرون کے نام وہ یہ سلطانی احکام لیتا گیا تہا کہ سکنائے ٹیونس و الجیریا قزاقی چہوڑدین - جن فرانسیسیون کو غلام بنا رکہا ہے اونہین رہا کردین - فرانسیسی جہازون سے جو مال لوٹا ہے واپس کردین - اور فرانسیسیون کو سواحل باربری (شمالی افریقہ) پر تجارتی چوکیان بنانے دین - ٹیونس مین اوسے اپنے مدعا مین کسی قدر کامیابی ہوئی - وہان کے نائب السلطنت کے ساتہہ اسکا باقاعدہ معاہدہ ہوگیا جسکے روسے فرانس کے تجارتی جہاز قزاقی سے مصئون ہوگئے - مگر الجزائر

سلہ فرانس کے والی اسوقت دیگر ممالک کے ایسی جہاز بہی فرانسیسی علم کی حمایت مین بحیرہ روم مین تجارت کرتے تہے انگلینڈ کے قریب قریب ہر ایک کی یہ کیفیت تہین -

مین اوسے کسی سلفے نے پوچھا کیونکہ تین برس کا عرصہ ہوا تہا اوسکی شکایت پر باب عالی نے وہان کے وائسرائ کو بلاکر فرانسیسی جہازون پر تاخت و تاراج کرنے کی بابت بازپرس کی تہی۔ اور بالآخر اثبات جرم پر اوسے سلطان کے حکم سے پہانسی دیدیا گیا تہا۔ چہ طرفہ طوفان بے تمیزی کے برپا ہونے اور بے اندازہ خرابی و بدنظمی کے زمانہ مین بہی جیسا انصاف اور سلوک سلطنت عثمانیہ مین غیر مذاہب کی رعایا سے کیا جاتا تہا۔ کیا اسی مہذب ترین صدی کی سب سے شایستہ گورنمنٹ مین اسکا عشر عشیر انصاف و عدل غیر قومون کے ساتھ کیا جاتا ہی؟ اسکا جواب دینے کی مجہے ضرورت نہین۔ اخبار بینون سے افریقہ مین بلجیم جرمن فرانس و انگلستان کے ہمدردان بنی نوع انسان حکام کی کارستانیان پوشیدہ نہین ہین۔ وہ سلطنت تو جو ظلم و سفاکی مین کل دنیا مین صدیون سے بدنام چلی آرہی ہو۔ گورنر جنرل ایسے جلیل القدر عہدہ دار کو قزاقی سے چشم پوشی کرنے کی پاداش مین پہانسی دے۔ اور یورپ کی مہذب گورنمنٹین اپنے ادنے ترین سپاہی سے کئی دیسیون کو قتل کردینے پر بہی بازپرس تک نکر سکیے باوجود ناک پر مکہی نہ بیٹہنے دین۔ اور رحم کی مجسم پتلیان کہلائین۔ اگر یہ شان ایزدی نہین تو اور کیا ہے؟ -

شاہان یورپ فرانس کو کفار (ترکون) سے اتحاد رکہنے پر سخت ملعون کیا کرتے تہے۔ ڈی بریوس نے الجزائر سے فرانس کو واپس جاکر اس اتحاد کے فواید و ضرورت پر مدلل رسالہ شایع کیا۔ اور اپنے بادشاہ کو اوسپر قائم رہنے کی نصیحت کی۔۔

ڈی بریوس کے بعد ۱۶۱۸ء مین کونت لوٹٹ۔ سالگناک کا بیرن اوسکا جانشین ہوا۔ اوسکے زمانہ مین کیتہولک پادریون کی شورہ پشتی کے سوا اور کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ رومن کیتہولک کے فرقہ جسوائٹ[۱] (یسوعی) نے قسطنطنیہ

---

[۱] اس گروہ کا بانی مبانی ہسپانیہ کا ایک امیرزادہ اگناٹی اس لوپولا تہا جو کچہہ عرصہ فوج کی افسری کرنیکے بعد ٹانگ ٹوٹ جانے پر ترک دنیا اور عابد و زاہد ہوگیا تہا۔ زہد و اتقا کے باعث اوسکے بیشمار مرید ہوگئے جنکا نام اوسنے سوسیٹی آف جیسس رکہا۔ وہ ۱۴۹۱ء مین ہسپانیہ کے ایک قصبہ مین پیدا ہوا۔ اور ۱۵۵۶ء مین بمقام روم فوت ہوا۔ ۱۶۲۲ء مین کلیسائے روم نے اوسے طبقہ اولیائے دین مسیحی مین داخل کیا۔ یہ فرقہ علم و فضل۔ پولیٹیکل اقتدار اور متقیانہ وفاداری کے لئے بہت مشہور تہا جہان اسنے ڈیرہ ڈالے۔ سازشین اور فسادات برپا کرادین حتی کہ یورپ کا کوئی ملک نہین جہان کی گورنمنٹ نے اوسے بصد مشکل و بصد ذلت خارج نکیا ہو۔ یہ فرقہ اب تک موجود ہے۔ جہوٹ کو سچ کر کے دکہانا اور ذو معنی بات کرنا انکا شعار ہے۔ زبان پر کچہہ اور دل مین کچہہ۔ (دیکہو پادری [illegible] کی کتاب) مؤلف ۔۔

مین بہی اپنے منحوس قدم جمالئے تہے۔ اور حسب معمول اوس جگہہ بہی اپنی شرارتین شروع کردین۔ جنمین انہون
نے مشرق کے عیسائیون کو ابہارنے اور روباصلاح لانیکے لئے (یعنی آزاد کرانیکے لئے) بڑے بڑے
منصوبے گہڑے۔ اور تہوڑے ہی عرصہ مین کئی مدرسہ قایم کرکے پیرایہ وعظ وتلقین شروع کردی۔ یونانی
عیسائیون کو کلیسائی لاطینی کے ساتہہ متحد ومتفق کرنے مین اونکو نمایان کامیابی ہونے لگ گئی۔ اور عیسائیون
نے آزادی حاصل کرنیکے لئے گہرون مین ہتہیار جمع کرنے شروع کردیے۔ لیکن اونکی تیاریان اور منصوبے ابہی
مکمل نہین ہوئے تہے کہ انگریزی سفیر نے بابعالی کو اطلاع کردی کہ یہ ہسپانیہ کے جاسوس ہین اور عنقریب سخت
خرابی برپا کرنیوالے ہین۔ دیوان نے اونکو فوراً گرفتار کرکے قید مین ڈالدیا۔ اور چار سرغنہ مفسدون کو پہانسی
دلوادی۔ فرانسیسی سفیر نے اونکی گرفتاری کی خبر سنکر درخواست کی کہ وہ فرانسیسی رعیت ہین اونکو چہوڑ دیا جائے۔
بابعالی نے درخواست نامنظور کری۔ مگر ساتہہ ہی وزیراعظم نے سیرانہ سالگناک کو صاف کہدیا کہ "ہم ایک جیسوٹ
پادری کی نسبت قسطنطنیہ مین دیگر فرقون کے دس پادریون کے ہونے کو ترجیح دیتے ہین"۔

سالگناک سنہ ۱۶۱۰ع مین فوت ہوگیا۔ اور اوسکے جانشین بیرن ڈی سانسی مسمی آشل ڈی ہارلی کے زمانہ
سفارت مین تذلیل وتحقیر کا وہ دورہ شروع ہوا جسنے یورپین سفرا کے اقتدار کو معدوم اور ترکی فرانسیسی اتحاد
کو تقریباً کالعدم کردیا۔ یہ اتحاد مختلف قالبون مین رہچکا تہا۔ فرانسس اول اور ہنری دوم کے وقت وہ جارحانہ
ومدافعانہ دونون طرح کا تہا۔ اور ہنری سوم وہنری چہارم کے عہد مین صرف تجارتی و دوستانہ مراسم پر محدود
ہوگیا تہا۔ ہارلی کی سفارت کے آغاز سے لیکر ساٹہہ برس بعد تک اتحاد مین اور بہی فرق پڑگیا۔ اور گہٹتے گہٹتے
یہانتک نوبت پہونچگئی کہ اوسکے ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہوگیا۔ مگر وہ دونون سلطنتون کے لئے ایسا ضروری
اور لابدی تہا کہ گو ان مین ان ساٹہہ برسون مین اکثر دفعہ رنجش وکدورت۔ باہمی چہیڑ چہاڑ حتے کہ علانیہ مخاصمتین
بہی ہوئین۔ مگر پہر بہی دونون کا میلان زیادہ تر مصالحت کی ہی طرف رہا۔ اور مشرق مین فرانس کا اقتدار اور
وہان کے عیسائیون پر اوسکا اثر بتدریج کمزور ہوا۔ اسکے تغیر کے چند ایک بواعث حسب ذیل ہین:-

(۱) عثمانیہ سلطنت اوائل مین فرانس کے سوا باقی کل مسیحی طاقتون سے محاربانہ تعلق کے سوا اور کوئی
واسطہ نہین رکہتی تہی۔ لیکن جب اوسنے تنہائی وکنارہ کشی کو چہوڑکر دوسری سلطنتون سے بہی اتحاد واتفاق
کرنا شروع کردیا تو خود بخود فرانس کے دوسرے رقیب بہی پیدا ہوگئے۔ اور ترکی دوستی کا وہ اکیلا مالک نہ رہگیا۔
فرانسیسیون کے سوا دیگر اقوام کے آدمیون کے صلاح ومشورہ کو بہی بابعالی مین دسترس ہوگئی۔ اور فرانس کے

دشمنون نے ترکون کی کم علمی سے فایدہ اٹھاکر اونکو اپنے قدیم اور پہلے دوستون سے برگشتہ خاطر کر دیا۔

(۲) فرانس نے ابتدا مین فی الحقیقت صرف خاندان آسٹریا کو نقصان پہونچانیکے لیے عثمانیون سے اتحاد پیدا کیا تہا۔ اسکی اب پہر اسی خاندان سے لڑائی ہونیوالی تہی۔ مگر اب اوسی ترکون کی امداد کی چندان پروا نہین تہی جرمنی کے پراٹسٹنٹ اس غرض کے لئے کافی تہے علاوہ برین جنگ سی سالہ مین فرانس کے مشہور وزرا رشیلو اور مزارین نے فرانسیسی ترکی اتحاد کو پہر ابتدائی حیثیت مین لانے کی کوئی ایسی بڑی کوشش نہ کی۔

(۳) تقریباً کل سترہوین صدی مین ترکی سلاطین بس قماش کے گذرے۔ جو جاہل و عیاش ہونے کے ساتہہ ہی متعصب بھی پرلے درجہ کے تہے۔ اور اونکے مصاحب اس بارہ مین اونسے بھی بڑہکر تہے۔ وہ عیسائیون کے ساتہہ راہ و رابطہ پیدا کرنے کو پسند نہین کرتے تہے۔ اور جب جی چاہا معاہدون اور اقرارون کو توڑ دینا کوئی بڑی بات نہین سمجہتے تہے چنانچہ اس زمانہ مین عیسوی سلطنتون سے جو لڑائیان ہوئین وہ کسی ملکی غرض و مصلحت کے لئے نہین ہوئی تہین۔ اونکا مدعا صرف آتش تعصب کو سرد کرنیکا ہوتا تہا۔ مزید بران انہون نے ریاستہائے شمالی افریقہ کو قزاقی کی باضابطہ اجازت دیدی تہی جس سے عیسائی طاقتین بالعموم اور فرانسیسی بالخصوص ناراض ہوگئے۔

(۴) آخری مگر سب سے بڑا باعث یہ تہا کہ اس زمانہ مین جسقدر فرانسیسی سفیر قسطنطنیہ گئے۔ وہ سب ترکی رسم و رواج اور عثمانیہ قوانین سے ناواقف اور بدمغز تہے۔ یہ منصب کوئی بچون کا کہیل نہین تہا۔ بلکہ بعض اوقات خطرات سے بہی خالی نہ ہوتے۔ اسکے لئے مستعد اور محتاط آدمی درکار رہتے۔ ایک یورپین مورخ یورپین سفرا کو نصیحت کرتا ہے کہ اونکو ترکون کے توقف و تساہل اور بالطبع حقارت آمیز طریق برتاؤ سے دل برداشتہ ہوکر استقلال کو ہاتہ سے نہ دینا چاہیئے۔ بات بات پر دہمکی نہ دیجائے۔ اسکا وقت وہ ہے جب باقی سب تدبیرین بیکار ہوجائین کیونکہ ہر دہمکی کے بعد اوسکو عملی طور پر پورا کرنا مشکل ہے۔ اور اسطرح اپنے ہاتہون اپنی سبکی کرانا ہے۔

احمد نے جیسا کہ اوپر لکہا جاچکا ہے ابتدائے حکومت مین مستعدی و ہوشیاری کے عمدہ آثار دکہلائے مگر حرم سرا کی عیش و عشرت اور مطلق العنانی نے جلد اوسکو بہی بیکار کردیا حتی کہ لایق وزیر انتخاب کرنے کی بہی قابلیت نہ رہگئی۔ اور ادوسے بار بار مدار بدلنے پڑتے۔ اوسکے زمانہ مین قزلر آغاسی (خواجہ سراؤن کا افسر)

گو اس قدر اقتدار حاصل ہو گیا کہ اوسکا دربار شان و شوکت مین سلطانی دربار سے کم نہ ہوتا - اور آخر یہ تمیز کرنا
مشکل ہو گیا کہ بادشاہ کون ہو - اوسکے وقت حرم کو ایک نیا اقتدار بھی حاصل ہو گیا - سلاطین کی بہنون اور
بیٹیون کو امراء سلطنت سے بیاہ دینے کا رواج اس زمانہ سے شروع ہوا - اور ان حرم سرا کی ناز و نعمت مین
پرورش یافتہ نازنینون کی طفیل کل قوم مین عیش و عشرت سے بسر کرنیکی ویسی ہی عادات پھیل گئین - اور ان
خاتونون کی فرمائشون کو پورا کرنیکے لئے اونکے خاوندون کو انصاف فروشی پر کمر باندھنی پڑی جس سے تمام
ملک مین تباہی پھیل گئی - نصوح پاشا نے جو مراد کا جانشین ہوا علانیہ سلطان سے وزارت عظمےٰ کا عہدہ خریدنے
کی درخواست کر دی - اور جب وہ اوسے حاصل ہو گیا تو اپنے آقا کو قسطنطنیہ کے بحری کارخانون مین جہازون کے
پرانے ڈہانچ دکھا کر کہدیا کہ یہ نئے جہاز بن رہے ہین - اور کل روپیہ خود ہضم کر لیا - رفتہ رفتہ ینگچری فوج بہی اس
عام خرابی سے نہ بچی - سپاہیانہ مشق و قواعد چھوڑ کر وہ تجارت و پیشہ وری مین منہمک ہو گئی - اور جب اوسے
کسی مہم پر جانا پڑتا تو بدستور سابق شہباز کی طرح دشمن پر جا پڑنے کی بجائے اس امر کی تاک مین رہتی کہ کب فوج
سواران کے پانون اوکھڑ جائین اور وہ بہاگے - اور سپاہیون (جاگیردار سوارون) نے بہی یہ دیکھکر کہ تیمار و زعیمتین
اب دربار کے منظوران نظر کا آماجگاہ ہو رہی ہین فوجی پیشہ کو خیرباد کہدیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جس سنجق سے پہلے سو آدمی
نکلتے تہے اب دسوان حصہ بہی رجسٹر پر نہ رہ گئے ۔

احمد نے غلبہ اہل ایران سے دل تنگ ہو کر خود سفر کا عزم کیا تہا کہ ہلالسنہ ١٠٢٦ء ۔ جبکہ کو تاریخ ٢٢ برس پشتسنہ
بارہ برس کی سلطنت کے بعد ٢٨ برس کی عمر مین اس جہان سے رخصت ہو گیا - ترکی خوجہ لکھتا ہے ۔ این بادشاہ
بازنان بسیار صحبت می داشت - و در مکہ و مدینہ ہر سال زر خطیری فرستاد - و مسجد بزرگ در اسلامبول کہ بجامع احمدی
مشہور است و حوض توپخانہ بنا کردہ اوست ۔ *

مصطفی کی تخت نشینی اور عزل

سلطان احمد سات بیٹے چھوڑ کر مرا - جن مین سے تین بادشاہ ہوئے
مگر اوسکے بعد پہلے اوسکا بہائی مصطفےٰ تخت نشین ہوا - اب تک
برابر چودہ پشتون مین باپ کے بعد بیٹا وارث ہوتا رہا تہا - عثمانیہ قانون وراثت چنگیز خان کے خاندان سے
لیا گیا ہے - یعنی یہ کہ متوفی سلطان کے بعد خاندان کا سب سے بڑا فرزند نرینہ تخت نشین ہو - مگر برادرکشی کے دستور
کی وجہ سے اب تک حکمران سلطان کا کوئی بہائی زندہ ہی نہیں بچنے پاتا تہا جو اوسکے بیٹے سے جھگڑا کرتا - احمد
نے چونکہ اپنے بہائی کو نہین مروایا تہا وہ اپنے سب بیٹون سے عمر مین بڑا تہا اسلئے وہی تخت

پر بٹھایا گیا۔ مگر چودہ برس تک عورتون کی صحبت مین رہنے سے اور نیز طبعی طور پر اسکا دماغ ایسا کمزور تھا کہ تین
مہینون مین اوسکا نا قابل حکومت ہونا سب پر واضح ہوگیا۔ اوسکی دیوانگی کا علم لوگون کو پہلے ہی تہا۔ مگر علماء نے
یہ سوچکر کہ ایسے مجہول بادشاہ کے وقت کل اقتدار ہمارے ہاتھہ مین آجاسے گا۔ ظاہر کیا کہ اوسکی دیوانگی
بزرگی و تقدس کا ثبوت ہی۔ اس بدنصیب شہزادہ کا بڑا شغل یہہ تہا کہ باسفورس کی مچھلیون کے سامنے اشرفیان
ڈالا کرتا تہا۔ اسپر فوراً آغاسی نے دیوان کے سامنے تجویز پیش کی کہ کیا ان اشرفیون کا اوس انعام پر خرچ
کرنا جو ہر نئی تخت نشینی پر فوج کو ملتا ہے زیادہ مناسب نہ ہوگا؟
فوج نے اس تجویز کو خواہ مخواہ پسند کرنا تہا حتی کہ اراکین سلطنت ابہی کچھہ پس و پیش ہی کر رہے تہے کہ ینگچریون نے
جمع ہوکر دیوانہ سلطان کو تین مہینون کی حکومت کے بعد معزول کرکے بتاریخ ۲ فروری ۱۶۱۸ع احمد کے فرزند
عثمان ثانی کو تخت پر بٹھلا دیا۔ اور اس انقلاب سے ساٹھہ لاکھہ ڈیوکٹ فوج کی پاکٹون مین داخل ہوگئے۔ مگر سلطان
مصطفے کا یہ مختصر سا عہد حکومت قابل ذکر واقعات سے خالی نہ رہا۔ پولنڈ کا ایک امیر قلعہ ہفت مینار (یدی قلے) مین
مقید تہا۔ وہ فرانسیسی سفیر ڈی سانسی کے سکرٹری کی مدد سے قید سے بہاگ گیا۔ وزیر نے اسکا الزام سفارت کے
کل متعلقین پر لگا کر سفیر اور اوسکے عملہ کو فوراً گرفتار کرلیا۔ اور اوسکے سکرٹری کو جسمانی عقوبت پہونچانا شروع کرکے
خود وزیر کو ہفت مینا مین بہیجدیا۔ اور بہیجتے وقت اوسے اس طرح مخاطب کیا۔ "تو پہلا سفیر نہین ہے جو ہمارے
قید خانون مین ڈالا گیا ہو۔ مگر بیشک تو ہی وہ پہلا شخص ہوگا جو ہمارے ہاتہون جہنم کو بہیجا جائیگا۔" سفیر مذکور بعد
مشکل چار مہینون کے بعد پندرہ ہزار پیاستر زر فدیہ دینے اور اپنے عملہ کو بطور یرغمال سپرد کردینے پر رہا ہوا۔ سلطان
و وزیر ایسا برافروختہ ہورہا تہا کہ دوسرے سفرا بہی اوسکے غضب سے نہ بچے۔ اوسنے اونکو اونہی کے مکانون مین نظربند ہونے
کا حکم دیکر عام اعلان کردیا کہ جو مسلمان اُن مین سے کسی کو مکان سفارت سے باہر پہرتا دیکھے اوسے فوراً
گرفتار کرکے جیلخانہ پہونچادے۔
سفراء کے بعد عیسائی تجار کی نوبت آئی۔ اور اون پر سخت محصول لگا دئے گئے۔ شاہ فرانس کو جب خبر پہونچی
تو اوسنے بیرن ڈی سانسی کو واپس بلا بہیجا۔ اور نیا سفیر مانشیو ڈی نوس کو تلافی کا مطالبہ کرنیکے لئے قسطنطنیہ
روانہ کیا۔ اور دہمکی دی بہیجی کہ اگر تلافی نہ کیگئی۔ تو دوستانہ مراسم قطع کردئے جائینگے۔ مگر ڈی نوس کے پہونچنے سے
پہلے مصطفے دوبارہ قید خانہ مین چلا گیا ہوا تہا۔ اور وزیر پہانسی پاچکا ہوا تھا۔ +

سلطان عثمان ثانی کا عہد حکومت

عثمان نے تیرہ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھتے ہی خلیل پاشا کو فوج دیکر ایران کے مقابلہ پر روانہ کیا خلیل پاشا اردبیل تک گیا۔ مگر اوسکو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور آخر اون شرائط پر جو سلطان احمد کے وقت قرار پائی تہین سنہ ۱۰۲۸ ہجری مین شاہ عباس کے ساتھ قطعی طور پر صلح کا معاہدہ کیا گیا۔ اور سلطان نے اس خفت کا غصہ غریب خلیل پر نکالکر اوسے معزول کر دیا۔ اور اوسکی جگہہ چلبی پاشا کو سرعسکر مقرر کیا۔

عثمان کی پرورش شہزادون کی طرح نہین بلکہ درویشون کیطرح ہوئی تہی اور وہ مذہب کا بچپن ہی سے سختی پابند تہا۔ اور اوسکو عابدانہ طریق عمل سے خیال ہوتا تہا کہ وہ سلطنت کی بگڑی ہوئی کل کو بمشکل سنوار سکیگا مگر اوسنے اپنی عمر سے بڑہکر حوصلہ و جرأت ظاہر کی ✦

مضبوط اور پہرتیلا نوجوان ہونے کی وجہ سے وہ جلد فوجی قاعدہ و مشق کا عادی بیباک شہسوار اور تیر اندازی پر پورا قادر ہوگیا۔ مگر باین ہمہ اس مین استقلال نہین تہا۔ اور اسکے بغیر کوئی بڑا کام سرانجام نہین ہوسکتا علاوہ برین اوسکے بخل کے باعث حریص و طامع ینگچری اوس سے برافروختہ خاطر ہو رہے تہے۔

تخت پر بیٹھتے ہی اوسنے دوسرا کام یہ کیا کہ اپنے ہاتہہ سے اور نیز وزیر اعظم و کپتان پاشا سے معذرت کے خطوط لکہوا کر ایک چاوش کے ہاتہہ پیرس کو روانہ کئے۔ اور شاہ فرانس کو یقین دلایا کہ آیندہ اوسکے سفرا کی حسب دستور سابق پوری عزت و تکریم ہوتی رہے گی شاہ فرانسی کا دل ایسا کہٹا ہوگیا تہا کہ اس نے قسطنطنیہ مین بہیجنے سے انکار کر دیا اور جب وہ واپس گیا تو سلطان نے لوئیس سیزدہم کے لئے (جو اپنے باپ ہنری چہارم کے قتل ہونے پر نو برس کی عمر مین اپنی والدہ میری ڈی میڈیسی کے زیر ولایت سنہ ۱۶۱۳ء مین تخت نشین ہوا تہا) تحائف ارسال کئے۔ ✦

جنگ ایران سے فارغ ہوکر اوسنے اندرونی دشمنون یعنے ینگچریون اور سپاہیون کو جنہین وہ ملک و قوم کے لئے جو ابتدا مین سلطنت کے عروج کا باعث ہوئے تہے سخت ترین لعنت و مصیبت سمجہنے مین بالکل حق بجانب تہا معدوم کردینے پر اپنی تمام ہمت و کوشش جمع کرنے کا ارادہ کرلیا۔ سپاہیون کی نسبت ینگچری بالخصوص بادشاہ و رعیت دونون کے واسطے قہر الٰہی بنے ہوئے تہے۔

عثمان نے اب اس طویل تنازعہ و مخاصمت کی بنا قائم کی جو کئی صدیون تک تخت اور حاجی بکتاش کے سپاہیون مین قائم رہکر آخر موجودہ صدی مین سلطان محمود کی مستعدی اور جسارت سے ختم ہوا۔ عثمان اس کام

کی تکمیل کے لیئے کافی دلیر اور سنگدل تہا جو شہزادہ اسیران جنگ کو اور اگر وہ بہم نہ پہونچیں تو خود اپنے غلامونکو
چاندماری کا تختہ بناکر تیر اندازی کی مشق کرتا ہوا اوسے فوجی سرکشون کی بیخکنی کے لیئے سخت سے سخت اور اشد
ظالمانہ تدابیر کو عمل مین لانے سے رحمدلی اوسوقت قلبی کا کوئی خیال بمشکل مانع ہوسکتا تہا۔ عثمان نے اونکو مجاہد
وسفر مین برباد کرنے کے لیئے پولنڈ کے ساتہہ لڑائی ہوجانیکو غنیمت تصور کیا۔ پولنڈ ترک اسے پولونیا پکارتے ہین
اور بابعالی مین کئی برسون سے چھیڑ چہاڑ چلی آتی ہتی۔ تتاریون نے پولنڈ پر اور کاسکون نے ترکی علاقہ پر یورشین کرتے
رہنے سے سنہ ۱۶۲۰ء مین دونون ملکون مین باقاعدہ لڑائی کرادی۔ پولنڈ پر اوسوقت جیساکہ لکہا جاچکا ہے سوئیڈن کا
شہزادہ سجمنڈ ثالث حکمران تہا۔ کسپر گریٹی آنی حاکم مالڈیویا نے بیت الحم گبر کے خطوط جو اوسنے پولنڈ کی کاسکون
اور لٹیرون کی تاخت وتاراج کی شکایت مین بابعالی کو لکہے تہے راستہ مین قاصدون سے چہین کر سجمنڈ کو خوش
کرنیکے لیئے اوسکے پاس بہیجدیئے۔ اس راز کے کہلجانے پر بابعالی نے گریٹی آنی کو معزول کردیا مگر اوسنے ہاتہہ
پاؤن مارے بغیر مالڈیویا کی گدی کو چہوڑنا منظور نہ کیا۔ اوس نے شاہ پولنڈ سے مدد مانگی جس نے پچاس ہزار فوج
بہیجدی۔ چلپی پاشا نے جو فنون سپاہگری مین ماہر کامل تہا۔ اسکندر پاشا گورنر سلسٹریا کو ترکون اور تاتاریون
کی ایک لاکہہ فوج دیکر مقابلہ پر بہیجا۔ پولش فوج دریائے ڈنیسٹر کے کنارہ خیمہ زن تہی۔ ترکون نے دریائے پروتہہ سے
عبور کرکے اوسپر حملہ کیا۔ اور ۲۰ ستمبر سنہ ۱۶۲۰ء کو سخت خونخوار لڑائی ہوئی جس مین دس ہزار پول قتل ہوئے۔
باقیماندہ خیام وخرگاہ کی حفاظت کی بیفائدہ کوشش کرنیکے بعد دریائے ڈنیسٹر کیطرف پیچھے ہٹ گئے ترکون نے
تعاقب کیا۔ اور اکثر مفرورین دریا مین غرق ہوگئے۔ گریٹی آنی بہی بہاگتا ہوا مارا گیا۔ اس معرکہ مین کل بیس ہزار
پول قتل اور دو ہزار اسیر ہوکر قسطنطنیہ لائے گئے جہان اونکو بہی قتل کردیا گیا۔ اس ہزیمت فاش سے یورپ
کو اپنی سلامتی کا پہر خطرہ پیدا ہوگیا۔ مگر وہ مذہبی جنگ مین اسقدر منہمک تہا کہ اوسے ترکون کی طرف توجہ کرنے
کی فرصت نہ ملی۔

عثمان بظاہر اس فتح سے مزید فائدہ اوٹہاکر کل پولنڈ کو مفتوح کرنیکے لیئے لیکن در اصل ساتہہ ہی ینگچری فوج کو
بہی نیست ونابود کرلینیکے لیئے وفادار اور فوج کے خلاف منشاء سنہ ۱۶۲۱ء کے موسم بہار (مارچ یا اپریل) مین سلیمان
اعظم کی زرہ بکتر لگاکر بذات خاص ایک لاکہہ فوج سے پولنڈ پر حملہ آور ہوا۔ مگر سفر بہت کٹہن رستہ دشوار گذار
اوربندہ نہ فوج تخت نشینی کا معمولی انعام نہ ملنے سے برداشتہ خاطر ہو رہی تہی۔ ترکی فوج اگست کے ختم ہونیسے پہلے
ڈنیسٹر تک نہ پہونچ سکی۔ وہان سجمنڈ چالیس ہزار پول اور کاسک اور آٹہہ ہزار جرمنی فوج لیئے ہوئے جو قیصر جرمن

نے روانہ کی تہی۔ ڈیرہ ڈالے ہوئے تہا۔ اور ساٹھہ ہزار مزید فوج سجمنڈ کے ولی عہد کے زیر کمان بمقام [illegible]
مقیم تہی۔ ترکون کو پولش کیمپ پر چہاپا مارنے مین کسیقدر کامیابی ہوئی۔ گو [illegible] بالعموم [illegible] پولینڈ نے
بڑی دلاوری سے پسپا کر دیا۔ گو چہہ اور آخری حملہ مین خود سلطان ایک [illegible] کا کمانڈر تہا۔ لڑائی کا ابہی کچھ
فیصلہ نہ ہونے پایا تہا کہ جاڑا جو پولینڈ مین نہایت ہی سخت ہوتا ہے معمول سے پہلے آ گیا۔ گہوڑے [illegible]
کی تعداد مین تباہ ہوئے۔ فوج نے بغاوت کر دی۔ اور عثمان نے مجبور ہو کر [illegible] مصالحت کی سلسلہ جنبانی [illegible]
مراجعت شروع کر دی۔ اور اسی ہزار فوج ضائع کرا کر ٢٨ دسمبر سنہ ١٦٢١ء کو سلطان بڑے ٹھاٹ سے [illegible] قسطنطنیہ
مین داخل ہوا۔ اور اپنے تئین فاتح مشہور کیا۔ فوج اس ناکامی سے اور زیادہ بگڑ گئی۔ ارکان سلطنت جابرانہ و جبارانہ
آمیز سلوک سے ناراض ہو گئے۔ اور گرانی اجناس اور پولیس کے انتظام کی سختی سے جسکی وہ بذات خود نگرانی
کرتا تہا اور عموماً خود قہوہ خانون شراب کی دوکانون اور دیگر تفریحی مقامون مین جا کر وہان کے حالات بچشم خود
دیکہا کرتا تہا۔ عام رعایا ناخوش ہو گئی۔ ان سب باتون کے اجتماع سے ینگچریون کا حوصلہ بہت بڑہ گیا۔ اور انکو
علانیہ بغاوت کر دینے کے آثار نمایان ہو گئے۔ یہ فوج سلطان کے فاتحانہ ارادون سے بہی ناراض تہی۔ کیونکہ
اس مین اب جبن و دنائت یہان تک سرایت کر گئی تہی کہ وہ لڑائی سے سخت متنفر ہو گئی تہی۔ سلطان نے
ایک موقعہ پر انکو تباہ کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ اوسکی تجویز نہایت معقول اور زبردست تہی۔ اور اگر وہ اوس مین کامیاب
ہو جاتا تو سلطنت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کے ابہر آنے مین کوئی شک نہین تہا۔ سنہ ١٦٢٢ء کے موسم بہار مین اوسنے
حج بیت اللہ کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر اصل مدعا یہ تہا کہ دمشق جا کر منظور نظر وزیر اعظم دلاور پاشا کی معرفت کردون اور
عربون کی ایک نئی فوج بہرتی کرے۔ اور جب یہ فوج تیار ہو جائے تو اسے لیکر قسطنطنیہ آئے اور ینگچریون
و سپاہیون کو برباد کر کے انتظام سلطنت کی سر سے پاؤن تک تجدید و درستی کرے۔ اس تجویز کی سر طامس رو
نے بہی بہت تعریف کی ہے۔ مگر عثمان کی تیاریان اور چند الفاظ سے جو بے احتیاطی مین اوسکے مونہہ سے
نکل گئے یہ راز فاش ہو گیا۔ جب اسنے خیام شاہی ایشیا کو روانہ کیے جانیکا حکم دیا تو ١٨ مئی سنہ ١٦٢٢ء کو ینگچریون
نے سپاہیون کے ساتہہ ملکر بغاوت برپا کر دی۔ سلطان نے انکے آقا اور چند دیگر اعلےٰ افسرون کو انکی شکایات
معلوم کرنیکے لیے بہیجا۔ فوج نے انہین بے آبرو کر کے نکالدیا۔ اور مفتی سے فتوی پوچہا کہ کیا ان لوگون کو جو
بادشاہ کو گمراہ کرتے ہون اور مسلمانون کا مال کہاتے ہون قتل کرنا درست ہے۔ مفتی سے جواب اثبات مین پا کر وزیر اعظم
خوجہ (اتالیق شاہی) کے محلات پر جو اس تجویز کے بانی مبانی سمجہے گئے تہے جہپٹ پڑے۔ یہ دونون جان بچا کر

بھاگ گئے۔ مگر اونکے محل لوٹ لئے گئے۔ دوسرے دن بغاوت اور بھی زور پکڑ گئی۔ سلطان کے پاس اونکے مقابلہ کیلئے کوئی علیحدہ فوج نہ تھی۔ نہ رعایا مین کوئی فریق اوسکا طرفدار تہا۔ جو اوسکی امداد کرتا۔ سلطان نے حج کو ترک کر دینا تو منظور کر لیا۔ مگر ہر شش بانیان تجویز مشیرون کو فوج کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اسپر باغیون نے غدار داؤد پاشا کے اغوا سے جو عثمان سے اسلئے ناراض تہا کہ اوسے چھوڑکر اوسکے رقیب کو وزیر اعظم مقرر کر دیا تہا اور مصطفے کی والدہ کی تحریک سے جسکو اندیشہ تہا کہ اگر عثمان بغاوت فرو کرنے مین کامیاب ہوگیا تو وہ کل لواحقین کو قتل کرا دیگا۔ وزرا کو چھوڑکر سلطان کی ذات پر حملہ کر دیا جواب تک خواہ کیسا طوفان بے تمیزی برپا ہو مقدس سمجھی جاتی رہی تہی۔ بدنصیب مصطفے جو دو دن کے فاقہ اور ہوا کی کمی سے قریب المرگ اور موت کا متوقع بیٹھا تہا یدی قلہ سے بلا لایا کر تخت شاہی پر بٹہایا گیا۔ عثمان نے بہاگ جانے کی ٹہان کر اوس وقت جبکہ تیر کمان سے نکل چکا تہا وزیر اعظم اور قزلر آغاسی کو باغیون کے حوالہ کر دیا۔ جنہون نے اونکو اسیوقت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور خود ینگچریون کے آغا کے مکان مین جا چھپا۔ باغی اوسکو وہان سے نکال لائے۔ اور راستہ مین اوسکو ہرطرح ذلیل و بیحرمت کرتی ہوئے پہلی بار کوچون مین اور پہر یدی قلہ مین پہونچا دیا۔ مگر نمک حرام داؤد اپنے ابلیسانہ فعل کو نامکمل کب رہنے دیسکتا تہا۔ بقول بعض اوسنے تین آدمی ہمراہ لیجاکر خود اور بقول بعض ینگچریون کے ہاتہہ سے بیکس عثمان کو جسنے سنگدل قصابون کی منت و خوشامد کرنیکے بعد آخری دم تک مقابلہ کیا۔ کمال بے رحمی اور شقاوت قلبی کے ساتہہ شہید کرا ڈالا اور اوسکے کان کٹوا کر مصطفے کی والدہ کے پاس بہجوا دیئے۔ عثمان نے قسطنطنیہ کے مضافاتی مقام برغوس یا برغاس کے حوض اعظم کو جہان سے مسقف نہر کے ذریعے شہر کو پانی پہونچایا جاتا ہے عرصہ تک خارج الاستعمال رہنے کے بعد مرمت کرایا تہا۔ یہ حوض یونانی قیصر اینڈرونیکس نے تعمیر کرایا تہا۔ اور مرمت کنندہ کی طرح بانی حوض بھی سنہ ۱۱۸۵ء مین اپنی رعایا کے ہاتہہ سے سخت بیرحمی کے ساتہہ ہلاک ہوا تہا۔ +

ترکی مورخ افسران سپاہ و ارکان سلطنت کی ناراضی کی ایک یہ وجہ بہی لکہتا ہے کہ سلطان نے مفتی شہر کی لڑکی سے شادی کی تہی جس سے ترکی قوم ناراض ہوگئی کہ اوسنے غیر قوم مین کیون عقد کیا۔

اوسی مورخ کا بیان ہے کہ ہنری چہارم شاہ فرانس چونکہ سنہ ۱۶۱۰ء مین ایک رعیت کے ہاتہہ سے قتل ہوا تہا ینگچریون کو اس نظیر پر سے اپنے سلطان کو قتل کرنیکا حوصلہ ہوا۔ +

مصطفے کی مکرر تخت نشینی اور عزل

مصطفے پہر دوبارہ تخت پر بٹہایا گیا۔ اور وہ اپنے عہد حکومت کے کل دو سال مین جو پندرہ مہینہ تہا فوج کے ہاتہہ مین کٹھ پتلی

بنا بر ما۔ عثمان کے ظالمانہ قتل سے خود ینگچریون کو بہی جلد سخت ندامت و تاسف ہوا۔ اور مصطفے جیسے مجہول نے بہی جسے کبہی کبہی ہوش آجاتی تہی عقل و ہوش کے ان عارضی دورون مین سے سب سے پہلے دورہ مین اپنے بہتیجے کے قتل پر سخت افسوس ظاہر کر کے اوسکے قاتلون کو سزا دیئے جانیکا حکم صادر کیا۔ والدہ سلطان بیٹے کے نام سے حکومت کرتی تہی۔ اور مناصب جلیلہ کے خواستگارون نے ایکدوسرے کے بالمقابل ینگچریون کو رشوتین دیکر اونکی تلوارون کی امداد سے یا حرمسرائے کی خاتونون کی سازش و اعانت سے کمال ابتری برپا کر رکہی تہی۔

قسطنطنیہ ایک عام مجمع بنا ہوا تہا جسکی حالت ایسی ردی اور تباہ ہوگئی کہ آخر خود سپاہی بہی اوسے برداشت نکر سکے۔ اون مین فوجی نظام و تربیت کا ابہی کچہہ مادہ باقی تہا۔ اور وہ ابہی ایسے سنگدل نہین ہوگئے تہے کہ جس سلطنت کو اونہون نے اپنے ہاتہہ سے ایسے عروج پر پہونچایا تہا اس طرح برباد ہوتا دیکہین اور اونکو کوئی پروا نہو۔ انہون نے وزرا کی درخواست قبول کر کے نئی تخت نشینی کا انعام نہ لینا منظور کر لیا۔ مخبوط الحواس مصطفے دوسری دفعہ معزول ہو کر قید کر دیا گیا۔ اور سنہ ۱۶۲۳ء مین احمد کا دوسرا بیٹا اور عثمان کا چہوٹا بہائی مراد گیارہ برس کی عمر مین اورنگ جہانبانی پر بٹہایا گیا۔ اوسکو تخت نشین ہوتے ہی بیحد و حساب مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مصطفے کے زمانہ مین ایران سے جنگ پہر شروع ہوگیا تہا۔ اور بغداد و بصرہ غنیم کے قبضہ مین چلے گئے تہے۔ اباز اگورنر مراش کی بغاوت سے تمام ایشیا کوچک تہ و بالا ہو رہا تہا۔ یہ شخص بہی ینگچریون کی تباہی کی تجویز مین سلطان عثمان کا معاون تہا جب بد نصیب شاہزادہ مارا گیا تو اباز نے علم بغاوت بلند کر کے عثمان کے قتل کا عوض لینے اور ینگچریون کو تباہ کرنے کی قسم اوٹہائی۔ الغرض انتظام سلطنت کے تمام رشتے ٹوٹ گئے ہوئے تہے۔ اور عام بربادی کا عالم مستولی ہو رہا تہا۔ سر طامس رو نے خطوط بنام جیمز اول شاہ انگلستان مین اس دردناک کیفیت کو چشم دید حالات نہایت موثر اور زبردست پیرایہ مین تحریر کئے۔ سفیر موصوف کی تحریر مین گو شاعرانہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہو۔ مگر اوسپر دروغ بیانی سے ایسا کرنے اور ترکون کو خواہ مخواہ حقیر بنانے اور بدنام کرنیکا الزام نہین دیا جاسکتا۔ انگلستان اوس وقت ٹرکی کی بربادی نہین چاہتا تہا۔ کیونکہ یہ ملک جیمز کے داماد شہزادہ پالاٹاین اور رومن کیتہولک حکمران خاندان آسٹریا و جرمنی کے دوسرے پراٹسٹنٹ مذہب مخالفون کا بڑا ہمدرد تہا۔ اور مدبران انگلستان جانتے تہے کہ اگر ٹرکی مضبوط ہوگئی تو وہ آسٹریا پر حملہ آور ہوکر شہزادہ موصوف اور اوسکے ساتہیون کو بہت بڑا کام دیسکیگی۔ لیکن سر طامس کو اپنے مشاہدات سے ٹرکی کے کبہی سنبہلنے کی امید منقطع ہوگئی تہی۔ وہ اوسکی نسبت تقریبا ویسا ہی استعارہ استعمال کرتا ہے جو موجودہ صدی کے دشمنِ ٹرکی (از نالز)

نے استعمال کرکے کہا تہا کہ "ٹرکی ایک مرد بیمار ہے جو ہماری نظرون کے سامنے عنقریب مرنے والا ہے"

سر طامس لکہتا ہے "ٹرکی بوڑہا ہے جسم کیطرح کمی خرابیون کی وجہہ سے جو جوانی اور طاقت کے چلے جانیکے بعد باقی رہتی ہین بالکل نکمی ہوگئی ہے"

سلطان عثمان کے قتل کے متعلق ایک خط مین جو اوسنے ۲۲-۱۶۲۲ء مین اپنی بادشاہ کو بہیجا حسب ذیل لکہتا ہے "سولہ برس ہوئے سلطنت عثمانیہ کے دیہات کا شمار کیا گیا تہا جنکی تعداد کچہہ اوپر پانچ لاکہہ ۵۳ ہزار پائی گئی اب پچہلے برس (۱۶۲۱ء) جنگ پولنڈ سے پہلے جب پہر دیہات شماری کیگئی تو اونکی تعداد کلہم ۷۵ ہزار نکلی - کیا اس سے بڑہکر کوئی غیر آبادی ہوسکتی ہے" سر طامس نے غالباً پہلے اندازہ مین اون علاقون کے دیہات بہی شامل کیئے ہین جو مراد ثالث کے عہد مین ایران سے فتح کیئے گئے تہے - اور ۱۶۲۲ء سے پہلے پہر ایرانیون کے قبضہ مین چلے گئے تہے - اور علاوہ برین ایک ایک گاؤن کی متفرق آبادیون کو بہی مستقل گاؤن تصور کرلیا ہوگا - کیونکہ سولہ برس کے عرصہ مین ایسی عظیم بربادی (جبکہ کوئی وبا - عام خونریزی - یا متواتر جنگ و جدال وقوع مین نہ آئے ہون) قیاس مین نہین آسکتی - صاحب موصوف ایک دوسرے خط مین لکہتے ہین کہ "اکثر جگہہ غیر آباد مکانات تو موجود ہین - مگر حکام کے ظلم و ستم سے کل باشندے اونکو چہوڑکر چلے گئے ہین - بے انصافی اور ظلم نے کل سلطنت کو غیر آباد کردیا ہے - حتی کہ یونان اور اناطولیہ کے زرخیز ترین حصون مین بہی مسافر کو تین تین چار چار بلکہ بعض جگہہ چہہ چہہ دن تک کوئی گاؤن دکہائی نہین دیتا کہ وہان سے وہ اپنے لئے یا گہوڑے کے لئے کوئی کہانا بہم پہنچا سکے - جب ملک کی یہ حالت ہو تو آمدنی لازمی طور پر کم ہوگی - یہانتک کہ فوج کی تنخواہ اور دربار کے خرچ کے لئے بہی کافی نہین ہوسکیگی - یہ مانا کہ کچہہ عرصہ خزانہ کے اندوختہ اور تاجرون اور مزدورون پر بہاری محاصل لگانے سے کام چلتا رہیگا - مگر جب یہ وسایل بہی ختم ہوگئے جو جلد ہونیوالے ہین تو فوج کی تعداد گہٹانی پڑیگی یا جسطرح ہو اونکے لئے روپیہ بہم پہنچانا پڑیگا - اور یہ دونون باتین ممکن نہین نظر آتین - الغرض اس عظیم الشان سلطنت کا انجام بہتر نظر نہین آتا - اور دانا لوگ اپنی جایدادین چہوڑ چہوڑکر مضافات سے واپس چلے آرہے ہین" ✦

مگر ٹرکی کے عنقریب زوال کے متعلق صاحب ممدوح کا قیاس خواہ کیسے مضبوط دلایل پر مبنی تہا - اوسے پورے تین سو برس ہوگئے ہین - اور ٹرکی کی سلطنت ابتک بدستور قایم ہے - اس باب کو ختم کرکے اب اون حکمران کے حالات قلمبند کیئے جاتے ہین جو اون بادشاہون اور مدبرون کے زمرہ مین ہوا ہے جو اس قسم کے قیاسات کو باطل کرنے کا موجب ہوئے ہین - ✦

باب پنجم (۵)

مراد چہارم کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی حالت۔ فوجی بغاوتین۔ مراد کی مطلق العنانی۔ انتظام سلطنت۔ فتح ایران۔ تعلقات خارجیہ۔ شمالی افریقہ کے بحری قزاق۔ مراد کی وفات۔ ابراہیم کی تخت نشینی۔ محاربہ کریٹ کی ابتدا، اور فرانس کی بدعہدی۔ کاسکون کے ساتھ جنگ۔ ابراہیم کا عزل و قتل۔ محمد چہارم کی تخت نشینی۔ مسلسل خرابی و تباہی۔ کوبرلی اول۔ محاربہ کریٹ و روس و آسٹریا و پولینڈ۔ محاصرہ وائینا اور ترکون کی شکست کامل۔ محمد چہارم کا عزل۔ اوسکی علم پروری۔ مہدی اور مسیح کاذب کا خروج۔

مراد چہارم ۱۰ ستمبر ۱۶۲۳ء کو آباؤ اجداد کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت اوسکی عمر بارہ برس سے کم تھی۔ مگر استقلال و تہور کے آثار نمودار و ہویدا تھے۔ جلوس سے دوسرے دن جامع ایوب مین جا کر شمشیر عثمانی کمر سے باندھی۔ ترکی مؤرخ لالیا لکھتا ہے کہ جلوس سے بعد جب مراد خزانہ دیکھنے گیا تو میرا باپ درویش محمد اوسکے ساتھ تھا۔ خزانہ مین سونے یا چاندی کا کوئی برتن باقی نہین رہا تھا۔ فقط تیس ہزار پیاستر نقد اور چند چینی وغیرہ کے برتن صندوقون مین پڑے تھے۔ سلطان نے دوگانہ نفل ادا کرکے باواز بلند کہا "انشاء اللہ مین اسکو اون لوگون کی جائداد سے جنہون نے اسے تاراج کیا ہے پچاس گنا زیادہ معمور کرونگا"۔

مراد شروع شروع سلطنت مین اپنی والدہ سلطانہ ماہ پیکر کی ہدایت پر چلا۔ سلطنت کی خوش نصیبی سے یہ نہایت فرزانہ اور مستقل مزاج عورت تھی اور جبکو اپنے یہ اوصاف انتہائی درجہ تک کام مین لانے پڑے تھے کار بند ہوتا ... سلطنت کے ہر ایک حصہ سے قاصد شکست و بربادی کی خبرین سنکر پہنچ رہے تھے۔ شاہ ... ہر ... نے ... کو

متواتر شکستین دیکر ۱۶۲۳ء مین بغداد کو فتح کرلیا تہا۔ اور اہل سنت وجماعت کے خون سے بازارون مین ندیان
بہادی تہین۔ اُس نے ابوبکر پاشا والیٔ بغداد کو آہنی پنجرہ مین بند کرکے طرح طرح کے عذاب پہنچانیکر بعد جنگ کے
وسط مین کشتی پر زندہ جلادیا۔ اور اسکے بیٹے محمد پاشا کو خراسان بہیجکر وہان اعرلنوری آفندی (عمر آفندی) شیخ الاسلام کا
شہر کو خاص بغداد مین قتل کرایا۔ اور فتح بغداد سے فارغ ہوکر حافظ پاشا کو موصل مین شکست دیکر وہان سے
بہگادیا۔ اور سلیمان شاہ نام ایک گران وزن توپ کو جسے حافظ نے زمین مین دبوادیا تہا کہدواکر اصفہان
بہیجدیا۔ خان کریمیا نے باغی ہوکر اس قدر ترک گرفتار کرلیے تہے کہ اوسکے ملک مین ایک ایک روپیہ پر ترک
غلام بکے پہرتے تہے۔

اباظہ پاشا سرغنہ باغی تمام ایشیاء کوچک کا مالک بنا ہوا تہا۔ اور امیر فخر الدین حاکم لبنان نے فرانسیسیون
کے اغوا اور اعانت سے دوبارہ نمک حرامی کرکے شام مین علم بغاوت بلند کر رکہا تہا۔ بیڑہ کی حالت ایسی ردی تہی
کاسک۔ وہ اپنی کشتیون پر جنمین سے ہر ایک پر اسّی آدمی سوار ہوتے تہے قسطنطنیہ کے بندرگاہ تک
وہ آئے اور لوٹ مار کر واپس چلے گئے۔ اور دوسرے موقعہ پر بحیرہ اسود مین خود بیڑہ کا مقابلہ کرنے مین بہی پس و
پیش نہ کیا۔ اور اگر باد مخالف اونکی قطار کو پراگندہ نہ کردیتی تو شاید کئی جنگی جہازون کے پکڑنے مین کامیاب
ہوجاتے۔ باربری ریاستین جیسا کہ آگے مفصل ذکر آئیگا بالکل مطلق العنان ہوکر بطور خود یورپین طاقتون سے
عہد و پیمان کر رہی تہین۔ خود قسطنطنیہ کی یہ کیفیت تہی کہ خزانہ خالی۔ کارخانہ جہاز سازی منہدم۔ سکۂ مروجہ
کہوٹا اور جعلی۔ میگزین اور گودام ختم۔ رعایا فاقہ کش اور فوج خود سر تہی۔ البتہ حکومت کے رعب داب کا کسی قدر
شائبہ موجود تہا جسکو نوجوان شہزادہ کے مشیرون نے کسیقدر سنبہال لیا۔ اور گو مراد کا جسم و تخت ہر وقت معرض
خطر مین تہا وہ ہر ایک بات کو غور سے دیکہکر ذہن نشین کرتا جاتا تہا۔ اور آخر سن بلوغ کو پہونچکر اوسنے اکثر
خرابیون کی درستی کردی۔

حافظ پاشا وزیر اعظم شاہ ایران کے مقابلہ پر جاتا ہوا راستہ مین اباظہ کو مطیع کرگیا تہا۔ مگر جب وہ ایران کی
مہم سے ابتدا مین چند فتوحات پانیکے بعد آخر ناکام واپس لوٹا۔ تو اباظہ نے پہر بغاوت شروع کردی۔
اسپر جدید وزیر اعظم خلیل پاشا کاسکون کی تاخت و تاراج سے سواحل باسفورس کی حفاظت کا انتظام اور پولینڈ
سے چند سرحدی تنازعون کو بمصالحت تصفیہ کرکے اباظہ کی سرکوبی اور ایرانیون کی پیش قدمی روکنے کے
لیئے لشکر جرار لیکر گیا۔ اباظہ نے اطاعت تسلیم کرکے ینگچری فوج کو جو وزیر نے اوسکے مقابلہ پر روانہ کی تہی [illegible]

کے دروازے کہولدیئے۔ مگر بعد مین جب اوسکو خفیہ اطلاع ملی کہ وزیر اعظم اوسکو قتل کرانیکا ارادہ رکہتا ہے
تو اسنے ینگچریون کو جو سب طرح سے بیفکر و مامون تہے ایک وقت قتل کرادیا۔ اودہر ایرانیون کے مقابلہ پر بہی خلیل
کو چندان کامیابی نہ ہوئی۔ سلطان نے ناراض ہوکر خلیل کو معزول کیا اور خسرو پاشا کو اوسکی جگہہ وزیر اعظم بنادیا۔
خسرو پاشا نے پہلے چند سرغنہ ینگچری مفسدون کو جنہون نے تہوڑا عرصہ ہوا فساد کرکے دو وزیرون کو قتل کیا تہا ہلاک
کراکر ڈیڑہ لاکہہ فوج سے سنہ ۱۶۲۸ع مین اباذا اور ایرانیون کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اور اسنے منازل سفر اس سرعت
سے طے کین کہ باغیون کو خبر ہونے سے پہلے اچانک ارض روم پہونچگیا۔ اباذا نے جان بخشی کی شرط پر فوراً اطاعت
قبول کرلی۔ وزیر کو اکثر افسرون نے اوسے قتل کرا دینے کا مشورہ دیا۔ مگر وزیر نے عہد شکنی کو پسند نہ کیا اور اُسے
سلطان کے پاس قسطنطنیہ بہیجدیا۔ اور چونکہ اباذا ینگچریون کا جانی دشمن تہا۔ مراد اُس سے دل مین ناراض نہین
تہا۔ اسنے اباذا کو اگرچہ وہ جغرافیہ سے اسقدر ناواقف تہا کہ وائینا اور بوہیمیا کو سرحد ہنگری پر دو ترکی قلعے سمجہتا تہا
بوسنیا کا گورنر مقرر کردیا۔

اسی سال بیت اللحم حاکم ٹرینسلوینیا جسکا ذکر پہلے آچکا ہے جبکہ باب عالی اوسکی خدمات سے خوش ہوکر اوسکو
شاہ داسیا کے خطاب سے صوبجات ایشیا اور مالڈیویا کا بہی حاکم مقرر کرنے والا ہی تہا مرض استسقاء
فوت ہوگیا۔ ایک یورپین مورخ اوسپر الزام لگاتا ہے کہ یہ شخص نیک نیتی سے ترکون کا ہوا خواہ نہین تہا۔ بلکہ محض
اپنی ذاتی ترقی اور بالآخر ہنگری کا بادشاہ بننے کے لئے ترکون کا رفیق بنا ہوا تہا۔ تاکہ شاہ آسٹریا کو جس سے ہنگری کا
بہت سا حصہ اُسنے فتح کرلیا ہوا تہا اوسے شاہ ہنگریا تسلیم کرنے پر مجبور کرے۔ سرطامس رو انگریزی سفیر جو مذہب
پروٹسٹنٹ کی سلامتی اسی مین دیکہتا تہا کہ شاہ آسٹریا کو ذلت نصیب ہوتی رہے اوسکا بڑا ہوا خواہ تہا۔

اباذا کی اطاعت کے بعد عباس[۵۱] شاہ جلدی ہی (یعنی ۱۶۲۹ع مین) فوت ہوگیا۔ سام مرزا[۵۲] اُسکا پوتا تخت نشین
ہوا۔ اور حسب دستور نئی حکومت کے شروع ہونے پر کسی قدر خانہ جنگی برپا ہوگئی۔ خسرو پاشا نے اس موقعہ کو غنیمت
سمجہکر ایران پر حملہ کردیا اور تمام علاقہ کو تباہ کرتا ہوا ہمدان تک جو ایران کا عظیم الشان اور نہایت ہی خوبصورت
شہر ہے پہونچگیا اور اُسے تقریباً بلا مزاحمت فتح کرلیا۔ ترکون نے جنکو بغداد مین عباس کی خونریزی فراموش
نہین ہوئی تہی پیر و جوان زن و بچہ سب کو قتل عام کرکے تمام شہر کو خاکستر کردیا۔ ہمدان سے خسرو پاشا

۵۱ عباس بہادر خان ۹۹۶۔ اور ظل اللہ ۹۹۶ اُسکی تاریخ جلوس ہے۔ ۱۱ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۸ھ کو بروز شنبہ فوت ہوا۔ مولف + +

۵۲ یہ بادشاہ ۱۲ صفر سنہ ۱۰۵۲ ہجری کو فوت ہوا۔ مولف + +

سرحدی صوبون مین سے گذر کر بغداد پر حملہ آور ہوا۔ اور اوسکا محاصرہ کرلیا۔ مگر ایرانی ہمدان کے واقعہ سے ایسے
سراسیمہ ہوگئے ہوئے تھے کہ متواتر لڑائیون مین ناکام رہنے کے بعد آخر خسرو کو واپس ہٹنا پڑا۔ راستہ مین
اُسے بمقام دمشق امیر فخر الدین سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اور جب قسطنطنیہ واپس پہونچا تو سلطان نے اوسکی ناکامی سے
ناراض ہوکر اوسے برطرف اور حافظ پاشا کو جس سے سلطان کو دلی محبت تھی دوبارا وزیر اعظم مقرر کردیا خسرو
نے اس سے رنجیدہ خاطر ہوکر ینگچریون سے بغاوت کرادی۔ وہ مست سانڈ کی طرح محلسرا کے گرد جمع
ہوگئے۔ اور دوسرے صحن مین جہان دیوان اجلاس کیا کرتا تھا بیباکانہ داخل ہوکر نئے وزیر مفتی یحییٰ
اور دفتر دار مصطفٰے اور چودہ دیگر افسران کے حوالہ کئے جانیکا مطالبہ کیا مراد نے حرم سے باہر نکل کر انکو
بہت سمجھایا جب وہ اپنے ارادہ بد سے باز نہ آئے تو غضب آلود ہوکر واپس چلا آیا۔ سپاہیون نے
تعاقب کیا۔ اور اگر خادمان شاہی تیسری ڈیوڑھی کے دروازہ کو بند نہ کرلیتے تو غالباً مراد کی جان بھی
بمشکل بچتی۔ آخر مراد نے حافظ کو بلاکر باغیون کے سپرد کردیا۔ اور وہ جان نثار اپنے آقاء نعمت پر قربان
ہوگیا۔ مگر مراد کو یہ واقعہ مدت العمر فراموش نہ ہوا۔ اور وہ اسکے عوض لاکھہ جانین مار کر بھی سیر نہ ہوا جب فساد
فرو ہوگیا تو سب سے اول مراد خسرو کو قتل کرنے پر آمادہ ہوا۔ اوس نے شاہی جرنیل کا جو فرمان سلطانی لیکر
اُسے قتل کرنے آیا تھا بزور شمشیر مقابلہ کیا۔ مگر جب ساتھیون نے اوسکا ساتھہ چھوڑ دیا۔ تو اوسنے خود ہی اپنا
سر جلاد کے سامنے خم کردیا۔

اوسکی جگہہ غدار و نمکحرام رجب پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اوس نے نوعمر موسیٰ پاشا سے رشک کہا کر جسے
سلطان نہایت عزیز رکہتا تھا خسرو پاشا کا عوض لینے کے بہانہ سے فروری سنہ ۱۶۳۲ء مین ینگچریون سے
دوبارا بغاوت کرادی۔ یہ کل بغاوتون سے سخت تر تھی۔ اس مین نہ فقط سلطان کا منظور نظر فتنہ و فساد کی
قربانگاہ کا شکار ہوا بلکہ سلطان کی معزولی کا بھی مصمم ارادہ کرلیا گیا۔ مگر کوسہ محمد ینگچریون کے آغا اور رستم
نام سپاہیون کے ایک افسر نے جو اونپر بہت قابو رکہتا تھا۔ فوج کی دونون جماعتون کو اس ارادہ کی تکمیل سے
روک لیا۔ یہ فساد برابر دو مہینہ قائم رہا۔ آخر مراد نے رجب پاشا کو اچانک سر پردہ ہلاک کرا کر فساد کے
درخت کو جڑ سے کاٹ دیا۔ اور اوسکے بعد فوج کو مطیع فرمان کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس دعا مین اوسے
۲۹ مئی سنہ ۱۶۳۲ء کو جس دن اوسنے فوج اور وزیرون کی تابعداری سے آزاد ہوکر عنان سلطنت کو اپنے
ہاتھہ مین لیا۔ پوری کامیابی حاصل ہوئی مراد نے کنارہ دریا پر سنان پاشا کی کوشک مین دربار منعقد کیا مفتی۔

وزراء سرگروہ علماء۔ اور کوسہ محمد ورومؔ محمد اوسمین حاضر تھے۔ اور شاہی گارڈ کی فوج سواران کے
چند رسالے بھی جو وفاداری مین ثابت تھے۔ سلطانی ارشاد کی فی الفور تعمیل کرنیکے لیے صف بستہ کھڑی
تھے۔ مرادؔ نے تخت پر بیٹھکر سپاہیون کے سرغنہ افسرون کو جو آتمیدان مین صلاح و مشورہ کے لئے
جمع تھے بلا بھیجا۔ اور اسکے بعد ینگچریون کو قاصد کے ہاتھہ طلب کر کے اونھین مخاطب کیا کہ تم دوسری
غدار فوج (یعنی سپاہیون کے) برخلاف سلطنت کی جان نثار ہو۔ اور تمکو حلف وفاداری اٹھانے مین کوئی
عذر نہین ہوگا۔ ینگچریون نے بآواز بلند جوابدیا کہ بادشاہ کے دشمن ہمارے دشمن ہین۔ اور پھر ہر ایک نے
قرآن شریف اٹھا کر جو باری باری ہر ایک ہاتھہ پر رکھا گیا تابعداری کی حلف اٹھائی۔ حلف کی کارروائی
ابھی ختم نہین ہوئی تھی کہ سپاہیون کی نیابت بھی پہونچگئی۔ یہ رنگ دیکھکر اونکا رنگ فق ہوگیا۔ اور جب
مرادؔ نے اونکو سرکشی اور بیجا کاخت و تاراج پر سخت زجر و توبیخ کی تو اونھون نے نہایت عجز و الحاح سے
التماسات کی درستی کو قبول کر کے عرض کیا کہ۔ ہم افسرون کا قصور نہین۔ ہمارے آدمی ہمارا حکم نہین مانتے۔
مرادؔ نے جوابدیا۔ اگر تم بذات خود خیرخواہ ہو تو اپنے بھائی ینگچریون کیطرح قسم اٹھاؤ اور سرغنہ بدمعاشون کو میرے
حوالہ کرو۔ افسرون کو متابعت کرنے اور حلف اٹھانیکے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ ذرہ چون و چرا کرتے تو رسالہ
کے سوار اور ینگچری اونکا خون پی لیتے۔ اسکے بعد سلطان قاضیون کیطرف متوجہ ہوا اور انکو کھڑا ہونے کا
حکم دیکر ملامت کی کہ تم رشوتین لیکر انصاف کو بیچتے ہو۔ اور میری رعیت کو تباہ کر رہے ہو۔ اسکا تمہارے پاس
کیا جواب ہے۔ اون سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ ہم تو ایسا نہین کرنا چاہتے۔ مگر ہمکو کوئی آزادی حاصل نہین۔
اگر ہم تیری رعیت کو سپاہیون اور محصلون کی دستبرد سے بچانے کی کوشش کرتے ہین تو ہمکو برسر عدالت وہ بیعزت
کرتے ہین اور ہمارے گھرون کو لوٹ لیتے ہین۔ سلطان نے کہا۔ مین ایسی باتین بہت سن چکا ہون۔
اتنے مین ایشیائی علاقہ کے ایک عرب نژاد قاضی نے سلطان کے روبرو آکر تلوار میان سے نکال لی۔ اور زور
سے پکار کر کہا۔ میرے بادشاہ۔ ان سب خرابیون کا علاج تلوار کی دھار ہے۔ بادشاہ اور کل حاضرین مجلس متحیر
ہوکر اوسکی طرف تکنے لگ گئے۔ مگر اوسنے کوئی اور لفظ نہ کہا۔ سلطان نے بہادر قاضی کا فتویٰ لکھہ لئے جانیکا
حکم دیا۔ اور پھر سلطان۔ وزراء۔ مفتی اور تمام اعلے عہدہ دارون نے تحریری اقرارنامہ پر دستخط کئے کہ ہم سب
قیام امن اور خرابیون کے دور کرنے مین ساعی رہینگے۔ اگر ایسا نہ کرین تو ہمپر خدا و رسول اور تمام فرشتون اور
مومنون کی پھٹکار پڑے۔

مرادؔ نے کاغذی اور زبانی کارروائی سے فارغ ہوتے ہی عملی کارروائی شروع کردی۔ معتبر اور مستعد جاسوس قسطنطنیہ کے ہر محلہ و کوچہ مین بھیجدیئے گئے۔ جنہون نے پچھلی بغاوت کے سرغناؤن اور اون تمام اشخاص کو جنہین مرادؔ نے مستوجب قتل قرار دے رکھا تھا ملک عدم کو روانہ کردیا۔ ینگچری اور سپاہی افسرون کے مارے جانے اور یا ہمی بے اعتباری کی وجہ سے دم نہ مار سکے اور سر اطاعت خم کردیا۔ یہی کارروائی کئی مہینون تک صوبون مین جاری رہی۔ اور ہزارون مفسد تلوار کی گہاٹ اتر گئے۔ مگر خاص قسطنطنیہ مین شاہی عوض کشی کا کام مراد کی خاص زیر نگرانی ہونیکے باعث کامل طور پر سرانجام ہوا۔ اور شاہی گورنمنٹ نے برسون کی ذلت و بیحرمتی کا سیر ہوکر بدلہ لیا۔ ہر صبح باسفرس کے کنارون پر بیسیون لاشین پائی جاتی تہین جنکو پانی اچھالکر خشکی پر پہینک دیتا تہا۔ ان مین اکثر اون ینگچریون اور سپاہیون کی لاشین ہوتی تہین جو اوس رات سے پہلے فرعون بے سامان بنے ہوئے بازارون مین گشت کرتے ہوئے نظر آتے تہے۔ سلطان کے قد و قامت اوسکی دلیری و شجاعت اور سپاہیانہ شکل و شباہت نے بہی اوسکے رعب بٹہلانے مین تہوڑی مدد نہ دی۔ اس وقت اوسکی عمر بیس برس کی تہی۔ چہرہ کے خط و خال موزون اور خوبصورت تہے۔ اور سرخ رخسارون پر سبزہ خط کا آغاز شروع ہوگیا تہا۔ وہ ہر روز شہ سواری اور تیر اندازی کے کرتب اپنی رعیت کو آتمیدان مین دکہاتا جنکو دیکھکر ہر کہ و مہ کی زبان سے خود بخود مرحبا و حسنت کے کلمات نکل جاتے۔ جسمانی قوت اسقدر رکہتا تہا کہ اوسکا تیر اوس زمانہ کی بندوق کی گولی سے زیادہ جاتا تہا اور چار انچ دبیز آہنی چادر کو پہاڑ کر نکلجاتا تہا۔ وہ رات کے وقت بہیس بدلکر شہر مین گشت کرتا۔ اور اکثر اوقات خطاکارون کو اسیوقت اپنے ہاتہہ سے تہ تیغ کردیتا تہا۔ اگر کسی محلہ مین فساد کی غرض سے کوئی مجمع ہونے لگتا تو اسکو اپنے بیشمار جاسوسون کے ذریعہ سے فوراً خبر ملجاتی۔ اور وہ مواد کے پکنے سے پہلے چیدہ و معتبر سوارون کو اسعل مین لیکر موقعہ پر پہونچ جاتا۔ وہ بیخوف و خطر ینگچریون اور سپاہیون کی جماعتون مین سے گذر جاتا۔ اور فوجی گستاخی کرنا تو در کنار اوسکی شکل دیکھتے ہی خوف کے مارے دم سادھے ہوئے ادہر اُدہر کہسک جاتے کہ کہین وہ اون کو پہچان نہ لے۔ اور وہین قتل کا حکم نہ دیدے۔

اوسنے اوسی برس اباظہ کو جو ینگچریون سے جانی دشمنی رکہنے مین مشہور تہا بوسینیا سے بلواکے ینگچریون کا آغا مقرر کردیا۔ جو اپنے جابر آقا کی خدمت اس خطرناک عہدہ پر نہایت وفاداری سے کرتا رہا۔ مگر آخر اوسپر بہی عتاب وارد ہوگیا۔ اور سنہ ۱۶۳۴ء مین سلطان کے حکم سے قتل کردیا گیا۔ خونریزی کی عادت رفتہ رفتہ اوس مین اس قدر راسخ ہوگئی کہ اوسکی طبیعت ثانی بنگئی۔ ہر قسم کے جرم پر اوسکے مونہہ سے دو حرفی حکم قتل کردو کا صادر ہوتا۔ اور کسی

کی نسبت اوسکے دل مین ذرا سا شک گذر جاتا اوس بدنصیب کی ہلاکت کے لئے کافی تہا۔ لوگون کے دلون پر اوسکا خوف ایسا بیٹھ گیا ہوا تہا کہ جب کوئی شخص سلطان کے روبرو بلایا جاتا تو وہ موت کے لئے تیار ہو کر اور غسل و ضو کر کے محل مین داخل ہوتا۔ مراد کی زندگی کو مطلق العنان طرز حکومت کے حامی اپنی تائید مین پیش کر سکتے ہین کہ مطلق العنانی ہی کی طفیل ایک مستعد و مصلح فرمانروا چند مہینون مین برسون کی خرابیون کو دور کر سکتا ہے جو امر آئینی حکومتون مین ناممکن ہے۔ اور آئینی حکومت کے طرفدار اوسے مطلق العنانی کے برخلاف یہہ کہکر پیش کر سکتے ہین کہ وہ خودمختار کو ابتدا مین گو فے الواقع مجرمون کو سخت سزا دینے پر مائل کرتی ہو۔ مگر بتدریج بے بنیاد و فضول شک و شبہات پر بہی ویسی ہی سختی کرنیکی عادت اُس مین مرتسخ کر دیتی ہے۔ مراد کی خونریزی کا دایرہ رفتہ رفتہ بہت وسیع ہو گیا لیکن عرصہ دراز تک اوسکی سختی کا استعمال بے وجہ اور بیمحل نہوا۔ اور وہ محض شاہانہ ترنگ پر مبنی نہ تہا۔ عنان حکومت کو سنبہالنے سے دو برس بعد تک اوسنے فقط اونہی لوگون کو قتل کرایا جو فی الواقع مجرم تھے یا جنکی نسبت اوسے شبہ ہو گیا تہا۔ بعد ازان یہ حالت نہ رہی۔ اور انسان کی جان کی حقیقت اوسکی نظرون مین کچہہ نہ رہگئی۔ سواری کے وقت اگر کوئی بدنصیب سامنے آگیا اور اُس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو گئی جو سلطان کو بری معلوم ہوئی تو اوسکا سر فوراً قلم کرا دیتا۔ ایک دفعہ چند عورتین مرغزار مین ملکر ناچ گا رہی تہین سلطان کو ناگوار گذرا اور سب کو پکڑوا کر دریا مین غرق کرا دیا۔ اوسکا یہہ حکم یورپین ہندبین کو تو بیشک نہایت وحشیانہ معلوم ہوگا لیکن ایشیائی رسم و رواج کے مطابق یہہ بیباک بیحیا عورتین جو ایسے مقام پر جہان غیرون کی نظر سے کوئی پردہ نہ تہا۔ اس حرکت بد کی پاداش مین اسی سزا کی مستوجب تہین۔ ایک موقعہ پر ایک کشتی جسپر کئی عورتین بہی سوار تہین محل سرائے سے (جو تین طرفون سے سمندر سے گہرا ہوا ہے) اس قدر قریب ہو کر گذری کہ مراد نے اوسکو گستاخی پر محمول کر کے باتریون کو گولہ باری کا حکم دیا۔ اور کشتی فوراً غرق کر دی گئی۔

ایک دفعہ میر قوال نے ایرانی غزل گائی۔ مراد نے وہین اوسکا سر قلم کرا دیا کہ اوسنے ایرانی غزل پڑہنے سے سلطنت کے دشمنون کی عزت افزائی کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صرف ۱۶۳۷ء مین ۲۵ ہزار اور کل عہد حکومت مین ایک لاکہہ جانین اوسکے حکم سے ضائع ہوئین۔ ان مین سے تین (شاہزادگان بایزید سلیمان و کاظم) اوسکے بہائی تہے۔ اور بقول بعض مجنون الحواس مصطفے بہی قتل ہوا تہا۔ طبعی موت سے فوت نہین ہوا تہا۔

آخری عمر مین مراد کو شراب کی سخت علت پڑ گئی تہی۔ اور اسنے بہی اوسکی خونخواری کو تیز کر دیا تہا۔ ایک دفعہ رات کو شہر مین گشت کرتے ہوئے اوسکی ایک مخمور سے ملاقات ہو گئی۔ اوسکا نام مصطفے بکر تہا۔ باتین شروع

ہونے پر اوس سے نے بڑا انکی کہ میرے پاس ایک ایسی نعمت عظمے ہے جس سے کل قسطنطنیہ بلکہ ابن کنیز بھی خرید اجا سکتا ہے۔ مراد نے علی الصباح اوسکو دربار مین بلاکر رات کی گفتگو یاد دلائی۔ بکر نے کمال دلیری سے چغہ کے نیچے سے صراحی سے نکالکر بادشاہ کے سامنے کی اور کہا۔ "یہ وہ اکسیر حیات ہے جو دنیا کے تمام خزانون سے قیمتی ہے۔ اور گدا کو بادشاہ سے زیادہ سرست اور فقیر کو اسکندر ذوالقرنین بنا دیتی ہے" مراد نے اس دلیر بادہ خوار کی جرأت و بشاشت سے خوش ہوکر اوس سے صراحی لے لی اور ایک گھونٹ مین اُسے خالی کر دیا۔ اُسدن سے بکر سلطان کا ہم پیالہ و ہم نوالہ دوست ہوگیا۔ ۱۶۳۷ء مین جبکہ وبا سے یومیہ پانچ پانچ سو آدمی قسطنطنیہ مین مررہے تھے مراد اپنے دوست کے ساتھ ساری ساری رات بادہ خواری کرتا رہتا۔ اور کہا کرتا "اس بہار مین خدا وند کریم بدمعاشون کو سزا دے رہا ہے سر ایمن وہ بھلے مانسون کی خبر لیگا" +

مگر بادہ خواری کے ماسوا مراد باقی کل عیاشیون اور خرابیون سے بچا رہا۔ اسلئے اوسکی صحت اور قوا مین کوئی فرق نہ آیا۔ جب کسی ملکی یا فوجی معاملہ مین اوسکی نگرانی اور مستعدی کی ضرورت ہوتی تو اوس سے بڑھکر محنتی اور دانا کوئی نہ ہوتا۔ اور گو اوس مین کتنے ہی عیوب کیون نہ ہون۔ اوسنے سلطنت کو باقی کل ظالمون کے پنجہ سے چھڑا دیا۔ اپنی سختی کو علیحدہ رکھکر وہ کبھی گوارا نہ کرتا تھا کہ کوئی اور اوسکی رعیت کو ستا سکے۔ وہ عام بدمعاشون اور سرکاری ملازمون کے جرایم اور ظلم و ستم کو روکنے سے ایک دم غافل نہ رہتا اور قصور وارون کو عبرت انگیز سزائین دیتا۔ اوسکی واقعی حکومت کے شروع ہوتے ہی ملک مین امن قایم ہوگیا۔ فوجیون کے اطوار درست ہوگئے۔ اور عدالتون کا انتظام سدھر گیا۔ ملک کے محاصل بڑھ گئے۔ سرکاری روپیہ کا غبن موقوف ہوگیا۔ اور جایز مصرف کے سوا رخانتو کہین ایک کوڑی خرچ نہ ہوتی۔ ضیامتون اور تیمارون کا انتظام درست ہوگیا۔ اور اونکی تمام خرابیان دور کردی گئین۔ اور ان اصلاحون کے ہوتے ہی عثمانیہ فتوحات کا دورہ پھر شروع ہوگیا۔ وہی بگڑی فوج جو کبھی سلطنت کا دست و بازو ہو چکنے کے بعد بدمعاشون اور بزدلون کا مجموعہ رہگئی تھی اب پھر فاتح و منصور فوج ہوگئی۔ باینہمہ سطوت و جلال ایک امر کا انتظام مراد بھی نہ کر سکا جس سے اوسکی کمزوری نہین بلکہ عین سعادتمندی ثابت ہوتی ہے۔ اوسے اپنے قبل نشینون کیطرح عورتون کا چندان شوق نہ تہا۔ مگر سلطانہ ماہ پیکر کی وجہ سے جسکا وجود اوایل

ک‌ ترک سلاطین عثمانیہ مین چونکہ باقاعدہ شادی کا رواج عرصہ دراز سے موقوف ہے۔ اور حرم کی کل عورتین کنیزکین ہوتی ہین۔ اور اونہی کے بطن سے اولاد پیدا ہوتی ہے اسلئے ترک سلطان کو ولد الجاریہ یا ابن کنیز بھی کہتے ہین۔ مؤلف ++

عہدمین سلطنت کے لئے بہت سعید اور مبارک ثابت ہوا تہا۔ اب بیٹے کی خودمختاری پر بہی ملکی معاملات مین مداخلت کرنا نہین چہوڑنا چاہتی تہی۔ مراد کو گوارا نہ تہا۔ اُس نے کئی دفعہ والدہ کو قدیم محلات مین بہیجدیا۔ مگر وہ پہر مجلس سلطنت کو واپس چلی آتی۔ اور حفظ مراتب مراد کو سختی کرنے کی اجازت نہ دیتا۔ سمجہہ مین نہین آتا کہ مراد ایسے جابر و خود رائے سلطان کو بہی والدہ کے سامنے عاجز و بےبس دیکہکر یورپ والے کس طرح مسلمانون پر یہ الزام لگانے کی جرأت کر سکتے ہین کہ اونمین عورتون کی کوئی قدر و منزلت نہین اور اونکو حیوانون سے بہی بری حالت مین رکہا جاتا ہے اس تاریخ کے ناظرین سے پوشیدہ نہین رہا کہ اس فرقہ اناث کو مسلمانون کی سب سے بڑی سلطنت کے اہم ترین ملکی معاملات مین کس قدر دخل رہا ہے۔ اون مادون مین سے اکثر کس قابلیت سے انکو سرانجام دیتی رہی ہین پس ظاہر ہے کہ جس قوم و ملت کی عورتین بادشاہیون کے انتظام کا سلیقہ رکہتی ہون۔ اوس مین فرقہ اناث بے زبان حیوانون کی حیثیت مین ہرگز نہین ہوگا۔

انتظام مملکت کو ہاتہہ مین لیتے ہی وہ صوبجات رفتہ کو فتح کرنیکو لئے دارالخلافہ سے باہر نہین جاسکتا تہا۔ آخر جب یقدر تسلط بیٹہہ گیا تو سنہ ۶۳۳ھ کے آخری حصہ مین اوسنے خود ایشیائی صوبون کا دورہ شروع کیا۔ قصبہ نیکومیڈیا سے کسی قدر ہی پرے جلنے پر اوسے سڑکین اس قدر خراب حالت مین نظر آئین کہ غضب آلود ہوکر اوسنے شہر کے قاضی کو قتل کرادیا اس سے طبقہ علما مین سخت ناراضگی پہیل گئی۔ اور بڑے بڑے علما نے دارالخلافہ مین سلطان کے برخلاف گستاخانہ کلمات زبان سے نکالنے شروع کر دیئے۔ سلطان کی والدہ نے بیٹے کو اس معاملہ کی اطلاع کر دی۔ اور اُسنے فی الفور قسطنطنیہ واپس آکر مفتی اعظم کو قتل کرادیا۔ کہا جاتا ہے کہ تاریخ عثمانیہ مین سلطان کے حکم سے مفتی کے مارے جانیکی ایک ہی مثال ہے۔ اوس سے پہلے یا مابعد پہر کبہی ایسا نہ ہوا۔ اس ایک ہی قتل سے مراد کی بقیۃ العمر تک علما کی قلم یا زبان سے پہر کوئی لفظ اوسکے برخلاف نہ نکلا۔ سنہ ۶۳۵ھ کی موسم بہار مین وہ پہر دارالخلافہ سے روانہ ہوا۔ یہ روانگی ایشیائی صوبون کے معائنہ ہی کے لئے نہین تہی۔ بلکہ اوسنے وہ تمام ممالک بہی جو ایرانیون نے فتح کر لئے ہوئے تہے واپس لینے کی حلف اٹہائی۔ اس محاربہ مین اُس نے اپنے اولین اولوالعزم آبا و اجداد کی قابلیت دکہلائی۔ اور اپنی ذاتی شجاعت اور سپہ سالاری کے بہی پورے جوہر دکہائے۔ انگریز مورخ جو اوسکا ہمعصر تہا لکہتا ہے کہ "مراد کل صعوبتین اور تکلیفین اپنے سپاہیون کے برابر اٹہاتا۔ اگر اونکو کسی وقت راشن نہ ملتا تو یہ بہی کہانا نہ کہاتا۔ اونکو برف مین رہنا پڑتا تو یہ بہی رہتا۔ چہہ چہہ مہینون تک زین اوسکا سرہانا۔ گہوڑے کی جہل اوسکا بچہونا اور فرش خاک اوسکا پلنگ ہوتا" +

صوبہ و قصبہ ایروان کے (بقول ایک مؤرخ کے ایرانی گورنر کی بے ایمانی سے) فتح ہو جانے سے مراد کی شہرت
اور نیکنامی بہت بڑھ گئی۔ اور اوسی مؤرخ کا بیان ہے کہ اُس عام ہر دلعزیزی کے موقعہ سے فایدہ اُٹھا کر اوس نے اپنے
دو بہائیون بایزید اور سلیمان کو ایروان سے جلاد بہیجکر قسطنطنیہ مین قتل کرا دیا۔ مگر سلطان کی توقع کے برخلاف
اہالی شہر حتی کہ خود سلطانی فوج کے حصہ کثیر نے مقتول شہزادون کا ماتم کیا۔ اور اگر اونکی توجہ مہمات تازہ کیطرف
منعطف نہ ہو جاتی تو غالبًا عام بغاوت کر دیتے۔ ایروان سے بعد مراد نے تبریز کو فتح کیا اور اوسکو تاخت و تاراج
کر کے دار الخلافہ کو واپس آ گیا روانگی اور مراجعت دونون مین اُس نے صوبون کے خائن گورنرون اور عمال کو
سخت عبرت بخش سزائین دین۔ واپسی پر مراد نے پیرا کے عیسائیون اور یوروپین سفرا کو بہت ذلیل و تنگ کیا
ان لوگون پر یہ تشدد جاری ہی تہا کہ سلطان کو خبر پہونچی کہ ایرانیون نے زمستان مین بہی جنگ جاری رکھکر
نہ فقط اپنے نقصانات کو پورا کر لیا ہے بلکہ ترکی علاقہ مین بہی بڑھ آئے ہین۔ مراد یہ سنتے ہی جنگ مین شریک
ہونے پر تیار ہو گیا۔ مگر یورپین صوبجات کے معاملات نے اوسے دو برس تک فرصت نہ دی۔ آخر ۱۶۳۸ء مین
وہ دار السلام بغداد کی فتح کے لئے جو پندرہ برسون سے شیعون کے قبضہ مین تہا۔ اور ترک اُسکے لینے کے
لئے کئی ناکام کوششین کر چکے تہے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اور جانے سے پہلے شاہزادہ کاظم اپنے چہوٹے بہائی
کو جسکی ہر دلعزیزی سے اُسے اندیشہ پیدا ہو گیا تہا قتل کراتا گیا۔ بلاد مشرق مین بغداد کی نسبت عام روایت
مشہور ہے کہ جب تک بذات خود کوئی بادشاہ اسپر حملہ آور نہو وہ فتح نہین ہو سکتا۔ سات دمون کا سلطانی
جہنڈا ۹ مارچ ۱۶۳۸ء کو اسکودرہ کی پہاڑیون پر نصب کیا گیا۔ اور ایک ہفتہ بعد مراد بہی فوج سے جا ملا۔ بغداد
تک ۱۱۰ دن کوچ کے اور ۸۶ دن مقام کے مقرر کئے گئے۔ اور ۵ مئی کو لشکر جرار سواحل باسفرس سے
بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس سے بعد پہر کسی سلطان نے اپنے ایشیائی صوبون مین گشت نہین کی۔
کسی نے بڑی ہمت کی تو قسطنطنیہ کے قریب چار مین دس بیس کوس تک ایشیائی علاقہ دیکھ آیا۔ مہم ایروان
کی طرح اس سفر مین بہی سلطان نے عمال کی نسبت وہی وطیرہ قایم رکہا۔ ہر ایک مقام پر پاشا و اکثر
قاضی۔ امام محصل جوق در جوق رکاب سلطانی کو چومنے کے لئے دوڑے آتے۔ اور اون مین سے اگر
کسی عامل کے چال چلن۔ دیانتداری۔ مستعدی یا وفاداری کی نسبت ذرہ سا بہی شک سلطان کے دل مین
ہوتا تو اوسکا سر اُسی وقت بادشاہ کے گہوڑے کے سمون مین لڑکہتا ہوا دکہائی دیتا۔
۱۵ نومبر ۱۶۳۸ء کو عین پروگرام کے مطابق عثمانیہ جہنڈے بغداد کے سامنے نصب ہو گئے اور پایہ تخت

خلفائے عباسیہ کا آخری محاصرہ شروع ہوگیا۔ شہر کے قلعے اور برج مضبوط تھے۔ اور اونپر بیس ہزار ایرانی فوج مامور تہی جسمین سے بارہ سو باقاعدہ تربیت یافتہ بندوقچی تھے ایرانی گورنر بکتش خان نامی تہا جسکی شجاعت اور قابلیت مسلمہ تہی۔ ترکون کو توقع تہی کہ ایرانی جان توڑ کر لڑینگے۔ اونکا یہ خیال غلط نہ نکلا۔ مگر ترکی فوج کی زیادتی۔ اسکا اعلے درجہ کا نظام اور سب سے بڑہکر مراد کا مردانہ استقلال سب مشکلون پر غالب آگیا مراد نے فوج کو مستعلانہ محنت و مشقت اور عملی بہادری کا خود نمونہ بنکر دکہایا۔ وہ خندقون اور دمدمون کی تیاری مین شوق کے ساتھ شریک ہوتا اور اپنے ہاتھ سے توپون کی شست کو درست کرتا۔ اور جب ایرانیون کے متعدد ہلّون مین سے ایک دہاوے مین ایک دیو قد شہ زور ایرانی سپاہی نے میدان مین تنہا نکلکر ترکی لشکر کے سب سے بہادر اور لائق سپاہی کو مبارزت کے لئے للکارا تو خود سلطان اوسکے مقابلہ پر نکلا اور طولانی مقاتلہ کے بعد جسکا نتیجہ دیر تک مخدوش رہا۔ اپنے رقیب کے سر پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ تلوار خود اور کہوپری سے لیکر ٹہوڑی تک کاٹتی ہوئی چلی گئی۔ +

۲۱ دسمبر کو ترکی توپخانہ نے فصیل شہر مین اسّی گز چوڑا شگاف کردیا اور اس موقعہ پر دیوار ایسی ہموار ہوگئی کہ اندہا ہی اتنی جگہہ پر بلا خوف و خطر گہوڑا دوڑا سکتا تہا۔ خندق کا وہ حصہ جو شگاف کے سامنے تہا کوڑہ کرکٹ اور خس و خاشاک سے بہر دیا گیا۔ اور ترکون نے تندی و تیزی کے ساتھ شہر پر حملہ کردیا۔ شگاف پر دو دن تک لڑائی ہوتی رہی لیکن آخر ترکی فوج کو واپس ہٹنا پڑا۔ دوسرے دن شام کے وقت واپسی پر سلطان نے طیار محمد پاشا وزیر اعظم کو سپاہی پر سخت ملامت کرکے بزدلی کا الزام دیا۔ پاشا نے جواب دیا "میرے بادشاہ کاش کہ بغداد کی فتح کا مجہے یقین دلانا اوس سے نصف بہی آسان ہوتا جیسا کہ مجہکو کل تیری خدمت مین شگاف پر اپنی جان قربان کرنا آسان ہوگا" الغرض تیسرے دن (۲۴- دسمبر ۱۶۳۸ء) کو طیار محمد نے بذات خود کمان لیکر شہر پر حملہ کیا۔ اور ایرانی بندوقچیون کی باڑھ سے جس نے اوسکے مونہہ کو چہلنی بنادیا شہید ہوگیا۔ مگر ترک اس سے شکستہ دل نہ ہوئے وہ تیزی اور ثابت قدمی سے آگے بڑہتے گئے۔ اور آخر شہر فتح ہوگیا۔ محصور فوج کے ایک حصہ نے جو شہر کے اندرونی قلعون مین تہا امان مانگی اور اوسے ملگئی۔ مگر بازار مین چند ایرانی بندوقچیون اور ترکون کی ایک جماعت مین اتفاقیہ تلوار چل جانے پر مراد نے ایرانیون کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور شام کے وقت بمشکل تین سو ایرانی باقی بچے۔ چند دنون کے بعد اتفاقاً یا کسی ایرانی کی شرارت سے بارود کا میگزین اڑگیا۔ اس حادثہ مین آٹہہ سو ینگچری ہلاک یا مجروح ہوئے اس سانحہ جانکاہ سے مراد اپنے غضب کو نہ روک سکا۔ اس لئے اب باشندون کے

قتل عام کا بہی حکم دیدیا جس مین تیس ہزار شہری قتل ہوئے۔ اس کے بعد سلطان نے فصیل و بروج کی مرمت کرائی۔ اور اپنے ایک قابلترین جرنیل کے ماتحت بارہ ہزار فوج بغداد کی حفاظت کے لیے چہوڑ کر فروری سنہ ۱۶۳۹ء مین دار الخلافہ کیطرف مراجعت فرما ہوا۔ جہان وہ بفتح و نصرت شاہانہ طمطراق اور جلوس کے ساتہ ارجون سنہ ۱۶۳۹ء کو داخل ہوا۔ مکانون کی چہتین اور جہروکے اور تمام کوچہ و بازار مشتاقان جمال سے بہری ہوئی تہے ہر طرف سے "بارک اللہ غازی مراد" کے نعرے بلند ہو رہے تہے۔ اور ہر ایک شخص اوسکی تعظیم و تکریم مین سر جہکائے ہوئے تہا۔ سلطان صیقل شدہ فولاد کی چمکدار زرہ بکتر[1] لگائے ہوئے اور اوسکے اوپر کندہون پر چیتے کی کہال ڈالے ہوئے جنوبی روس کے علاقہ نوغائی کے ایک شاندار اسپ باد پا پر سوار تہا۔ دستار پر تین جیغہ کلغیان لگی ہوئی تہین۔ ۲۲ ایرانی خوانین قیدی داہنے بائین پا رکاب تہے۔ اور چہہ کوتل گہوڑے باساز و سامان مرصع سجے سجائے آرہے تہے۔ باین شان و شوکت سلطان فخر و ناز سے دائین بائین دیکہتا ہوا اور رعایا کے سلامون کا جواب دیتا ہوا محلسرائے شاہی مین داخل ہوا شاہ ایران نے جلدی ہی صلح کی التجا کر کے سلطان سے اون شرائط پر جو سنہ ۱۵۵۵ء مین سلیمان اعظم نے ایران سے کی تہین ۱۷ ستمبر سنہ ۱۶۳۹ء کو معاہدہ کر لیا۔ اس کے رو سے اریوان ایران کو دیدیا گیا۔ اور بغداد مع علاقہ جات ملحقہ ٹرکی کے پاس رہا اس کے بعد پہر اسّی برس تک دونو سلطنتون مین لڑائی نہوئی۔ اور مراد چہارم کی طفیل ٹرکی کو اپنی ہم مذہب ریاست سے جس نے اب ٹرکی کی فوقیت کو قبول کر لیا تہا مصروف کارزار رہکر مسلمانون کی طاقت کو کمزور کرنے کی بجائے یورپ کی عیسائی سلطنتون کا مقابلہ کرنیکے لئے کافی مہلت اور فرصت ملگئی۔ مسٹر نیز صاحب کا بیان ہے کہ اس فتح سے سلطان کی شان و شوکت تو بہت بڑہ گئی مگر فائدہ کچہہ نہ ہوا۔ "یہ علاقہ سلطان کے حق مین ویسا ہی ہے جیسا کہ کریٹ کا قبضہ وینس کے حق مین یا بلجیم کا ہسپانیہ کے لئے تہا۔ ان کا خرچ بے اندازہ اور آمدنی بہت تہوڑی تہی اسی لئے ترکون کو اس جگہہ وہ صورت پیش آئی جو انکو کسی فتح مین نہین آئی تہی۔ یعنی وہ اس علاقہ مین تیمار و ضیامت کی جاگیرین قائم نہ کر سکے جن سے انکو دیگر علاقون مین خاص اون علاقون اور نیز خدمات شاہی کے لئے فوجین بہم پہونچتی تہین۔ اکثر باشندے جنگلون کو بہاگ گئے تہے اور بے شمار ایران کے شہرون مین جا بسے تہے جس سے آبادی بہت کم ہو گئی تہی اسلئے ترکی سپاہیون نے وہان جاگیرین لینے سے انکار کر دیا تہا۔ جہان نہ انکو زراعت کے لئے کاشتکار مہیا ہو سکتے تہے اور نہ گہوڑون کی پرورش کے لئے جو نیز فوج سوارون کے لئے جاگیر کی آمدنی کے لحاظ سے کم یا زیادہ تعداد مین گورنمنٹ کو دینے پڑتے تہے وہان کوئی انتظام ہو سکتا تہا۔ مفتوحہ علاقہ سے کسی محصول کی آمدنی

[1] یہ زرہ ابتک سلطانی اسلحہ خانہ مین موجود ہے۔ مولف

نہ ہوتی اور سلطان مراد کو سرکاری خزانہ سے اوس فوج کو جو حفاظت ملک اور ایک زبردست اور بے کار
سرحدی دشمن کے مقابلہ کے لئے وہان قایم رکہنی ضروری تہی تنخواہ دینی پڑی۔"

جو کچھہ مسٹر ممدوح نے لکہا ہے اگر یہ درست بہی ہو تو بہی دار السلام کا قبضہ اخلاقی طور پر خلافت عثمانیہ کو کروڑون
کی آمدنی والے ملک سے زیادہ مفید بلکہ ضروری تہا اور ہے۔ صاحب ممدوح نے اس بحث مین سلطنتون کے
ایک مسلمہ اصول کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جکو اپنے اخلاقی رعب کے قیام اور سرحدون کی حفاظت یا قومی خواہشات
کی تعمیل مین اکثر ایسے ممالک پر تسلط قایم رکہنا پڑتا ہے جنسے آمدنی کوڑی کی نہین ہوتی اور خرچ کروڑون روپیہ
کرنا پڑتا ہے۔ اس امر کی صداقت خود ہندوستان کے سرحدی علاقون کے قبضہ انگلشیہ سے بخوبی واضح ہو رہی ہے۔

تعلقات فرانس

مراد کے عہد مین فرانس کا اقتدار مشرق مین بہت کم ہو گیا۔ اسکا باعث زیادہ تر
طامع فرانسیسی سوداگر اور قلاش محض متلاشیان روزگار تہے۔ اول الذکر نے قلبی
سکے چلانے سے ٹرکی مین عام ناراضگی پیدا کر دی تہی اور آخر الذکر کوئی ایسی حرکت بد نہ تہی جسکے وہ مرتکب ہوتے
تہے۔ لوئیس سیزدہم شاہ فرانس کی گورنمنٹ نے ان خرابیون کی اطلاع پاکر اصلاح معاملات پر پوری توجہ کی۔ البانیا مین
متعدد قونصلاتو۔ اور موریا کے مختلف قصبات۔ ایتہنز۔ سالو۔ قسطنطنیہ۔ حلب۔ صیدا وغیرہ مین نشینین
قایم کی گئین۔ مشہور سیاح ڈیشائی ساکن تورسمین (واقع فرانس) کو تمام فرانسیسی قونصل خانون اور تجارتی کوٹہیون
کے معائنہ کے لئے بہیجا گیا وہ سلطنت عثمانیہ کے حصہ کثیر کا دورہ کرکے آخر یروشلیم پہونچا جہان اوسنے
فرانسیسی قونصلاتو قایم کرکے بیت اللحم کے مقدس مقامات کی تولیت غاصب ارمنی پادریون سے پہر رومن
کیتہولک راہبون کو دلوا دی۔

ڈیسی سانسی کے بعد کونٹ ڈی کیسی فرانسیسی سفیر مقرر ہوا اور اوسکے وقت سے دونون سلطنتون مین ناچاقی
پہر شروع ہو گئی۔ سفیر مذکور نے وزیر اعظم کو قسطنطنیہ کے بطریق اعظم کی برطرفی کے لئے جس نے کالون[1] کا عقیدہ
یعنی پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تہا کہا اور جب وزیر نے اوسکی التجا کو قبول نہ کیا تو اوس نے غلطہ کے کنائس
کی حفاظت وحمایت کے لئے وینس کی جمہوری ریاست کو جو نیز رومن کیتہولک مذہب کی پابند تہی اپنے ساتہہ

[1] عیسائی مذہب کا بڑا ریفارمر اور فرقہ کالونسٹ کا بانی ہوا ہے۔ سنہ ۱۵۰۹ء مین پیدا اور سنہ ۱۵۶۴ء مین فوت ہوا۔
وہ پراٹسٹنٹ فرقہ کے بانی مبانی اور مصلح اعظم مارٹن لوتہر کا جو سنہ ۱۴۸۳ء مین پیدا اور سنہ ۱۵۴۶ء مین فوت ہوا شاگرد رشید
اور پیرو تہا۔ مؤلف ۱۲

شریک کرلیا کہ شائید دو کے اتفاق سے سلطنت عثمانیہ دباؤ مان جائے گی۔ مگر یہ اوسکی صریح خام خیالی تھی۔ سلطنت عثمانیہ اُس وقت زمانہ حال کی طرح ایسی کمزور نہین ہوگئی تھی کہ ہر کس و ناکس کی دہمکی مین آجاتی۔ علاوہ برین انگلستان اور ہالنڈ کی پروٹسٹنٹ مذہب کی ریاستین فرانس کی مخالف تہین۔ اور گو انکے مشورے اُس وقت بہی خود غرضی سے خالی نہ تہے۔ لیکن ذاتی اغراض بہی صرف اعتبار قایم کرنیسے حاصل ہوسکتی تہین۔ ان دونون ملکون کے سفرا نے ۱۶۲۸ع مین سلطان کو جیسوائٹ فرقہ کے مطابع اور مدارس کو بند کر دینے اور فرقہ مذکور کو قسطنطنیہ سے خارج کر دینے کی صلاح دی۔ اور سلطان نے سفیر فرانس کی سفارش و حمایت کے باوجود اس مفسد فرقہ کے ساتھہ حسب مشورہ سلوک کیا۔ فرانسیسی سفیر نے متواتر سفارتی تعلقات کے انقطاع کی دہمکیان دین۔ جن کے جواب مین مدبر وزیر یہ کہدیتا کہ فرانس اور ٹرکی کی دیرینہ رفاقت و محبت ایسی کمزور نہین ہے۔ جو چند جاسوسون کی سزا ہی سے ٹوٹ سکے چنانچہ یہ شریر پادری مراد کے باقیماندہ عہد حکومت مین عثمانیہ قلمرو مین قدم نہ دہر سکے۔ کیسی سے دوسری بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اوسنے اپنی طرف سے فرانیسی تجارت کو فروغ دینے کے لئے اشیاء درآمد و برآمد کے محاصل کا اجارہ لیکر اوسکا اہتمام ۱۶۲۹ع مین ایک ارمنی کو دیدیا۔ اور وہ بیوقوف مارسیلیز (مرسیلیا) کے کئی تاجرون کا بلا سوچے سمجھے ضامن ہوگیا۔ اور اس طرح اوسکا دیوالہ نکل گیا کیسی قانوناً اپنے گماشتہ کے قرضون کا جنکی تعداد ایک لاکھہ فرینک کے قریب تہی ذمہ دار تہا اور اُسپر نالش دایر ہوگئی۔

گورنمنٹ فرانس نے اسپر ۱۶۳۱ع مین کونٹ آف مارشیول ہنری ڈی گورنے کو کیسی کا جانشین مقرر کرکے قسطنطنیہ روانہ کیا کہ وہ کیسی کے قرضون کو بیباق کرکے معاملہ کو سلجہادے۔ مگر نووارد سفیر مغرور و جاہل ہونے کے علاوہ شورہ پشت بہی اول درجہ کا تہا۔ بیرہ مجمع الجزایر مین داخل ہوتے ہی اوسکی مٹ بہیڑ قپودان پاشا کے بیڑہ سے ہوگئی۔ پاشا موصوف کو معلوم نہ تہا یہ کسکا جہاز ہے۔ اُس نے حکم دیا کہ ہمارے جہازنکی سلامی اُتاری جائے۔ اور اجنبی جہاز کا مالک ہمارے سامنے حاضر ہو۔ سفیر نے اسکے جواب مین اپنے اہل جہاز کو پاشا کے جہاز پر گولہ باری کرنے کا حکم دیکر توپچیون کو تاکید کی کہ امیر البحر کو جو اس وقت اپنے جہاز کے تختہ پر کہڑا تہا خوب شست باندہکر نشانہ بنائین۔ اس پر عثمانیہ بیڑہ نے فرانیسی جہاز کا فی الفور محاصرہ کرکے مارشیول کو جو غصہ سے لال پیلا ہو رہا تہا قپودان (کپتان) پاشا کے روبرو حاضر کیا۔ مارشیول نے پاشا کو اپنا نام اور عہدہ بتا کر کہا کہ اس بیعزتی کے بدلہ مین یا تمہارا سر قلم کراؤنگا یا فرانس بایعالی سے لڑائی شروع کردیگا۔ ترکی پاشا نے اس دیوانہ کا منصب و حلم دیکہکے اُسے کوئی سزا نہ دی اور اوسکے ہذیان کے جواب مین کوئی لفظ زبان سے نہ نکال کر

اوسے بحراست دارالخلافہ تک لاکر وہان رہا کردیا۔ آستانہ عَلیہ مین مارشیول نے وزیر اعظم سے جب پہلی ملاقات
کی تو اُس سے کپتان پاشا کے سلوک کی شکائیت ایسی تیزی اور تندی سے کی اور دہمکیون کا اس قدر طومار باندہ دیا
کہ وزیر نے سلسلہ گفتگو کو منقطع کیکے اوسے رخصت کردیا۔ اس ملاقات کے بعد مارشیول نے مآل اندیشی اور تدبر کو بالکل
خیرباد کہدیا۔ اور ایشیائی رسم و رواج کی بات بات مین ایسی تحقیر کرتا تہا کہ سب کو اوسکی دیوانگی کا یقین ہوگیا۔ اور ہر جگہہ
ہمیشہ بے حرمت و ذلیل ہوتا۔ اوسکی حماقت و دیوانگی کی اونتے مثالین یہ ہین کہ ایک دفعہ کئی عیسائی غلامون کو
بہاگ جانے مین مدد دی۔ قسطنطنیہ کے بازارون مین اگر ینگچریون کی کوئی جماعت اوسکے لئے راستہ نہ کر دیتی
تو تلوار کہینچکر اونپر جہپٹ پڑتا۔ اور اپنے ترجمان کو ہر وقت ایسی بیہودہ دہمکیان دینے کے لئے دیوان (مجلس وزراء)
کے پاس بہیجا رہتا کہ بقول ہمعصر آسٹرین سفیر کے ایک ترجمان کو پہانسی دیدیا گیا۔ دوسرے کی زندہ کی کہال کہنچوا دیگئی
اور آخر خود سفیر کے بیٹے کو قید کردیا گیا۔ فرانسیسی گورنمنٹ کی بیوقوفی کا اس سے بڑہکر کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ
اوسنے ایسے پاگل محض کو ایسے جابر سلطان کے وقت اپنا سفیر بنا کر قسطنطنیہ بہیجا جسکے احکام کے آخری الفاظ
ہمیشہ یہ ہوا کرتے تہے ”جس طرح مین نے حکم دیا ہے اوسکی تعمیل کرو۔ ورنہ تمہارا سر قلم کرا دونگا“ ترکون نے
اوسکے تمرد پر ہر حد تک بہت صبر و تحمل اور کمال انسانیت سے کام لیا۔ لیکن اُسے مطلقاً ہوش نہ آئی تو آخر گورنمنٹ
عثمانیہ نے بہی سختی سے کام لینا شروع کردیا۔ غلطہ کے اکثر گرجے بند کردیئے گئے۔ تمام فرنگیون حتی کہ سفراء سے
بہی ہتہیار لے لئے گئے۔ اور یورپین اشیاء درآمد پر محاصل بڑہا دیئے گئے۔ مارشیول ان تمام پابندیون اور
سختیون پر بہت بکواس کرتا رہا۔ مگر اوسکی کسی نے پروا نہ کی۔ اوسکو نہ فقط ترک ہی حقارت و نفرت کی نگاہ سے
دیکہتے تہے۔ بلکہ کل عیسائی بہی اوسے اپنی کل مصائب کا اصلی باعث سمجہکر سخت متنفر ہوگئے تہے۔ اس
نالایق نے اپنے قبل نشین کے قرضون کا جنکی درستی کے لئے وہ در اصل بہیجا گیا تہا کوئی انتظام نہ کیا۔ اور جب
کیسی مجبور ہوکر خود قسطنطنیہ آیا تو قرضخواہون کو اوسکے گلے کا ہار کرادیا۔ اور جن سوداگرون کا وہ ضامن ہوا تہا۔ اونکے
جہازون کو شاہ فرانس کیطرف سے بابعالی کو مراسلہ بہیجکر ضبط کرادیا۔ کپتان پاشا کا دل کبہی مارشیول کیطرف سے
صاف نہ ہوا تہا۔ ضبطی جہازات کے وقت وہ قائم مقام یعنی نائب وزیر اعظم ہوگیا ہوا تہا۔ اور اوسنے اس
ہر بونگ سے فایدہ اوٹہا کر سلطان کے نام سے ایک حکمنامہ مارشیول کے نام جاری کردیا کہ فوراً دار الخلافہ سے
چلا جائے۔ حکمنامہ مذکور مارشیول کے نام اوسکی ایلچیانہ حیثیت مین نہ تہا بلکہ اوسکی ذاتی حیثیت سے تہا۔
اور جب مارشیول نے تعمیل سے پس و پیش کیا تو پاشا نے اسے جبراً ایک کشتی پر بٹہلا کر ایک فرانسیسی جہاز پر

بہجوادیا۔ اور جہاز مذکور عثمانیہ جہازون کی نگرانی وحراست مین ۱۶۳۴ء مین ڈارڈنیلز سے بدر کردیا گیا۔ اِسکے بعد دیوان نے سابق سفیر کیسی کو تاوقتیکہ شاہ فرانس کوئی انتظام کرے فرانسیسی سفارت کا اہتمام لینے کی دعوت کرکے اوسے اوسکی منظوری پر مجبور کردیا۔ شاہ فرانس نے جب قایم مقام کا مراسلہ پڑہا تو اُس نے اپنے سفیر کے اخراج پر کسی ہرجانہ کا مطالبہ نہ کرکے کیسی کی تقرری کو منظور کرلیا۔ جو ۱۶۳۹ء تک سفیر رہا۔ بعد ازان شاہ فرانس نے ایم ڈی لاہے وانٹلی کو اپنا سفیر مقرر کردیا۔

مارشیول کے زمانہ سفارت مین سب سے بڑا نقصان فرانس کو یہ پہونچا کہ یونانیون نے لاطینیون سے بیت المقدس کی تولیت کو غصب کرلیا۔ زمانہ مدید سے فرانسسکن طبقہ کے پادری فرانس کی زیر حمایت مقدس مقامات پر قابض چلے آتے تہے۔ ۱۶۳۴ء مین یونانیون نے ترکون کے یورپینون سے برافروختہ ہونے سے فایدہ اُٹھاکر اپنے دعاوی کو پیش کیا۔ یہ مسئلہ یا مقدمہ دیوان کے روبرو کل عیسائی سفرا کی موجودگی مین پیش ہوا۔ اور فریقین نے اپنا اپنے دعوے کی تائید مین لمبی چوڑی شہادتین پیش کین۔ آخر روپیہ کے زور پر یونانی بازی جیت گئے۔ اور تقریباً چالیس برس تک فرانس کو اس حکم کے منسوخ کرانے مین کامیابی نہ ہوئی اس انتقال تولیت سے فرانس کا مشرق سے رہا سہا اقتدار بہی اُٹھ گیا۔ فرانسیسی راہبون کی تولیت فرانس کے اُس عملی اقتدار کا بقیہ تہی جو صلیبی لڑائیون مین اوسے مغربی ایشیا پر حاصل ہوگیا تہا۔ اور اس سے اوسکی ترکون اور عیسائیون دونون کی نگاہ مین بہت وقعت تہی۔ شاہان فرانس یروشلیم اور بیت اللحم کے معابد۔ کنائس اور دیگر متبرک مقامات کے حامی صرف مذہبی سرگرمی کی وجہ سے ہی نہ تہے بلکہ اونکی یہ سرگرمی پولیٹکل اغراض سے بہی خالی نہ تہی۔ پس جس جس قدر معابد اونکی حفاظت سے نکلتے گئے مشرق سے اونکا اقتدار گہٹتا گیا حتی کہ آخری عیسوی کنیسہ کے اونکے علم کے دور ہوتے ہی فرانسیسی اقتدار کا خاتمہ بالخیر ہوگیا۔ +

شمالی افریقہ کی ریاستین اور انکے بحری قزاق

فرانس اور ٹرکی مین ان بن ہوتے ہی اول الذکر کے تجارتی جہاز بحیرہ روم مین باربری (یعنی شمالی افریقہ کی ریاستون) کے قزاقون کی تاخت وتاراج کا نشانہ بن گئے۔ سترہوین صدی مین ان لوگون کی قزاقی غائیت درجہ پر پہونچ گئی۔ ان کے سو سے زیادہ جہاز سمندر اور عیسوی ساحل کی لوٹ مار پر مامور تہے۔ اور انسان حیوان اونکی دستبرد سے کوئی محفوظ نہ تہا۔ تمام یورپ مین انکی لوٹ مار سے تہلکہ برپا ہوگیا۔ کیونکہ کوئی ایسا شہر نہ تہا جس کے دو چار عیسائی ان قزاقون کے پاس مقید نہ ہون۔ دریائی سفر نہائیت خطرناک ہوگیا تہا۔ اور قزاقون کے

جہازونپر بسا اوقات ایک ہزار سے زیادہ عیسائی پابزنجیر موجود ہوتے بحیرہ روم سے عیسوی تسلط بالکل دور ہوگیا تہا۔ اور اوسکو مالک و متصرف مسلمان تہو۔ مگر بدقسمتی سے وہ ایسے مسلمان تہو کہ جن کو گو مذہبی پاس بہت کچہ تھا۔ مگر اُنکے اعمال اپنے پاک مذہب کے منشار کے مطابق نہ تھے۔ طرابلس الغرب۔ تونس اور الجزیرہ کے قزاق یا ڈ ترکی کے جرائم پیشہ افراد کا مجموعہ تھے۔ اور اونکے سرغنہ و کپتان عموماً عیسائی نومسلم ہوتے تہو۔ +

فرانس اور ٹرکی مین اتحاد ہونیکے بعد شمالی افریقہ کے قزاق فرانس کے سواحل کی حرمت کرتے تہو۔ کیونکہ سلیمان عظم کے احکام کو سرتابی کرنے کی ان لوگون کو مجال نہ تھی۔ اور شاہ فرانسس اول خودبھی بیدست و پا نہ تھا۔ اوسکے پاس جنگی بیڑہ موجود تہا۔ مگر سلیمان کے جانشینون کے عہد مین ان ریاستون کے گورنر اور قزاق بتدریج باب عالی کی ماتحتی سے آزاد ہو تے گئے۔ اور اودہر ہنری ثانی شاہ فرانس کی اولاد کے زمانہ مین فرانس کے پاس بحیرہ روم مین بمشکل کوئی جنگی جہاز رہگیا۔ جبتک فرانس سپیدار ہا۔ وہ محفوظ رہا۔ بگاڑ شروع ہوتے ہی اوسکے جنوبی ساحل بہی اٹلی اور ہسپانیہ کے سواحل کیطرح قزاقون کا آماجگاہ بن گئے۔ اوسکا کوئی تجارتی جہاز توپون اور سپاہیون کے بغیر سمندر کو جانے کی جرأت نکر سکتا تہا حتی کہ قزاق فرانسیسی جہازون اور ملاحون کو خود شام کے بندرگاہون اور ڈارڈینلز کے قلعون کے سامنے سے پکڑلیجاتے۔ فرانس کے جنوبی صوبجات پراونس اور لنگوئی ڈاک کا کوئی ایسا بندرگاہ یا ساحلی موضع نہ تھا جہان کے تیس چالیس ملاح مسلمان لوٹیرون کے پاس اسیر نہ ہون۔ وہان کے باشندون کو اپنی حفاظت کیلئے قلعے تیار کرنے پڑے۔ اور غنیم کی آمد کا پتہ دینے کے لئے دن اور رات کیلئے علیحدہ علیحدہ علامتین اور نشان تجویز کر دیئے گئے۔ افریقہ کے بادہ نومسلم قزاقون سے مال غنیمت نہایت ارزان خریدکے پہر بطور خود اونکو بلاد یورپ مین بیجاکر معقول نفع پر فروخت کرتے۔ الغرض اُس زمانہ کے تمام عیسائی مؤرخین کی کتابین اس قزاقی کے نوحہ سے پر ہین۔ +

لوئیس سیزدہم شاہ فرانس کی حکومت نے متواتر و مسلسل شکایات سے متاثر ہوکر باب عالی کے پاس قزاقی کا تدارک کرنیکی پُرزور درخواست کی۔ جسپر عثمانیہ گورنمنٹ نے بربری قزاقون کو فرانسیسی جہازون کے لوٹنے سے باز آجانے اور فرانسیسی قوم کے کل غلامون کو رہا کر دینے کا حکم دیا۔ مگر بقول مینیرز صاحب ان احکام کی کوئی پروا نہ کی گئی۔ اسپر شاہ فرانس نے براہ راست خود قزاقون سے خفیہ طور پر عہد و پیمان کرنیکا انتظام کیا۔ اور ۱۹ مارچ ۱۶۱۹ء کو ڈیوک آف گائیس فرانسیسی امیر البحر متعینہ بحیرہ روم کی معرفت شاہ فرانس اور اہالی الجزائر مین عہدنامہ ہوگیا عثمانیہ حکومت اندرونی مخصون مین اس وقت ایسی مبتلا ہتی کہ اُس نے اپنے باجگزار صوبہ کی اس خودمختارانہ فعل

کی کوئی پروا نکی۔ اور اس طرح سے آہستہ آہستہ دلیر ہوکر سلطنت عثمانیہ کے مختلف باجگزار صوبون کو پہلے تو خود مختار ہونے اور پہر یورپ کی عیسائی طاقتون کو انہین دبا لینے کا موقعہ مل گیا۔ خیر مضی ما مضی خداوند کریم اب ہی سامان سلطنتون اور اونکے باجگزارون اور ماتحت صوبون کو نیک ہدایت عطا فرمائے اہالی الجیریا نے معاہدہ تو کر لیا۔ مگر اوسکی تعمیل مطلقًا نہ کی۔ اسپر دوسرے برس سات فرانسیسی جنگی جہاز قزاقون کی تلاش مین روانہ کئے گئے جو برابر دو برس تک سمندر مین گشت کرتے رہے اور قزاقون کے کئی جہاز بہی اونکے قابو چڑہ گئے مگر یہ بیڑہ کل تجارتی جہازون کی حفاظت کے لئے ناکافی تہا۔ قزاق اونکو بیڑہ مذکور سے بچ بچاکر برابر لوٹتے رہے جتی کہ سنہ ۱۶۲۶ع مین فرانسیسی معززین نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ساحلی علاقہ کو قزاقون کی دستبرد سے محفوظ رکہنے کے لئے وہان کے کل بندرگاہون مین ساحل کی حفاظت کرنیکے قابل جنگی جہازون کی کافی تعداد رکہی جائے۔ مگر وزیر اعظم رشلیو کو اس وقت اپنی کل بحری طاقت کی پروٹسٹنٹون کے مقابلہ کیلئے ضرورت تہی اوسنے سائلین کی مطلب برآری کے لئے سلطان سے التجا کی۔ کہ وہ قزاقون کو باز رکہنے کا کوئی انتظام کرین بابعالی نے درخواست منظور کرکے اپنی الجزائری بحری ملیشیا (بحری بیقاعدہ فوج) کے سپاہیون کے نام جنہین سرکاری مراسلات مین غلامانِ سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا تہا۔ حکم بہیجا کہ وہ سلطان المعظم کے دوست شاہ فرانس کی رعایا اور جہازون کی حرمت کیا کرین۔ ادہر گورنمنٹ فرانس نے پراونس کے ایک تاجر سیمی سیمون سپنولون کے ہاتھ وہ دو توپین جو بربری قزاقون سے بحری لڑائی مین بطور غنیمت ملی تہین اور وہ ترکی اسیر جو فرانسیسی جہازون پر مقید تہے بہیجکر فرانسیسی اسیرون کو واپس منگوالیا۔ اور ۱۹ ستمبر ۱۶۲۸ع کو فرانس و الجیریا مین جدید معاہدہ ہوگیا جسکے رو سے اہالی الجیریا نے فقط فرانسیسی جہازون کی حرمت کرنیکا اقرار کیا۔

اہالی جزیرہ نے اس معاہدہ کی بہی پوری تعمیل نہ کی جہالت کی وجہ سے جسکے باعث وہ اپنے پاک مذہب کے مقدس احکام کے منشاء کے سمجہنے اور اونکی پابندی کرنے سے بہی قاصر ہوگئے تہے۔ یہ امر ان لوگون کی سمجہ سے ارفع ہوگیا تہا کہ جب دوسرے کافرون کے مال و متاع کو لوٹا جاتا ہے تو اونکے ایک خاص گروہ کو کیون محفوظ رکہا جائے۔ مگر ان بدعہدیون کا اصل باعث وہ مسیحی نومسلم تہے جو فاقہ و افلاس سے مجبور ہوکر یا جرائم سنگین کے مرتکب ہوکر بلاد اسلامیہ کو بہاگ آئے تہے۔ اور دنیا پرستی اور خودغرضی اونکا حقیقی مذہب تہا۔ اور صرف مسلمانون کی حفاظت و حمایت سے مستفید ہونیکے لئے بظاہر اسلام کے زمرہ مین داخل ہوگئے تہے ورنہ فی الحقیقت اونکے اصول و شعار وہی پہلے ایسے تہے۔ مگر تبدیل مذہب کے ذریعہ سے وہ سادہ لوح مسلمانون

کو بہی دیانت داری۔ پابندی عہود اور دیگر اسلامی خوبیون سے ویسے ہی دلایل سے جنکو پادریون نے عیسائیون کو حضرت مسیح کے بے نظیر احکام کے خلاف منشا کا پابند بنانیکے لئے آلہ بنا رکہا ہے اور جو بظاہر اس طرح سے پیش کیجاتی ہین کہ سیدہے سادہے لوگون کو یقین آجاتا ہے کہ جو کچھہ یہہ کہتے ہین۔ اوس طرح سے کرناہی اپنے مذہب کی سچی خدمت سے معروف کرنے مین کامیاب ہوجاتے تہے۔

بربری قزاقون کی تاخت و تاراج کے بند نہ ہونے پر فرانسیسی وزیر اعظم رشیلو[۱] نے ایم سیگوران کو ۱۶۳۳ء مین سواحل پراونس کا معاینہ کرنیکے لئے بہیجا جس نے انکو قزاقون کی دستبرد کی وجہ سے بالکل برباد اور بحیرہ روم کی فرانسیسی تجارت کو قریبًا معدوم پایا۔ رشیلو ایسا مستعد و منتظم شخص اس بربادی کے انسداد سے کب رک سکتا تہا۔ مگر خاندان آسٹریا کے ساتہہ جانگداز معرکہ آرائی مین وہ ایسا مصروف تہا کہ اُسے اسکا انتظام کرنیکی فرصت نہ ملی۔ تاہم اُس نے فرانسیسی سواحل بحیرہ روم کی حفاظت کے لئے بارہ جنگی جہاز بہم پہونچا دیئے۔ اور شیولیر دی روسیلی کے زیر کمان ایک بیڑہ مراکو روانہ کیا جسنے قزاقون سے چہہ سو عیسائی غلامون کو رہائی دلوا دی۔ وزیر مذکور نے مالٹا کے نائیٹون سے بہی اس غرض کے لئے نامہ و پیام شروع کیا کہ وہ جزیرہ کو شاہ فرانس

---

[۱] ارمنڈ جین ڈو پلیس ڈی رشیلو جس کا ذکر پہلے بہی آچکا ہے نہایت مشہور فرانسیسی مدبر گذرا ہے۔ وہ ایک شریف مگر مفلس گہرانہ کا فرزند تہا۔ ابتدا مین اسے سپاہ گری کے لئے فوجی کالج مین تعلیم دی گئی مگر پادریگی اُس کے مذاق کے موافق تہی اور اُس نے مسیحی علم دینیات اور الٰہیات پر پوری توجہ لگا دی۔ اور تہوڑے عرصہ مین اس قدر لیاقت حاصل کرلی کہ پوپ نے اُسے بشپ بنادیا۔ روما سے جب وہ اپنے وطن و مولد پیرس کو واپس آیا تو ملکہ میری ڈی میڈیسی نے جس کا ذکر کسی حاشیہ مین ہوچکا ہے اسے اپنا خاص پادری اور اعلےٰ وزیر مقرر کردیا۔ اور تہوڑا عرصہ بعد پوپ نے بہی اور اعلےٰ ترین مذہبی منصب یعنی کارڈنیل کا رتبہ عطا کردیا۔ لوئیس سیزدہم کے زمانہ مین ۱۸ برس کامل اسکو اس قدر اقتدار حاصل رہا کہ خود بادشاہ بہی اُس سے دبتا تہا۔ اوس نے کالونسٹ فرقہ اور آسٹریا کے شاہی خاندان کو متواتر شکستین دے کر بہت ذلیل کیا لیکن گو وہ پروٹسٹنٹ مذہب کا جانی دشمن تہا۔ مگر اُن سے بیجا سختی نہ کرتا تہا اور بڑا علم دوست تہا۔ فرانسیسی اکیڈیمی (دار العلوم والعلماء) اور پیرس کی شاہی بوٹینیکل گارڈن (باغ برائے شایقین علم نباتات) کو اُسی نے قایم کیا تہا۔ عالمون کی بہت قدر کرتا تہا۔ اُس نے اپنے حالات خود قلمبند کئے تہے جو ۱۸۲۳ء مین پہلی مرتبہ پیرس مین طبع ہوئے۔۔۔ فرانس کے دار الخلافہ پیرس مین ۱۵۸۵ء مین پیدا ہوا اور وہین ۱۶۴۲ء مین فوت ہوا۔ مؤلف ۱۲

کے سپرد کردین - اور بربری قزاقون کی بیخکنی کرنے مین فرانس کی امداد و اعانت کرین - مگر پہلے مدعا مین اوسے قطعاً اور دوسرے مین تقریباً پوری ناکامیابی ہوئی - آخر جب سنہ ۱۶۳۶ع مین رشیلو نے فرانسیسی بیڑہ جہازات کو آرچ بشپ سورڈس کے ماتحت جزائر ہایرس کو جو فرانس کے جنوبی ساحل کے قریب بحیرہ روم مین چند چھوٹے چھوٹے غیر آباد سے جزیرون کا مجموعہ ہین اور جنکو ہسپانیہ نے قابو کر لیا ہوا تہا پہر فتح کرنیکے لئے بحر ظلمات سے بحیرہ روم کو روانہ کیا تو بربری قزاقون کی نسبت اوسے حسب ذیل ہدایات کین :-

"جزائر مذکورہ بالا کو فتح کرنیکے بعد بیڑہ ساحل بربر کے کنارہ کنارہ ٹیونس سے الجیرز کو جائے - اور ان شہرون سے اون فرانسیسی اسیرون اور غلامون کو جنہین انہون نے معاہدات صلح کے برخلاف جو شاہ فرانس اور اون مین طے ہو چکے ہوئے ہین روک رکہا ہوا ہے حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا جاوے - اسکے عوض مین ہم اون ترکون کو جو مرسیلیا مین مقید ہین رہا کر دینگے - اگر وہ اس مطالبہ کی تعمیل نہ کرین تو جنگ کا اعلان کرکے ان شہرون کے باشندون اور جہازون کو اسیر یا تباہ کر دیا جائے" مگر بیڑہ مذکور کو اہل ہسپانیہ کے مقابلہ سے اتنی فرصت نصیب ہوئی کہ وہ ٹیونس اور الجزائر کو جاکر فرانسیسی توپون کے ذریعہ سے فرانسیسی مطالبات کو پورا کراتا - اہالی الجزائر اپنے کام مین بدستور اور ویسی کامیابی سے مصروف ہے کہ دو برسون مین انہون نے اسّی فرانسیسی جہازون کو گرفتار کر لیا - رشیلو نے انکی پامالی کیلئے سنہ ۱۶۴۰ع مین ایک اور نیا بیڑہ تیار کیا - مگر پہلے بیڑہ کی طرح اوسے بہی کوئی کامیابی نہ ہوئی طوفان سے اوسکے جہاز پراگندہ ہو گئے - اور باقیماندہ بے نیل مرام فرانسیسی بندرگاہون کو واپس چلے گئے سنہ ۱۶۴۱ع مین بہی گورنمنٹ فرانس کو کوئی کامیابی نہوئی - اور اہالی ٹیونس سے فرانسیسی تجارت اور جہازون کی حفاظت و حرمت کے متعلق نامہ و پیام کرنیسے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا - الغرض جب لوئیس[۱] چہاردہم

[۱] یہ اپنے باپ لوئی سیزدہم کی وفات پر صرف پانچ برس کا بچہ تھا - سلطنت کا انتظام جسطرح اوسکے باپ کے عہد حکومت کی ابتدا مین اوسکی دادی کرتی رہی تہی اوسکے تخت نشین ہونے پر اوسکی والدہ ملکہ این کو جو خاندان آسٹریا کی شہزادی تہی سپرد کیا گیا - اور مازارین ملکہ مذکورہ کے ماتحت مدیر اعظم رہکر سلطنت کا کاروبار چلاتا رہا - اس بادشاہ نے کامل ۷۲ برس سلطنت کی - سویڈن - پرتگال - ہسپانیہ - آسٹریا - جرمنی - انگلستان اور ہالنڈ سے ہر وقت اوسکی لڑائیان ہوتی رہتین - کبہی ان مین سے کوئی سلطنت فرانس کے ساتھ ہو جاتی اور دوسرون کے ساتھ ہنگامہ کارزار گرم رہتا - اور کبہی اوسکے ساتھ بگاڑ اور دوسرون سے صلح ہو جاتی - بری لڑائیون مین فرانس بالعموم کامیاب اور بحری لڑائیون مین انگلستان کے ہاتھ سے شکستیاب ہوتا رہا - اسکی شادی شاہ ہسپانیہ کی بیٹی میری تہریسا سے ہوئی جسکے بطن سے ایک فرزند نرینہ لوئی پیدا ہوا جو

(فرانسیسی تلفظ لوئی ہے) ۱۶۴۳ء مین تخت نشین ہوا۔ تو فرانس اور بلاد مشرق کے باہمی تعلقات کی حالت نہایت ابتر ہو رہی تہی۔ جو نئے بادشاہ کی غلطیون سے جنکا اثر بد ٹرکی اور فرانس دونون کو یکسان محسوس کرنا پڑا اور زیادہ بگڑ گئی۔ +

مراد کی وفات

مراد ۹۔ (فروری) ۱۶۴۰ء مطابق ۱۶۔ شوال ۱۰۴۹ہجری ۲۸۔ برس کی عمر مین بعارضہ بخار فوت ہوا۔ بغداد سے واپس آکر اور بیمار پڑنے کے درمیانی عرصہ مین اس نے سلطنت کی خستہ حال بحری طاقت کو پہر مضبوط اور درست کرنیکی کوشش کی۔ البانیا اور اوسکے ملحقہ اضلاع مین اوسکے مہم بغداد مین رہنے کی وجہ سے جو سرکشی اور تمرد کے آثار نمایان ہو گئے تہے اونکا دفعیہ کیا۔ اور عام خیال ہے کہ مرض الموت کے دامنگیر ہونیکے وقت وہ وینس کے ساتھہ لڑائی کرنیکی تیاریان کر رہا تہا۔ بخار کے مہلک ہوجانے کے مختلف باعث بتائے جاتے ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ کثرت شراب خواری سے تپ خطرناک ہوگیا۔ اوسی بخار سے کچہہ افاقہ ہوگیا تہا کہ ایک منظور نظر کے جلسہ دعوت مین ایسی بدپرہیزی کی کہ بخار پہر شدت پکڑ گیا۔ اور وہ آخر مہلک ہوگیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ اوسی زمانہ مین سورج کو گرہن لگا۔ اور اس سے اوسکی متوہمانہ طبیعت پر برا اثر پڑا بہرحال وہ بخار پیام اجل تہا جس نے اسے چند دنون کے اندر اس جہان سے رخصت کر دیا۔ خونریزی اسکی مزاج مین اس قدر راسخ ہوگئی تہی کہ نزع کے وقت بہی آخری حکم اوسکی زبان سے گردن مارنے کے متعلق صادر ہوا کل خاندان عثمانیہ مین اسکے سوا صرف ایک شخص اوسکا بہائی ابراہیم زندہ تہا جسے خدا معلوم بخار کی بیہوشی اور جنون کی وجہ سے یا اس ارادہ سے کہ عثمانیہ خاندان کا بالکل صفایا ہوجانے سے اوسکا منظور نظر سلحدار پاشا تخت نشین ہوجائے یا شاید محض اس خبط اور احمقانہ ترنگ مین آکر کہ مین اس نامور خاندان کا آخری بادشاہ گنا جاؤن اور اوسکا بہی خاتمہ میرے ہی ساتھہ ہوجائے مراد نے مرنے سے بہت تہوڑا عرصہ پہلے اس شہزادہ کو قتل کر دیئے جانے کا حکم دیا۔ اور اگر سلطان والدہ کا دم نہ ہوتا تو ایسی حالت مین بہی جبکہ سب کو مراد کے چند منٹون

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ — تین فرزند لوئی فلپ اوگیسٹن چہوڑ کر ۱۷۱۱ء مین باپکے حین حیات فوت ہوگیا۔ یہ بادشاہ بیحد خودستا اور خوشامد پسند تہا۔ مگر لایق آدمیون سے جو نہایت وفاداری اور جانفشانی سے اوسکا کام کرتے تہے۔ کام لینے کا اسے خوب ڈہب آتا تہا اس نے کئی آشنائین رکہی ہوئی تہین جن سے متعدد ولد الحرام لڑکے بالے پیدا ہوئے۔ مرنے سے کچہہ عرصہ پہلے تایب ہوکر اس نے ایک آشنا سے خفیہ شادی کرلی۔ تاکہ گناہ کا مرتکب نہ ہو انگلستان کے دو بادشاہ چارلس ثانی و جیمز ثانی کو کئی مرتبہ اس سے نقد امداد کا ملتجی ہونا پڑا۔ وہ ۱۶۳۸ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۱۵ء مین فوت ہوا اسکے بعد اوسکا پرپوتہ لوئی پانزدہم تخت نشین ہوا۔ مؤلف

مین مرجانے کا یقین تہا کسی فرد بشر کو اوسکی عدول حکمی کرنے کی جرأت نہ پڑتی ۔ مگر سلطانہ ماہ پیکر کا وجود جس طرح اپنے بیٹے کے ابتدائی زمانہ حکومت مین قیام سلطنت کا باعث ثابت ہوا تہا ویسی ہی اب اوسکی جان کندنی کے موقعہ پر خداوند کریم نے اس نیک بخت شاہزادی کو بقائے خاندان کا موجب بنا دیا ۔ اُس نے ابراہیم کو چہپا کر مراد کو جہوٹ موٹ کہلا بہیجا کہ ابراہیم قتل کر دیا گیا ہے اور کسی اور شخص کی لاش اوسکے کمرہ کے باہر بہجوا دی ۔ مراد کو جسکے روح کو ملک الموت نے قبض کرنا شروع کر دیا ہوا تہا اس پیغام پر یقین آگیا اور اوسنے نہایت خوفناک طریق سے مسکرا کر لاش کو سامنے لائے جانیکا حکم دیا اور اوسکو دیکہنے کے لئے بستر مرگ سے اُٹہنے کی کوشش کی ۔ اس موقعہ کی نسبت ایک مؤرخ لکہتا ہے کہ معالج حکیم نے بادشاہ کو یہہ کہکر کہ مردہ کا معاینہ نقصان پہونچائیگا اوسے اس ارادہ سے روکدیا ۔ اور ایک دوسرے وقایع نگار کا بیان ہی کہ مراد کے ملازمون نے اس خوف سے کہ اگر راز فاش ہوگیا تو ہماری خیر نہین اوسکو جبرًا بستر سے اُٹہنے نہ دیا ۔ اور ان مین سے چند حافظ قرآن کو جو پاس کے کمرہ مین بیٹہا ہوا تہا مگر قریب المرگ سلطان کے سامنے آنیکی اب تک جرأت نہ کر سکا تہا بلا لائے ۔ اور جونہی اُس نے سورہ یٰسین کی آیات پڑہنی شروع کین آخری نبرد آزما عثمانی سلطان مراد چہارم کا طائر روح جسد عنصری سے پرواز کر گیا ۔ مراد نے کل ۱۷ برس سلطنت کی ۔ اُسے سواری اسپ کا نہایت شوق تہا ۔ اوسکے اصطبل مین ہر وقت آٹہہ سو سمند باد پا موجود رہتے تہے ۔ +

سلطان مراد کی تخت نشینی کے وقت اوس زمانہ کے اکثر عیسائی مؤرخین نے جیسا کہ پہلے لکہا جا چکا ہے یہہ پیشینگوییان کرنی شروع کر دی تہین کہ سلطنت عثمانیہ کا انجام قریب پہونچ گیا ہے ۔ اور اس مین کوئی کلام نہین کہ ترکون کی جو کچہہ اس وقت حالت تہی اوسکو دیکہکر ایسی رائے قائیم کرنے مین اونکو غلطی پر نہین کہا جا سکتا مراد ثالث کے زمانہ مین اکثر مسیحی طاقتون نے ٹرکی سے تجارتی معاہدے کر کے ترکون کے ساتہہ بہت خلط ملط بڑہا کر اونکو یورپین تہذیب کے کرشمون اور دلفریب ادائون کا شیفتہ بنا دیا تہا ۔ ترک خیال کرنے لگ گئے تہے کہ ہم بہتیرے ملک فتح کر لئے ہین ۔ اور ضرورت سے زیادہ محاربون مین کفار اور اعدا کو پامال و مغلوب کر چکے ہین اب امن و آرام کے حظ اُٹہانے چاہئین ۔ مگر وہ یہہ نہ سمجہے کہ اپنا آبائی پیشہ سپاہیگری کو چہوڑتے ہی امن و آسائش کی عیوب ہمپر مستولی ہو جائینگے ۔ اور اولوالعزمی کو چہوڑنے کے ساتہہ ہی بادشاہ عیاش و کاہل اور پاشے اور سپاہی آرام پسند اور خائن ہو گئے قسطنطنیہ کے عیش و عشرت نے جو زمانہ صفت یونانی عیاشون کی صحبت سے اُن مین بہی رائج ہو گئی تہی اونکو اپنا پورا غلام بنا لیا اور اپنے آبا و اجداد کے برخلاف جنکو کبہی سکون و قرار نہ تہا اونکو

حقہ کی نئے موٹھ سے لگائے ہوئے گدگدے بستروں اور قالینوں پر لیٹے رہنے اور حرکت سے سخت متنفر ہونیکی عادت پڑگئی۔ مگر اس مضمون پر پیشتر ازین کئی دفعہ بالتفصیل لکھا جاچکا ہے۔ اسلئے مین مرآۃ کے ایک ہمعصر انگریز مؤرخ کی صرف وہ چند دلیلین جنکا پہلے ذکر نہین آیا یہان تحریر کرنے پر اکتفا کرتا ہون۔ مسٹر پیٹیر ہیلین نے منجملہ دیگر بواعث جن سے اوسنے ۱۶۲۹ء مین ٹرکی کے عنقریب زوال پذیر ہوجانیکا نتیجہ نکالا تھا چند وجوہات یہ تحریر کین ہین۔

اولاً۔ سلطنت کا جسم اس قدر بڑہگیا ہے کہ سر (یعنی گورنمنٹ) اوسے قابو مین نہین رکھ سکتا۔ دوم ترکون نے کچھ عرصے سے اپنے مقبوضات مین کوئی اضافہ نہین کیا۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جب سلطنتون کے حجم وجسامت اور مقبوضات مین اضافہ ہونا بند ہوجاتا ہے۔ تو وہ گھٹنی شروع ہوجاتی ہین۔ کیونکہ یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ تلوار کی مدد کے بغیر کوئی سلطنت قایم نہین ہوتی سب بزور شمشیر وجود پذیر ہوتی ہین۔ اور جب تلوار عدم استعمال سے زنگ آلودہ ہونی شروع ہوجاتی ہے تو لازمی طور پر سلطنت بھی معرض زوال مین آجاتی ہے۔ یہی وہ اصل اصول ہے جسپر کاربند ہونیسے سلطنت انگلشیہ کو روزافزون ترقی حاصل ہورہی ہے دنیا کے سب سے زیادہ بارونق اور آباد ترین حصص اوسکے قبضہ مین ہین اور اوسکو اس قدر وسعت حاصل ہے کہ آفتاب کسی وقت اوسپر سے غروب نہین ہوتا۔ باین ہمہ اور نیز گو دنیا مین اب کوئی ایسا آباد اور زرخیز مقام نہین رہگیا جو کسی نہ کسی یورپین سلطنت کے قابو مین نہ ہو۔ مگر پھر بھی اس اصل کو مدنظر رکھکر سلطنت کے مقبوضات کو بڑہاتے چلے جانے کے لئے ویرانون اور جنگلون کوہ ودشت اور صحاری کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑون پر ہزارون قیمتی جانین نثار کی جاتی ہین اور بصورت موجودہ ملحقہ علاقہ خواہ کیسا ہی بے قیمت کیون نہ ہو کوئی سال ایسا نہین گذرتا جس مین چند ہزار میل مربع ایسا علاقہ سلطنت مین ایزاد نہ کیا جاتا ہو۔ ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر آجکل اس پالیسی پر بحث جاری ہے۔ مدبرون کا ایک فریق زور دیتا ہے کہ حدود کو بڑہانا مناسب نہین ہے موجودہ مقبوضات پر قناعت کرنی چاہیئے۔ دوسرا فریق حدود کو بڑہاتے رہنے کو سخت ضروری بتاتا ہے۔ روسی حملہ کو جسکا ہونا یقینی امر ہے کس صورت مین ہم اچھی طرح سے روک سکین گے۔ یا اوسکا مقابلہ کرنا کس جگہہ مناسب ہوگا؟ اس بحث کو علیحدہ رکھکر بھی جب اس مسئلہ پر غور کیا جائے تو اصول مذکورہ بالا صاف صاف بتا رہا ہے کہ موجودہ حدود پر قناعت کرنا مقبوضات کے دایرہ کے بتدریج سکڑتے جانیکا آغاز ہوگا۔ اور مین امید کرتا ہون کہ نہ فقط دولت علیہ عثمانیہ ہی اپنے سابقہ تجربات سے استفادہ کرنے کی کوشش کرے گی اور فتوحات

تازہ کے دور کو جو خداوند کریم کی مہربانی سے ۱۲۹۵ھ کے محاربۂ یونان سے شروع ہوگیا ہے دیرپا بنانے کے لئے پوری سعی سے کام لیگی۔ بلکہ دولت عالیہ انگلشیہ بہی انسے سبق لیکر قناعت کرنیکی رائے دینیوالی شیرون کے مشورون کو کبہی قبول نہین کرے گی۔

مسٹر پیٹران وجوہات کو لکہنے کے بعد سلطان مراد کی کمسنی اور ناتجربہ کاری سے فایدہ اوٹہانیکی مسیحی فرمانروائیون کو صلاح دیکر تحریر کرتا ہے کہ "مراد ایسا کمزور عصا ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کبہی اوسکے سہارے قایم نہین رہ سکتی۔ اور یقین کامل ہے کہ اگر عیسائی دولتین متفق ہوجائین تو وہ نہین تو انکی پھری فوج تاج وتخت عثمانیہ کی مالک ہوجائے گی"۔ مگر اوسکی توقع کے خلاف سلطان مراد چہارم غازی نہ فقط کمزور مزاج شہزادہ ہی ثابت نہوا بلکہ مسنو سلطنت کے پراگندہ ومتفرق اجزا کو جمع کرکے اوسکی اپنی شان وشوکت کو پہر قایم کردیا۔ اور اس وقت سے بعد اتنک کو تین سو برس گذر چکے ہین مگر سلطنت عثمانیہ بدستور محسود زمانہ چلی آتی ہے خلدہا اللہ الی انتہاء الدوران !۔

سلطان ابراہیم کی تخت نشینی اور اوسکی مجہولانہ کارروایان۔

اس مجہول ونامعقول بادشاہ کے حالات قلمبند کرنیسے پہلے جسکو ٹرکی کا واجد علیشاہ یا محمد شاہ کہنا کسی طرح مبالغہ آمیز نہین سر کریسی صاحب تحریر کرتے ہین کہ "ابتک ہم خاندان عثمان کی چارسو برس کی تاریخ لکہہ چکے ہین۔ اور دوسو برس سے زیادہ طویل زمانہ کے حالات ابہی لکہنے باقی ہین۔ مگر قوی دل لیکن ناکامیاب سلطان محمود ثانی۔ اور سلاطین مصطفے ثانی سلیم ثالث (اور نیز ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی جنکا نام سر کریسی نے اسلئے نہین لکہا کہ اونکے زمانہ کے حالات اوسکی کتاب کے پہلے اڈیشن مین درج نہین ہوئے۔ اور دوسرا اڈیشن بہی جنگ روم روس کے بعد فوراً ہی شایع ہوگیا تہا) کے ماسوا جسقدر باقی سلاطین کا ذکر آئیگا۔ اونکا عدم وجود یکسان تہا جنکی نالیاقتی سے سلطنت کو برابر ضعف پہونچتا چلا گیا۔ اور ان مین سے ہر ایک کے عہد مین برابر اندرونی خرابیان اور تباہیان وار دہوتی رہین۔ جو تقریباً سب کی سب ایک ہی طرح کی تہین اور یکسان اسباب کا نتیجہ تہین جنکا ہر عہد کے حالات مین باربار دوہرانا فضول ہے۔ البتہ معرکۃ الآرا اور نتیجہ خیز محاربات کا ذکر خاص طور پر کیا جائیگا ان تذکرون مین ہمکو ایسے ایسے نامورون سے سابقہ پڑے گا جنکے نام جنگی شہرت کے لحاظ سے صفحۂ عالم پر ہمیشہ ثبت رہینگے۔ مگر ان لڑائیون مین ہلال بالعموم شکست یاب ہوتا رہا ہے اور یہ نامور ہلال کو مضبوط کرنے کی وجہ سے نہین بلکہ اوسکی طاقت کو کمزور کرنے کی بدولت مشہور آفاق ہوگئے ہین۔ انا بجملہ چند مشاہیر

(رومینشی سپہ سالار) موئنٹی سکولی - اریولش جرنیل) ستوبی اسکی - (اطالین شہزادہ) - یوجین اور (ر. دی کمانڈر)
ستوتروہین - لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جائے کہ ترکون کو اس زمانہ مین مطلقاً کوئی فتح اور ناموری نصیب
نہ ہوئی - برخلاف اسکے ٹرکی کی افواج اور مجالس شوریٰ بہی واقعی لایق آدمیون سے خالی نہ تہین - خاندان کوپرلی
اور دیگر ناموراشخاص ٹرکی مین ایسے گذرے ہین جنکے نام نہ صرف مشرقی بلکہ بلاد مغرب مین بہی ادب اور عزت
سے پکارے جاتے ہین - اس موقعہ پر یہ بہی جتا دینا ناموزون نہ ہوگا کہ گذشتہ دو صدیون کی عثمانی تاریخ مین گو
ابتدائی زمانہ ایسے دلچسپ اور جوش دلانیوالے واقعات نہین گذرے تاہم وہ ان اہم مسایل کے متعلق جنکے
سلجہانے مین اس وقت وسطی اور مغربی یورپ کی سلطنتین مصروف ہین بہت کارآمد اور مفید آگاہی دیسکتی
ہے " صفحات مابعد مین اس اصول کو مین بہی مدنظر رکہون گا -

مرآد چہارم کے فوت ہونے پر جب ارکان دولت اوسکے بہائی کے مرنے کی خبر اور بادشاہی کا مژدہ
سنانیکے لئے رخت ملوکانہ لیکر ابراہیم کے کمرہ کیطرف گئے - تو اوسنے اس خوف سے کہ جلاد میرے قتل کیلئے آئے
ہین - دروازہ کو بند کرلیا - اوسے برابر آٹہہ برس سے ہر وقت اپنی ہلاکت کا خطرہ رہتا تہا - اس نے سمجہا
کہ بہائی نے میرا عندیہ دریافت کرنیکے لئے یہ حیلہ کیا ہے چنانچہ اس نے وزراء کو جواب دیا کہ مین تارک الدنیا
ہوگیا ہوا ہون - اور مجہے جہانداری سے کوئی سروکار نہین - آخر جب اوسکے زبانی کہنے سے بالکل اطمینان نہوا تو
سلطان والدہ نے متوفی سلطان کی لاش اوسکے دکہانیکے لئے اوسکے پاس بہیجدی - اسپر ابراہیم کمرہ سے
باہر نکل آیا - اور بہائی کے جنازہ کو دفن کئے جانے کا حکم دیا - اسکے بعد وزرائے دولت ابراہیم کو جو روز ولادت
سے تاریخ جلوس تک کبہی پشت توسن پر سوار نہ ہوا تہا تخت روان پر بٹہاکر حضرت ایوب انصاری کی جامع
مسجد کو لیگئے - اور وہان حسب دستور شمشیر بندی کی رسم ادا کی گئی - اور تاج وتخت بلکہ قوم وملک کی قسمت ایک ایسے
شخص کے سپرد کردی گئی جسکی فطرت وطینت کو برسون کی محبوسی - عورتون کی صحبت اور دن رات کے اندیشہ
ہلاکت نے بالکل ناکارہ اور نکمہ بناکر اوسے نفس پرست - عیاش - حریص وسفاک اور ساتہہ ہی بزدل اور کمینہ خصلت
کردیا تہا - وہ بہت چہیک رو ضعیف العقل بست سالہ نوجوان تہا - اور اوسکے زمانہ مین وہ تمام قبیح خرابیان
جو مرآد چہارم سے پہلے کے چند نہایت ہی کمزوردل سلاطین کے وقت سلطنت کے انتظام مین پڑگئی تہین
پہر دوبارہ پیدا ہوگئین - اور مراد کی تمام اصلاحات پر پانی پہر گیا - البتہ اسکے زمانہ کا جبر وظلم برابر موجود بلکہ ترقی
پذیر ہوگیا - +

کچہہ عرصہ تک ابراہیم کے عہد کا اول وزیر اعظم قرہ مصطفے اوسکی زیادتیون کو روکتا اور اُسکے نقصون کی اصلاح کرتا رہا۔ وہ سلطنت کی عیسائی اور مسلم دونون مذاہب کی رعایا کو ایک نظر سے دیکھتا تہا۔ اور اُسکی جد وجہد سے کسی قدر عرصہ کے لئے سلطنت کے مالی انتظام مین بہی خرابی نہ آنے پائی۔ وہ نہ صرف اپنے ظالم و بے اصول آقا کو اپنی جان ہتہیلی پر رکھکر اوسکی غلطیان صاف مُنہ پر کہہ دیتا تہا۔ بلکہ اوسکی مجنونانہ خواہشون کو روکنے اور سلطان کی منظور نظر کنیزون اور بہانڈون کے اثر بد کو زائل کرنے مین جو علانیہ مناصب ملکی و فوجی کو بیچتے تہے دلیرانہ مصروف رہا۔ مگر ان خوبیون کے ساتہہ ہی اُس مین چند برائیان بہی تہین۔ اور یہہ دونون ملکر اوسکی تباہی کا باعث ہوئین۔ وہ ایسے اشخاص کا جو اوسکی رقابت پر تیار ہو گئے ہون یا اُن کے رقیب ہو جانے کا اندیشہ ہو جانی دشمن ہو جاتا تہا اور انکو تباہ و برباد کرنے کے لئے کسی وسیلہ کو ناجائز نہین سمجہتا تہا۔ جب تک اوسکو مرد رقیبون سے سابقہ رہا تب تک تو اوسے برابر کامیابی ہوتی رہی۔ لیکن رفتہ رفتہ اوسکے ایسے دشمن پیدا ہو گئے جو اپنی جنس کی نوعیت اور تمدنی حیثیت و منزلت کی وجہ سے (یعنے بیگمات حرم) اوسکی دسترس سے باہر تہیں۔ اور اوسکی تباہی کا باعث آخر کار انہی مین سے ایک عورت ہوئی محلسرا کی منتظمہ کایہ خانم نے ایک دفعہ وزیر اعظم کو کہلا بہیجا کہ محل کے لئے پانسو گاڑی ایندہن فوراً بہیجدو۔ اوسی موقعہ پر صوبجات بعیدہ اور سرحدون پر فساد ہو جانے کی خبرین قسطنطنیہ مین موصول ہوئین۔ اور وہ ان اہم معاملات مین ایسا مصروف ہو گیا کہ اوسے خاتون حرم سرا کے لئے ایندہن بہیجنے کی فرصت نہ ملی۔ اس فرمائش سے چند روز بعد وہ مجلس وزرا مین بیٹہا ہوا کاروبار سلطنت کے متعلق صلاح و مشورہ کر رہا تہا کہ دیوان کے برخاست ہونیکے معمولی وقت سے دو گہنٹے پیشتر اوسے ابراہیم کا حکم پہونچا۔ کہ دیوان کو فوراً برخاست کر کے حاضر ہو جائے۔ وزیر بہ تعمیل ارشاد جب سلطان کے سامنے گیا تو اوس نے اسکو دیکہتے ہی سوال کیا۔ "تمنے ایندہن کے پانسو چہکڑے کیون نہین بہیجے ؟" وزیر نے جواب دیا۔ "وہ بہیجدیئے جائینگے" یہ کہنے کے بعد اُسنے احتیاط کو ہاتہہ سے دیکر دلیرانہ عرض کیا۔ "میرے بادشاہ کیا ان پانچ سو چہکڑون کے بہم پہونچانیکی تاکید کرنیکے لئے جنکی قیمت پانچسو آنون سے زیادہ نہین ہے مجہے دیوان سے بلوا بہیجنا اور سلطنت کے اہم معاملات کو تعویق اور خرابی مین ڈالن تیرے لئے مناسب تہا۔ اور کیا تو نے یہ دانائی کا کام کیا ہے ؟۔ اسکی کیا وجہ ہے کہ میرے حاضر خدمت ہونے پر تو مجہسے ایندہن کی بابت تو سوال کرتا ہے۔ مگر اپنی رعایا کی عرضداشتون۔ اور سرحدون اور صیغہ مال کی حالت کے متعلق ایک لفظ زبان سے نہین نکالتا ؟"۔ اس گفتگو کے وقت حسین آفندی نام ایک

اعلے عہدہ دار موجود تہا۔ ترکی مورخ نایمہ نے اوسی سے سُنکر یہ قصہ درج کیا ہے۔ آفندی مذکور نے جب یحیی آفندی
مفتی اعظم سے اسکا تذکرہ کیا تو اُس نے وزیر اعظم کو نصیحت کی کہ آیندہ وہ سوچ سمجھکر کوئی لفظ زبان سے نکالا کرے
اور جس معاملہ مین سلطان دلچسپی رکہتا ہو اُسے حقیر نہ خیال کیا کرے۔ قرہ مصطفے نے جواب دیا "کیا سچ بتادینا سلطان
کی سچی خدمت نہین ہے؟ کیا مین خوشامدی بنجاؤن؟ مین کمینہ بنکر جہوٹ بولنے پر سچ کہنے اور اسکی طفیل
جان دیدینے کو ترجیح دیتا ہون" ✚

قرہ مصطفے کو اس ملاقات کے وقت سے اپنی تباہی کا کامل یقین ہوگیا تہا۔ مگر اُسنے اپنے رقیب اور جانی دشمن
یوسف پاشا کو جو کچھہ عرصہ سے سلطان کا بہت منظور نظر ہوگیا تھا برباد کرنیکے لئے ہاتھہ پاؤن مارے بغیر
مرنا پسند نہ کیا۔ اس مدعا کے حصول کے لیئے اُس نے دار الخلافہ کی ینگچری فوج کو رشوت دی کہ وہ سرکاری راشن
لینے سے انکار کرے جو امر اس بات کی علامت ہوتا تہا کہ فوج ناراض ہوگئی ہے۔ اوسنے صلاح یہ کر رکہی تہی کہ
جب فوج ایسا کرے گی تو اسکا الزام مین یوسف پاشا پر لگا دونگا کہ بانی فساد وہی ہے مگر اوسکی یہ سازش ابراہیم
کو معلوم ہوگئی اور اُس نے قرہ مصطفے کو اپنے سامنے بُلاکر قتل کا حکم دیدیا۔ قرہ مصطفے کسی طرح سُلطان کے سامنے
سے بہاگ کر اپنے گہر مین جا چہپا۔ اور جب جلاد تعاقب کنان وہان پہونچے تو تن بہ تقدیر سونپ دینے کی بجائے
جیسا کہ بالعموم بلاد شرق کے مدبرین ایسی صورتون مین کرتے رہے ہین۔ اوسنے تلوار پکڑکر جلادون کا مردانہ
مقابلہ کیا۔ اور چند کو ہلاک کرنیکے بعد آخر پکڑا جاکر قتل کر دیا گیا۔ اسکے بعد جب اوسکے مکان کی تلاشی لی گئی
تو پانچ تصویرین برآمد ہوئین جنمین سے ایک اوسکی شبیہہ تہی۔ اور باقی اُسکے ہمعصر اور چار وزرا کی۔ ان کے
برآمد ہونے پر جاہل عہدہ دارون نے مشہور کردیا کہ مرحوم جادوگر تہا۔ اور ان تصویرون سے ساحرانہ عملون مین
کام لیا کرتا تہا۔ اسپر اوسکا ایک مزدور ملازم جسکی نسبت شبہ کیا گیا کہ وہ ساحری مین وزیر کا اُستاد تہا زندہ جلا دیا گیا
مگر اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مصطفے کو مصوری کا شوق ہوگا۔ مگر مذہبی ممانعت اور جہال کی نافہمی کی وجہ سے
ان تصویرون کو کہینچ لینیکے بعد ظاہر کرنا مناسب نہ سمجہا ہوگا۔ اور اسلیئے اونکو محفوظ جگہ پر چہپا رکہا ہے۔ [illegible]
موقعہ پر حاشیہ میں یکر لکہتے ہین کہ اسلام مین تصویر کی سخت ممانعت ہے۔ اور سچے مسلمان صورتین [illegible]
ہین۔ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے تصویر رکہنے یا بنانیکی بیشک ممانعت کی ہے۔ مگر عربی الفاظ مین تصویر کے
معنے وہ نہین بتلائے گئے جو عام مفہوم ہین۔ بلکہ مٹی پتہر یا دہات کے مجسمہ یا بُت کے لیے آئے ہین۔ اس لحاظ
کا غذی پیکر کو تصویر کہنا غالبًا درست نہین ہوگا۔

قرہ مصطفےٰ کے بعد سلطان زادہ پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا جس نے اپنے قبل نشین کے انجام سے سبق لیکر کبھی دلیرانہ صاف گوئی کے مرتکب ہونیکا مصمم ارادہ کرلیا۔ وہ سلطان کی ہر ایک خواہش کو نہایت مستحسن بتاتا۔ اور اوسکے ہر ایک جذبہ نفسانیت کو پورا کرنے مین کوئی دریغ نہ کرتا۔ قرہ مصطفےٰ کا دباؤ اوٹھہ جانیسے ابراہیم کی عیاشی۔ شہوت پرستی اور سفاکی کا کوئی حد و پایان نہ رہگیا تہا۔ اور نالایق سے نالایق حرکت کے مرتکب ہونے سے بہی اوسے شرم و حیا مانع نہ ہوتی تہی۔ مگر ایسا حیوان مطلق شخص بہی نئے وزیر کی بیحد تابعداری سے متعجب ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اُس سے ایک دن دریافت کیا "کیا وجہ ہے کہ تو میرے ہر ایک فعل کو خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا پسند کرتا ہے؟" بے حیا اور کمینہ وزیر نے جواب دیا "میرے بادشاہ تو خلیفہ اور ظل اللہ علے الارض ہے۔ جو خیال تیرے دل مین آئے وہ خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے تیرے احکام مین خواہ وہ بظاہر کیسے ہی نامعقول معلوم ہون فی الحقیقت نہایت معقولیت پنہان ہوتی ہے یہ نکتہ تیرے غلام کو معلوم ہے۔ اور اسی لئے خواہ وہ تیرے احکام کا منشا نہ سمجہہ سکے وہ اونکا ادب کرتا ہے" ابراہیم ایسا کاٹھہ کا اُلّو تہا کا اُسنے فقط وزیر کی بات کی بامتانت ہونیکا اعتبار ہوگیا۔ بلکہ اُس وقت سے اوسے اپنے ملہم اور لسان الغیب ہونیکا بہی پورا الیقین ہوگیا۔ خواہ وہ کیسا ہی بیشرمانہ فعل۔ احمقانہ بیوقوفی یا وحشیانہ سفاکی کا مرتکب ہوا اوسکو یقین تہا کہ مین یہ سب کچھہ خدا کے منشا و الہام سے کر رہا ہون مگر اس ملہم کی بیحیائی اور سفاہت یہان تک بڑہ گئی کہ خود محلسرائے کی نازنینون کو بہی جنہین عیش و عشرت اور ناچ رنگ کے سوا دین و دنیا سے سروکار نہ تہا وہ ناگوار گذرنے لگی۔ والدہ سلطان نے اوسکو طفلانہ مزاجی اور بدچلنی سے ہٹانیکی بہت کوشش کی مگر بیفائدہ۔

ابراہیم والدہ کو وزیر کا جواب سنا دیتا۔ اور اپنے نفس کی باگ ہر ایک خواہش و تمنا۔ حظ و لذت اور مردم کشی و خونریزی کے شوق کو پورا کرنے کیلئے ڈہیلی کردی۔

مراد نے دوراندیشی سے کام لیکر جو بیشمار خزانہ جمع کیا تہا اُسے زمانہ صفت ابراہیم نے اپنی ترنگون مین تہوڑی مدت مین اُڑا دیا۔ اور اسکے بعد دست لپٹے نکہ ہم جلیسون اور کنیزون کی فرمائشین اور اپنی طفلانہ تمناؤن کے پورا کرنیکے لئے روپیہ حاصل کرنیکے واسطے ہر ایک فوجی و ملکی عہدہ کو سب سے زیادہ روپیہ دینے والے کے پاس بیچنا شروع کردیا۔ پرانے محصولون کی شرح بڑہا دی گئی۔ اور نئے محصول عاید کئے گئے جنکے نامون ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کیسے لغو کامون کے لئے اپنی رعایا کا خون چوس رہا تہا۔ دنیا مین کونسی چیز تہی جسکا اوسکو شوق نہ تہا۔ مگر ایک تو خوشبو اور عطریات بالخصوص عنبر۔ اور دوسرے نہایت ہی بیش قیمت

سموروں کو صرف پہننے کا ہی نہین بلکہ اپنے گرد و پیش سب طرف اونہی کو دیکھنے کا سخت شوق تہا۔ ان
خواہشون کو پورا کرنے کے لئے محصول عنبر اور محصول سمور کے نام سے دو ٹیکس رعایا پر لگا دیئے گئے۔
سموروں کا خبط سلطان کو ایک بڑہیا کی کہانی سننے سے جو خاتونانِ حرم کو رات کے وقت قصہ کہانیاں سُنا کر
بہلایا کرتی تہی پیدا ہوا تہا۔ ایک رات اُس بڑہیا نے زمانہ قدیم کے کسی بادشاہ کا ذکر سُنایا جو صرف سمور ہی پہنتا تہا
اور جسکے محل کے فرش۔ چہتون۔ دیوارون۔ کرسیون اور پلنگون پر سمور ہی سمور لگی ہوئی تہی۔ ابراہیم نے یہ سنتے ہی
اوس بادشاہ کی تقلید کا عزم کرلیا۔ اُسے ساری رات سموروں کے ہی خواب آتے رہے۔ اور صبح ہوتے ہی یہ
حکم بہیجا گیا کہ سلطنت کے کل گورنروں اور بڑے آدمیون کی طرف پروانے بہیجدیئے جائین کہ ہر ایک اس
اس قدر سمورین فراہم کرکے قسطنطنیہ کو بہیجدے۔ دار الخلافہ کے کل علما اور تمام ملکی و فوجی عہدہ دارون سے
بہی سموروں کا مطالبہ کیا گیا جن مین سے بعض یہ مجذوبانہ ظلم پیشی دیکہکر طبیعت کو قابو مین نہ رکہہ سکے۔ اور
اپنی ناراضگی اور غصہ کا علانیہ اظہار کر دیا۔ غلطہ کا قاضی محمد چلپی معمولی درویشانہ پوشاک پہنکر وزیر کے پاس گیا اور
اُسے گورنمنٹ کی نادانی اور ایذا رسانی پر سخت ملامت کرکے سلطان کے سامنے پیش کئے جانیکا مطالبہ
کیا اور کہا " اس کار روائی سے مجہے تین باتین ہی پیش آسکتی ہین اول شاید تم مجہے قتل کرادو۔ اس صورت
مین مجہے شہادت نصیب ہوگی اور مین اسے بڑی خوش قسمتی سمجہونگا۔ دوم شاید تم مجہے قسطنطنیہ سے جلا وطن کردو۔
مین اسے بہی بُرا نہ سمجہونگا یہان پچہلے دنون متواتر زلزلے آچکے ہین اور اس جگہہ کا رہنا خطرہ سے خالی نہین ہے
سوم یہ کہ شائد تم مجہے ملازمت سے برطرف کردو۔ مگر مین اسکا پہلے ہی انتظام کر آیا ہون۔ مین نے اپنے نائب
کو اپنی جگہہ دیدی ہے۔ اور جامہ قضات کو چہوڑکر درویشانہ لباس اختیار کرلیا ہے۔" وزیر قاضی کی جسارت سے
مخوف ہوکر چپ چاپ اوسکی باتین سنتا رہا۔ اور غصہ کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔

انہی ٹیکسون کے متعلق جو آخر ابراہیم کی معزولی اور قتل کا بالواسطہ طور پر باعث ہوئے ایک اور واقعہ قابل
ذکر ہے۔ ینگچری فوج کا ایک کرنیل مسمی قرہ مراد جسکو اسکی رجمنٹ کے پانسو سپاہی اپنی جان سے زیادہ عزیز رکہتے
تہے جب محاربہ کریٹ سے جسکا ذکر آگے آئیگا قسطنطنیہ کو واپس آیا تو خشکی پر اُترتے ہی اُس افسر نے جسے
دیوان (مجلس وزرا) نے اس کام پر مامور کر رکہا تہا۔ مراد سے کہا کہ اتنے صد سمور۔ اتنے اونس (ایک اونس
= ۲½ تولہ) عنبر اور اس قدر نقد روپیہ دو۔ قرہ مراد کی آنکہین غصہ کے مارے یہ سنتے ہی لہولہان ہوگئین۔ اور
اُسنے محصل کو نگاہ غضب آلود سے دیکہا غراتے ہوئے لہجہ مین جواب دیا "مین کینڈیا (جزیرہ کریٹ) کا صدر مقام

جُبَّنا ترک اسوقت محاصرہ کئے ہوئے تھے) سے باروت اور سیسہ کے سوا اور کچھہ نہین لایا عنبر اور سمور کا نام البتہ سُنا ہے ورنہ مین نہین جانتا وہ کیا بلا ہین نقدی میرے پاس ایک کوڑی نہین۔ اور بہیک مانگنے یا قرض لینے کے سوا اور کسی طرح مین تمکو روپیہ نہین دیسکتا۔"

اِن عجیب و غریب اور ظالمانہ ٹیکسون کی آمدنی سے سیر نہ ہوکر ابراہیم نے رعایا کی غیر منقولہ اور موروثی جایداد کا حصہ کثیر ضبط کر کے نیلام کر دیا۔ سرکاری خزانون کو محض اوسی کی ترنگین پوری نہین کرنی پڑتی تہین بلکہ محلسرائے کی نازنینون کی فرمائشین بہی ملک کے لئے کچھہ کم وبال جان نہ تہین ابراہیم نے اونکو عام اجازت دے رکہی تہی کہ سوداگرون کے ہان سے جو چیز اونکو پسند آئے قیمت دینے کے بغیر لے لین ان مہ جبین قزاقنون مین سے ایک نے ایک دفعہ مامورمن اللہ ظل سبحانی کی خدمت مین عرض کیا کہ مین دن کے وقت خرید و فروخت کرنا پسند نہین کرتی۔ ادہر کیا دیر تہی۔ رعایا پرور خلیفۃ المسلمین نے فوراً حکم نافذ کر دیا کہ دار الخلافہ کے تمام سوداگر اور دوکاندار رات کو دوکانین کہلی رکہین۔ اور اون مین اتنی روشنی کا انتظام کرین کہ اونکی چیزین اچہی طرح سے دیکہی جاسکین۔ رعایا کی ایک دوسری مادر مہربان نے ابراہیم سے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی ڈاڑہی مین موتی اور جواہرات پروئے ہوئے دیکہون۔ اوسکی خواہش فوراً پوری کر دی گئی۔ اور ابراہیم ظل سبحانی نے اسے فرعون ثانی یعنے (نعوذ باللہ) خود باریتعالی لئے بنکر دربار عام مین رونق افروز ہوئے۔ رعایا نے اوسکی اس حرکت بد کو سخت بدشگونی سمجہا کیونکہ ایشیائیون کے خیال مین راندۂ درگاہ ازلی یعنی موسیٰ کے ہمعصر فرعون مصر کے سوا اور کسی بادشاہ نے ڈاڑہی کو جواہرات سے پیراستہ نہین کیا تہا ایک بلقیس ثانی کے لئے لاکہون روپیہ کے خرچ سے ایک تخت تیار کیا گیا اور اوسے زر و جواہرات سے مرصع کیا گیا۔ اور خود بدولت کے لئے ایک ویسی ہی شاندار تفریحی کشتی کے لئے تاکہ سلطان اوسپر سوار ہو کر دریاے باسفرس کی سیر کیا کرین رعیت کے زر کثیر پر پانی پہیر دیا گیا۔ الغرض راج ہٹ۔ تریا ہٹ اور بالک ہٹ (دیوانہ پن) ان تینون ہٹون نے ملک کی تباہی مین کوئی کسر باقی نہ اٹہا رکہی تہی۔

اِن حالات کو پڑہکر ناظرین متعجب ہونگے کہ فوج اور رعایا اس سے کمتر قصورون پر کئی سلاطین کو معزول کر چکی تہی۔ انہون نے ابراہیم کی بیوقوفیون اور سختیون کو اتنی مدت کسطرح برداشت کیا۔ اسکی وجہ اکثر ناظرین کو جنہون نے صفحات ماقبل کو غور سے پڑہا ہوگا خود بخود معلوم ہوگئی ہوگی۔ تاہم کئی ایسے اصحاب ہونگے جن کو کم فرصتی کے باعث سرسری مطالعہ کرنے مین مفصل توضیح کی ضرورت ہوگی۔ اور اونکی آسانی کے لئے یہان بتا دیا

جاتا ہے کہ ترکی قوم کو اپنے حکمران خاندان سے محبت و انس ہی نہین بلکہ عشق ہے۔ اور ابتداء سلطنت عثمانیہ سے اس قوم نے اپنے دل مین یہ ٹہان رکہا ہے کہ اونپر حکومت کرنیکا اسی خاندان کو حق حاصل ہے یہ امر اونکو دلون مین ایسی پختگی کے ساتھ جاگزین ہے کہ اب تک کئی گورنرون اور عمال نے بغاوت کرکے حکومت کو پے درپے شکستین دی ہین۔ اور اُن مین سے کئی عالی ہمت فاتحین کو تاج و تخت پر قابض ہوجانا؛ ر وہہر مشکل نہ تہا۔ مگر اونکو ایسا کرنے کا نہ کبہی خیال ہوا اور نہ جرأت پڑی۔ بڑی بات کی تو محمد علی پاشا والی مصر یا علی پاشا والی یانیا کیطرح اپنے اپنے صوبہ مین خود مختارانہ حکومت قائم کرلی مگر بظاہر اس مبارک خاندان کی اطاعت کے دایرہ سے قدم باہر نہ نکالا۔ اس امر کو مدنظر رکہکر آسانی سے سمجہہ مین آسکتا ہے کہ جبتک عثمانیہ خاندان صرف ابراہیم کی ذات واحد پر مشتمل رہا۔ وہ خواہ کیسی نالائقی اور ظلم کا مرتکب ہوتا قوم اوسے برطرف یا قتل نہین کرسکتی تہی۔ قوم کو یہ سختیان گوارا تہین مگر اپنے مایہ فخر و ناز خاندان کو معدوم کرنا ہرگز منظور نہ تہا۔ یہی وہ امر تہا جسنے ینگچریون ایسی خودسر فوج کو بہی جسکے لئے اب سلاطین کا قتل کردینا ایک معمولی بات ہوگئی تہی ابراہیم کی ذات کے برخلاف کوئی کارروائی کرنے کا خیال تک نہ کرنے دیا۔ مگر جب ابراہیم خاندان کا تنہا رکن نہ رہگیا اور اوسکے یکے بعد دیگرے چند بیٹے پیدا ہوجانے سے قوم اور فوج کو قیام خاندان کیطرف سے اطمینان ہوگیا تو گو ولیعہد کی عمر ابہی سات سال سے متجاوز نہ تہی اونکو زیادہ صبر و تحمل کی ضرورت نہ رہ گئی اور ابراہیم خان اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔

جنگ کاسکان

ابراہیم کے عہد حکومت مین سلطنت کو ابتدائی چند برسون مین قرہ مصطفےٰ ایسے منتظم وزیر کی ملجائی اور ملک کی خوش قسمتی سے عیسائی ہمسایون کے آپس مین مصروف کارزار ہونیکی وجہ سے سلطنت کو خارجیہ اور امپیریل معاملات مین چندان ضعف نہ پہونچ سکا۔ قرہ مصطفےٰ نے ابراہیم کے تخت نشین ہونے پر مراد چہارم کی یورپین حکمت عملی کی تقلید کرکے آسٹریا کے ساتہہ موافقت رکہی۔ بلکہ حاکم ٹرنسلونیا راکوزی کو شاہ سویڈن کا (جو اسوقت آسٹریا سے برسر جنگ تہا) ساتہہ چہوڑکر آسٹریا کے ساتہہ لڑائی کرنیسے باز آجانیکا حکم دیا اور پولنڈ و ایران سے معاہدات صلح کی تجدید کرکے سرحدون کی طرف سے مامون ہوکر اندرونی انتظام مین مصروف ہوگیا۔ اور اسکے ساتہہ ہی قصبہ آذاف کو (جو اسی نام کے بحیرہ کے شمالی ساحل اور دریائے ڈان کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور اسوقت روس کی عملداری مین داخل ہے) جسپر کاسکون نے مراد چہارم کے عہد کے آخری حصہ (سنہ ۱۰۴۶ھ) مین قبضہ کرلیا ہوا تہا۔ پہر فتح کرلینے کی تیاریان شروع کردین۔ اس قصبہ کا قبضہ

سواحل بحیرہ اسود اور کریمیا مین جنگی کارروائیون کے لئے نہایت ضروری تہا۔ اور قرہ مصطفی کو بخوبی معلوم تہا
کہ بحیرہ اسود کے شمالی حصہ مین عثمانیہ اقتدار کا قایم رکہنا اشد لازمی ہے۔ جن کاسکون[1] نے اوسپر قبضہ کرلیا تہا
وہ برائے نام زار روس کے ماتحت تہے اور متصلہ علاقہ کے رہنے والے تہے وزیر نے سنہ ١٦٧٨ء مین ایک زبردست
فوج اور بیڑہ جہازات قسطنطنیہ سے اوسکو پہر فتح کرنیکے لئے روانہ کیا۔ خان کریمیا بہی تاتاری فوج لیکر مہم مین شامل
ہوگیا۔ کاسکون نے حملہ آورون کا بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا۔ اور ترکون کو تین مہینون کے محاصرہ کے بعد
سات ہزار ینگچری اور والیشیا۔ مالڈیویا اور کریمیا کی تاتاری ملکی فوج کے بیشمار آدمی جنکی تعداد ترکی مورخ نے بیان
نہین کی۔ کٹواکر واپس ہٹ آنا پڑا۔ دوسرے برس جدید مہم اسی کام پر مامور کیگئی۔ اور اس دفعہ محمد غوری خان
کریمیا ترکی باقاعدہ فوج کی مدد کے لئے ایک لاکہہ تاتاری سپاہ آذاف کو لے گیا۔ کاسکون کو معلوم ہوگیا کہ وہ اس
تہار فوج کا مقابلہ نہین کرسکین گے۔ زار نے اونکو مدد دینے سے انکار کردیا۔ اور ماسکو سے ابراہیم کے پاس ایلچی
بہیجکر آذاف کے معاملہ سے بالکل بے تعلقی ظاہر کی اور بابعالی و روس مین سابقہ اخلاص اور دوستی کی تجدید کی درخواست
کی کمک اور مقابلہ سے مایوس ہوکر کاسک محصور فوج نے اپنی طبعی وحشت و ستمگری سے کام لیکر شہر کو آگ
لگادی اور ترکون و تاتاریون کے لئے کہنڈرات کا مجموعہ چہوڑکر خود رات کے وقت اپنے علاقہ کو چلتے بنے۔
عثمانیہ جنرنیل نے شہر کو از سر نو تعمیر کرکے اوسکی ہیئت کے حسب حال قلعے اور مورچے تیار کیے۔ اور ان علاقون
مین ترکی اغراض و اقتدار کی حفاظت کے لئے بیس ہزار فوج جس مین بیس کمپنیان ینگچری سپاہیون کی تہین اور بشناق
تہین اسلام پاشا کے زیر کمان دائمی طور پر متعین کیگئی۔

ابراہیم کے عہد مین ترکی علاقہ پر کاسکون اور روسی علاقہ پر تاتاریون کے متواتر یورشین کرتے رہنے کی
شکایتین دربار قسطنطنیہ و دربار ماسکو (جو اس وقت روس کا دارالخلافہ تہا) دونون ایک دوسرے کے پاس کرتے رہے
ہر ایک بادشاہ دوسرے سے یہی درخواست کرتا کہ وہ اپنے خودسر باجگذارون کو قابو مین رکہے۔ آخرکار زار الیکسس
نیکالسلووز نے سلطان کو خط لکہا کہ مجہے کاسکون کے افعال کا ذمہ دار نہ سمجہا جائے۔" وہ موذیون کا ایک

---

[1] کاسک۔ قزاق روس کی ایک مشہور قوم کا نام ہے جو عرصہ مدید سے جنوبی روس مین دریاے الگا۔ دریاے ڈان۔ اور دریاے
نیسٹر کے متصل بیابانون اور میدانون مین آباد ہے اسمین تاتاری خون کی بہی آمیزش ہے۔ وہ نہایت جنگجو اور آزادی پسند
ہے اور جب سے روس کے ماتحت ہوئی ہین سلطنت مذکور کو انسے جنگی فتوحات مین بیحد مدد ملی ہے۔ سرکار کیطرف سے انکو بلا تنخواہ جنگی خدمت
کے بدلے مین محاصل معاف ہین۔ یہ قوم ایک لاکہہ ۹۰ ہزار مسلح سوار اپنے خرچ سے فوجی خدمت کیلئے تیار رکہتی ہے۔ کاسکونکی جفاکشی جانبازی اور بہادری مسلم ہے۔ مولف

گروہ ہے جو اپنے جرائم کی سزا سے بچنے کے لیئے اپنے بادشاہ (یعنی زار) کی دسترس سے حتی الامکان دور نکل گئے ہین۔ سلطان اور وزیر نے جوابی خط[۵] مین تحریر کیا کہ روسی رعایا کی کل زیادتیون کا الزام قاسکون پر تہوپنا محض ایک بہانہ ہے۔ اور اسیطرح تقریباً دوسرے عذرات بہی ناقابل سماعت ہین۔ اگر روس ذمہ اٹہالے کہ بحیرہ آذاف یا بحیرہ اسود کے سواحلی علاقون مین روس کی طرف کا کوئی آدمی بابعالی کی رعیت کے جان و مال کو ذرہ بہر نقصان نہین پہونچلائے گا۔ اور اسکے ساتہہ زار خانِ کریمیا کو قدیمی خراج دینا شروع کرے تو بابعالی وعدہ کرتا ہے کہ وہ تاتاریون کو ماسکو کے برخلاف مدد نہین دیگا۔ مگر دونون بادشاہون کی خواہش یا تحریر لینے سے تاتاریون اور قاسکون کو کوئی سروکار نہ تہا۔ بادشاہ ایک دوسرے کو جو مناسب سمجہتے رہے لکہا کیئے اور دونو جنگجو قومین مشترکہ سرحد پر برابر برسرپیکار رہین۔ بلکہ خود روسی اور ترکی فوجون کو ابراہیم کے زمانہ مین ایک سے زیادہ مرتبہ اپنی اپنی سرکش باجگزار قومون کی حمایت مین یا بطور خود ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ سنہ ١٦٤١ع مین تاتاریون نے روسی علاقہ کے جنوبی صوبجات تک قاسکون کا تعاقب کر کے تین ہزار کو اسیر کیا جو قصبہ پریکاپ مین غلامانہ حیثیت مین فروخت کیئے گئے۔ اسکے عوض مین روسی فوج نے آذاف پر چڑہائی کی۔ مگر موسیٰ پاشا گورنر آذاف اور اوسکی ماتحت ترکی فوج نے اوسکو کئی معرکون مین شکست دیکر پسپا کر دیا۔ اور چارسو اسیران جنگ اور آٹہہ سو روسی سپاہیون کے سر بطور نشان فتح قسطنطنیہ کو روانہ کیئے۔ خان کریمیا اسلام غوری جو محمد غوری کا جانشین تہا اپنے آقا سلطان کی نسبت روسیون کا بہت سخت دشمن تہا وہ اونکو سلطنت عثمانیہ کا قدرتی وطبعی دشمن تصور کرتا تہا۔ اور اسی لیئے قسطنطنیہ سے جو احکام اوسے اس مضمون کے پہونچتے تہے کہ روسیون کو تنگ نہ کرے اونکی وہ مطلقاً کوئی پروا نہ کرتا تہا۔ سنہ ١٦٤٧ع کے شروع مین وہ پولنڈ اور روس پر یورش کر کے ان ملکون کی چالیس ہزار رعایا کو پکڑ لایا۔ اور اونکو غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ شاہ پولنڈ و زار روس نے سفرا بہیجکر اسکی تلافی کی التجا کی۔ ابراہیم نے اپنے دربار کے دو عہدہ دارون کو خان کے نام خط دیکر کریمیا بہیجا اور خط مین حکم دیا کہ خان موصوف کل عیسائی قیدیون کو جنہین اوس نے کل معاہدون کے برخلاف اسیر کیا ہے۔ جمع کر کے قسطنطنیہ بہیجدے تاکہ وہ اپنے اپنے ملک کے سفیر کے حوالہ کر دیئے جائین۔ خان نے خط کو پڑہکر بے رخی سے جواب دیا "چین اور یہان کے تمام لوگ سلطان کے غلام ہین۔ مگر روسی صرف بظاہر صلح کے خواہشمند ہین وہ اوسی وقت تک ہی ملتجی ہین جبتک کہ ہماری تلوار اونکے سر پر ہے۔ اور اگر ہم اونکو زندہ

---

[۵] یہ خطوط خاندان عثمانیہ کے جرمن مورخ وان ہیمر نے اپنی کتاب مین بجنسہٖ درج کیے ہین۔ مؤلف ۱۲

بہی سستانیکا موقعہ دیدین۔ تو ادنکے بیڑے ابہی اناطولیا کے سواحل کو تاخت و تاراج کیئے دیتے ہین۔ مین نے کئی دفعہ دیوان کی خدمت مین عرضداشتین ارسال کین کہ اس نواح مین دو نہایت ہی مضبوط مقام یونہی خالی پڑے ہین۔ انپر قبضہ کر لینا ہمارے لئے نہایت مناسب ہے۔ گورنمنٹ عثمانیہ نے میری بات نہ سُنی۔ اب روسی وہان کے مالک ہوگئے ہین۔ اور انہون نے بیش سے زیادہ چھوٹے چھوٹے قلعے تیار کر لئے ہین۔ اگر ہم یہ برس بہی ہاتھہ پر ہاتھہ دہرے بیٹھے رہے تو وہ اکرمان[1] پر متصرف ہو جائینگے۔ اور صوبہ مالدیویا کو فتح کرلینگے"۔ یہ جواب سُنکر سلطان کے قاصد خالی ہاتھہ واپس چلے آئے۔ کریمیا کی ریاست کے قیام و انجام اور روس کی مختصر تاریخ آگے درج کیجائے گی۔ +

محاربہ کریٹ

ابراہیم کے عہد کا دوسرا اہم خارجی واقعہ محاربہ کریٹ کی ابتدا ہے۔ اسکی بناء اس طرح سے شروع ہوئی کہ سنہ ۱۶۴۴ء مین نائیٹان مالٹا کے چند جنگی جہازون نے بقول بعض ترکی تجارتی جہازون کے ایک بیڑہ کو جو قسطنطنیہ سے مصر کو جا رہا تہا۔ اور بقول بعض ایک ترکی جہاز کو جسپر حاجیان حج سلطان کی ایک بیوی اور ایک فرزند سوار تہے گرفتار کر لیا۔ اور اُسے جزیرہ کریٹ کے جنوبی ساحل کے بندرگاہ کلس مینی کو لیگئے۔ جزیرہ مذکور اسوقت ریاست وینس کے قبضہ مین تہا جو چوتھی صلیبی لڑائی مین عیسائی مجاہدین نے جب یونانی سلطنت اور قسطنطنیہ کو قیصر سے فتح کر کے (سنہ ۱۲۰۴ء) آپسمین تقسیم کر لیا تہا تو جزیرہ کریٹ اطالین و جرمنی مجاہدین کے سردار مارکوئیس آف مانٹ فراٹ کے حصہ مین آیا۔ اور اُس سے ریاست وینس نے جو نیز اس مقدس جنگ مین شریک تہی خرید لیا تہا۔ بندر مذکور کے وینشی گورنر نے بیوقوفی سے مالٹی قزاقون کو وہان آنے سے منع نہ کیا بلکہ انکی خاطر و مدارات کی۔ سلطان اس معاملہ کی خبر سُنتے ہی غصہ سے دیوانہ ہوگیا۔ اور اوسی حالت غضب مین اُس نے اپنی سلطنت کے کل عیسائیون کو قتل کر دینے کا ارادہ کرلیا۔ مگر مفتی کے کہنے سننے پر اپنی رعایا سے درگذر کر صرف فرنگیون کو اور پہر وزرا کے سمجہانے سے فقط رومن کیتہولک پادریون کو ہلاک کرنا کافی تصور کر کے اونکے قتل کا حکم دیدیا جسکی تعمیل ایسی دقت و مشکل سے ملتوی کرائی گئی کہ پندرہ دنون تک ہر ایک فرنگی کو اپنی ہلاکت کا پختہ یقین رہا۔ اس حکم کی منسوخی کے بعد

[1] یہ شہر صوبہ بسیریبیا مین جو کبہی ترکون کا ماتحت تہا۔ پہر روسیون نے فتح کر لیا۔ اور جنگ کریمیا کے بعد ٹرکی کے باجگزار متحدہ صوبجات مالڈیویا اور ولیشیا کو ملا دیا گیا۔ اور سنہ ۱۸۷۸ء مین پہر روس نے لے لیا۔ یہان نیسٹر ندی کے جنوبی ساحل پر جسمین سے گذر کر دریائے نیسٹر بحیرہ اسود مین گرتا ہے واقع ہے۔ اسکی آبادی تیس ہزار ہے۔ زیادہ تر ارمنی۔ یونانی اور یہودی آباد ہین۔ +

سلطان نے عیسائی سفرا کو بلا کر کہا کہ اس بدعنوانی کے ذمہ وار تم لوگ ہو اور تمہارے بادشاہون کو واجب ہے کہ اہالی وینس و مالٹا سے اسکا عوض لین۔ بعدازان اوسنے سفرا کو اونکے مکانون مین نظر بند کر کے فرانسیسی ڈاگرون کی دو کانون کو بند کرا دیا اور انکے تجارتی جہازون کو قرق کر لیا۔ آخر انگلستان۔ وینس اور ہالنڈ کے سفرا نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کو مالٹا کے نائیٹون کے طبقہ سے کوئی تعلق نہین اوسمین کل ہم فرانسیسی لوگ داخل ہین۔ یہ سنکر ابراہیم نے فرانسیسیون کو متنبہ اور مالٹا پر چڑہائی کرنیکا ارادہ کیا۔ مگر وزرا نے سمجہایا کہ جس مہم مین سلیمان اعظم کامیاب نہ ہوسکا اور اوسکی قہار فوج اور جرار بیڑہ مالٹا کے چٹانی قلعون کو فتح نہ کرسکے۔ تو اب یہ ارادہ کرنا صریح غلطی ہے مصلحت وقت یہ ہے کہ اس موقعہ سے فایدہ اوٹہا کر جزیرہ کریٹ کو قلمرو عثمانیہ مین داخل کر لیا جائے۔ وہ نہایت مناسب موقعہ پر واقع ہے۔ اور اچانک حملہ آور ہوجانیسے اوسپر اہالی وینس سے جن کے گورنر نے مالٹی قزاقون کو کلس مینی کے بندرگاہ مین پناہ لینے دی با آسانی فتح کر لیا جاسکتا ہے۔

یہ تجویز سب نے پسند کی۔ بظاہر وینس کے عذر معذرت کو قبول کر کے فوجی تیاریان مکمل کی گئین اور ۳۰ اپریل ۱۶۴۵ء کو ۴۰۰ جہازون کا بیڑہ پچاس ہزار فوج لیکر دارڈنیلز سے روانہ ہوگیا۔ روانگی کے وقت ظاہر کیا گیا کہ مالٹا پر حملہ کیا جائیگا۔ مگر موریا کے جنوبی ساحل پر کچھہ عرصہ قیام کرنیکے بعد یوسف پاشا سپہ سالار نے سلطان کے احکام جو تب تک خفیہ رکھے گئے تھے ماتحت افسرون کو سنا کر مالٹا کی طرف بجانب غرب جانیکی بجائے جنوب کیطرف رخ کر دیا اور موافق ہوا کی مدد سے بیڑہ ۲۶ جون ۱۶۴۵ء کو جزیرہ کے مغربی حصے کے بندرگاہ خانیہ مین پہونچگیا۔ اہالی وینس بہی بجائے خود باعالی کے بظاہر خوشنود ہوجانے سے مطمئن نہین ہوئے تھے۔ اور وینس سے گورنران جزیرہ کو قلعون کی درستی اور ملیشیا فوج کی اجتماع کا حکم بہیجدیا گیا تہا۔ اور کمک بہی روانہ کر دی گئی تہی۔ مگر رعایا اہالی وینس کے ظلم ستم سے تنگ آئی ہوئی تہی۔ اوسنے حکام کو کوئی امداد نہ دی۔ اور گورنر کے ماتحت جو بحری و بری فوج تہی وہ کل ساحل کی حفاظت و مدافعت کے لئے ناکافی تہی۔ علاوہ برین کمکی بیڑہ بہی بعد از وقت پہونچا۔ ترک بلا مزاحمت خشکی پر اتر گئے اور محاربہ کریٹ چوبیس برس تک جاری رہا شروع ہوگیا۔ وینشی بیڑہ نے دل کا بخار نکالنے کے لئے ترکی جزائر ٹینی ڈوس و لمنوس اور موریا کے سواحل اور میدان ٹرائی کو ۱۶۴۶ء مین تاخت و تاراج کیا۔ مگر جزیرہ کریٹ کے کئی شہر پے در پے ترکون نے فتح کر لئے۔ خانیہ اگست ۱۶۴۵ء مین فتح ہوگیا۔ ۱۶۴۶ء مین قصبہ ریتیمو فتح ہوا۔ اور ۱۶۴۷ء مین جزیرہ کے صدر مقام کنیڈیا (خندق) کا محاصرہ کر لیا گیا۔ جو برابر بیس برس تک قایم رہا۔ اور اس اثنا مین وینس نے فرانس کی

مدد سے جس نے اپنے معاون و رفیق ترکی سے بڑی غداری کی اوسکو بچانے کے لیئے بیحد کوشش کی اور ترکی فوج کو کئی سخت زکین بہی ملین۔ مگر محاصرہ کامل طور پر کبہی نہ اُٹھایا جا سکا۔ بابعالی نے اعلان جنگ کے بغیر لڑائی شروع کر دی تہی۔ ۱۶۴۸ء مین ترکون نے صوبہ ڈلمیشیا پر بہی جو بحیرہ ایڈریاٹک کے کنارہ آسٹریا اور بوسینیا کے درمیان واقع ہے چڑہائی کر دی۔ مگر اونکو چندان کامیابی نہ ہوئی۔

ایک یورپین مورخ کا بیان ہے کہ کریٹ پر چڑہائی ہونیسے کچہہ عرصہ پہلے ابراہیم نے اپنے ایک منظور نظر بہانڈ کو ینگچریون کا آغا اور ایک آتشباز کو بحری فوج کا کپتان مقرر کر دیا تہا۔ وہ دونون سلطان سے زیادہ عقلمند تہے اونہون نے یہ عہدے قبول کرنیسے انکار کر دیا مگر پہر بہی سلطان کی اس بیہودگی سے فوج مین عام ناراضگی پہیل گئی تہی۔ اور اس ناراضگی کو فوج کے دلون سے فراموش کرانا ہی وینس کے ساتہہ لڑائی لڑانے کی ایک وجہ تہی۔ مگر ابراہیم کی سفاہت اور کم عقلی نے اس لڑائی کو اس قدر طول دیدیا جسکی کسی کو امید نہین ہو سکتی تہی۔ یوسف پاشا خانیہ و ریتیمو کو فتح کرنیکے بعد مزید کمک لینے کے لیئے قسطنطنیہ آیا۔ اور ابہی نیا بیڑہ مکمل نہ ہوا تہا کہ ابراہیم نے اوسے روانہ ہو جانے کا حکم دیدیا۔ اور جب اوس نے عذر کیا تو نالایق بادشاہ نے اپنے قابل جرنیل کو قتل کرا دیا۔ اور کل وزرا کی متفقہ سفارش کی کچہہ پروا نکی۔ سلطان کی اس نالایقی کا خمیازہ ملک و سلطنت کو اوٹہانا پڑا۔ بیڑہ مجمع الجزائر مین ہی پہونچا تہا کہ طوفان سے تباہ ہو گیا اور جزیرہ کی فتح یوسف کے جانشین سپہ سالارون کی ناقابلیت سے طول امل ہو گئی۔

فرانس کی بدعہدی

وینس نے لڑائی شروع ہونے پر کل عیسائی طاقتون سے اعانت کی استدعا کی تمام رومن کیتہولکون مین غضب کا جوش پیدا ہو گیا تہا اور فرانس مین ہر جگہہ کفار کے ساتہہ لڑائی کرنیکے لیئے شور و غل برپا ہو رہا تہا۔ مگر رشیلو کا جانشین یعنی وزیر اعظم مازارن[1] ریاستہائے نیم

[1] جولیس مازارینی ۱۶۰۲ء مین اٹلی مین پیدا ہوا اور وہاد ہسپانیہ مین تعلیم پائی پوپ کی ایک سفارت کے ہمراہ فرانس گیا وہان رشیلو کے ساتہہ اوسکی دوستی ہو گئی۔ اور لوئی سیزدہم کا بڑا معتبر بنگیا جو ترقی دیکر [illegible] اوصیا مین نامزد کر گیا۔ رشیلو کی وفات پر وہ وزیر اعظم ہو گیا اور لوئی چہاردہم کی ایام نابالغی مین اوسکی والدہ ملکہ این کے مشاورت [illegible] جسکے ساتہہ مازارین نے کچہہ عرصہ کے بعد خفیہ شادی کر لی تہی مدار المہام سلطنت تہا۔ وہ کارڈینل کا مذہبی رتبہ بہی رکہتا تہا۔ امرا اور رعایا اوسکے اقتدار سے ایسی تنگ آ گئی تہی کہ شاہی خاندان بہاگ کر لندن چلا گیا مازارن اس نے اوسکے قاتل کیلیئے انعام مقرر کر دیا۔ مگر کچہہ عرصہ کے بعد اوسی سپہر رسوخ حاصل ہو گیا اور تا دم مرگ ملکی مہمات کا مدار اوسی پر رہا ۱۶۵۹ء مین اوسکی سعی سے فرانس اور ہسپانیہ مین صلح ہو گئی۔ اسنے بے انتہا زر جمع کیا اور آخر کار کثرت [illegible] ہو کر ۱۶۶۱ء مین مر گیا۔ ۱۲ لغت

کی بربادی کو جو لیوانٹ مین فرانس کی تجارت کی رقیب تہی ۔ فرانس کے حق مین بہت مفید سمجہتا تہا ۔ لیکن ساتہہ ہی بحیرۂ روم مین ترکون کا بہی زیادہ طاقتور ہونا پسند نہین کرتا تہا چنانچہ اُس نے یہ مکارانہ روش اختیار کی کہ بظاہر ترکون کا ہوا خواہ بنا رہا تاکہ فرانس وینس کی گرفتار مصیبت ہونیسے فایدہ اُٹہاکر لیوانٹ کی تجارت سے تن تنہا بہرہ ور ہوتا ہے ۔ اور دوسری طرف وینس کو خفیہ امداد دینی شروع کر دی تاکہ ترکون کو فرانس کی رفاقت کی پروا نہ کرنے کی قدر عافیت معلوم ہوجائے اور ساتہہ ہی اپنی رعایا کو جو ترکون کے برخلاف سخت مشتعل ہو رہی تہی راضی کر دیا جائے ۔ اُس نے ایک خاص سفیر مسمی ڈی ورائی قسطنطنیہ بہیجا کہ فرانس فریقین مین بیچ بچاؤ کرا دیتا ہے ۔ بابعالی نے اِس درخواست کو سُنتے ہی مسترد کر دیا ۔ اسکے بعد چالاک فرانسیسی وزیر نے وینس کو فرانس کے جنگی بیڑہ کی مدد پیش کی ۔ مگر ایسی شرایط پر کہ ریاست کے سینیٹ نے انکار کر دیا ۔ یہ دونون کارروائیان کہلم کہلا کرنیکے بعد اُس نے دس ہزار کرونن کی رقم چوری اور خود اپنے نام سے وینس کو روانہ کی ۔ اور دوسرے برس نو جنگی جہاز بہیجدیئے مگر آدمی کوئی نہ دیا ۔ اور کہدیا کہ اسپر فرانس کا علم بہی نصب نہ کیا جائے ۔ ہسپانیہ نے بہی اسیوقت فرانس کے ایما پر نو جہاز وینس کی مدد پر روانہ کئے ۔ بعد ازان اوسنے وینس کو فرانس سے سپاہی بہرتی کرنیکی اجازت دی جنسے اس اجازت سے اس قدر فایدہ اُٹہایا کہ گو فرانس خود بہی متعدد محاربون مین مصروف تہا اور اُسے آدمیون کی سخت ضرورت تہی کل محاربہ کریٹ کے دوران مین پچاس ہزار سے زیادہ فرانسیسیون نے مذہبی جوش سے بالطبع زر وینس کی خدمت قبول کی اور ترکی فوج کے مقابلہ مین ہلاک ہوئے ۔

یہ بہی سلطنت عثمانیہ کی خوش قسمتی تہی کہ ابراہیم ایسے اجہل شخص کے زمانہ مین ٹرکی کے خوفناک دشمن آسٹریا کو فرانس اور دیگر عیسائی مخالفون کے مقابلہ سے ٹرکی کیطرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملی ۔ اور بابعالی کو فقط وینس ایسی کمزور ریاست سے معرکہ آرا ہونا پڑا ۔ مگر اس لڑائی مین بہی اپنے لایق بادشاہ کی بدولت ایسی متوقعہ کامیابی نہ ہوئی ۔ صاحب غیرت خیر خواہان قوم و ملت اس خفت کو اور زیادہ برداشت نہ کر سکے ۔ اور ۱۶۴۸ء مین سلطان کو تخت سے معزول کرنیکے لئے ایک زبردست سازش کیگئی ۔

ابراہیم کا عزل و قتل

سازش کے سرغنہ ینگچری فوج کے سردار تہے جو اس دفعہ ذاتی اغراض اور کینہ توزی کے لئے نہین بلکہ محض قومی و ملکی فلاح کے لئے سلطان وقت کے عزل پر کمر بستہ ہوئے تہے ۔ اور ان سب سے زیادہ مستعد وہی قرہ مراد تہا جس نے محل کو بڑی سختی سے سرزنش کی تہی اوسے معلوم تہا کہ اوسی دن سے میری جان ہر وقت معرض خطر مین ہے ۔ اور اسمین کچھ شبہ نہین کہ اگر

اوسے اپنے ایک دوست کے ذریعے سے جو محلسرا مین ملازم تہا خبر نہ ہوجاتی تو وہ ضرور قتل ہوجاتا۔ سلطان نے اپنی آٹہہ سالہ لڑکی کی شادی وزیر کے بیٹے سے بڑی دہوم دہام کے ساتہہ رچائی۔ اور ۱۰ اگست ۱۶۵۱ء کی رات کو قرہ مراد اور تین دیگر آغایان ینگچریان مصلح الدین بکطاش وقرہ چاوش کو باین نیت جلسہ جشن مین مدعو کیا کہ جب وہ محلسرا مین آئین تو اونکو ہلاک کرا دیا جائے۔ یہ چارون خبر ہوجانے کی وجہ سے محل کو نہ گئے۔ اور انہون نے اوسی رات اپنے ساتہیون کو ینگچریون کی مسجد مین جمع کیا۔ اور سب نے فیصلہ کیا کہ وزیر کو برطرف کر دیا جائے۔ اوسوقت تک سازشیون کا صرف یہی مدعا تہا سلطان کی معزولی کو صرف اشد ضرورت لاحق ہوجانے پر موقوف رکہا گیا تہا۔ کل علما بطیب خاطر فوج کے ساتہہ شامل ہوگئے۔ بلکہ مفتی اعظم سے بڑہکر اس معاملہ مین اور کوئی سرگرم نہ تہا۔ کیونکہ ایک دفعہ ابراہیم نے اوسکی لڑکی کی بے حرمتی کی تہی۔ ابراہیم کو جب باغیون کے مطالبکی خبر پہونچی تو اوس نے وزیر سے مہر وزارت لے لی مگر رفاقت قدیمہ کا پاس کرکے جسکی اوس جیسے شخص سے کبہی توقع نہین ہوسکتی تہی۔ اوسنے وزیر کی جان بچانیکی پوری کوشش کی۔

علما اور فوج نے صوفی محمد کو وزیر اعظم بناکر سلطان کے پاس بہیجا کہ سابق وزیر کو سزا کے لئے فوج کے حوالہ کر ابراہیم نے مہر موقوفی سے فوج و رعیت کے منتخب کردہ وزیر کو ایسا مطالبہ کرنے پر زدوکوب کیا۔ اور اوسے موقعہ ملنے پر جلد سخت سزا دینے کی دہمکی دی۔ اسپر فوج کا غضب بڑہ گیا۔ اور سپاہیون نے محل کا محاصرہ کرکے باآواز بلند دہمکیان دینی شروع کردین۔ سلطان نے اونکو داروغہ خاسپان کی زبانی منتشر ہوجانیکے لئے کہلا بہیجا۔ بہادر مصلح الدین نے ینگچریون، سپاہیون، علما اور ملکی عہدہ دارون کے سامنے جو سب کے سب اب قومی تحریک مین شامل ہوگئے تہے باآواز بلند اوسے حسب ذیل جواب دیا:۔ "بادشاہ نے ظلم وستم سے کل عثمانیہ سلطنت کو تباہ کر دیا ہے۔ عورتین بادشاہی کر رہی ہین۔ خزانہ اونکی فرمائیشون کو پورا کرنیسے عاجز ہوگیا ہے۔ رعیت برباد ہوگئی ہے۔ کفار کی فوجین سرحدون پر شہر پر شہر فتح کر رہی ہین۔ اونکے بیڑون نے ڈارڈینلز کی ناکہ بندی کر رکہی ہے۔ اسے داروغہ کیا یہ سب باتین تجہے نظر نہین آرہین۔ تو نے بادشاہ کو حق الامر کیون نہ بتایا؟" داروغہ نے کہا "بادشاہ کو اسکا کوئی علم نہین۔ سب قصور میرا ہے کہ سابق وزیر کے سامنے مین بادشاہ کی خدمت مین سچ کہنے سے ڈرتا تہا۔ ابجو کچہہ تم کہنا چاہتے ہو مجہے بتا دو اور مین بلاکم وکاست سلطان سے جاکر کہدونگا۔" مصلح الدین نے کل مجمع کیطرف سے تین باتون کا مطالبہ کیا۔ اول عہدون کا بیچنا بند کیا جائے۔ دوم تمام منظور نظر اور قابو یافتہ نازنینون کو محل اور دربار سے خارج کر دیا جائے۔ سوم وزیر اعظم کو قتل کیا جائے۔ داروغہ نے یہ درخواستین

سلطان کو جاکر سناوین۔ جو انکو منظور کرنے کی بجائے محل کے غلامون اور باغیانون کو مسلح کر کے مقابلہ کی تیاریان کرنے لگ گیا۔ اس حیص بیص مین رات بہت گذر گئی تہی۔ علما نے چاہا کہ اب گہرون کو واپس چلے جائین۔ صبح پہر جمع ہو جائینگے۔ مگر اصحاب شمشیر ایسی باتون مین اپنے قلم بردار بہائیون سے زیادہ ماہر تھے۔ ینگچریون کے آغاؤن نے علما کو کہا "اگر ہم اس وقت منتشر ہو گئے تو شاید صبح کو جمع نہ ہو سکین۔ مناسب یہی ہے کہ جبتک دنیا (یعنی سلطنت) مین امن قایم نہ ہوجائے ہم یہین مجتمع رہین اور رات مسجد مین بسر کرین۔" علما نے یہ صلاح مان لی اور صبح کو عمل کارروائی شروع ہو گئی۔ وزیر اعظم اور رومیلیا کا قاضی القضات جو رشوت خواری اور عیاشی کی وجہ سے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکہا جاتا تہا قتل کیے گئے۔ اور سلطان کو باہر فوج کے پاس آنیکے لیے پیغام بہیجا گیا۔ جب وہ نہ آیا تو دو اعلے علما یہ پیغام سلطان والدہ کے پاس بہیجے گئے کہ ملک نے ابراہیم کو معزول اور تمہارے پوتے محمد کو تخت نشین کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نیک بخت سلطانہ کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ اوسنے کئی دفعہ ابراہیم کو عیاشی اور ستم شعاری سے باز آجانے کی فہمایش کی تہی۔ مگر نالایق بیٹے پر مادر شفقہ کی نصیحت کا اُلٹا اثر پڑا۔ اُس نے والدہ اور بہنون کو سخت ذلیل کرنا شروع کر دیا۔ اور آخر اوسکے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مگر مان کی ماتا کب فرزند کی ذلت گوارا کر سکتی تہی اُس نے بیٹے کو رعایا کے غضب سے بچانیکے لئے بے اندازہ کوشش کی۔ وہ جانتی تہی کہ محل کے غلام اور باغبانون کا ایک ساعت کے لئے بہی فوج کے مقابلہ پر ٹہہر سکنا تو درکنار۔ وہ ایسے مقہور و مبغوض آقا کے لئے اپنی جان کو کبہی معرض خطر مین ڈالنا پسند نہین کرینگے۔ اور اوسکی حفاظت کے لئے ہاتہہ بہی کہڑا نہین کرین گے سلطانہ نے علمار کی زبانی پیغام سنکر فوج و رعیت کی نیابت سے ملاقات کرنا منظور کر لیا۔ اس نیابت مین مفتی ہر دو قاضی عسکر مصلح الدین بکتاش اور تغرہ مراد شامل تہے۔ انہون نے سلطانہ کو ماتمی لباس مین ملبوس پایا۔ اور صرف ایک حبشن کنیزک اوسکی خدمت مین موجود تہی جو پنکہہ کر رہی تہی وہ سب مؤدبانہ طریق سے خاموش اُسکے سامنے کہڑے ہو گئے۔ ملکہ نے اُن سے سوال کیا "کیا بغاوتین برپا کرنا اچہی بات ہے؟ کیا تم سب اس خاندان کے نمک پروردہ اور غلام نہین ہو؟"

یہ الفاظ سنکر پیرانہ سال بزرگ آقا مصلح الدین کی آنکہون مین آنسو بہر آئے اور اُس نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا "اے خاتون والا مقدرت۔ آپنے بجا فرمایا ہے۔ ہم سب اس خاندان کے پروردہ ہین۔ اور خاصکر مجہہ سے بڑہکر کسی پر اوسکے احسان نہین ہین سب سے اوسکا نمک کہاتے ہوئے اسّی برس ہو گئے ہین۔ اے حق نمک

اور بار احسان کی وجہ سے ہم اور زیادہ خاموش نہین رہ سکتے۔ اور اس عالیشان خاندان اور اس عظیم الشوکت
سلطنت کو اپنی آنکھون سے تباہ ہوتا نہین دیکھہ سکتے۔ کاشکے مین یہ ایام نامسعود دیکھنے کے لئے زندہ
نہ رہا ہوتا! مین اپنی ذات کے لئے اور کس چیز کی تمنا کرسکتا ہون؟ روپیہ یا مدارج مجھے کوئی نفع نہین دے سکتے
پھر اسے خاتون والا منزلت کیا چیز ہے جو مجھے یہ کار روائی کرا رہی ہے؟ وہ یہ ہے کہ بادشاہ کی بیوقوفی اور سفاہت
سے ملک کو ناقابل اصلاح نقصان پہنچ رہا ہے۔ کفار نے بوسینیا کی سرحد پر چالیس مضبوط قلعے اور شہر فتح کرلئے
ہین۔ اور اونکے اسی جہاز وارڈونیلز کے دہانہ پر گشت کر رہے ہین۔ مگر بادشاہ کو کچھہ فکر نہین۔ اور وہ اپنی عیش و عشرت
سفاکی وظلم پرستی اور اسراف وخرابی مین متغرق ہے۔ تمہاری رعایا کے عقلمند آدمیون نے جو شرع شریف سے
پورے باخبر ہین جمع ہوکر سلطان گردی کا فتوا دیا ہے جب تک یہ نہوگا تباہی رک نہین سکتی۔ اے خاتون
ملک کی حالت پر رحم کر اور اس فیصلہ کی مخالفت نکر۔ ایسا کرنے سے آپ ہماری نہین بلکہ خداوند کریم کے پاک
احکام کی مخالفت کرینگی" اسپر بھی سلطانہ ابراہیم کی عدم معزولی پر مصر رہی۔ اور تجویز پیش کی کہ علما اور وزیر اعظم
کی زیر نگرانی ابراہیم ہی کو تخت پر رہنے دیا جائے۔ سلطانہ کے اصرار اور منت وسماجت سے چند وکلا کے دل نرم
اور وہ اوسکی درخواست قبول کرنے پر مائل ہوگئے۔ نا طوایسکہ قاضی عسکر حنفی زادہ نے سلسلہ سخن شروع
کرکے کہا "اے ملکہ روئے زمین۔ ہم آپ کی رعیت پروری اور بندگان خدا کی فلاح جوئی پر کامل بھروسہ کرکے
حاضر ہوئے ہین۔ آپ صرف سلطان کی ہی والدہ نہین۔ بلکہ کل مسلمانون کی مادر مہربان ہین۔ خدا کے لئے
ان مصائب کا خاتمہ کرو۔ غنیم لڑائی مین بالا دست ہو رہا ہے۔ اور ملک مین عہدون اور مناصب کی بیع وفروخت
کا حد وحساب نہین رہگیا۔ بادشاہ نفس پرستی مین غرق قانون شرع کے جادہ سے دن بدن زیادہ دور ہوتا جاتا
ہے۔ مسجد ایا صوفیا کے مینارون سے جب موذن اذان دیتے ہین تو محل سرائے کے ڈہول وڈہمکا اور
ناچ رنگ کے شور وغل مین اونکی آواز کسی مسلمان کو سنائی نہین دیتی۔ کوئی شخص سلطان کو اس خوف سے نصیحت
نہین کرسکتا کہ کہین ناصح کی شامت نہ آجائے۔ اسکی تصدیق خود آپ کو بھی ذاتی طور پر ہو چکی ہے۔ غارتگر
کھلے بندون منڈیون کو لوٹتے ہین۔ اور بے گناہ قتل کئے جارہے ہین۔ منظور نظر کنیزین سلطنت پر حکومت
کر رہی ہین" سلطانہ یہ سنکر بھی اپنے اصرار سے باز نہ آئی۔ اور اوس نے آخری کوشش کرکے کہا "یہ سب
بدمعاش وزراء کی کرتوتون کا نتیجہ ہے۔ اونکو موقوف کرکے اونکی جگہہ نیک بخت اور دانا آدمی مقرر کئے جائینگے"
حنفی زادہ نے عرض کیا "کیا سلطان بہادر اون قابل آدمیون کو جنہون نے اوسکی خدمت کی مثل قرہ مصطفے پاشا

یوسف پاشا فاتح خانیا کو قتل نہین کرا چکا ہے"۔ اسپر سلطانہ نے کہا " مگر ایک سات سالہ معصوم بچہ کو تخت پر بٹھانا کس طرح ممکن ہے؟"

جنقی زادہ نے جواب دیا۔ " ہمارے عاقل و فرزانہ علماء کی راے ہے کہ دیوانہ کو تخت پر رکھنا خواہ اسکی عمر کتنی ہو درست نہین۔ اوس سے ایسا بچہ ہزارہا درجہ بہتر ہے جو عقل و ہوش رکھتا ہو۔ اگر بادشاہ خواہ وہ معصوم ہو ذی ہوش ہو تو ایک قابل وزیر سلطنت مین پھر امن قایم کر سکتا ہے۔ مگر جوان عمر سلطان جو عقل و ہوش نہ رکھتا ہو قتل و سفاکی۔ اسراف و بدچلنی اور بدروشی سے سب کچھہ برباد کر دیتا ہے"۔

یہ دلیل سنکر سلطانہ بھی قایل ہو گئی۔ اور اس نے کہا " اچھا مین تمہاری راے کو منظور کرتی ہون اور اپنے نبیرہ محمد کو لاکر دستار شاہی اوسکے سر پر رکھے دیتی ہون"۔ خوردسال شہزادہ کو دیکھتے ہی علما اور فوجی افسرون نے خوشی کے نعرے بلند کر دیئے۔ ابراہیم کے تمام غلام اس اثنا مین اوسکے پاس سے بھاگ گئے ہوئے تھے۔ محلسرا کے " باب سعادت" کے قریب اونچے چبوترہ پر تخت بچھایا گیا۔ اور غروب آفتاب سے تین گھنٹے پہلے بتاریخ ۸ اگست ۱۶۴۸ء سلطنت کے تمام اعلےٰ عہدہ دارون نے سلطان محمد چہارم کے سامنے سر نیاز خم کیا جو سلطان کے روبرو دو دو چار چار کی جماعت مین حاضر ہوئے۔ جب ایک جماعت گذر جاتی تو دوسری کو اندر لایا جاتا۔ تاکہ بچہ انبوہ کثیر دیکھکر کہین ڈر نہ جائے۔ سلطانہ نے اپنے پوتہ کی حفاظت پر معتبر افسرون کا پہرہ مقرر کر دیا۔ رسم تخت نشینی سے فارغ ہوکر وزراء اور علماء عزل کا فیصلہ سنانیکے لئے ابراہیم کے پاس گئے اور سامنے حاضر ہوئے۔ عبدالعزیز آفندی مفتی اعظم نے ابراہیم کو کہا " پادشاہ علما اور عہدہ داران سلطنت کے فیصلہ کی تعمیل مین آپ تخت کو چھوڑ دین"۔ ابراہیم نے غضب آلود ہوکر جواب دیا " غدارو! کیا مین تمہارا بادشاہ نہین ہون۔ اس حرکت کے کیا معنے ہین؟"

عبدالعزیز آفندی " نہین۔ تو بادشاہ نہین رہا کیونکہ تو نے انصاف و تقدس کو خیرباد کہدیا۔ اور ملک کو تباہ کر دیا۔ تو نے اپنی عمر کو عیاشی اور بیوقوفی مین اور شاہی خزانہ کو فضولیات مین ضایع کیا اور تیری جگہہ ظلم و ستم اور خرابی ملک پر حکومت کرتی تھی"۔ مگر ابراہیم برابر یہی کہتا رہا " کیا مین تمہارا بادشاہ نہین ہون۔ اور اسکے کیا معنے ہین"۔ آخر ایک فوجی آغا نے تنگ آکر جواب دیا " ہان۔ تم ہمارے بادشاہ ہو۔ مگر تم سے یہ درخواست ہے کہ کچھہ عرصہ آرام کرو"۔ یہہ سنکر ابراہیم نے کہا " اگر یہ بات ہے تو پھر مین تخت سے کیون نیچے اترون؟" عبدالعزیز نے جواب دیا " اسلئے کہ تو نے بزرگون کا شعار چھوڑ دینے سے اپنے آپکو اوسکی

ناقابل بنادیا ہے" ابراہیم نے اسپر سب کو مغلظات سنائین - اور پھر ہاتھ کو زمین کیطرف نیچا کر کے کہا "کیا تم اتنے بڑے بچے کو بادشاہ بنانے لگے ہو؟ - یہ بچہ بادشاہی کسطرح کریگا؟ - اور کیا یہ بچہ خود میرا ہی فرزند نہین ہے؟" بہت سا ہزیان بکنے کے بعد آخر ابراہیم نے تقدیر کے حکم کو مان لیا اور تخت سے نیچے اُتر کر وزراء کے ساتھ ساتھ "یہ میری پیشانی کا نوشتہ تہا - خدا کا حکم ہی یہی تہا" کہتا ہوا زندان کو چلا گیا - جہان اوسے سخت نگرانی مین رکہا گیا - مگر ساتھ ہی اوسکی آسایش کا کامل انتظام کر دیا گیا - دسوین دن سپاہیون نے فساد کر دیا اور اُن مین سے بعض نے ابراہیم کو پہر تخت نشین کرنیکا ارادہ ظاہر کیا - اس معاملہ نے اوسکی قسمت کا فیصلہ کر دیا - پچہلی بغاوت کے سرغناؤن کو ملکی بہبود کے ساتھ ہی اپنے لئے بہی خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر کارقضا ابراہیم پہر تخت پر بیٹھہ گیا تو ہماری خیر نہین - انہون نے مفتی سے باضابطہ طور پر حسب ذیل استفتا پیش کر کے اوسکا فتویٰ طلب کیا "کیا ایسے بادشاہ کو معزول اور قتل کرنا جایز ہے جو ملکی و فوجی عہدے ایسے لوگون کو دیتا ہو جو اونکے قابل نہین - اور جو رشوت دیکر اونکو خریدتے ہین؟" مفتی نے مختصر جواب دیا "ہان" یہ فتویٰ حاصل کر کے صوفی محمد اور چند وزراء جلادون کو لیکر زندان گئے - ابراہیم اُس وقت کلام اللہ کی تلاوت کر رہا تہا - وہ جلادون کو دیکھتے ہی اُن کے آنیکا مدعا تاڑ گیا - اور پکار اُٹہا "کیا میرے کل نمکخوارون مین سے ایک بہی ایسا نہین جو مجہے ان ظالمون سے بچائے - ظالمو رحم کرو - رحم کرو!"

جلاد یہ فریاد سُنکر کسی قدر جہجک گئے - مگر مفتی اور وزیر نے اونکو سختی کے ساتھ اپنا کام کرنے کا حکم دیا - انہون نے سلطان کو جس نے اب قاتلون پر لعنتین بہیجنی شروع کر دی تہین پکڑ لیا اور چند لمحون مین کمان کی ڈوری سے اوسکا گلا گہونٹ دیا گیا -

سلطان محمد چہارم کا ابتدائی عہد حکومت اور مسلسل خرابی و تباہی

سلطان محمد چہارم چالیس برس تخت قیصری پر متمکن رہا - اوسکے عہد کو اگر تین حصون مین تقسیم کیا جائے تو پہلا ہوگا حصہ اول سلطان ابراہیم کے قتل سے محمد کوپرلی کے وزیر اعظم مقرر ہونے تک یعنی ۱۶۴۸ء سے ۱۶۵۶ء تک دوسرا حصہ وزیر مذکور اور اوسکے فرزند کلان کی حکمرانی کا ۱۶۵۶ء سے ۱۶۷۶ء تک - تیسرا احمد کوپرلی کی وفات سے سلطان کے ۱۶۸۷ء مین معزول ہونے تک -

پہلا حصہ جو سلطان کی نابالغی کا زمانہ تہا بغاوتون اور مسلسل شکستون کی نذر ہوا - دوسرے مین خاندان کوپرلی کے متذکرہ بالا دو لائق وزراء نے سلطنت کے معاملات کو درست کیا - تیسرے مین پہر خرابیان پیدا ہو گئین

اور سلطنت مین اندرونی وبیرونی مصایب ومشکلات سے زوال شروع ہوگیا۔

ابراہیم کی معزولی مین سلطنت کا ہر ایک گروہ اور طبقہ شامل تہا۔ مگر سپاہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے صوفی محمد کی وزارت سے ناراض ہوگئے۔ اور انہون نے ابراہیم کے قتل ہوجانے کے بعد اوسکا قصاص لینے کے بہانے سے بغاوت کردی۔ اور ینگچری فوج اور سپاہیون مین عرصہ تک سخت خونخوار معرکہ آرائی ہوتی رہی جسمین آخر ینگچری کامیاب ہوگئے۔ اور صوفی محمد وزارت پر قایم رہا۔ مگر وزیر رہنے کی بجائے وہ دراصل اپنے طرفدارون کا غلام بنگیا۔ کل سفید وسیاہ کے مالک ینگچری تہے۔ اور پرانی خودسری عیش پسندی اور آوارہ مزاجی اون مین پہر اس شدت سے عود کرآئی کہ صوبہ ڈلمیشیا مین اونکو خود غنیم یعنی وینس کی فوجون کے سامنے اپنے افسرون کے برخلاف بلوے برپا کرکے ہلال کی عزت کو دشمنون کی نگاہ مین حقیر کرتے ہوئے شرم نہ آئی۔ سنہ ۱۶۴۹ء مین انہون نے کینڈیا کا محاصرہ کرنے سے انکار کردیا۔ اور سرعسکر حسین پاشا کو مجبوراً جنگی کارروائی ملتوی کرنی پڑی صوبون کی حالت دارالخلافہ سے کچہہ بہتر نہ تہی۔ اور عمال کی رشوت ستانی اور جبر وستم کی کوئی انتہا نہ رہگئی تہی صوفی محمد نے اپنے حمایتیون کی تسلط سے تنگ آکر ینگچری اور سپاہی دونون فوجون کے افسرون کے برخلاف خود اپنا علیحدہ دہڑہ بنانے کی کوشش کی۔ مگر خاتونان حرم بہی اوسکے برخلاف ہوگئی تہین۔ اوسکا راز قبل از وقت فاش ہوگیا اور اوسے قتل کردیا گیا۔ ملک کی بدقسمتی سے سلطان کی دادی اور والدہ سلطانہ ترخانہ[1] مین سخت رقابت پیدا ہوگئی جس نے رہا سہا کہیل بگاڑ دیا۔ دونون ایک دوسرے کے مروانے کے درپے ہوگئین۔ اور سنہ ۱۶۵۱ء مین آخر سلطانہ ترخانہ کی سازش بارور ہوگئی ضعیف العمر سلطانہ ماہ پیکر ہلاک کرادی گئی۔ اور رقابت کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر گورنمنٹ کی خرابی بدستور قایم رہی۔ سنہ ۱۶۵۶ء مین سپاہی اور ینگچریون نے کئی مہینون کی تنخواہ

[1] ایک ایشیائی مؤرخ سلطان کی والدہ کا نام کوسم سلطان لکہکر مندرجہ بالا روایت سے بالکل برعکس تحریر کرتا ہے۔ اوسکے الفاظ حسب ذیل ہین "محمد خان شیرخوارہ کودک ہفت ماہہ (یہ بہی غلط ہے "ہفت سالہ" تہا۔ مؤلف) برائے نام اورنگ آرا شد و مادرش کوسم سلطان حاکم گشت۔ سرداران حکومت زن را قبول نکردند بلوائے عظیم برپا نمودند درمہ اسلامبول اضطراب عظیم گردید۔ آخر سلیمان خواجہ سرا کوسم سلطان را قتل کرد۔ از خانہ او بسیار صنادیق روپیہ واشرفی وطلا ونقرہ وجواہر گران بہا ونیاورمرصع وظروف ذہب دفعۃً برآمد و تا سنہ ۱۰۶۲ ہجری آتش فساد وخانہ جنگی در قسطنطنیہ برپا ماند کہ تفصیل بسیار است ودر سنہ ۱۰۶۳ھ تا چہل روز متواتر جابجا در کشور روم زلزلہ حادث شد و بسیار نقصان مال وتلف نفوس گردید از ماہ ذیقعد سنہ ۱۰۶۳ھ تا ماہ جمادی الاول سنہ ۱۰۶۴ھ فیما بین پاشایان قتل وقتال عاید گشت چند پاشایان سرزدند۔ بادشاہ کم سن بود کسی او را بخاطر نمی آورد۔" ۱۲

بقایا مین پڑجانے سے ناراض ہوکر اپنے معمولی فساد گاہ یعنی آتمیدان مین جمع ہوکر دیوان کے ارکین کے قتل کا مطالبہ کیا۔ سلطان نے آتمیدان آغالری (صاحبانِ آت میدان) کے حکم کو قبول کرکے اپنے عزیز ملازمون کو جلاد کے حوالہ کردیا۔ اور اس طرح سے حکومت کی انتظامی مشین کو چلانیوالے تمام پرپرزے معدوم ہوگئے۔ فوج کی خودسری سے دلیر ہوکر دارالخلافت کے صناعون کی جماعت نے بلوہ کرکے وزیر اعظم کو معزول کرادیا ادہر ایشیائی صوبون مین آباز اسکے بیٹے نے باپ کی بغاوت سو بہی زیادہ زبردست بغاوت برپا کردی۔ اور باغیون نے احمد پاشا گورنر اناطولیا کو شکست دیکر قتل کردیا۔ مگر اوسی جنگ سی سالہ کے طفیل جو عیسائی سلاطین مین بمقام وسٹ فیلیا[۱] ۱۶۴۸ء مین صلح کا معاہدہ ہونے پر ختم ہوئی اور جسکی وجہ سے ٹرکی کا جانی دشمن آسٹریا وجرمنی کا قیصر مراد چہارم کے ابتدائی زمانہ اور ابراہیم کے عہد حکومت مین ٹرکی کی طرف متوجہ نہ ہوسکا تہا ٹرکی ایسے نازک موقعہ پر بہی آسٹریا کی دستبرد سے محفوظ رہی۔ وہ جنگ مذکور مین اس قدر بگڑ گئی تہی کہ اوسی کچہ عرصہ تک ہنگری کو فتح کرنے کا خیال ترک ہوا۔ فرانس و ہسپانیہ آپس مین مشغول کارزار تہو نیز اول الذکر ۱۶۴۹ء سے ۱۶۵۳ء تک اوس ملکی بغاوت کے انطفا مین مصروف رہا جو "لافرانڈ" کے نام سے مشہور ہے اور جسمین ہسپانیہ ملکہ اینی اور اسکے عاشق مازارن اور خوردسال لوئی چہاردہم کے برخلاف برپا کرکے کچہ عرصہ کیلئے ان سب کو ملک سے خارج کردیا تہا۔ الغرض اوسوقت اکیلی ریاست وینس ٹرکی کے مقابل تہی۔ لیکن جبتک اندرونی خرابی رہی ٹرکی اس کمزور دشمن سے بہی بازی نہ جیت سکی۔ بلکہ کینڈیا کا فتح کرلینا تو درکنار وینس کے امیر البحر موسنیگو نے عثمانیہ بیڑہ کو تباہ کرکے خود ترکی کے جزایر ٹینی ڈوس سلنوس۔ اور ساموتہریسیا کو ۱۶۵۶ء مین فتح کرلیا۔ اور ڈاردنیلز کا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ قسطنطنیہ مین باہر سے اشیاء خوردنی کی درآمد رک جانے سے قحط پڑگیا۔

ٹرینسلونیا کا عیسائی شاہزادہ بہی سرکشی پر مائل ہورہا تہا اور سرحد پر عیسائی رعایا نے قیامت برپا کررکہی تہی ان بیرونی مصائب اور ذلتون کو دیکہکر قوم کی رگ حمیت پہر متحرک ہوئی۔ تمام جماعتون نے ذاتی اغراض کو بالائے طاق رکہدیا۔ اور انکو ایک ایسے شخص کی تلاش ہوگئی جو انتظام کو اپنے ہاتہہ مین لیکر کل خرابیون کی اصلاح کرے۔ سلطانہ ترخانہ نے محمد کوبرلی کو پیش کیا اور سب فریقون نے اس تجویز کو بڑی خوشی سے منظور کرلیا۔ اور ۱۶۵۶ء مین وزارت ایک ایسے شخص کو تفویض کیگئی جو نامور وزراء کے خاندان کا بانی اور سلطنت کے گرتے ہوئے اقبال و اقتدار کو سنبہالنے کا باعث ہوا۔

---

[۱] وسٹ فیلیا ہالنڈ کے قریب پرشیا کا مغربی صوبہ ہے۔ مؤلف ۱۲-

خاندان کوبرلی

منجم سلطانی نے حکم لگایا کہ بتاریخ ۱۵ ستمبر ۱۶۵۶ء ظہر کا وقت نہایت سعید و مبارک ہے۔ نیا وزیر اوسوقت اہتمام لے جبکہ نماز پیشین کے لئے مساجد دارالخلافہ سے اذانین ہلنی شروع ہون۔ ایشیائی ممالک کے خوش اعتقادون کا خیال ہے کہ دوپہر کے وقت شیطان آفتاب کو اپنے دونون سینگون کے درمیان تاج کے طور پر لے لیتا ہے۔ اور بزعم خود کل کائینات کا بادشاہ بنجاتا ہے۔ مگر زوال دوپہر کے بعد مساجد کے موذنون سے "اللہ اکبر" کی آواز سنتے ہی سورج کو چھوڑکر چلتا بنتا ہے۔ ایک ترکی مورخ اس روائیت کو استعارتاً لیکر لکھتا ہے کہ جسطرح ظہر کی آذان سنکر شیطان رفوچکر ہوجاتا ہے اوسیطرح جب سلطنت کی چلکہونٹ مین یہ آوازہ مشہور ہوا کہ کوبرلی وزیراعظم ہوگیا ہے تو ظلم وستم عیاشی و بدچلنی۔ رشوت و بغاوت کی شیاطین اور بہوت جنکا اقتدار مراد وابراہیم کے عہد حکومت اور محمد کے ایام نابالغی مین نصف النہار پر پہونچگیا تہا۔ اپنا تاج ونگین تسلط چہوڑکر ناپید ہوگئے۔

محمد کوبرلی ایک البانوی (ارناوط) کا پوتا تہا جو وطن سے مہاجرت کرکے ایشیا کوچک کے قصبہ کوبری مین جو دریا ہلیس[1] کے دہانہ کے قریب واقع ہے آباد ہوگیا تہا۔ محمد کوبرلی اوائل عمر مین محل سلطانی مین نائب باورچی کا کام کرتا تہا جس سے ترقی کرکے باورچی ہوگیا۔ ۲۵ برس اس خدمت پر رہنے کے بعد وہ وزیراعظم خسرو کا خان سامان ہوگیا اور خسرو کے جانشین کے زمانہ مین وہ داروغہ اصطبل ہوگیا۔ یہ وزیر بہی البانوی تہا اور ہموطنی کے لحاظ سے کوبرلی پر بڑی مہربانی کرتا تہا۔ اوسکے ذریعہ سے کوبرلی دمشق طرابلس اور یروشلیم یعنی شام کا گورنر اور یکے از وزراء سلطنت ہوگیا۔ اسکے بعد اوسنے اپنی خوشی سے صوبہ البانیا کے ضلع غوز تندل کی گورنری کی اوسنے عہدہ کو قبول کیا۔ وہان اوس نے علاقہ مذکور کے باغیون پر فوجکشی کی۔ مگر شکست یاب ہوکر گرفتار ہوگیا۔ اوسکے دوستون نے زر فدیہ دیکر اوسکو چہڑالیا۔ اور وہ ندامت کے باعث یا کسی اور وجہ سے ملازمت شاہی کو چہوڑکر اپنے آبائی شہر کو چلا گیا۔ مگر البانیا کا گورنر محمد پاشا کچہ دن جب قسطنطنیہ گیا تو اوسکو ترغیب و دلاسا دیکر ساتہ لیتا گیا۔ محمد پاشا تہوڑی مدت کے بعد وزیراعظم ہوگیا۔ مگر ساتہ ہی اوسے یہ بہی جلد معلوم ہوگیا کہ کوبرلی پر دربار بہت مہربان ہے اور اندیشہ ہے کہ کہین اوسے وزیراعظم نہ بنا دیا جائے۔ لیکن یہ مسلمہ امر ہے کہ کوبرلی نے وزارت کے حصول کے لئے خود کوئی ناجائز کوشش نہین کی تہی۔ اوسکے دوست احباب نے جو اوسکی مستعدی۔ دانائی اور ثابت قدمی سے اچہی طرح واقف تہے اوسکی سفارش سلطان والدہ کے پاس کی

---

[1] ترک اسکو قزل ایماق پکارتے ہین یہ ایشیا کوچک کے وسط سے گذرتا ہے اور ضلع کپاڈوشیا سے نکلکر بحیرہ اسود مین گرتا ہے کیخسرو شاہ ایران نے کروسس (قارون) شاہ صوبہ لیڈیا ایشیا کوچک کے ایک صوبہ کا پرانا نام کو شکست دی تہی۔ مولف ۱۲۔

کہ تباہی زدہ سلطنت کو یہ شخص شاید روبا صلاح لاسکیگا۔ سلطانہ نے اعیان وارکین سلطنت سے مشورہ کرکے کوبرلی کو وزارت کا عہدہ پیش کیا۔ اُس وقت اوسکی عمر ستر برس کی تہی۔ اوسنے وزارت کا منظور کرنا ان شرائط سے مشروط کیا۔ میری کل تجاویز کو بلاحجت اور بحث مباحثہ کے بغیر قبول کرلیا جایا کرے۔ تمام عہدون پر جس کو مین چاہون مقرر کرون۔ اور جسے چاہون سزا یا انعام دون۔ مین کسی کی سفارش ماننے پر پابند نہ ہونگا اور نہ کسی کے پاس جوابدہ۔ کل اختیار میرے ہاتہہ مین ہو۔ کوئی منظور نظر یا بڑا آدمی مجہہ سے فوقیت نہ رکہے گا۔ میرا حکم سب سے بالاتر ہو۔ مجہپر کامل اعتبار کیا جائے اور کسی شخص کی تہمت یا الزام میرے برخلاف سماعت نکیجائے۔ سلطان والدہ نے بیٹے کیطرف سے حلف اٹہائی کہ یہ تمام شرائط پوری کیجائینگی۔ اور محمد کوبرلی سلطنت عثمانیہ کا وزیر اعظم ہوگیا۔

دربار نے اوسکے سابق محسن محمد پاشا کج گردن کو معزول کرکے حکم دیا کہ معزول وزیر کو قتل کردیا جائے۔ اور حسب معمول اوسکی کل جائیداد ضبط کرلی جائے۔ مگر محمد کوبرلی نے شفاعت کرکے اوسکی جان بچادی اور صوبہ کنیشہ (واقع ہنگری) کے محاصل اوسکو جاگیر مین دیدیئے۔ اپنی وزارت مین محمد کوبرلی نے یہ پہلا کام سعدلی کا کیا اور یہی آخری بہی تہا۔ حالات موجودہ سخت گیری کے متقاضی تہے اور کوبرلی نے سخت گیری شروع کردی مگر وہ ویسی نہ تہی جو مراد چہارم نے اپنے عہد کے آخری حصہ مین اختیار کرلی تہی بلکہ ویسی جو سلطان مراد نے زمام حکومت ہاتہہ مین لینے پر مناسب خیال کی تہی۔ کوبرلی نے دوراندیشی سے کام لیکر مفتی سے بجبر یہ فتوے لکہا لیا کہ وزیر مذکور جو کچہہ کریگا وہ سب جائز ہوگا۔ اور اس فتوے کو لیتے ہی اوسنے سلطنت کو اون تمام شیاطین کے وجود سے پاک کرنا شروع کردیا جنہون نے بدامنی پہیلا رکہی تہی یا عنقریب پہیلانے والے تہے۔ قسطنطنیہ مین متعصب جاہل مشائخ اور درویشون کی ایک جماعت تہی۔ وہ ہر وقت فساد برپا کراتی رہتی تہی اور جو شخص اونکے عقاید کو نہین مانتا تہا اوسکی جان کے دشمن ہوجاتے تہے۔ کوبرلی نے اون سبکو گرفتار کرکے جلاوطن کردیا۔ اور جب اونکے ایک بڑے شیخ نے جسے لوگون پر بہت اقتدار حاصل تہا وزیر کے برخلاف کچہہ بڑبڑ کی تو اوسے فوراً قتل کراکر باسفرس مین پہنکوادیا۔ انہی دنون مین یونانی بطریق اعظم نے مسیحی مذہب حاکم والیشیا کو ایک خط لکہا جو کوبرلی کے ہاتہہ آگیا۔ اس خط مین نمک حرام بطریق نے سلطنت عثمانیہ کی نسبت ویسی ہی پیشینگوییان کی ہوئی تہین جیسی کہ اڑہائی سو برس کے بعد اب بہی ہمارے عیسائی بہائی بالخصوص پیر فرتوت مسٹر گلیڈسٹون اور اکثر پادری لوگ کرتے رہتے ہین۔ بطریق نے ویوودے (حاکم والیشیا کا پرانا خطاب) کو لکہا تہا اسلام

کی طاقت کا خاتمہ قریب پہونچگیا ہے عنقریب عیسائی مذہب بالادست ہوجائیگا مسلمانون کی تمام زمینین عیسائیون کے قبضہ مین آجائینگی۔ اور پیروان صلیب و جرس سلطنت کے مالک ہوجائینگے" ان الفاظ کا صریح مدعا معلوم ہورہا تہا کہ دیوڈو دلیر ہوکر بغاوت کردے۔ کوبرلی نے بلاتامل بطریق کو شہر کے ایک دروازہ پر پہانسی دیکر لٹکوا دیا۔ اور ایسی احتیاط و خبرداری سے کام لینا شروع کیا کہ کسی شخص کے گذشتہ یا موجودہ افعال اور سازش و بغاوت کی تیاریان اوس سے پوشیدہ نہ رہتین۔ اُس نے ہر ایک صوبہ اور شہر مین جاسوس مقرر کردیئے اور اپنے احکام کی تعمیل کے لئے معتبر و دیانت دار۔ اور تابع فرمان افسر مامور کئے۔ اس طرح اوسکی ثابت قدمی اور صادق العزمی کا اثر کل قلمرو مین دور و نزدیک پہونچگیا۔ اور لوگ اوسکے فرمانون کی تعمیل بلاتامل کرنے لگ گئے۔ وہ جانتے تہے کہ یہ ایسے شخص کے احکام ہین جو کسی کام کے کرنے سے خود کبہی نہین ہچکتا اور تامل نہین کرتا۔ وہ خدمتگزارون کو کبہی فراموش نہین کرتا اور اونکی پوری حمایت و محافظت کرتا ہے۔ اور جو نافرمانی یا مخالفت کرین اونکو کبہی معاف نہین کرتا۔ کوبرلی کسی خطاکار یا مشتبہ کو خواہ وہ کسی قوم۔ مذہب یا حیثیت کا ہو کبہی خالی نہ چہوڑتا۔ وہ دہمکیان دیکر غصہ نہین نکالا کرتا تہا۔ بلکہ اوسکا غضب دہمکیون سے پہلے وار ہوجاتا تہا جبتک سزا دینے کا موقعہ نہ آجائے وہ اپنی تیاریون اور ناراضگی کو کمال لیاقت سے پوشیدہ رکہتا تہا۔ ترکی مورخ نایمہ وفید اعظم کے ایک معتبر ملازم شیبی کی سند پر لکہتا ہے کہ کوبرلی کا اصول تہا کہ غصہ ہونا اور ملامت کرنا فضول ہے۔ بلکہ ایسا کرنا صاحب اقتدار کے لئے عموماً خطرناک ہوتا ہے۔ مدبر کو برافروختہ اور یکبارگی مشتعل ہوجانا ہرگز واجب نہین۔ شکار (یعنی مستوجب سزا) کو خواب خرگوش مین مگن اور مطمئن پڑا رہنے دینا چاہیئے۔ اس طریق سے اوسے ہلاک کرنے مین بالعموم یقیناً کامیابی ہوتی ہے۔

محمد کوبرلی نے پانچ برس وزارت کی اور اس عرصہ مین ۳۶ ہزار آدمی اوسکے حکم سے قتل کئے گئے قسطنطنیہ کے جلادون کے افسر ذوالفقار نے وزیر کی وفات کے بعد اپنی زبان سے تسلیم کیا کہ مین نے اپنے ہاتہ سے چار ہزار آدمیون کو ہلاک کرکے باسفرس مین ڈالا تہا۔ جرمنی مورخ وان ہیمر ان اعداد کی تصدیق کرکے بیان کرتا ہے کہ یہ پیرانہ سال وزیر جسکے ایام وزارت کے ہر مہینہ مین بالاوسط پانچسو سے زیادہ جانین اوسکے حکم سے ہلاک ہوتی تہین۔ گورنری کے زمانہ مین بڑا رحمدل اور نرم مزاج مشہور رہتا تہا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بالطبع سفاک اور ظالم نہین تہا۔ بلکہ کل سلطنت مین امن قایم کرنے کا ذمہ وار ہونے پر اُسے یقین ہوگیا کہ سختی کے بغیر بدامنی و فساد کی بیخکنی ناممکن ہے۔ اور حکومت کا رعب نہین بیٹہہ سکتا۔ اور اُس نے اس یقین کے مطابق عمل کیا۔

اسمین کلام نہین کہ امن بڑی گران قیمت پر خرید اگیا۔لیکن اس سے کسی کو انکار نہین ہوگا کہ کوبرلی بہت زیادہ تہا۔مگر وہ رائیگان نہ گیا۔

دارالخلافہ کو سرکشون اور متمردون سے صاف کرکے کوبرلی سب سے پہلی بحری طاقت کی درستی پر متوجہ ہوا اور وینشی امیرالبحر کو ڈارڈنیلز کے دہانہ سے ہٹانیکے لئے ۱۶۵۷ء مین قسطنطنیہ سے فوج روانہ کی گئی۔مگر کپتان پاشا کی بزدلی سے موان سی ینگو کو نمایان فتح حاصل ہوئی۔لیکن یہ فتح بالآخر اہالی وینس کے حق مین نہایت نامبارک ثابت ہوئی۔عیسائی امیرالبحر فتح سے سرمست ہوگیا۔اور شیخی مین آکر لڑائی سے تیسرے دن اپنے کل بیڑہ کو ترکی قلعہ توم تورنی کے مقابلے آیا۔ترکی کمانڈر کو یہ موقعہ خدا خدا کرکے ملا تہا۔اُس نے ایک قلعہ شکن توپ سے امیرالبحر کے جہاز کے میگزین پر ایسی شست باندہکر گولہ پہینکا جو ٹہیک نشانہ پر بیٹہا۔بارود کے اڑنے سے جہاز مع امیرالبحر غرق ہوگیا۔اور وینشی بیڑہ ایسی افراتفری سے دم دبا کر بہاگا کہ تین روز قبل کی فتح کالعدم ہوگئی۔کوبرلی نے اون سپاہیون اور افسرون کو جنہون نے ان معرکون مین بہادری دکہائی خلعت ہائے فاخرہ عطا کرکے اور نئے اعلے تمام بزدلون کو جلاد کے سپرد کردیا۔اس مخلوط قدر افزائی اور سختی سے ساری فوج کے کان کہڑے ہوگئے اس کا نظام درست ہوگیا۔اور اس اصلاح کا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ تہوڑی ہی مدت بعد جزیرہ ٹنی ڈوس وینشی بیڑہ کی آنکہون کے سامنے فتح کرلیا گیا۔لمنوس بہی اسی آسانی سے ہاتہہ آگیا۔اور ڈلمیشیا مین بہی ترکی افواج کو کئی برسون کے بعد اب پہلی مرتبہ متواتر کئی فتوحات حاصل ہوئین۔مگر ۱۶۶۱ء مین وینشی بیڑے نے میلو[۱] کے قریب عثمانیہ بیڑہ پر فتح پاکر سابقہ شکستون کی کسی قدر تلافی کردی۔

لمنوس اور ٹنی ڈوس کے فتح ہوتے ہوتے موسم سرما آگیا تہا۔مگر اس سے وزیر کی فوجی مستعدی مین کچہ فرق نہ پڑا۔زمستان اوسنے حاکم ٹرینسلوینیا مسمی راکوزیئی کی سرکوبی پر جو بیت اللحم گبر کا جانشین تہا صرف کیا۔اور ساتہہ ہی ایشیائی صوبون کی بغاوت کے انطفا کے لئے تیاریان کرتا رہا۔رکوزیئی پر فوجکشی ہونیسے پہلے شاہ سویڈن کیطرف سے بابعالی کیخدمت مین ایک سفارت یہ درخواست لیکر حاضر ہوئی کہ پولنڈ کے برخلاف ترکی سویڈن سے جسکی حکومت اُس وقت آجکل کی نسبت بہت زیادہ وسیع اور ریاست پولنڈ کی حدود تک پہیلی ہوئی تہی جارحانہ و مدافعانہ اتحاد کرلے۔راکوزی نے بہی اس درخواست کی سفارش کے لئے اپنے ایلچی سویڈش سفارت کے ساتہہ کردئیے تہے۔کوبرلی نے شاہ سویڈن کے سفیر کی درخواست کو نامنظور کرکے راکوزیئی کے ایلچیون کو اس قصور مین کہ انکے

---

[۱] کریٹ اور یونان کے درمیان ایک مشہور جزیرہ کا نام ہے جسکے بندرگاہ کا نام بہی میلو یا کسترو ہے۔مؤلف۔

آقا نے بابعالی کی اجازت کے بغیر پولنڈ کے برخلاف سویڈن اور کاسکون سے کیون اتحاد کر لیا ہے قلعہ ہفت برج مین قید کر دیا۔ راکوزی اس تہدید پر بہی اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔ اور اُس نے پولنڈ پر حملہ کرنے کے لئے مالڈیویا اور والیشیا کے ویووڈون کو اپنے ساتہہ گانٹہہ لیا۔ لڑائی ہونے پر پولنڈ نے اوسے شکست فاش دی۔ اور ۱۶۵۷ع مین بابعالی نے اوسکو اور نیز والیشیا کے ویووڈ قسطنطین اول کو معزول کر دیا۔ آخرالذکر کی برطرفی پر خاندان بصارابہ کا خاتمہ ہو گیا۔ ۱۳۴۱ع سے لیکر ۱۶۵۸ع تک ۱۷ برس اسی خاندان سے والیشیا کے حاکم مقرر ہوتے رہے تہے جنمین سے مارسیا اعظم بانی والیشی فوج۔ روڈولف اعظم مصلح کلیسا۔ اولوالعزم وفاتح میکائیل شجاع اور میتہیو اول واضع قوانین والیشیا بڑے جبروت کے فرمانروا تہے۔ قسطنطین کی جگہہ یونانی مہنی جو ایک قفل ساز کا بیٹا تہا مقرر کیا گیا اور وہ پولنڈ کو بہاگ گیا جہان اوسے اوسکی قضا لگئی۔ مگر راکوزی نے ہاتہہ پاؤن ہلائے بغیر ٹرینسلونیا کی حکومت چہوڑنا پسند نہ کیا۔ پست کا ترکی پاشا اوسکی سرکوبی کو بہیجا گیا تو بمقام لپاس ۱۶۵۸ع مین راکوزی نے شکست دیکر اوسے پسپا کر دیا۔ اسپر کوبرلی نے خود اوسکی سر پر پہنچکر اُسے ہزیمت فاش دی۔ راکوزی نے والیشیا کے نئے ویووڈ سے مدد چاہی۔ یہ نمکحرام غدار پہلے ہی سے بابعالی کے برخلاف بغاوت کرنے کا ارادہ رکہتا تہا وہ راکوزی کا ساتہہ دینے پر آمادہ ہو گیا۔ مگر امرا ریاست نے اسکی مخالفت کرکے کہا کہ "سلطان کی تلوار ہماری تلوار سے بہت لنبی ہے"۔ اسپر مہنی تلافی قصور اور خطا بخشوانے کے لئے فوج لیکر کوبرلی کی خدمت مین حاضر ہو گیا۔ عساکر عثمانیہ نے راکوزی کو مغلوب کرکے اَقاطیس بارکسی کو اوسکی جگہہ مقرر کیا اور سلطان نے چالیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج ادا کرتے رہنے کی شرط پر ۱۶۵۸ع مین اوسے حکومت کی سند عطا کر دی۔

مہنی نے صرف دفع الوقتی کے لئے فرمانبردارانہ انداز اختیار کیا تہا۔ اوسکی نیت برابر بد رہی۔ ٹرینسلونیا سے واپس آکر وہ فوج کو تبدریج بڑہاتا رہا۔ اور قسطنطنیہ کے ساہوکارون سے زرخطیر فوجی تیاریون کے لئے قرض لیتا رہا۔ جب وہ تیاریان اوسکے خیال مین مکمل ہو گئین تو اوسنے علانیہ متمردانہ روش اختیار کر لی۔ سب سے پہلے اُس نے اون تمام والیشی امرا کو جو عثمانلیون کے ہواخواہ تہے قتل کرا دیا۔ اور پہر بمقام ترغوویز کی ترکی فوج پر اچانک حملہ آور ہو کر سب کو تلوار کے گہاٹ اتار دیا۔ وہان سے مقامات بریلہ و جرجووا پر پیشقدمی کرکے دونون کو فتح کر لیا اور وہان کے تمام مسلمانون کو تہ تیغ کرکے اونکی جایدادین ضبط کر لین۔ ان مقامات پر قابض ہونیکے بعد اوسنے تمام ترکون کو ڈینوب سے جنوب کیطرف دہکیل دیا۔ مگر اسپر قناعت نہ کرکے اوسنے راکوزی کے

ساتھہ اتحاد کو پہر تازہ کرلیا اور اوس سے دس ہزار ڈران سلوینی فوج منگوا کر دس ہزار والیشی فوج کے ہمراہ مالڈیویا کے ویوودہ گہیکا کے برخلاف جو ترکون کی اطاعت مین ثابت قدم تہا روانہ کی جملہ آورون نے گہیکا پر لیڈیا کے صدر مقام جاسی کے قریب فتح پائی لیکن اس فتح کے ساتھہ ہی مہنی کی فتوحات کا خاتمہ ہوگیا۔ کوپرلی نے ترکی فوج کو والیشیا پر بہیجکر کریمیا کے خان کو تاتاری فوج سے مالڈیویا پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ ٹرنسلوینی اور والیشی فوج کو دریائے بابغ لوئی کے کنارون پر سخت شکست ہوئی مہنی جان بچاکر پہاڑون کو بہاگ گیا۔ اور بابعالی نے گہیکا کی فرمانبرداری سے خوش ہوکر اوسے والیشیا کا بہی حاکم بنا دیا۔

اکثر ناظرین والیشیا کی مسلسل بغاوتون کے حالات پڑہکر متعجب ہونگے کہ بابعالی ہر ایک بغاوت کے بعد سرکش حاکم اور تمردہ ریاستون کو سخت گہیکے بعد پہر کیون خود مختار چہوڑ دیتا۔ اور صرف حکام کی تبدیلی پر قناعت کرتا رہا۔ دنیا مین اور کوئی سلطنت ایسی نہین جس نے کسی ماتحت ریاست کیطرف سے ایک دفعہ بہی ایسی نالائق حرکت سرزد ہونے پر درگذر کیا ہو۔ حتی کہ سلطنت انگلشیہ بہی پابند عہود اور نیک نیت سلطنت نے بغاوت و تمرد سے چشم پوشی کرنا تو درکنار کئی خود مختار ریاستون کو محض اس قصور پر کہ انکا اندرونی انتظام اچہا نہ تہا بالکل معدوم کرکے ممالک محروسہ مین شامل کرلیا۔ ترک اگر ایسی بیوقوفی نہ کرتے اور ایک خطا دو خطا غایت درجہ تین خطا سے درگذر کرکے چوتہی دفعہ فساد ہونے پر اگر والیشیا و مالڈیویا کو ممالک محروسہ مین شامل کرکے اونپر براہ راست حکومت قائم کرلیتے تو آج یہ صوبے مطلق العنان اور اونکا فرمانروا سلطان کا ہم پلہ یورپین بادشاہ نہ ہوتا۔ یہ اعتراض بظاہر بہت زبردست معلوم ہوتا ہے لیکن میری رائے مین (اور یہی اُن سب لوگون کی رائے ہوگی جو خدا کے مواعید اور راستی و ایمانداری کے آخر فتحیاب ہونے پر ایمان رکہتے ہین) خاندان عثمانیہ کو باوجودیکہ اوسکے بعض حکمران اشد نالائق گذرے ہین اور وہ ابتدا سے برابر زبردست اور قوی دشمنون سے گہرا رہا ہے۔ صرف اسی "بیوقوفی" کی طفیل یہ فخر حاصل ہے کہ اوسکے برابر کسی اور خاندان کو حکومت کرنی نصیب نہین ہوئی۔ اور وہ اب تک محسود زمانہ ہے اور بعونہ تعالٰے تا قیامت رہیگا۔ کوتاہ بین دنیادار اور مادی اسباب پر اعتماد کرنے والے پابندی عہود وثائقہ اور خواہ اس مین بظاہر نقصان پہونچتا ہو ایمانداری سے اقرارون کے ایفاء کو بیوقوفی کہا کرین۔ خدائی کامون کے جاننے والے اس سے بڑہکر اور کوئی سعادت نہین دیکہتے۔ اور یہ اسی

---

[۱] اب یہ صوبہ والیشیا کے ساتھہ شامل ہے اور دونون کی ایک ریاست بنگئی ہے جو رومینیا کہلاتی ہے۔ اور ۱۸۷۸ء کے معاہدہ برلن کے روسے ترکون کی ماتحتی سے بالکل آزاد ہوگئی ہے۔ مؤلف ۱۲

سعادت کی خیر و برکت ہے کہ سلطنت عثمانیہ فا وجود اب تک ویسی شان و شوکت سے قایم ہے۔ اس معاملہ پر مین رسالہ معروضہ مظالم آرمینیا اور دول ثلاثہ مین مفصل بحث کر چکا ہون۔ یہان اوسکے دہرانے کی ضرورت نہین۔ یہی پابندی عہود سلاطین کو والیشیا پر مالکانہ تصرف کر لینے سے مانع تہی۔ مانع ہوبون کو فتح کنندہ سلطان نے وہان کی رعایا سے حتمی وعدہ کر دیا تہا کہ اوپر عیسائی حاکم مامور ہوا کرے گا جو امرائے ملک کے صلاح و مشورہ سے حکومت کریگا۔ بابعالی اندرونی انتظام سے کوئی تعلق نہ رکہیگا۔ بابعالی کو صرف خراج سے سروکار ہوگا۔ یہ رعائتین عطا کرتے وقت عمدًا یا سہوًا یہ شرط درج نہ ہوئی کہ اگر اہالی فسلاق و بغدان آیندہ کبہی سرکشی اور نافرمانبرداری کے مرتکب ہونگے تو یہ رعایتین منسوخ ہوجائینگی اور بابعالی کو اونکے ملک کے الحاق کا اختیار ہوگا۔ اس سہو کی اصلاح فریقین کی رضامندی کے بغیر شرعًا و اخلاقًا نہین ہوسکتی تہی اور ظاہر ہے کہ بدعہد والیشی کب ترمیم معاہدہ پر رضامند ہوسکتے تہے۔ ترکون نے اس سہو کا خمیازہ اوٹہانا منظور کیا۔ مگر اپنی طرف سے فریق ثانی کی لاکہہ بدعہدیون پر بہی معاہدہ شکنی کو گوارا نہ کیا۔

بغاوت والیشیا کے فرو ہونے تک آسٹریا و جرمنی کے حکمران خاندان کو جنگ سی سالہ کی بدخاری سے کسیقدر ہوش آگیا۔ اور وہ پہر ٹرکی کی عملی مخالفت کے لئے تیار ہوگئی۔ انطفاء بغاوت کے بعد تاتاری متمردین علیا کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے آسٹریا کی سرحد کے قریب پہونچگئے۔ اس تقرب کو بہانہ بناکر ہنگری کے آسٹرین سپہ سالار کونٹ ڈی سوکس نے سرحدات سلطنت کو تاتاریون کی یورش سے محفوظ رکہنے کا عذر کرکے عثمانیہ مقبوضات ہنگری کے کچہہ حصہ پر قبضہ کرلیا۔ سیدی علی پاشا گورنر بودا نے جرنیل مذکور کو غصب کرنے سے منع کیا۔ اوس نے گول مول الفاظ مین جواب دیکر فہمایش کی کچہہ پروا نہ کی۔ اسپر پاشا موصوف نے قلعہ گران وارڈن (نگیا وعد) پر حملہ کرکے سنہ ۱۶۶۰ع مین اوسے فتح کرلیا۔ وینس سے پہلے ہی لڑائی جاری تہی۔ اب آسٹریا سے بہی شروع ہوگئی۔ اور فرانسیسی سفیر ایم ڈی لاہر کی بیوقوفی سے فرانس کے ساتہہ بگڑتی بگڑتے رہگئی جسکی تفصیل بیان کرنے سے پہلے ایشیائی بغاوت کے انجام کا بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سلطان محمد کا ارادہ تہا کہ وہ خود فوج لیکر باغیون کے مقابلہ پر جائے۔ مگر کوبرلی نے بادشاہ کو ینگچریون کے اختیار مین دیدینا مناسب نہ سمجہکر مرتضٰی پاشا کو فوج کی کمان پر مامور کیا۔ ابازا خورد نے میدان جنگ مین کئی فتوحات حاصل کین۔ لیکن آخر اوسے محسوس ہوگیا کہ سرکشی کا جنون رعایا کی طبعی فرمانبرداری اور اطاعت پسندی پر ہمیشہ غالب نہین رہسکتا۔ یہ سمجہکر اوس نے پادشاہ سے معافی کی درخواست کی۔ مرتضٰی نے اس

بہادر باغی کو اوسکے سرگردہ ہمراہیون کے سمیت بمقام حلب مدعو کیکے دغا سے قتل کردیا۔ محمد کوبرلی نے اسکے
اس فعل کو پسند کیا جس سے ایشیائی صوبجات مین بغاوت کی قطعی بیخکنی ہوگئی۔

فرانس کے ساتھہ بگاڑ اور کوبرلی اول کی وفات

یورپین سیاح چارڈن لکھتا ہے کہ محمد چہارم کے عہد کے شروع مین
عورتین اور خواجہ سرا ملک پر حکومت کرتے تھے جو تمام اعلیٰ عہدون پر جسے
چاہتے تھے مقرر کرتے تھے۔ تقریباً ہر مہینے نیا وزیر اعظم مقرر ہوتا تھا
اور پرانا عہدہ کے ساتھہ ہی جان ومال سے ہاتھہ دہو بیٹھتا تھا۔ یہ رنگ دیکھکر فرانسیسی سفیر ڈی لاہے نے
دل مین خیال کیا کہ سلطان کے نابالغ رہنے تک یہی حال رہیگا اور اسلئے ہر نئے وزیر کو حسب معمول نذر لانے
پیش کرتے رہنا فضول روپیہ ضائع کرنا ہے۔ چنانچہ جب کوبرلی وزیر اعظم ہوا تو اسنے یہی خیال کیا کہ یہ بھی چند
روزہ مہمان ہی۔ مگر یہ اوسکی غلطی تھی۔ اور یہ غلطی دونون سلطنتون مین سخت بگاڑ کا باعث ہوئی۔

کوبرلی وزارت کا اہتمام لینے پر جب وزارت عظمیٰ کے دفتر مین داخل ہوا تو کل عہدہ داران سلطنت
اور باستثنا فرانسیسی سفیر کے تمام سفرا ممالک غیر نے حسب معمول نذرین پیش کین۔ اسپر وزیر نے کئی دفعہ
فرانسیسی سفیر کو حسب معمول حاضر ہونیکے لئے ایما کرا بھیجا۔ بلکہ بعد مین اسپر بہت زور بھی دیا۔ لیکن سفیر اس
خیال خام مین تھا کہ مین اپنے ملک کو کیون خواہ مخواہ زیر بار کرون۔ آخر جب کوبرلی نے کئی اعلیٰ عہدہ دارونکو
جن سے اوسے خطرہ ہوسکتا تھا دار پر کھنچوا کر اپنا اقتدار بخوبی جمالیا اور دنیا پر واضح ہوگیا کہ یہ وزیر ایسی جلدی
برطرف نہین ہوسکیگا تو فرانسیسی سفیر لاچار اوسکی ملاقات کو نکلا۔ اور نذر پیش کی۔ مگر اب نذر دینے سے اوسنے
فی الواقع اپنے ملک کا اوسکی مالیت کے برابر روپیہ ضائع کیا۔ وزیر کے دل مین سفیر کی بدمغزی سے گرہ بیٹھہ گئی
ہوئی تھی۔ اور اوس نے نامبردہ بلکہ کل فرانسیسی قوم سے بدلہ لینے کی ٹھان لی تھی۔ وزیر موصوف اور اوسکو
فرزند کے زمانہ مین فرانس اور ٹرکی مین غیر دوستانہ نامہ وپیام ہونیکا یہی کدورت ابتدائی باعث تھی۔ بعد ازان
فرانس کی مزید بدعہدیان اور مخالفانہ کارروائیون نے اس رنجش کو یہانتک بڑھا دیا کہ دونون سلطنتون مین کھلم کھلا
مقابلہ ہوجانیکا پورا اندیشہ ہوگیا۔

کوبرلی کو اپنا غصہ نکالنے کیلئے جلد موقعہ دستیاب ہوگیا۔ ناظرین کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ محاربہ کریٹ کے شروع
فرانس وینس کو خفیہ مدد دیتا رہا تھا۔ فرانسیسی گورنمنٹ نے علاوہ برین ڈی لاہے کو ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ اہالی وینس کے
ساتھہ در پردہ خط وکتابت جاری رکھے۔ اور اونکو ترکون کے ارادون اور تجاویز سے مطلع کرتا رہے۔ اس ایماندار سفیر

کے ایک قاصد نے جسکا دل یکبارگی نور ایمان و اسلام سے منور ہو گیا تھا سنہ ۱۶۵۹ء مین اوسکے چند خطوط جو وہ گورنمنٹ وینس کی طرف لیجا رہا تہا وزیر کے حوالہ کر دیئے۔ ان خطوط مین ریاست وینس کو نصیحت کیگئی تہی کہ وہ بابعالی کے مطالبون کو ہرگز قبول نہ کرے۔ لوئی چہاردہم اوسکی حفاظت و حمایت کریگا۔ لیکن اگر ریاست نے ایسے صلح کرنی چاہی تو پہر میرا آقا دخل نہین دیگا۔ یہ خط خفیہ طرز انشا اور عبارت مین مرقوم تہے۔ سلطان اور وزیر اوسوقت ایڈریانوپل مین مقیم تہے۔ آخر الذکر ان خطون کو دیکہتے ہی غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ اور فرانسیسی سفیر کو فوراً ایڈریانوپل مین حاضر ہونے کا حکم بہیجدیا۔ سفیر خود بیمار تہا۔ اوسنے اپنی جگہہ بیٹے کو روانہ کیا۔ وزیر لازمی طور پر اوس سے اچہی طرح پیش نہ آیا۔ اور اوسکو خطوط کا مطلب بیان کرنیکا حکم دیا۔ فرزند سفیر نے جواب دیا "مین اپنے بادشاہ کے رازون کو افشا نہین کر سکتا"۔ یہ سنکر محمد کوبرلی اپنے غصہ کو جذب نہ کر سکا۔ اور اسی حالت اشتعال مین چاؤش (اردلی) کو حکم دیا "اس کتے کو درست کر"۔ اس حکم کی تعمیل ہونیکے بعد فرانسیس کو ایڈریانوپل کے برج اعظم کے زندان مین ڈالدیا گیا۔ کوبرلی کا یہ کہنا بالکل درست تہا کہ ایسی نالایق حرکت اگر خود سفیر بہی کرتا تو برداشت نہین کیجا سکتی تہی۔ چہ جائیکہ اوسکا ایلچی ایسی گستاخی کرے۔ خواہ وہ سفیر کا بیٹا ہی کیون نہ ہو۔ چہوٹے ڈی لاہے کے ساتہہ سفارت کے جو ترجمان اور سکرٹری گئے ہوئے تہے۔ اونکو بہی دہمکیان دیگئین۔ مگر اس سے بڑہ کر اونکے ساتہہ کوئی سلوک نہ کیا گیا۔ بڑا ڈی لاہے یہ خبر سنتے ہی قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل دوڑا گیا۔ وزیر نے اوس سے بہی خطون کے مطلب بیان کرنیکا مطالبہ کر کے اوسکی بد اعمالی اور غداری پر سخت ملامت کی۔ اتنے مین راکوزی کی سرکوبی کی ضرورت پڑ گئی۔ وزیر سفیر کی سخت نگرانی کرنے کا حکم دیکر اور اوسکے بیٹے کو قید مین ہی چہوڑ کر ٹرنسلوینیا کو چلا گیا۔ اور جب سنہ ۱۶۵۹ء مین اوس مہم سے فارغ ہو کر واپس آیا تو اوس وقت بمشکل تمام سفیر کو قسطنطنیہ واپس جانے کی اجازت دی۔ مازارن نے اس واقعہ کی اطلاع پہونچنے پر انقطاع تعلق مناسب نہ سمجہہ کر اصلاح معاملہ کیلئے بلانڈل نامی ایک معزز اہلکار کو شاہ فرانس کا دستی خط دیکر سلطان کیطرف روانہ کیا۔ اس خط مین تلافی مافات اور وزیر کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا تہا۔ مگر جسکے برخلاف شکایت کیگئی تہی وہی سیاہ و سفید کا مالک تہا۔ کوبرلی نے بلانڈل سے بڑی بیرخی سے ملاقات کر کے فرانس کی سخت شکایت کی کہ وہ بابعالی کے دشمنون کو مدد دیتا ہے۔ اور آخر مین ڈی لاہے کو بیعزتی کے ساتہہ سلطنت عثمانیہ سے نکال دینے کی دہمکی دی۔ بلانڈل نے خود سلطان سے ملنے کی بہت کوشش کی۔ جو بالکل لاحاصل تہی۔ اس سے قطعی مایوس ہو کر وہ آخر شاہ کے خطوط لیکر فرانس کو واپس چلا گیا۔ اوسکے پہونچنے پر مازارن نے سنہ ۱۶۶۱ء مین ڈی لاہے کو واپس

بلالیا اور فرانسیسی معاملات کی نگرانی وخبرداری قسطنطنیہ کے ایک فرانسیسی سوداگر رابولی کے سپرد کیگئی جو سنہ ۱۶۶۵ء تک مشرق مین فرانسیسی اغراض کا امین رہا۔

ڈی لاہے کی واپسی پر سفارتی تعلقات منقطع ہوگئے اور دونون سلطنتون مین تقریباً کامل بگاڑ ہوگیا۔ آسٹریا۔ ہالنڈ اور انگلستان نے فرانس کو جنگ پر اکسانا شروع کردیا۔ اور انکے سفراء متعینہ قسطنطنیہ نے اوسے بہڑکانے کے لئے فرانسیسیون کی ذلت کو عمداً بڑی رنگ آمیزی اور مبالغہ سے ظاہر کیا۔ مگر مازارن اونکے داؤ مین نہ آیا۔ سنہ ۱۶۵۹ء مین اوسنے ہسپانیہ سے صلح کرلی تہی۔ اور معاہدہ پرینیز سے اوسکو بلاد مغرب مین فرانس کی طاقت و اقتدار بڑہانے کی بڑی امیدین ہوگئی تہین ٹرکی کے ساتہہ لڑائی مول لینے سے جنکے مخدوش ہوجانے کا بہت احتمال تہا۔ اسلئے اوسنے سلطنت عثمانیہ سے جو اوسوقت آسٹریا اور وینس کے ساتہہ مشغول کارزار تہی براہ راست کہلم کہلا بگاڑ کرنا مناسب نہ سمجہکر چار ہزار فرانسیسی فوج کینڈیا کی کمک پر روانہ کردی۔ وینشی فوج کے لئے فرانس سے بکثرت رنگروٹ بہرتی کئے جانے کی عام اجازت دیدی اور بالآخر اوسکے برخلاف آسٹریا کو مدد دینے کا ارادہ کرلیا۔

مگر یہ ارادہ قوہ سے فعل مین ابہی ظاہر نہ ہونے پایا تہا کہ مازارن اور کوبرلی ایک ہی سال مین (سنہ ۱۶۶۱ء) فوت ہوگئے۔ یہ دونون وزیر ملکی خدمات کے لحاظ سے مساوی درجہ رکہتے ہین۔ دونون تادم مرگ اپنے اپنے بادشاہون پر پورے قابو یافتہ رہے۔ اور اونکے حسن انتظام سے دونون سلطنتون کی طاقت بہت سنبہل گئی۔ مازارن نے فرانڈ کی خانہ جنگی کا اور کوبرلی نے ینگچریون کی سرکشی۔ اور ایشیا کوچک و بالائی مصر کی بغاوت کا خاتمہ کیا۔ اول الذکر نے رشیلو کے کام کی تکمیل کرکے خاندان آسٹریا کی دونون شاخون (یعنی قیصر جرمن و آسٹریا و شاہ ہسپانیہ) کی طاقت کو کمزور کرکے مشرق اور جنوب کیطرف فرانس کے مقبوضات کو وسیع کیا۔ اور آخر الذکر نے فتح کینڈیا کے لئے راستہ صاف کرکے باجگذار ٹرنسلونیا اور صوبجات ڈینوب کے رشتۂ محکومی کو از سرنو مضبوط کیا۔ اور آسٹریا کے ساتہہ ایسے محاربہ کی بنیاد ڈالی جس سے وی‌ئنا پہر ایک دفعہ سخت خطرہ مین پڑگیا۔ علاوہ برین کوبرلی نے سلطنت کی بحری طاقت کو درست کیا۔ او نیپر اور ڈان کے کنارون پر قلعے تعمیر کرکے بحیرہ اسود کے شمالی ممالک مین عثمانیہ اقتدار کو مضبوط کیا۔ سخت گیری اور سنگدلی مین وہ کسی طرح مازارن کے اوستاد رشیلو سے کم نہ تہا۔ وہ ۱۳۱ر اکتوبر سنہ ۱۶۶۱ء کو جان بحق ہوا۔ مرتے وقت اوسنے سلطان کو یہ چار نصیحتین کین۔ (۱) عورتون کی صلاح پر کبہی نہ چلنا۔

اور ہر وقت محلسرائے مین بند نہ رہنا۔ (۲) کسی رعیت کو بے اندازہ دولتمند نہ ہونے دینا۔ نہ کبھی کسی ایسے شخص کو وزیر بنانا (۳) خزانہ کو جس طرح ہو ہر وقت معمور رکھنا۔ (۴) فوج کو کبھی بیکار نہ رہنے دینا ہر وقت پشت توسن پر رہکر فوجون کو مصروف کارزار رکھنا۔ اسکے بعد سلطان نے التجا کی کہ تم ملک کی بہتری کے لئے کسکو اپنی جانشینی کے لئے قابل سمجھتے ہو۔ وزیر نے جواب دیا "مین اپنے بیٹے احمد سے کسی کو زیادہ قابل نہین پاتا" اور باپ کی سفارش پر بیٹا اوسکے فوت ہوتے ہی وزیر اعظم بنادیا گیا۔ محمد کوبرلی کو قیام امن کے لئے سخت گیری کی ایسی ضرورت تھی کہ بستر مرگ پر بہی اوسے کئی شخصون کو قتل کروانا پڑا۔ سلطان اور احمد کوبرلی نے اوسکا جنازہ نہایت تزک و احتشام سے نکالا۔ اور اوسکی قبر پر نہایت عالیشان مقبرہ سنگ مرمر کا بنایا گیا۔ مگر عام روایت ہے کہ ایک ہی رات سلطان اور وزیر احمد نے متوفی وزیر کو خواب مین کہتے ہوئے دیکھا کہ "مین گرمی سے پھنکا جاتا ہون۔ مجھے پانی دو" مفتی نے خواب سنکر مشورہ دیا کہ مقبرہ کی چھت ہٹادی جائے تاکہ بارش قبر پر پڑسکے چنانچہ گنبد کی چوٹی اتار دی گئی۔ اور اوسپر تارون کی جالی ڈالدی گئی۔ مراد اول کا مقبرہ بہی اسی غرض کے لئے بے سقف رکھا گیا تہا۔

کوبرلی دوم محمد کوبرلی کی وفات پر سلطان محمد چہارم خاصہ نوجوان ہوگیا تہا۔ مگر وہ خود حکومت کرنیکے لئے کافی مضبوط اور قوی حوصلہ نہین تہا۔ اوسکی بڑی تمنا یہ تہی کہ دن رات شکار کہیلتا رہے۔ اور اسی مین اوسکا تمام وقت اور ہمت صرف ہوتی رہی۔ لیکن ملک کی خوش قسمتی سے اوسے اپنے نئے وزیر احمد کوبرلی پر پورا اعتماد تہا اور گو اوسکے برخلاف بیشمار سازشین ہوئین مگر اوسکو تادم مرگ اس عہدہ جلیلہ پر سرفراز اور کامل مختار رکہا۔ سنہ ۱۶۶۱ع سے لیکر سنہ ۱۶۷۶ع تک ٹرکی کا واقعی حاکم احمد کوبرلی تہا۔ اور اس نے ملک کا ایسا عمدہ انتظام کیا کہ عثمانی اور عیسائی دونون مورخین اوسکی تعریف مین رطب اللسان ہین اور اوسکو سب سے بڑا ترکی مدبر قرار دیتے ہین۔ وزارت کا اہتمام لیتے وقت اوسکی عمر صرف ۲۶ برس کی تہی مگر ایک تو طبعی طور پر قسام ازل نے اُسے اعلےٰ قابلیتین عطا کی تہین۔ اوپر اوسے ایسی کامل تعلیم دی گئی جو اُس وقت قسطنطنیہ کا بہترین مدرسہ دیسکتا تہا۔ باقی رہگئی عملی تربیت اور حکومت وسپہ سالاری کا سلیقہ۔ یہ دونون باتین اوسے باپ کے زمانہ مین گورنر صوبجات اور فوج کا جرنیل رہنے سے حاصل ہوگئی تہین احمد کوبرلی جب اغراض سلطنت مقتضی ہون باپ کے برابر سخت گیر اور جابر ہوجاتا اور خودداری اور رعب کو قایم رکہنے مین بہی اوس سے کم نہین تہا مگر بالعموم اوسکی طبیعت فیاضی اور رحمدلی

کیطرف زیادہ مائل رہتی۔ اور اوسکی سعی و کوشش کا بڑا مدعا یہ تہا کہ جس طرح ہو سکے رعایا کے سر سے محاصل شاہی کا بوجہہ کم کیا جائے۔ اور اوسکو جاگیردار سپاہیون کی زیادہ ستانی اور پاشاؤن اور دیگر مقامی حکام کے جابرانہ ظلم و ستم سے محفوظ رکہا جائے۔

باپ کی طرح اوس نے بہی وزارت کا چارج لیتے ہی اپنے آپ کو علما کی سازش سے محفوظ رکہنے کا انتظام کیا۔ اور ساتہہ ہی طبقہ علما کے افسر اعلےٰ مفتی اعظم کو جس نے جلسہ دیوان مین مرحوم وزیر کی سختگیری کی شکایت کی تہی۔ اسی وقت نہایت شریفانہ ملامت ان الفاظ مین کی "مفتی اگر میرے باپ نے لوگون کو قتل کرایا تہا تو اوسکا اختیار تیرے ہی فتوے سے اوسے ملا تہا" مفتی نے جواب دیا "مین نے بہی تو اوسکے ظلم سے ڈر کر یہ فتوے دیا تہا۔ وزیر اعظم نے "آفندی بشرع رسول مقبول (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کا مفتی اور مسلم ہوکر تجہے یہ کہتے ہوئے شرم نہین آتی کہ تجہکو خدا کی نسبت اوسکے بندہ کا زیادہ ڈر تہا" یہ سنکر مفتی دم بخود ہو گیا۔ اور تہوڑے دنون کے بعد وزیر نے اوسے بر طرف کرکے جزیرہ رہوڈس کو جلاوطن کر دیا۔ اور اوسکی جگہہ اپنے معتبر دوست ثانی زادہ کو مقرر کر دیا۔

محاربہ آسٹریا اور فرانس کی بیوفائی

احمد کوپرلی در اصل صرف ملکی انتظام کی اصلاح و درستی اور اوسکو عمدہ طور پر چلانے کی لیاقت خداداد رکہتا تہا۔ مگر باپ وزارت کے ساتہہ اوسکو وہ محاربون کا بہی جو وینس اور آسٹریا کے ساتہہ جاری تہے چارج دیگیا تہا۔ جس ذمہ داری کو احمد نے جوانمردانہ منظور کر لیا تہا۔

نئی وزارت کے شروع ہوتے ہی وینس اور آسٹریا نے صلح کے لئے نامہ و پیام کئے۔ مگر ان دونون اور بالخصوص آخرالذکر کی نیت صاف نہ تہی۔ وہ محض دفع الوقتی کے لئے لیت و لعل کر رہی تہی۔ اسپر کوپرلی نے زیادہ گفت گو کرنیسے انکار کرکے آسٹریا کو الٹی میٹم (آخری و قطعی شرائط کا مراسلہ) بہیجدیا۔ اور جب شافی جواب نہ ملا تو ایسے پیمانہ پر جنگی تیاریان شروع کین جن سے لوگون کو پہر سلیمان قانونی کے زمانہ کی شان و شوکت یاد آگئی۔ احمد کا ارادہ فقط ٹرینسلونیا اور ہنگری پر ہی ترکی تعداد کو کامل ضبطی کے ساتہہ قائم کرنیکا نہین تہا۔ بلکہ اوس نے آسٹریا کو پوری طرح سے پامال کرنے کی ٹہان لی تہی تاکہ اوسکو پہر سر اٹہانے کی سکت نہ رہے۔ مگر افسوس اسکے لئے مناسب وقت وہ تہا جبکہ آسٹریا جرمنی کے پروٹسٹنٹ شاہزادون اور فرانس کے ساتہہ جنگ سی سالہ مین اور ابراہیم مخلص اعظم مین زنگ ریلیان اڑانے اور جہاراج کرشن کا ردیپا رسنے

مین مصروف تہا محمد چہارم قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل تک فوج کے ساتہہ گیا۔ جہان پہونچکر اُس نے فوج کو وزیر کے ماتحت میدان جنگ کو بہیجدیا۔ اور خود اپنے محبوب شغل (صید وشکار) مین جسکا وہ عاشق زار تہا مشغول ہونے کے لیئے وہین ٹہہر گیا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا مقدس جہنڈا روانگی کے وقت سلطان نے اپنے ہاتھ سے وزیر کے حوالہ کیا اور وہ نشان فتح ونصرت ۸ جون ۱۶۶۳ء کو قلعہ بلگریڈ (بلغراد) کے برج پر نصب کیا گیا۔ کوبرلی زادہ کے ساتہہ ایک لاکہہ اکیس ہزار باقاعدہ فوج۔ ۱۲۳ میدانی اور بارہ گران وزن قلعہ شکن توپین۔ ۶۰ ہزار اونٹ اور دس ہزار خچر بین بار برداری کے لیئے تہین۔ یہ قہار فوج لیکر کوبرلی زادہ نے دریائے ڈینوب کو قصبہ گران کے قریب عبور کیا۔ اور بلا مزاحمت ہنگری وٹرنسیلونیا کے کل میدانی علاقہ پر متصرف ہوکر اوسی برس ستمبر مین ہنگری کے مضبوط مقام نوہسل کا محاصرہ کرکے اوسے فتح کرلیا۔ یہ قلعہ ہنگری کی کلید اور سد سکندری سمجہا جاتا تہا۔ ایسی نمایان فتح جنگ سرمیس کے پیچہے اب پچاس برسون کے بعد یورپ مین حاصل ہوئی تہی۔ اس سے تمام ملحقہ علاقہ مین ترکون کا رعب بیٹہہ گیا۔ اور تمام متصلہ قلعون نے خود بخود اطاعت قبول کرلی۔ وزیر نے موسم سرما مین اور کوئی جنگی کارروائی یا پیش قدمی نہ کی۔ مگر بقیا سہ فوج کے تاتاریون نے صوبجات ہنگری۔ مالڈیویا اور سلیسیا مین چارون طرف پہیل کر خود وائینا کی دیوارون تک ملک کو برباد اور لوگون کو تاخت تاراج کردیا۔ اور اسی ہزار عیسائی اسیر کرلائے۔

آسٹریا کے قیصر لیوپولڈ کو اُس وقت باہر سے کسی امداد کی توقع نہ تہی۔ جرمنی کی وہ ریاستین جو معاہدہ وسٹ فیلیا اور بالخصوص اتحاد ریاستہائے رائن (یعنی جو اس دریا پر واقع ہین) کے بعد فرانس کی حمایت مین چلی گئی تہین کسی طرح کی مدد نہین کرنا چاہتی تہین۔ پس قیصر کا کل دارومدار اپنی ہی فوجون پر تہا[1]۔ پوپ الکزنڈر ہفتم نے جو خاندان آسٹریا کا بڑا خیر خواہ تہا یہ رنگ دیکہکر کل عیسائی طاقتون کو ترکون کے برخلاف مجتمع کرنے کی صلاح کی۔ اور سب سے اول اس بارہ مین لوئی چہاردہم کو تحریک کی۔ شاہ مذکور نے سفیر بہیجکر پوپ کو کہلا بہیجا کہ گو ایسے اتحاد مین شامل ہونا فرانس کے لیئے مناسب نہین اس سے ترک برافروختہ ہوکر اپنے ممالک محروسہ مین کل عیسائیون کو قتل کردینگے۔ اور فرانسیسی تجارت لیوانٹ مین معدوم ہوجائے گی۔ اور سب سے بڑہکر مانع یہ ہو کہ قیصر نے ہم سے کب کوئی بہلائی کی ہے۔ بلکہ جب موقعہ ملا نقصان پہونچاتا رہا ہے لیکن باینہمہ مذہب کے لحاظ سے مین اس اتحاد مین شریک ہوجاؤنگا۔ اور اپنی دوست جرمن ریاستون کو بہی شمولیت کی ترغیب دونگا۔ لوئی نے اس عدہ کے ایفا کے لیئے عملی کارروائی بہی شروع کردی۔ اسنے جرمن ریاستون

[1] اسوقت تک یورپ کی تمام عیسائی سلطنتون کا دستور تہا کہ لڑائی ختم ہوجانے پر فوجونکو منتشر کردیتے تہے اور جب ضرورت ہوتی سپاہیونکو گہرون سے بلالیا جاتا تہا باقاعدہ دائمی فوج کسی کے پاس نہ تہی۔ ۱۲

سے خاص معاہدہ کیا جسکے روسے ہر فریق نے تین تیس ہزار فوج ترکون کے مقابلہ پر روانہ کرنے کا اقرار کیا۔ مگر قیصر کملکی فوج کی تعداد سنکر ہی کانپ گیا اور اوسکا یہ اندیشہ بیجا ہی نہ تہا۔ ایماندار عیسائیان کی کرتوتین اوسے متنبہ کرنیکے لئے کافی موجود تہین جو تہے صلیبی جنگ مین یورپ کے باایمان عیسائی گہرون سے تو بیت المقدس کو بتکفار (یعنی مسلمانون) سے فتح کرنیکے لئے چلے تہے۔ مگر راستے مین اپنی ہی ہم مذہب یونانی سلطنت کے گرو ہو گئے اور قدس وکفار کو فراموش کرکے یونانی قیصر کو قتل اور اوس کے دارالخلافہ قسطنطنیہ اور کل سلطنت کے مالک بن بیٹھے جسکے حصے بخرے ہو کر سب ایماندار بہائیون مین تقسیم کردئیے گئے۔ فرانس تو پہلے ہی قیصر آسٹریا کا جانی دشمن تہا اور اوسکی معاون ریاستین کیلی ہی جرمنی مین قیصر مذکور کو کچہ کم تنگ نہین کیا کرتی تہین۔ الغرض قیصر نے پوپ کی منت کی کہ اتحاد کا خیال جانے دو اور پوپ نے ویسا ہی کیا۔ لوئی چہاردہم اپنی نسبت یہ بے اعتباری دیکہکر بہت بگڑا۔ اور اوسکے وزیر لاین نے پوپ کو لکہا "اگر کسی اور پوپ کو ایسی امداد پیش کیجاتی تو وہ جامون مین پہولا نہ سماتا اور ایسی تائید غیر مترقبہ پر خداوند یسوع مسیح کا خاص شکریہ ادا کرتا۔ مگر خیر ہمنے اپنا فرض ادا کردیا تہا آگے پوپ جانے اور اوسکا کام"۔

قیصر کو اس طرح خارجی امداد سے مایوس ہو کر اپنی ہی قوت پر انحصار کرنا پڑا۔ ادہر موسم سرما کے گذر جانے پر کوبرلی زادہ نے مئی ۱۶۶۳ع مین پیشقدمی شروع کرکے دریا مور کو عبور کیا۔ اور قلعہ سری دار کا محاصرہ کرکے ۲ر جولائی کو اوسے فتح کرلیا۔ یہ قصبہ اور قلعہ قیصر لیوپولڈ نے تعمیر کیا تہا۔ جسے یہ جتانیکے لئے کہ عثمانی اوسکی کوئی حقیقت نہین سمجہتے اس قلعہ کو منہدم کرکے آگ لگادی گئی۔ یہان سے ترک شمال کی طرف بڑہے اور جہیل بالاتون کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ گذر کر اگروار کیوناق اور کئی دیگر مضبوط مقامات کو فتح کرلیا۔ اور ۲۶ر جولائی کو قصبہ کرمند کے قریب جو دریار راآب کے داہنی کنارہ پر واقع ہے ہو پہنچگئے اگر وہ اس دریا کو عبور کرجاتے تو وائنا تک پہر راستہ صاف تہا۔ مگر آسٹریا کی فوج گو تعداد مین ترکی فوج سے کم تہی مگر اوسکا سپہ سالار اوس زمانہ کے لائق ترین جرنیلون مین سے تہا۔ اور علاوہ برین قیصر کو اب باہر سے بہی کمک پہونچگئی تہی جسکے طفیل آسٹریا کو وہ فتح نمایان حاصل ہوئی جسکا آگے مفصل ذکر کیا جائیگا۔ قیصر اور پوپ نے ترکون کی تندکرہ بالا مسلسل فتوحات سے گہبرا کر فرانس سے پہر مدد کی التجا کی۔ مگر صرف نقد امداد کی۔ لوئی نے جواب دیا کہ مین ۲۴ ہزار اپنی اور ۲۴ ہزار اپنے جرمن معاونین کی فوج سے مدد دینے کو تیار ہون۔ قیصر نے

اس کمک کو منظور نہ کیا - اور اسکے صاف کہدیا کہ ملک مین اس قدر فوج داخل ہوجانے پر سلطنت کا مالک مین نہین رہجاؤنگا - بلکہ شاہ فرانس ہوگا - لوئی کے پاس مازارن ایسے لایق اور دوراندیش وزرا نہین رہ گئے تھے - وہ عیسائی ہمسایون کی تمام پہلی مخالفتون کو فراموش کرکے رعایا اور عیسائیون کی نگاہ مین مذہب ودین کا حامی بننے کے لئے ترکون کی مخالفت پر تلا ہوا تہا - اوسنے قیصر کی بار بار کی اظہار بے اعتباری کی کوئی پروا کی اور آخر فریقین مین یہہ قرار پایا کہ شاہ فرانس چہہ ہزار فرانسیسی اور سہ ہزار جرمنی ریاستون کی فوج سے آسٹریا کی مدد کرے - اور دو لاکہہ کرون اخراجات جنگ کے لئے نقد دے چنانچہ شاہ فرانس نے یہ رقم پوپ کو بہیجکر تیس ہزار فوج ڈیوک فولاڈی اور کونٹ کولگنی کے زیر کمان میدان جنگ کو روانہ کردی - اور ساتہہ ہی پوپ کو کل عیسائی طاقتون کے اجتماع کی دوبارا کوشش کرنیکی صلاح دی - مگر اس طرف کسی نے توجہ نہ کی - *

آسٹرین افواج کا سپہ سالار پہلو کونٹ سٹروزی تہا - فرانسیسی و جرمنی کمکی فوج کے پہونچنے سے پہلے آسٹریا کی حالت ناگفتہ بہ تہی - صرف صوبہ کروشیا کی طرف جرمنی جرنیل ہوہن لوہی اور حاکم کروشیا زرینی نے مقامات خنفر کرشن - بیوک - بازیس اور پانسو سے زیادہ دیہات کو فتح کرنے اور جلانے مین کامیاب ہوئے - کونٹ سٹروزی کو بہی کوبرلی زادہ کے مقابلہ مین چند خفیف سی فتوحات حاصل ہوئی تہین - مگر وہ دریائے سوہر کے معرکہ مین قتل ہوگیا - اور اوسکی جگہہ مشہور جرنیل ریمنڈ کونٹ ڈی مونٹی سوکولی جس نے ترکون پر فتح عظیم پاکر عیسوی دنیا مین اپنا نام ہمیشہ کے لئے قایم کردیا مقرر کیا گیا -

یہ شخص بہی زمانہ حال کے اکثر نامور جرنیلون کیطرح اطالین تہا - وہ اٹلی کے صوبہ موڈینا کے ہمنام شہر مین سنہ ۱۶۰۸ء مین ایک امیر گہرانہ مین متولد ہوا جوان ہوتے پر وہ آسٹریا کی فوج مین داخل ہوگیا - اور جنگ سی سالہ کے آخری حصہ مین اور بعد ازان پولنڈ کے برخلاف محاربات مین خاصی ناموری پیدا کی - جب تک اسے فرانسیسی کمک نہ پہونچی وہ ترکون کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرسکا - اور کوبرلی زادہ نے دریائے سوہر اور راآب کے درمیانی دوآبہ پر قبضہ کرلیا - یہ دونون دریا بودا پسٹ اور وائنا کے درمیان مغرب کی طرف سے آکر دریائے ڈینوب مین گرتے ہین - کمک پہونچ جانے پر اوسنے دریائے راآب کے بائین کنارہ مقام کرمنڈ کے قریب ترکون کو وائنا کیطرف بڑہنے سے روکنے کے لئے مورچہ تیار کردیئے - یہ دریا بہت عریض ہے اور بڑی تیزی کے ساتہہ بہتا ہے - چنانچہ ترکی فوج ہراول نے جب اوسے عبور کرنیکی کوشش کی تو عیسائی فوج نے اوسکو

باسانی پیچہے ہٹا دیا۔ اسپر عبور دریا کے لئے کوئی اور مناسب مقام تلاش کرنیکے لئے کوبرلی دریا کے داہین کنارہ کے برابر برابر صوبہ سٹیریا کی طرف جو صوبہ ہنگری سے بجانب غرب ہے بڑہنے لگ گیا۔ دوسری طرف مونٹی سوکولی بہی اوسکی مزاحمت کے لئے دوسرے کنارہ پر ساتہہ ساتہہ بڑہتا گیا۔ اس پیش قدمی سے کوبرلی نہ فقط وائینا بلکہ آفن اور سویس برگ سے بہی جہان ترکی میگزین اور ریزرو فوج جمع ہو رہی تہی دور نکل گیا۔ ترکون نے اس اثنا مین کئی دفعہ دریا کو عبور کرنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ آخر دونون فوجین اوس مقام سے جہان دریائے لوفرز راآب مین گرتا ہے۔ آگے گذر کر مقام سینٹ گوتہرڈ کے قریب پہونچگئین۔ دریا لوفرز کے محل التصاق سے اوپر دریائے راآب اکیلا ہی چلا آتا ہے۔ اسلئے وہان سے آگے اوسکا عرض و عمق اتنا بڑا نہ تہا کہ ترکون کو عبور مین کوئی سخت دقت ہو سکتی۔ چنانچہ دونون فوجون نے قسمت و زور آزمائی کے لئے اس مقام کو پسند کر کے ایکدوسرے کے بالمقابل دریا کی دونون کنارون پر ڈیرے ڈالدیئے۔ اور فیصلہ کو تلوار پر چہوڑنے سے پہلے صلح و صفائی سے کام لینے کی کوشش کی گئی۔ رنینگٹن آسٹرین ایلچی نے صلح کی شرط ایک یہہ پیش کی کہ نوحسل[1] قیصر کو واپس دیدیا جائے ترکون نے متعجب ہوکر جواب دیا کہ کیا کبہی پہلے بہی عثمانیون نے مفتوحہ علاقہ کو خودبخود عیسائیون کے حوالہ کر دیا ہے۔ جو اب ایسی درخواست کیجاتی ہے؟ اسیطرح وزیر نے آسٹریا کی اس درخواست کو منظور نہ کیا کہ معاہدہ ستوا تورک کی بنیاد پر جدید صلح کیجائے۔ وزیر کا مطالبہ تہا کہ فتوحات تازہ کی بنا پر صلح ہو آخر مصالحت کی بحث چہوڑکر تلوار پر حصر رکہا گیا۔ آسٹرین جرنیل نے اس اتفاقیہ مہلت و وقفہ کو فوجون کی ترتیب۔ اسباب۔ میگزینون کو موقعہ بموقعہ رکہنے اور صف جنگ مین ہر ایک پلٹن کیلئے خاص خاص مقام اور موقعہ مقرر کرنے مین صرف کیا۔ اور یکم اگست ۱۶۶۴ء کو اوسکی صایب تدبیر کا نیک نتیجہ کل دنیا پر واضح ہو گیا۔

سینٹ گوتہرڈ کا راہب خانہ جسکے نام سے یہ معرکہ مشہور ہے۔ لوفرز اور راآب کے محل التصاق سے تہوڑے سے فاصلہ پر اوپر کیطرف راآب کے داہین کنارہ پر واقع ہے۔ اسی کنارہ پر سینٹ گوتہرڈ کے راہب خانہ اور گاؤن سے بجانب غرب موضع ونڈش ڈورف تک ہموار میدان ہے۔ لڑائی سے پہلے ایک گاؤن تک ترکی افواج کا یمین اور دوسرے تک یسار پہیلا ہوا تہا۔ بائین کنارہ پر بہی اسی میدان کے

---

[1] یہ شہر صوبہ ہنگری مین لوداپسٹ سے بجانب شمال تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مؤلف ۱۲

برابر طویل ہموار میدان ہی مگر وہ عرض مین زیادہ ہے- اوراسی میدان مین یہ نتیجہ خیز لڑائی ہوئی- اس میدان مین آسٹرین
فوج مقیم اور جنگ کے لئے صف آرا تہی- میدان مذکور کے وسط مین موضع گرزڈوف ہی- آسٹرین فوج کا قلب وہان تہا
اس گاؤن کے سامنے دریا کی ڈہلوان مین خم ہی جو جنوب کیطرف یعنی جدہر ترکی فوج تہی قوس کیطرح نکلا ہوا ہے اس سے ترکی فوج کو
عبور کرنیمین بڑی آسانی ہوگئی- کیونکہ وزیر محدب طرف کے دونون کونون پر باتریان نصب کر دینے سے اس قابل
ہوگیا تہا کہ دوسرے کنارے کے خم کے وسط پر ترکی فوجون کے اترنے مین جو فوج مزاحم ہو اوسے توپون سے
فنا کر دے- مونٹی سوکولی نے جرمن ریاستون کی ۲۴ ہزار ملکی فوج کو اپنی صف کے قلب مین موضع موگرزڈ
ورف کے اندر اور قریب رکھا- اور آسٹرین وہنگرین فوج کو یمین (دائین طرف) پر مامور کرکے فرانسیسی
چہ ہزار ملکی فوج کو یسار مین مامور کیا- مقابل فوجون کی یہ ترتیب بتانیکے بعد کریسی صاحب لکہتے ہین کہ
" ترکی فوج تعداد مین غنیم سے زیادہ تہی- اور ذاتی شجاعت و تہور مین مسلمہ امر ہی کہ ترکی سپاہی کسی مخالف
سے کم نہین ہین مگر سلیمان کے بعد جسکے عہد مین عیسائی دشمن ترکی فوج کے نظام و تربیت پر بنظر
رشک وحسد عش عش کیا کرتے تہے- اوسکے نظام و ترتیب مین قابل افسوس خرابی پیدا ہوگئی تہی سلیمان
کے زمانہ سے مقابلہ کرنا تو درکنار وہ تو دور کی بات ہی جنگ کرسیس کے وقت کی نسبت بہی جو
سنہ ۱۵۹۶ء مین ترکون اور جرمنون کے درمیان ہوئی تہی ترکی فوج مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا تہا-
ترکی سپاہی تو چندان بگڑے یا نہ- ترک افسرون مین جنگی لیاقت اور مہارت نام کو نہین رہ گئی تہی
برعکس اسکے جرمنون اور مغربی یورپ کی دیگر سلطنتون کی فوجون نے جنگ سی سالہ کی طفیل جسمین
ٹلی[۵۱]- والنسٹین[۵۲]، گسٹاوس اڈولفس[۵۳] - برنہارڈ[۵۴]- لورس ٹنسٹن[۵۵]، تورین[۵۶] اور خود

[۵۱] جوہن سرکلس ٹلی مشہور جرمن جرنیل سنہ ۱۵۵۹ء مین پیدا ہوا- اوسنے محاربات ہنگری مین ترکون کو کئی دفعہ شکست
دی- سنہ ۱۶۲۰ء کی جنگ پراگ مین بڑی شجاعت دکہائی- سنہ ۱۶۲۶ء مین بمقام لٹر کرسچن چہارم شاہ ڈنمارک کو شکست
دی- مگر سویڈن کے جرنیل بادشاہ گسٹاوس اڈولفس سے لیک کے معرکہ مین ہزیمت یاب اور سخت زخمی ہوا- سنہ ۱۶۳۲ء مین
فوت ہوا- +

[۵۲] مشہور آسٹرین جرنیل موڈیک سنہ ۱۵۸۳ء مین پیدا اور سنہ ۱۶۳۴ء مین غداری سے قتل ہوا- +

[۵۳] سویڈن کا نامور اور بہادر بادشاہ- وہ آسٹریا کی فوجون کو شکست دیتا ہوا ڈینوب تک پہونچگیا- ٹلی کو دو دفعہ عظیم زک
دی- بڑا علم دوست تہا- سنہ ۱۵۹۴ء مین پیدا- اور سنہ ۱۶۳۲ء مین فوت ہوا- پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا حامی تہا- +

مانٹی سوکولی ایسے بیدیل جرنیلون کو اپنی لیاقت خداداد کے جوہر دکھلانے پر تیار تھے - اسلئے - فوجی نقل و حرکت اور فن صف آرائی اور عام فوجی نظام و ترتیب مین بے اندازہ ترقی و اصلاح کرلی تھی - ترکی توپخانہ مین گو توپین بہت تھین مگر جرمنون کے توپخانہ کے مقابلہ مین اب بیحد اور گولہ اندازوے ویسے قابل نہ تھے ینگچریون نے برچھی کا استعمال ترک کردیا تھا سلیمان کے زمانہ مین اونکے اسلحہ مین یہ بھی شامل تھی ترکی فوج مین ثابت قدم برچھی دار پیادہ سپاہیون کے دستے اور بخوبی مسلح باقاعدہ فوج سواران تقریباً نابید ہوگئی ہوئی تھی جرمنی فوج پیدل اب برچھی دار اور بندوقچیون سے مرکب تھی - اور اونکی فوج سوارون کا ایک حصہ زرہ پوش اور بخوبی مسلح سوار و نکی رجمنٹون پر مشتمل تھا - اور مونٹی سوکولی کی رائے تھی کہ حملہ کے لئے مناسب موقعہ ملنے پر یہ رجمنٹین ترکی انفنٹری (پیدل) اور کیولری (سوارون) کو یقیناً پامال کردینگی اور غنیم اس سیلاب تند و تیز کی بافلبہ وجہ مزاحمت نہین کریگا - جرنیل مذکور برچھی کو ہتیارون کی ملکہ کہتا تھا - اور اوسکے خیال مین ترکی سپاہ اس کی عدم موجودگی سے بہت کمزور ہوگئی تھی - اور اوس مین یہ مہلک نقص ہے - اس واقعہ سے پچاس برس بعد فرانسیسی جرنیل مولارڈ نے بھی ترکون کے سنگین کی مانہ کیلئے فایدہ اٹھانے مین لاپروائی کرنے اور اوسکا استعمال شروع نہ کردینے پر تقریباً ایسی ہی رائے ترکی فوج کی نسبت ظاہر کی - *

---

۵۹ جرمنی ریاست سیکسن ویمار کا ڈیوک اور مشہور جرنیل جنگ سی سالہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا حامی تھا - کئی معرکون مین فتح پائی - آخر عین فتوحات مین زہر سے ہلاک ہوا - سنہ ۱۶۰۳ء مین پیدا اور سنہ ۱۶۳۹ء مین فوت ہوا - *

۶۰ سویڈن کا مشہور جرنیل اور کونٹ - اس نے جنگ سی سالہ مین آسٹریا کے شاہی خاندان ہپسبرگ کا تقریباً خاتمہ کردیا تھا - مگر چار برس کے بعد شاہ سویڈن نے اوسے میدان جنگ سے واپس بلالیا - سنہ ۱۶۱۳ء مین پیدا اور بمقام سٹاک ہولم سنہ ۱۶۷۶ء مین فوت ہوا - *

۶۱ مشہور فرانسیسی مارشل اور امیر - وہ ڈیوک بولان کا بیٹا اور ولیم سوم شاہ انگلستان کا بہانجا تھا - اس نے آسٹرین فوج کو کئی معرکون مین شکست فاش دی - آخر بمقام سسباش جبکہ وہ مونٹی سوکولی کا مقابلہ کررہا تھا - توپ کے گولہ سے ہلاک ہوا - تمام فرانسیسی فوج اوسکی لاش دیکھکر چیخ اٹھی "ہائے ہمارا باپ مرگیا" - اوسنے اپنے حالات خود قلمبند کرکے تھے جو سنہ ۱۶۷۲ء مین شائع ہوئے - بمقام سیدان سنہ ۱۶۱۱ء مین پیدا - اور سنہ ۱۶۷۵ء مین فوت ہوا - *

"مونٹی سوکولی نے سینٹ گوتہرڈ کی لڑائی کے بعد ترکی فوج کے کل نقص اپنے ہاتہہ سے قلم بند کئے۔ مگر
اسکا یہ مطلب نہین کہ عیوب مذکورہ اوسپر اس لڑائی سے واضح ہوئے تھے۔ نہین! اوسکی مشبرانہ نظر اور
فوجی امعان بصر نے وزیر کی افواج کو دیکھتے ہی اور محاربہ کے ابتدائی معرکون مین اونکی صف آرائی اور فوجی
طاقت کے آزمایش کرنے پر ہی اونہین بہانپ لیا تہا۔ البتہ ترکون کو لڑائی سے پہلے اپنے نقصون کا علم نہ تہا،
احمد کوپرلی کے زیر کمان اب تک برابر فتح پاتے چلے آنے سے اونکے حوصلے بہت بڑہے ہوے تھے۔ اونکو
اپنی طاقت اور اپنے سپہ سالار وزیر کی مہارت پر پورا بہروسہ تہا۔ اور اس تیقن واعتبار سے سرمست انہون نے
یکم اگست ١٦٦٤ء کو راآب کی طرف بڑہکر دریا کو عبور کرنا شروع کیا۔ کوپرلی نے جیسا کہ اوپر اشارا ہو چکا ہے۔
قوس کے دونون پہلوون پر باتریان نصب کر دی تہین۔ اونکی پناہ مین ینگچری فوج جو ترکی فوج کے قلب
لشکر مین صف بستہ تہی زیادہ نقصان اوٹہائے بغیر دریا سے گذر گئی۔ اور اوس نے قصبہ موگرزڈورف پر حملہ آور
ہوکر غنیم کے قلب کو بالکل پامال کرکے اوسپر قبضہ کر لیا۔ اس کامیابی سے ترکون کو کامل فتح کا یقین ہوگیا مگر مونٹی
سوکولی اپنے قلب کے لئے یمین سے کمک لے آیا شاہزادہ لورین نے جسکے طویل اور شاندار سلسلہ فتوحات کا آغاز
اس لڑائی سے ہوا۔ آسترین زرہ پوش سوارون کو لیکر بذات خود ینگچری فوج پر دہاوا کیا اور خود اپنے ہاتہہ سے وزیر
اعظم کی محافظ فوج کے کمانڈر کو قتل کیا۔ ترکی فوج قلب کی جو فوج آگے بڑہ گئی ہوئی تہی۔ وہ اس طرح پہلو پر سے
آسترین کیولری کے حلہ کی زد مین آجانے پر مجبوراً راآب کو پیچہے ہٹ آئی۔ اسکے بعد آسترین نے موگرزڈورف
پر حملہ کر کے اوسے آگ لگا دی۔ مگر اون شجاع ینگچریون نے جنہون نے موضع مین داخل ہو کر غنیم کے دہاوے
کو روکنے کے لئے جہٹ پٹ خندقین اور مورچے تیار کر لئے تہے۔ واپس ہٹنے یا ہتیار رکہدینے سے
صاف انکار کر دیا۔ اور جبتک آگ نے اونکو زندہ نہ جلا دیا ایسی ثابت قدمی سے اپنی جگہہ پر قائم رہے کہ
مونٹی سوکولی بہی اونکے ثبات کو دیکہکر قربان ہو گیا۔ کوپرلی اپنی قلب کی فوج کو نرغہ مین دیکہکر اپنے یمین
سے زبردست کمک خود لیکر دریا سے گذر آیا۔ ادہر مونٹی سوکولی نے کونٹ کولگنی فرانسیسی فوج کے کمانڈر کو
جو یسار پر تہا کہلا بہیجا کہ وقت بہت نازک ہے پوری طاقت سے جلد مدد کو پہونچو۔ کولگنی نے فوراً ایک ہزار پیدل
اور سوارون کے دو دستے ڈیوک ڈی لافولاڈی اور بوزیوی کے زیر کمان بہیجدیئے۔ کوپرلی نے جب ان صاف
رخسار بے ریش وبروت فرانسیسیون کو (جنکی ڈاڑہی مونچہین منڈی ہوئی تہین) بالون کی معطر ٹوپیان پہنے
ہوئے آتا دیکہا تو اپنے ایک مصاحب سے طنزاً سوال کیا "یہ نوعمر لڑکیاں کون ہین؟" مگر "یہ نوعمر لڑکیاں" ترکون

سے دل وہلا دینے والے نعرۂ ہائے تہلیل و تکبیر (اللہ اکبر) کی کچھ پروانہ کر کے "الانگ" (بڑہے آؤ، بڑہے آؤ) کے نعرے مارتی ترکون کی صفون مین شیرون کی طرح کود پڑین۔ اور جو سامنے آیا اوسے فرش خاک پر خواب عدم مین سلا دیا۔ اونہون نے اس ہلہ مین کشتون کے پشتے لگا دیئے۔ جو خوش قسمت بلگیری اس قتل عام سے بچ گئے اونکو عرصہ تک فرانسیسی نعرۂ "الانگ" فراموش نہ ہوا۔ اور سالہائے سال تک ڈیوک ڈی لافوڈ کا چچا فولآدی کے نام سے اونکی یادگون مین ہوتا رہا۔

" فرانسیسی فوج کے وار سے کوبرلی کا پہلا وار بالکل خالی گیا۔ اوسکی فوج قلب کمک قتل ہو گئی یا داہنے کنارہ کو پیچھے ہٹ آئی۔ لیکن بائین کنارہ پر تہوڑی سی زمین پر اوسکا قبضہ باقی رہا۔ دوپہر کے قریب اوس نے عیسائیون کے دونون پہلوون پر ایک ساتہہ حملہ کرنیکا انتظام کیا (افسوس یہ سمجھا اوسے موقعہ گذر جانے پر اب آئی۔ انپر اوسے شروع ہی مین حملہ کرنا واجب تہا) اور خود پہلے سے زیادہ فوج لے کر اوسی وقت دوسری دفعہ عیسائیون کے قلب پر حملہ آور ہوا۔ عثمانیہ بیقاعدہ سوارون کے چار زبردست بیڑے دریا سے گذر کر مونٹی سوکولی کے یمین پر اور تین ویسے ہی بیڑے عیسائیون کے یسار پر بڑہے۔ کوبرلی نے اپنے ساتھ پیدل اور سوار دونون طرح کی فوج لی۔ اس انتظام کے علاوہ وار سے حملہ کرنے سے پہلے متعدد بیڑون کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے کسیقدر فاصلہ پر سے دریا کو عبور کر کے آسٹرین فوج کے عقب اور پہلوؤن پر حملہ آور ہون۔ ترکون کے دریا سے گذرتے ہی ایک سرے سے دوسرے سرے تک خونخوار ہنگامہ شروع ہو گیا۔ عیسائی فوج کے کئی حصے ہزیمت یاب ہو کر بہاگ گئے۔ یہ رنگ دیکھکر کئی عیسائی جرنیلون نے پیچھے ہٹ جانیکی صلاح دی۔ مونٹی سوکولی نے جواب دیا۔ پیچھے ہٹنے مین خیر نہین۔ بچاؤ اسی مین ہے کہ ترکون کے آگے بڑہنے کا انتظار نکیا جائے۔ اور صرف اونکے حملہ کے روکنے کی کوشش کرنے پر قناعت نکیجائے۔ بلکہ چیدہ افواج کی زبردست جمعیت لیکر خود ابتدا کرین۔ اور ترکی قلب لشکر پر جانگداز حملہ کرین۔ اس صورت سے بچاؤ کی ہی امید نہین بلکہ فتح کا نصیب ہو جانا بہی بعید نہین۔ سب افسرون نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اس غرض کے لئے عیسائی سوارون کا زبردست بیڑہ جمع کیا گیا۔ اور اون مین سے ہر ایک کو کہدیا گیا کہ "یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید۔" یا دشمن کو فنا کرنا یا اسی کوشش مین خود فنا ہو جانا۔ آسٹرین کیولری کے جرنیل جان سپورک نے اپنے سوارون کے سامنے برہنہ سر فرش خاک پر سربسجود ہو کر بآواز بلند یہ[1] دعا کی۔ " اے سپہ سالارون کے سپہ سالار۔ جو آسمانون پر ہے

[1] ماراتہان کی مشہور لڑائی میں جو ایرانیون اور قدیم یونانیون کے درمیان ہوئی۔ یونانی جرنیل ملشیاڈس نے بہی دیوتاؤن سے

اگر تو آج کے دن اپنے فرزند عیسائیون کی مدد کرنا چاہتا ہے تو کم از کم ان ترک سگون کی بہی نکرلو۔ اور پہر تو جلد ایسا ماجرا دیکہیگا جو تجہے بہت پسند آئیگا"

"اس فیصلہ کن حلہ کے لئے صفون کی ترتیب درست کر لینے پر مونٹی سو کولی نے دہاوے کا حکم دیدیا۔ اور آسٹرین سوار بلند نعرے مارتے ہوئے سیلاب کیطرح ترکون پر جپٹ پڑے ترک خلاف معمول مخالفون کو نعرے مار کر حملہ کرتے ہوئے دیکہکر جو ہمیشہ محض ترکون کا شعار رہا تہا ہکے بکے رہگئے۔ وہ اسی تحیر مین تہے کہ غنیم سر پر پہونچگیا۔ اور ایسی حالت مین زرہ پوش سوارون کی ناقابل مزاحمت کدیل کے تصادم سے جسکی تائید وکمک پر عیسائی بندوقچیون اور برچہی وارون کے بہی دل بادل فایر کرتے ہوئے بسرعت تمام آگے بڑہتے چلے آرہے تہے۔ ترکون کے قدم اکہڑ گئے۔ اونکی صفین ٹوٹ گئین۔ اور حملہ آورون نے ہنگری عیسائی۔ البانوی۔ تاتاری سب کو سامنے رکہکر اونکو بآسانی دریا کیطرف دکیل دیا۔ جنمین سے اکثر دریا مین کود پڑے۔ اور باقی حواس باختہ ہوکر ادہر ادہر بہاگ گئے۔ دونون پہلوون کی ترکی فوج بہی اپنی قلب کو جس مین کل چیدہ فوج اور خود وزیر موجود تہا ہزیمت یافتہ دیکہکر حوصلہ ہار گئی۔ وہ شکست کو روکنے اور حملہ آورون کی پیش قدمی کی مزاحمت کرنے کی بجائے نامردون کی طرح میدان جنگ سے دم دبا کر بہاگ گئی۔ اور عیسائیون کو مسلمانون پر کامل فتح حاصل ہوگئی۔ دس ہزار اور بقول بعض ۳۰ ہزار ترک اس لڑائی مین قتل اور غرق ہوئے۔ اور پندرہ توپین اور چالیس جہنڈے فاتحین کو غنیمت ہاتھ آئے۔ دوسرے دن عیسائیون نے میدان جنگ ہی مین شکرانہ کی نماز ادا کی۔ اور اس فتح کی یادگار مین جس سے یورپ کے عیسائیون کی اوس تین صد سالہ شکست وذلت کے بدلہ لینے کا جو مرادا ول کے سرویا اور ہنگری کی متفقہ افواج کو کسووا کے میدان مین ہزیمت دینے سے شروع ہوئی تہی آغاز ہوا میدان جنگ مین ایک گرجہ تعمیر کیا گیا جو اب تک موجود ہے"

اس جنگ کے حالات بالتفصیل درج کرنے کی وجہ یہ منصف مزاج انگریز مورخ یہ تحریر کرتا ہے کہ "سینٹ گوتہرڈ کی لڑائی سے ٹرکی کی محاربات کی تاریخ مین ایک نیا دور شروع ہوگیا تہا۔ اسلئے اوسکے حالات تشریح

اسی طرح کی دعا مانگی تہی۔ کہ تم ہمارے مدد کرو۔ مگر فریق مخالف کی بہی مدد نکرنا۔ قیصر لیوپلڈ نے سپورک کو اوسکی خدمات کے صلہ مین کونٹ بنادیا تہا۔ مگر وہ ہمیشہ اپنے نام کو "سپورک کونٹ" لکہتا حسب معمول کونٹ سپورک تحریر نہ کرتا۔ اسکی وجہ وہ یہ بتاتا ہے کہ "مین پہلے سپورک تہا نہ کہ کونٹ" بالعموم اس شخص کو بالکل نہ تہی۔ اپنا نام بمشکل لکہہ سکتا تہا۔ *

وتوضیح کے ساتھہ بیان کئے گئے ہین۔ مگر محاربات مابعد مین جنکا ذکر آیندہ آئیگا ایسی تفصیل سے کام نہین لیا جائیگا۔ اِس لڑائی کو بالوضاحت اسلئے بہی بیان کیا گیا ہے کہ مونٹی سوکولی سلئے اوسکی متعلق اور نیز ترکون کے طریق حرب کی نسبت خود مفصل رائے ظاہر کی تہی جس سے ناظرین کو آگاہ کرنا مناسب سمجہا گیا۔ اس عیسائی جرنیل نے ترکی فوج کے جو نقص بتائے ہین وہ سلطان محمود مرحوم کے وقت تک بدستور بلکہ اضافہ کے ساتہہ موجود رہے۔ ان اعتراضون کا لب لباب اور ان نقصون کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسری قومون نے اسلحہ اور فن حرب مین بہت ترقی کرلی۔ اور ترکون نے اِس بارہ مین اونکے دوش بدوش رہنے سے مجرمانہ غفلت کی۔ دوم رشوت اور دیگر ناجائز اسباب (یعنی خاتونان حرم کی سعی وسپارش) سے فوج پر نالایق افسر مامور ہوتے رہے۔ مگر سلطنت کی خوش قسمتی سے ترکی سپاہیون کی بےنظیر شجاعت ومردانگی۔ محرمات سے اونکے اجتناب کلی۔ اونکے قوا کی مضبوطی اور نیز اوس احتیاط کی وجہ سے جو میدان جنگ اور چہاونیون دونون جگہہ اونکو عمدہ اور کافی خوراک بہم پہونچانیکے متعلق کیجاتی تہی (اور کیجاتی ہے) ان قباحتون کی بہت کچہہ تلافی ہوتی رہی۔ اور ٹرکی کا وجود قایم رہا۔ ورنہ اگر سپاہی بہی ناکارہ ہوتے یا ہوجاتے تو مدت کی ترکی تمام ہوگئی ہوتی۔ عثمانیہ فوج اور ملازمت کی اِن خوبیون کو کونٹ مونٹی سوکولی سے لیکر مارشل مارمونٹ[۱] تک ہر ایک فوجی مبصر نے تسلیم کیا۔ اور یہ محقق امر ہے کہ ٹرکی سے فوجی عظمت کا وہ ضروری عنصر (یعنی قوم کی طبعی شجاعت ومردانگی) جو کسی مصنوعی ذریعہ سے پیدا یا تازہ نہین ہوسکتا کبہی مفقود نہین ہوا۔ (یعنی ترکی قوم مین سپاہیانہ اوصاف برابر موجود رہے ہین) اور اگر سلطنت عثمانیہ کو خداوند کریم لایق جرنیل اور قابل مدبر عطا کردے تو اوسکے پاس ایسا عمدہ مصالح موجود ہے کہ وہ بڑی آسانی سے اون کمیون کو جو گذشتہ دو صدیون سے ترکی فوج مین موجود رہی ہین (یعنی نقص اسلحہ وترتیب وقواعد جدید کی عدم موجودگی) پورا کرسکتے ہین" +

سر ایڈورڈ کریسی کی اِس تمنا کی نسبت مجہہ کو یعنی یا ناظرین کو بتانیکی کوئی احتیاج نہین کہ خداوند کریم نے اُسے پورا کردیا ہے۔ اور ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کی ظل حمایت مین غازی عثمان غازی مختار اور شیر اوہم پاشا ایسے شیران میدان وغا کی نگرانی اور یورپ کے قابل ترین افسران کی تعلیم وتربیت سے ترکی فوج آج اسلحہ سامان حرب ضرب قواعد ونظام اور بہادری و شجاعت مین دنیا کی کسی فوج سے کم نہین ہے۔

۱؎ نپولین بوناپارٹ کے زمانہ کا ایک مشہور فرانسیسی جرنیل جسے نپولین نے راگوسا کا ڈیوک بنادیا تہا۔ سنہ ۱۷۷۴ع مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۵۲ع مین فوت ہوا۔ مؤلف +

سینٹ گوتہرڈ کی شکست سے گو ٹرکی کو ایسا زخم نہین پہونچا تہا جو جلد مندمل ہو سکے۔ مگر محمد کوپرلی اور احمد کے حسن انتظام سے ٹرکی کی مالی حالت ایسی درست اور اوسکے وسایل ایسے وسیع ہو گئے تہے کہ تہوڑے عرصہ ہی مین اسکا عوض لے لینا باب عالی کے لئے مشکل نہ تہا۔ یہ امر قیصر لیوپولڈ کو بہی معلوم تہا۔ وہ اس فتح سے شیخی مین نہ آیا اور سرست ہو کر آخر اوسکے فواید سے بہی محروم رہنے کی ذلت اٹہانے سے بچا رہا۔ علاوہ برین یہ فتح اوسکے جانی دشمنون (فرانسیسی اور جرمنی ریاستون کی کمکی فوج) کی مدد سے حاصل ہوئی تہی۔ اور اگر لڑائی جاری رہنے کی صورت مین مزید فتوحات حاصل ہوتین تو اونکا سہرا بہی اوسکے موروثی دشمنون یعنی نئے دوستون کے سر بندہتا اور گویا وہی فایدہ ان فتحون سے اوسی کو پہونچتا مگر حقا کہ با عقوبت دو وضع برابر ہست۔ کی مثل صادق آتی مزید برآن ممکن تہا کہ مسلسل لڑائی سے علاوہ کامیاب ہی رہتا جب اوسکی طاقت کمزور ہو جاتی تو کوئی چہارہ ہم دوستی کا پیرایہ چہوڑکر برسر عناد ہو جاتا۔ الغرض ان امور پر غور کرکے اوسنے ترکون سے صلح کر لینی ہی مناسب سمجہی۔ ترکون کے دماغ سے بہی اس شکست سے خمار دور ہو گیا تہا۔ اور احمد کوپرلی کو اندمال نقصانات کے لئے مہلت درکار تہی اس سے اوسنے قیصر کی پیش کردہ صلح کو قبول کر لینا مناسب سمجہا مگر چونکہ وہ اپنی طاقت اور قیصر کی مشکلات سے واقف تہا اوسنے پہلی سی اکڑ تو نہ رکہی لیکن دبنے کا بہی نام نہ لیا۔ اور ستواتورک کے معاہدہ کو اب بہی نئے معاہدہ کے لئے نمونہ بنایا جانا قبول نہ کیا۔ اور جنگ سے چند ہی دن بعد ۱۰ اگست کو بمقام وستوار مندرجہ ذیل شرائط پر جو ٹرکی کے حق مین تہین بیس برس کے لئے فریقین مین صلح ہو گئی۔ ٹرینسلوینیا کی نسبت قرار دیا گیا کہ ترک اور آسترین دونون اوسکو خالی کر دین اور افانی کو اوسکا حاکم بنایا جائے۔ مگر یہ صوبہ سلطان کا بدستور باجگذار رہے ہنگری کے اون سات اضلاع مین سے جو ٹرینسلونیا اور دریا ارتہی اوتس کے درمیان ہین تین قیصر کے حوالہ کر دیئے گئے۔ اور باقی چار جن پر راکوزی نے قبضہ کر لیا تہا ترکون کے پاس رہے۔ اور مفتوحہ مقامات نوحسل اور نووی گراد بہی سلطان کے ہی قبضہ مین رہنے دیئے گئے یعنی ترک تقریباً تمام فتوحات پر برابر متصرف رہے۔ اسکے علاوہ قیصر نے سلطان کو دو لاکہ فلورن بظاہر بطور تحفہ مگر دراصل بطور خراج ادا کئے۔ یورپ ایسی نمایان فتح کے بعد فتوحات کا سلسلہ قائم رکہنے کی بجائے قیصر کے اس تعجیل کے ساتہہ اور پہر ایسی شرائط پر صلح کر لینے سے حیران رہگیا۔ مگر وہ اوس بیچارہ کی مشکلات سے واقف نہ تہا جن سے دانا وزیر فایدہ اوٹہا کر باوجود شکست کہانیکے فاتح کی حیثیت مین بڑے طمطراق کے ساتہہ قسطنطنیہ کو واپس آیا۔ اور اپنے عہد وزارت کے دوسرے جنگی کارنامہ کی تیاری مین مصروف ہو گیا جسمین اوسکو کامل فتحیابی اور نیک نامی حاصل ہوئی۔ مگر اوسکے حالات بیان کرنیسے پہلے بری قزاقون اور فرانس کی مخالفت

کے کچھ مزید حالات اس موقعہ پر درج کر دینے مناسب معلوم ہوتے ہین۔

بربری قزاق اور فرانس کی مخالفت

عثمانیہ سلطنت گو وینس ایسے غنیم کا اب بھی سمندر پر مقابلہ کر سکتی تھی۔ مگر اوسکی بحری طاقت اور بیڑے سلیمان کے زمانہ کے افواج بحری کی نسبت بری فوج سے بھی زیادہ ابتر اور کمزور ہوگئے تھے۔ اس انحطاط کا ایک باعث جو کل شعبون کے انحطاط کا یکسان موجب ہوا قسطنطنیہ کے بحری کارخانون اور ترسانہ مین ماموین اور ذمہ دار اعلی افسرون کی رندانہ خیانت ولاپرواہی ہے۔ مگر اوسکے علاوہ خاص اسبارہ مین دوسری بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ بابعالی کو شمالی افریقہ کے صوبون پر پورا قابو نہین رہگیا تھا۔ ٹرپولی ٹونس اور الجیرز کے والیان ریاست بھی گاہ گاہ بابعالی کو بحری لڑائیون مین بیشک مدد دیتے رہے۔ مگر یہ اعانت اب وہ محکومانہ حیثیت سے نہین بلکہ زیادہ تر مذہبی اخوت اور یگانگت کے لحاظ سے دیا کرتے تھے۔ سترہوین صدی کے وسط مین یہہ ریاستین تقریبًا پوری مطلق العنان ہوگئی تھین۔ اور وہ بات نہین رہگئی تھی کہ جب طرح سلیمان کے حکم پر باربروسا اور طورغو تینون ریاستون کے بیڑے لیکر ہر وقت تعمیل کے لئے تیار رہتے تھے۔ اب اس فرمانبرداری کا عشر عشیر بھی پایا جاتا ہو۔

ان سب ریاستون کے قزاقون کا بالعموم اور الجزائر والون کا بالخصوص اس قدر حوصلہ اور طاقت بڑھگئی تھی کہ اونکے بیڑے اب نہ فقط بحیرہ روم کے عیسوی سواحل کو تاخت و تاراج کرتے تھے بلکہ آبنائے جبل طارق سے گذر کر شمالاً و جنوباً بحر اوقیانوس کے سواحل کو بھی برباد کرتے رہتے تھے۔ جزایر مڈیرا کو اونھون نے کئی دفعہ لوٹا۔ اور سالہائے دراز تک آبنائے انگلش کے مغربی حصہ اور بحیرہ آئرلینڈ مین گشت کرتے رہے۔ اور کئی مرتبہ آئرلینڈ کے سواحل پر اُتر کر متعدد قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کیا اور باشندون کو غلام بناکر لے گئے۔ ان بحری لٹیرون کے حالات آئرلینڈ کے قومی گیتون اور فسانون مین اب تک وہان کے لوگون کے زبانزد ہین۔ اونکی جرات یہان تک بڑھگئی ہوئی تھی کہ وہ بے دھڑک جزیرہ آیسلینڈ اور ناروی و سویڈن تک پہونچگئے۔ اور گویا اون یورشون کا بدلہ چالیا جو ان ممالک کے بحری سردار ساتوین صدی عیسوی مین بحیرہ روم پر کیا کرتے تھے۔ اہالی الجزائر کے پاس ہلکے جہازون کے علاوہ چالیس نہایت مضبوط اور بخوبی مسلح جنگی جہاز تھے۔ ان مین سے ہر ایک پر چالیس سے پچاس تک توپین اور تین سو سے لیکر چار سو تک ملاح (یعنی بحری قزاق) ہوتے تھے۔ الجزائر کے بحری کارخانون اور جہازون مین ہر وقت دس اور بیس ہزار کے درمیان عیسائی غلام کام کرتے تھے۔ ٹریپولی اور ٹیونس بھی علی قدر مراتب جنگی بیڑے رکھتے تھے اور اونکے ہان بھی عیسائی غلام موجود رہتے تھے۔ عیسائی سلطنتیں

زمی وولاسا یا توپ و تفنگ سے اپنی تجارتی جہازات۔ سواحل اور رعایا کو اونسے محفوظ رکہنے کی کوششین کرتی رہین۔ کئی معاہدے ہوئے اور سینکڑون دفعہ سخت مقابلے ہوئے۔ مگر انیسوین صدی کے آغاز تک کل سیحی یورپ ان جنگجو اور متعصب فرزندانِ اسلام کی غارتگری کو کماحقہ نہ روک سکا۔ مگر افسوس اسکے رکہتے ہی اونکی آزادی کا بہی خاتمہ ہوگیا۔ ۱۸۱۵ء مین انگریزی امیر البحر بلیک نے اونپر تہوڑی دیر کے لئے انگریزی سطوت و جلال کا سکہ بٹہا دیا۔ الجزائر کے ڈے نے مقابلہ و لڑائی کرنیکے بغیر انگریزی بیڑہ کی موجودگی سے ہی سہم کر انگریز غلامون یعنے اسیرون کو امیر البحر کے حوالہ کر دیا۔ مگر ٹونس کے ڈے نے جب ایسا کرنے سے انکار کیا تو بلیک نے عین قلعہ ٹونس کی توپون کے سامنے ڈے کے بیڑہ کو تباہ کر کے ساحلی قلعون کو منہدم کر دیا۔ اسپر ڈے کے ہوش حواس درست ہوگئے اور اوسنے انگریز اسیرون کو حوالہ کر دیا۔ اسکے بعد ڈچ امیر البحر ڈے رو ٹر اور فرانسیسی امرائے بحر ڈیبی بوفورٹ۔ تورویل۔ ڈناک کوان کورٹ وغیرہ نے بہی کئی دفعہ اونکی گوشمالی کی۔ لیکن ۱۸۱۶ء مین انگریزی نامور امیر البحر لارڈ ایکسموتہہ[1] کی الجیرز پر گولہ باری کرنیکے وقت تک اہالی الجیرز کے دم خم مین کبہی فرق نپڑا۔ ۱۶۶۳ء مین انگلستان نے باب عالی اور الجزائر سے معاہدہ کیا جسکے رو سے انگریزون کو اختیار دیا گیا کہ اگر الجزائری اقرارات کی خلاف ورزی کرین تو انگلستان اونکو بیشک سزا دے۔ اس سے باب عالی اور انگلستان کی دوستی مین کوئی فرق نہین آئیگا۔ الجزائر اور فرانس کے اوس براہ راست معاہدہ کے بعد جسکا پہلے ذکر آچکا ہے۔ یہ دوسری سخت مہلک غلطی باب عالی سے سرزد ہوئی۔ اور ایسی غلطیون کا خمیازہ وہ عرصہ مدید سے بری طرح بہگت رہا ہے۔

فرانس کی تجارت چونکہ اوس زمانہ مین بلاد مشرق مین بہت بڑہی ہوئی تہی اور بحیرہ روم کے ساحل کے معتدبہ حصہ پر متصرف ہونے کی وجہ سے بحیرہ روم مین اوسکے جہازون کی آمد و رفت زیادہ رہتی تہی بحری

[1] وائیکونٹ ایڈورڈ پیلیو ایکسموتہہ ۱۳ برس کی عمر مین بحری فوج مین داخل ہوا اور شمالی امریکا بحیرہ ہند وغیرہ مین حسن خدمات کے صلہ مین بتدریج ترقی کرتا ہوا آخر بحیرہ روم کے انگریزی بیڑہ کا کمانڈر انچیف مقرر کر دیا گیا۔ گولہ باری سے پہلے ڈے نے اوس معاہدہ کی خلاف ورزی کی تہی جو انقطاع رواج غلامی کے متعلق انگلستان اور الجزائر مین ہوا تہا۔ ۱۸۱۶ء مین ایکسموتہہ نے بیڑہ تعجب انگیز دلاوری سے بندرگاہ مین گہس کر ڈے کے بیڑہ کو آگ لگا دی اور بعد ازان شہر پر ایسی سخت گولہ باری کی کہ ڈے نے کل شرائط کو بلا حجت قبول کر لیا۔ ۱۷۵۷ء مین پیدا اور ۱۸۳۳ء مین فوت ہوا۔

قزاقون کے ہاتھ سے دوسری عیسائی طاقتون کی نسبت اوسی کو زیادہ نقصان پہونچتا تھا۔ اسکے انسداد
کے لئے اُس نے کئی دفعہ معاہدے کئے۔ پے در پے مہمین روانہ کین۔ لیکن حالت ویسی ہی ابتر رہی
چنانچہ معاہدہ وسور کے بعد فرانس کی کمکی فوج تو آسٹریا سے فرانس کو واپس آگئی۔ مگر فرانسیسی بیڑہ کو قزاقون کی
سرکوبی پر مامور کیا گیا۔ اکثر مشیرون نے لوئی چہاردہم کو ساحل افریقہ پر متصرف ہوجانے کی صلاح دی لیکن مازارین
کی طرح اوسکے شاگرد کولبرٹ وزیر مال و تجارت نے ٹرکی کے ساتھ علانیہ بگاڑ کرنا مصلحت نہ سمجھا۔ آخر دونون پارٹیون
کے بیچ مین فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جس طرح گورنمنٹ ہسپانیہ نے قصبہ اورَن (الجزائر کا مشہور بندرگاہ سرحد مراکو
کے قریب) مین فوجی چوکی مقرر کر رکھی ہے۔ اوسی طرح فرانس بھی ساحل پر کوئی بحری سٹیشن قایم کرے۔ اس
مدعا کی تکمیل کے لئے رشیلو کی تجویز کی تقلید مین مالٹا کے نائیٹون سے اتحادی معاہدہ کیا گیا جسکے رو سے اُنہون نے
اپنا کل بیڑہ فرانس کے حوالہ کر دیا۔ گورنمنٹ فرانس نے اپنی بحری طاقت کو اس طرح سے مضبوط کر کے ڈیوک
بوفورٹ کے زیر کمان تیس جنگی جہاز بندر جیگلی یا جیجری پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ کر دیئے۔ ڈیوک نے اس چھوٹے
سے قصبہ کو فوراً فتح کر کے ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا جسکے کھنڈرات اب تک موجود ہین لیکن فرانس کے بری و بحری
سپاہیون مین جلد نزاع پڑ گئی اور اہالی الجزائر نے اوس سے فایدہ اُٹھا کر فرانسیسیون کو وہان سے نکال دیا۔
اور ساتھ ہی شہر پر پھر متصرف ہو گئے فرانس کی اس ناکامی کے باوجود اوسکی یورش جیجری سے تمام قلمرو عثمانیہ
مین سخت جوش پیدا ہو گیا۔ اور مصر شام ٹرکی اور افریقہ کے کل مسلمان عیسائیون کے خون کے پیاسے ہو گئے
شام کے بندرگاہ مین جو فرنگی داخل ہوتا اُسکی سخت بیحرمتی کیا جاتا۔ اور چارون طرف سے مسلمان اوسپر آوازے
کسنے شروع کرتے کہ جیجری کا بدلہ لیکر چھوڑین گے۔ انگریز، ڈچ اور تمام دیگر یورپین ٹرکی بنادر اور قصبات مین
فرانسیسیون سے بالکل الگ رہتے۔ اور انہون نے عام اعلان کر دیا کہ ہم فرنچ نہین ہین نہ ہم نے جیجری کے معاملہ
میں کوئی دخل دیا ہے۔

یہہ عام جوش دیکھکر لوئی چہاردہم کی گورنمنٹ کی آنکھین کھل گئین اُسے یقین تہا کہ جنگ سینٹ گوتہرڈ
اور مہم جیجری سے بالعالی کا استغنا دور ہو جائے گا۔ اور وہ فرانس کو وینس کی مدد کرتا ہوا دیکھکر تلافی مافات
اور سابقہ اتحاد کی تجدید پر مایل ہو جائیگا۔ اور ہم سے اوسکے لئے بمنت رجوع کرے گا لیکن دیوان خصہ کو چھپائے ہوئے
ویسا ہی بھاری بھرکم بنا رہا۔ اوسنے فرانس کے سفیر کے چلے جانیکی کچھ پروا نہ کی۔ فرانس کی مخالفانہ روش کو
حقارت کے ساتھ [illegible] منقطع التعلق سے کوئی اندیشہ و خوف ظاہر نہ کیا۔ اور بجائے خود فرانس کی تجارت کو

بے رولی اور اوسکے تجار کو تنگ کرتے رہنے سے اپنے پرانے دوست کی بدعہدیون کا ترکی بہ ترکی جواب تیار رہا۔ حتی کہ حالت ایسی نازک ہوگئی کہ دونون مین یہہ قطعی فیصلہ ہونا لازمی ہوگیا کہ یا تو وہ پہر پہلے کیطرح دوست صمیم بنجائین۔ یا بالکل اجنبی اور بیگانہ۔ فرانسیسی مدبر دا وڈ نے لوئی چہاردہم کو لکھا کہ "ٹرکی اور فرانس کی موجودہ تعلقات کی ایسی صورت ہے کہ اس سے بدرجہا کم کشیدگی پر یورپ مین بارہا جنگ جدال ہوچکا ہے۔ ہمکو یا تو ٹرکی کا کھلم کھلا دشمن بننا چاہیئے۔ یا سابقہ اتحاد و رابطہ کو از سر نو تازہ کیا جائے"۔ کالبرٹ پہلے امر کا مخالف تھا اوسکی رائے مین اس لڑائی سے فرانس کی تجارت کا ایک حصہ معدوم ہوجائیگا اور وہ خود ایسے قضیہ مین مبتلا ہوجائیگا جسکا انجام بظاہر کوئی نظر نہین آتا۔ اوسکی رائے غالب آگئی۔ اور اوسکے دباؤ اور ملکی ضرورت کے لحاظ سے لوئی کو خود صفائی کے مستدعی ہونے کی ذلت اوٹھانی پڑی۔ اوس نے سابقہ فرانسیسی سفارت کے دو سکرٹریون کو یہہ دریافت کرنیکے لئے قسطنطنیہ روانہ کیا کہ کیا بابعالی معاہدون کی تجدید پر آمادہ ہے۔ اور اگر وہ فرانسیسی سفیر کو عزت کے ساتھ قبول کرنے پر راضی ہو تو چھوٹے ڈی لاہے کے سفیر بنا کر بھیجے جانے پر اُسے کوئی اعتراض تو نہین ہوگا۔ احمد کوبرلی ان ایلچیون سے اس طرح پیش آیا کہ گویا جبیری۔ سینٹ گوتہرڈ اور کینڈیا کے معاملات ترکون کو بالکل فراموش ہوگئے ہین۔ اُس نے اونکو کہا کہ فرانس اور بابعالی کی دوستی ایسی قلیل المدت نہین ہے کہ ایک سفیر کے ناگہانی افعال سے اوس مین فرق پڑ جائے۔ بابعالی ڈی لاہے کو بڑی خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہے۔ لیکن فرانس نے اس شخص کو منتخب کرنے مین دانائی کا کام نہ کیا۔ اوسکے باپ کی کرتوتین ترکون کو کبھی نہین بھول سکتی ہین۔ اور ماسوا ازین وہ خود بھی ایسا تند مزاج اور کینہ توز تھا کہ ویسے شخص کو ایسے نازک کام پر مامور کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین تھا۔ وہ سنہ ۱۶۶۵ء مین قسطنطنیہ مین وارد ہوا۔ اور خود فرانسیسی مؤرخ چارڈن معترف ہے کہ اُس نے آتے ہی وہ اکڑ فون دکھائی کہ الامان۔ جب وہ اراکین دیوان اور وزراء کو ملنے گیا تو اپنے بادشاہ کی عظمت اور جبروت کے سوا اور کوئی بات اوسکے مونھ سے نہ نکلی۔ اس سے احمد کوبرلی نہایت ناراض ہوگیا۔ اور اسنے اسکو اسپر محمول کیا کہ ڈی لاہے ہماری گود مین بیٹھکر ہماری داڑھی نوچ رہا ہے اور سلطان کی عظمت و سطوت کی تحقیر کرتا ہے۔ یہ خیال اوسکے دل مین ایسا مضبوط ہوگیا کہ جب سفیر مذکور اوس سے ملنے گیا تو تعظیم دینا تو در کنار۔ وہ اوسکی طرف متوجہ بھی نہ ہوا۔ اور آخر کار جب اوسکی طرف رخ کیا بھی تو اُسے فرانس کی اس بدعہدی پر سخت ملامت کی کہ اوسنے ٹرکی کے اعدا آسٹریا و وینس کو امداد دی۔ اسکے بعد اُس نے کوئی اور ذکر کرنے کے بغیر ڈی لاہے کو رخصت کر دیا۔ ڈی لاہے وہان تو غصہ کو تھامے رہا لیکن محل سے باہر نکلتے ہی اوس نے

وزیر کو کہلا بھیجا کہ مین اس ملاقات کو کالعدم تصور کرتا ہون۔ اور میرا مطالبہ ہے کہ وزیر اعظم بحیثیت سفیر فرانس مجھسے نئی ملاقات باقاعدہ کرے جسمین میرے درجہ کا ادب و احترام پورا ملحوظ رکھا جائے۔ وزیر نے درخواست کو معہ شرط منظور کر لیا۔ بلکہ اوسکی ایسی تکمیل کی کہ وہ فرانسیسی سفیر سے اس دوسری ملاقات مین اس طرح سے پیش آیا کہ گویا یہہ پہلی ملاقات ہے اور اوسنے سفیر کو پہلے نہین دیکھا تھا۔ ڈی لاہے یہہ دیکھکر اور بھی جل بھن گیا۔ اور اوسنے وزیر کو اوسکے حقارت آمیز برتاؤ اور عدم ایفاء وعدہ (جو سفیر کے احترام کے متعلق شاہ فرانس سے کیا گیا تھا) پر بہت ملامت کر کے کہا کہ اگر میری ذلت و تحقیر کی تلافی نہ کی گئی تو مجھے حکم ہے کہ مین عہدناموں کو واپس کر کے فرانس کو لوٹ جاؤن۔ سفیر نے اس موقعہ پر ایسی تندی دکھائی کہ احمد فاضل[1] ایسا مستحمل مزاج بھی اوسے برداشت نہ کر سکا۔ اور اُسنے بھی ویسی ہی تلخی سے جواب دیا۔ اسپر سفیر نے عہدناموں کو ترجمان سے لیکر وزیر کیطرف پھینک دیا۔ اور جانیکے لئے اُٹھہ کھڑا ہوا۔ وزیر کی طبیعت اب تو بالکل بے قابو ہوگئی اُسنے ڈی لاہے کو یہودی اور کتا عیسائی کہکر ڈانٹ بتائی۔ ڈی لاہے نے تلوار کھینچنے کے لئے قبضہ کیطرف ہاتھہ بڑھایا۔ اتنے مین چاوش نے دوڑ کر وہی کرسی جس سے ڈی لاہے اُٹھہ کھڑا ہوا تھا اُٹھا کر اوسے ماری اور ایک گھونسہ اوسکے کان پر رسید کیا۔ اس پچھلے واقعہ کا راوی صرف استرین سفیر ہے۔ تاہم نوبت یہان تک پہونچی ہو یا نہ یہ محقق ہے کہ محل سے باہر نکلتے ہی ڈی لاہے گرفتار ہو کر تین دن محل کی ایک کمرہ مین مقید رکھا گیا۔ اسدرمین اثنا احمد کوبرلی نے مفتی اور قپودان پاشا سے صلاح و مشورہ کر کے اوس لڑائی کے نتیجہ پر جسکا سفیر کو قید یا قتل کرنے پر چھڑ جانا یقینی تھا بحث کی۔ اتنے مین سلطان کو خبر پہونچ گئی۔ اور اوسنے وزیر کو سفیر سے صفائی کر لینے کا حکم دیا۔ اِدہر ڈی لاہے کو بھی اندیشہ تھا کہ شاہ فرانس میری حرکتون سے خوش نہین۔ مصالحت کو غنیمت تصور کیا۔ اور باہمی قرارداد سے یہہ تصفیہ ہوا کہ یہ دونون ملاقاتین کالعدم سمجھی جائین سفیر انکے متعلق اپنی گورنمنٹ کو کچھہ نہ لکھے۔ اور تیسری ملاقات مین وزیر نے اوسکا حسب معمول ادب و احترام کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ جب یہہ ملاقات ہوئی تو احمد کوبرلی نے ڈی لاہے کی بہت خاطر و مدارات کی۔ اور اُسے تحائف سے لاد دیا۔ مگر اس ظاہری تپاک سے دل کسطرح صاف ہو سکتے تھے فرانس اور ٹرکی مین بظاہر تو دوستی قایم ہوگئی۔ مگر درپردہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے مین برابر مصروف رہا۔ اس موقعہ پر ضمناً یہ بتا دینا بے محل نہ ہوگا کہ سفراء بابعالی کے مہمان سمجھے جاتے تھے جنکو یومیہ خوراک وغیرہ کے لئے ترکی خزانہ سے روپیہ دیا جاتا تھا۔ یہ رواج اس

[1] احمد کوبرلی کو قوم کی طرف سے یہہ خطاب ملا تھا۔ مولف ۱۲

انیسوین صدی کے اوس وقت سے بند ہوا ہے جبکہ ٹرکی نے بہی دیگر درباروں مین اپنے سفیر رکہنے شروع کردیئے۔ وزیر اعظم سفیر کے آنے پر تعظیم نہین دیا کرتے تہے۔ عیسائی سلطنتین جب طاقتور ہوئین تو اونکو یہہ ناگوار گذرا اور صدر اعظم پر اپنے دستور پر بڑے زور سے مصر ہوئے۔ آخر اسی صدی مین یہہ فیصلہ ہوا کہ جب کوئی سفیر وزیر اعظم کو ملنے جائے تو کمرہ مین ایک دروازہ سے وہ داخل ہو اور اسیوقت سامنے کے دروازہ سے وزیر اندر تشریف لائین۔ تاکہ دونون مین سے کسی کو پہلے بیٹھنے کا موقعہ نہ ملے۔ فرانس کے سفرا کے حالات سے ناظرین کو مہذب ترین یورپین قوم کی تہذیب شائستگی کی کیفیت بخوبی معلوم ہو گئی ہوگی۔ اوس زمانہ کے دوسرے عیسائی سفرا بہی ان سے کچہہ کم نہ تہے۔ چنانچہ اسی سلطان محمد چہارم کے عہد مین ترکون ایسے متحمل مزاج اور متواضع قوم کے وزرا کو ایک روسی سفیر کو ایک دفعہ لاتین مروا کر سامنے سے نکلوا دینا پڑا۔ اور آستانہ مین سفارت کے ترجمان کو کئی دفعہ تازیانہ کی ضربون سے ہوش مین لانا پڑا۔

سفارتی تعلقات قائم ہو جانے پر گورنمنٹ فرانس نے ڈی لاہے کی معرفت بابعالی سے معاہدات کی تجدید اور براہ مصر و بحیرہ قلزم ہندوستان سے فرانسیسی تاجرونکو تجارت کرنیکی اجازت ملنے کی درخواست کی جو نامنظور کیگئی بابعالی کو فرانس کی بیوفائی اور غداری کے باعث اوس سے ایسی نفرت ہوگئی تہی کہ ریاست جنوا کے تاجرون نے جو فرانسیسی علم کی حمایت مین لیوانٹ سے تجارت کرتے تہے جب اپنے تئین فرانس کے زیر حمایت ظاہر کرکے بابعالی سے ترکی رعایا کے ساتہہ براہ راست بیوپار کرنے کی اجازت چاہی تو انکار کر دیا گیا۔ لیکن جب انہون نے بعدین انگلستان کے توسط سے یہی درخواست کی تو اونکو انگریزون اور ہالنڈیون کیطرح براہ راست مراعات دیا عطا کر دی گئین۔ لوئی نے خبر ملنے پر لاہے کو باین وسیلہ اونکی منسوخی کا مطالبہ کرنے کی ہدایت کی۔ کہ بروئے معاہدات ٹرکی کسی اور یورپین قوم کو جبتک کہ وہ فرانسیسی علم کی حمایت مین نہو براہ راست مراعات عطا نہ کرنیکا فرانس سے اقرار کرچکی ہوئی ہے۔ وزیر نے جواب دیا۔ ”بابعالی کے دروازے آمدورفت کے لئے ہر ایک کے واسطے کہلے ہوئے ہین۔ شاہ فرانس سلطان کو پرانے دشمنون سے صلح کرنے اور اونکی درخواست پر اونہین مراعات عطا کرنے سے روکنے کا کوئی استحقاق نہین رکہتا۔ شاہ فرانس کو اسے کافی سمجہنا چاہیئے کہ بابعالی اوسکو پادشاہ اور سب سے اعلے عیسائی فرمانروا سمجہتا ہے مگر دوسری قومون کے متعلق وہ ہمکو فہمایش کرنے کا کوئی منصب نہین رکہتا“ سفیر نے پہر عثمانیہ دربار کو بدعہدی کا الزام دیکر جواب دیا کہ میرا بادشاہ خدا کی مہربانی سے اعلیٰ ترین عیسائی فرمانروا ہے نہ کہ بابعالی کے اوسے بادشاہ تسلیم کر لینے کی بدولت“ بہرحال اہالی جنوا کے

تحیٰ مین مراعات قایم رکھی گئین - اور دربار فرانس نے کینڈیا مین وینس والون کو پھر مدد دیکر بزعم خود ترکون سے اپنی خفتون کا بدلہ لے لیا - +

مہدی و مسیح کاذب کا خروج - فتح کینڈیا اور فرانس کی مسلسل غداری

احمد کوبرلی ہنگری سے واپس آتے ہی کینڈیا کی فتح کے فکر مین ہوگیا - کریٹ مین لڑائی شروع ہوئے بیس برس ہوگئے تھے - اور اوسکے صدر مقام کینڈیا کا جہانتک تعلق تھا ہنوز روز اول کا معاملہ تھا - مگر ملک کے حصہ کثیر مین طاعون کے نمودار ہوجانے اور دیگر مصایب ارضی و سماوی کی وجہ سے وہ اپنی خواہش کو فی الفور پورا نہ کرسکا - پے در پے زلزلہ سے سنہ ۱۰۷۷ ہجری مین کئی شہر تباہ اور بڑے بڑے پہاڑ شق ہوگئے - طاعون سے ہزارون مرد و زن فوت ہوگئے - اور شدت برف اور کثرت سرما سے بیشمار چارپایے ہلاک ہوئے - یہہ بلیات دور ہوئین تو ملک مین ایک نئی شورش برپا ہوگئی - ترکی کے عیسائیون کے دونون مخالف گروہ یعنے یونانی کلیسا کے معتقدین اور رومن کیتھولک بیت المقدس کی تولیت پر جھگڑ ہی رہے تھے کہ یروشلیم کے ایک یہودی امام سبا تہائی نے سنہ ۱۶۶۶ء مین مسیح موعود ہونیکا دعوے کرکے یہودیون مین عام تحریک پیدا کردی - ادہر اوسکے بالمقابل کردستان مین ایک مسلمان نے مہدی موعود ہونے کا دعوے کرکے ہزارون کردوان کو اپنا معتقد بنالیا - اور اس اجتماع غریب سے عام مسلمانون کو قرب قیامت کا یقین ہوگیا - مدعی مسیحیت نے نہ فقط عثمانیہ سلطنت بلکہ کل یورپ کے یہودی پادریون مین اپنی بعثت کی خبر مشتہر کردی - اور اوسکے معتقدون نے اس تواتر اور کثرت سے اوسکے اعجاز و کرامات کو مشہور کیا کہ قسطنطنیہ سمرنا اور دیگر ترکی اضلاع ہی سے نہین بلکہ جرمنی - ہیگ - ہارن - وینس اور امسٹرڈم سے بھی جوق در جوق یہودی اوسکے پاس جمع ہونے لگ گئے اور کئی عیسائی بھی اوسکے معتقد ہوگئے - اگرچہ یہودی امامون نے اوسکی مخالفت کی - اور اسپر یروشلیم قاہرہ سمرنا اور دیگر بلاد مشرق مین جہان جہان سبا تہائی کی دعوت پہنچ گئی تھی عام بلوے شروع ہوگئے - بیت المقدس کے ترکی حکام پہلے تو خاموش رہے مگر جب دیکھا کہ فساد بڑھتا ہے تو اونہون نے اوسکی گرفتاری کا ارادہ کیا - سبا تہائی جو طلیق اللسان اور صبیح الوجہ ہونیکے ساتھہ ہی چالاک بھی بڑا تھا - بیت المقدس سے قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوگیا - سر راستہ مین ہر جگہہ اوسکی جمعیت بڑہتی گئی - اور وہ بڑے جاہ و جلال سے دار الخلافہ مین داخل ہوا - احمد کوبرلی کو پہلے ہی اوسکا خیال تھا - اب مسیح کاذب کے بھی ایک ساتھی نے اوسکے پاس شکایت کی - کہ مسیح صاحب بغاوت برپا کرنے کا ارادہ رکھتے ہین - اسپر وزیر نے اوسے گرفتار کرکے قیدخانہ مین بھیجدیا - مگر اس سے اوسکے معتقدین کے

اعتقاد مین کوئی خلل نہ پڑا۔ بلکہ قید کو مسیح کی کامیابی کی مستحکم دلیل سمجھے۔ اونکا اعتقاد تھا کہ مسیح صادق کی نسبت
پرانی پیشگوئی ہے کہ ظاہر ہونیکے بعد وہ نو مہینون کے لئے غایب ہو جائیگا۔ اور پھر ایک شیرنی پر سوار ہو کر
جسکے مونھ پر سات سر والے سانپون کی لگام پڑی ہوگی واپس آئیگا۔ اور کل دنیا کا فرمانروا ہو جائیگا۔ سلطان
کو جب معلوم ہوا کہ عیسائی اور یہودی روپیہ خرچ کرکے قید خانے مین بھی جوق در جوق اوسکی قدمبوسی کے لئے جاتے
ہین تو اُسے بھی اسکے دیکھنے کا شوق ہوا۔ اوسنے سباتہائی کو اپنے سامنے بلاکر کہا کہ مین تیرا امتحان کرنا چاہتا ہون اگر
تو سچا مسیح ہوا تو اپنے اعجاز سے اوسمین کامل اُتریگا یہہ کہکر سلطان نے اپنے قادر انداز تیر اندازون کو بلایا۔ اور
سباتہائی کو مخاطب کرکے کہا کہ یہہ تو مین جانتا ہون کہ ایسے صاحب کرامات کے جسم پر تیر کچھ اثر نہین کرینگے۔ مگر
مین صرف یہہ دیکھنا چاہتا ہون کہ تیر تیرے جسم سے پلٹ کر پیچھے گر پڑین۔ تو بطور نشانہ سامنے کھڑا ہوجا۔ تیر اندازون
کی کمانون کو خمیدہ دیکھکر اور یہہ الفاظ سُنکر مسیح موعود کا پیشاب خطا ہو گیا۔ وہ سلطان کے قدمون پر گر پڑا۔ اور
عرض کیا کہ مین ایک معمولی انسان ہون۔ میرا دعوی محض جھوٹا تھا میری خطا بخشی جائے۔ سلطان نے جواب دیا۔
تو نے اس دعوے سے عام شورش برپا کر دی۔ اور مزید برآن سلطانی مقبوضہ فلسطین کا مسیح ہونے کا دعوی کرنے
سے جو وہان کی ملکیت و حکومت کے دعوے کے برابر تھا تو بغاوت کا مجرم ہو چکا ہے۔ لیکن اگر تو تائب ہو کر مسلمان
ہو جائے تو مین تیرے جرم سے درگذر کر جاؤنگا۔ سباتہائی بڑی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ اور عجیب طرفہ یہہ ہے
کہ یہہ ماجرا دیکھکر بھی اوسکو کئی عیسائی اور یہودی معتقد اُسکے ساتھہ ہی مسلمان ہو گئے۔ مگر اونکا حصہ کثیر اوسکی جان کا
دشمن ہو گیا۔ جسکے گزند سے اوسے محفوظ رکھنے کے لئے سلطان نے اوسکو اپنی ملازمت مین لیکر مجلس سلطانی
کا دربان مقرر کر دیا۔ سباتہائی کے مذہبی جوش مین اب بھی کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ مگر وہ جوش اب یہودیون کو مسلمان
بنانے مین صرف ہوتا رہا۔ اور اوسکی پند و نصایح سے ہزارہا یہودی مسلمان ہو گئے۔ کچھہ عرصہ بعد وہ موریا
کو جلاوطن کر دیا گیا۔ جہان وہ طبعی موت سے فوت ہو گیا۔ سباتہائی کے حالات پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان
کی خوش اعتقادی کی بھی کوئی انتہا نہین۔ اوسکے چند پیروون کے اوسکے ساتھہ ہی اسلام قبول کر لینے سے
بھی زیادہ عجیب یہ معاملہ ہے کہ کئی یہودیون کو اوسکی تبدیل مذہب اور موت کے بعد بھی اوسکے مسیح صادق ہونے کا
برابر یقین رہا۔ اور ان لوگون کا یہودیون مین ایک علیحدہ فرقہ قایم ہو گیا جو ابتک موجود ہے۔

کردستان کے مہدی صاحب کا حشر بھی بعینہ مسیح موعود کے برابر ہوا۔ موصل کے پاشا نے سباتہائی کے
مسلمان ہونے سے چند ماہ بعد اوسکو گرفتار کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجدیا۔ ظل اللہ کے روبرو جاتے ہی وہ بھی

مہدی آخر الزمان ہونیکے دعوے سے دست بردار ہوگیا۔ مگر چونکہ اُس نے سلطان کے سوالات کے جواب نہائیت معقولیت اور عقلمندی سے دیئے۔ سلطان نے خوش ہوکر اوسکی خطا بھی معاف کر دی۔ اور مسیح موعود یا مسیح دجال کیطرح اُسے بھی اپنی ملازمت مین لیکر خزانہ سلطانی کے محافظین مین داخل کر دیا۔+

اِن خرخشون سے فارغ ہوکر سلطان اور اوسکا عالی ہمت وزیر تسخیر کینڈیا پر ہمہ تن متوجہ ہوگئے۔ اور محمد چہارم نے خود ہمراہ جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔ وزیر نے اس غرض کیلئے ایڈریانوپل مین زبردست فوج جمع کرلی ہوئی تھی۔ وہان بھی وہین مقیم تہا جیساکہ سلطان محمد کے عہد مین وہ بالعموم رہا۔ لاریسا وٹرنو واسس... اور ایڈریانوپل کی متصلہ شکارگاہون مین سلطانی دربار کی طفیل جنگل مین منگل بنا رہتا تھا۔ مگر اسکا ذکر پھر کیا جائیگا۔ سلطان نے شاہی خیام باہر نصب کیئے جانے کا حکم دیکر فتح قسطنطنیہ۔ جنگ خالدران و محاصرہ رہوڈس وبلگریڈ کے حالات ہر روز سنائے جانیکا حکم دیا۔ لیکن محمد ثانی۔ سلیم اول اور سلیمان صاحب قِران کے ان جنگی کارنامون کو سُننے سے محمد چہارم کے دِل مین جو جنگی جوش و حرارت پیدا ہوئی اوسکو اوسنے صید و شکار مین پہلے سے زیادہ مستعدی اور تیزی کے ساتھ مشغول ہوجانے سے سرد کرلیا۔ میدان جنگ مین جانیکی جرأت نہ پڑی۔ اوسکی شجاعت و مردانگی کا میدان شکارگاہ تھا۔ مردِ میدان توکجا وہ مردِ حرم سرا بھی نہ تھا۔ جہان وہ ایک یونانی الاصل کنیز کا غلام بے دام بنا ہوا تھا۔ یہہ نازنین کریٹ کے قصبہ ریتی مو کی متوطن تھی۔ اور اوسے سلطان پر اسقدر قابو حاصل ہوگیا تھا کہ جو چاہتی تھی اوس سے کرالیتی تھی۔ مگر خوش قسمتی سے یہہ مہ جبین کوبرلی سے بہت خوش اور اوسکی بڑی معاون تھی جس سے اوسکو اپنے اختیارات اور وزارت کے قیام کا پورا یقین ہوگیا ہوا تھا۔ اور اسی بات سے مطمئن ہوکر وہ بلا خطر سنہ ۱۶۶۱ع سے لیکر سنہ ۱۶۹۹ع تک دار الخلافہ سے دور کریٹ مین رہا۔ اور اوسکو کسی کی رقابت کا کبھی اندیشہ نہ ہوا۔+

کوبرلی جرّار فوج لیکر مئی سنہ ۱۶۶۶ع مین جہازون پر سوار ہوا اور ایشیا کوچک کے ساحل کی گشت کرتا ہوا ماہ نومبر کو کینیا ریا جا پہنچا۔ اوسکی موجودگی سے ترکون کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور کینڈیا کا محاصرہ پوری سرگرمی اور تندہی سے شروع ہوگیا۔ وینشی جرنیل موروسنی جس نے بعد مین ترکون سے صوبہ موریا فتح کیا شہر کا محافظ تھا۔ ۲۸ مئی سنہ ۱۶۶۷ع کو ترک اپنے مورچے شہر کی دیوارون تک بڑہالے گئے۔ یہہ مورچے اور خندقین ایسی انجینیرانہ مہارت سے تیار کیئے گئے تہے کہ عیسائی بھی تعریف کیئے بغیر نہ رہ سکے۔ سلیمان کے زمانہ مین ترکون کی انجنیری لیاقت کا ذکر ہوچکا ہے۔ بعد مین جب عام انحطاط شروع ہوا۔ تو وہ اس فن مین بھی ناقابل ہوگئے۔ مگر کوبرلی اول نے وزارت لینے کے بعد دیگر اصلاحون کے ساتھ ہی اس طرف بھی توجہ کی۔ سو لوزی مین انجنیری کا مدرسہ کھولا گیا۔ فرانسیسی انجنیر

پروفیسر مقرر کیئے گئے۔ اور پُرانے ترکی انجینئروں کی تصنیفات سے مدد لیگئی۔ اور اس طرح ترکوں نے پہر مقام محصور کے گرد متوازی خندقین اور مورچے تیار کرنے کا ڈہب جسکو ایجاد بہی انہوں ہی نے کیا تہا۔ سیکہہ لیا۔ اور محاصرۂ کینڈیا مین اس سے پورا کام لیا۔

محصورین نے حملہ آوروں کا نہائیت مردانگی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ ترکی بیڑہ اور مورچوں کی توپوں اور سُرنگوں سے محصور شہر کے برجوں یا فصیل کا اگر کوئی حصّہ گر جاتا تو فوراً منہدمہ حصہ کے پیچہے پہلے سے زیادہ مضبوط عمارت تیار کرلیجاتی۔ کوبرلی پہلے سال محاصرہ کے حلقہ کو کامل اور اوسکی مردہ سوح مین نئی جان ڈالنے کے سوا اور کچہہ نہ کر سکا اور یہہ کام بہی ۸ ہزار سپاہیوں کی ہہینٹ چڑہنیکے بعد سرانجام ہوسکا۔

دوسرے برس (۱۶۶۹ء) مین بارہ سو فرانسیسی شرفا جنمین سے کئی نہائیت ہی نامور اشخاص تہے۔ ڈیوک ڈی لا فولاڈ کے زیر کمان اہالی وینس کی کمک کے لئے مالٹی علم کی حمائیت مین بحیرہ روم سے گذر کر کینڈیا مین داخل ہوئے یہہ لوگ مسلمانوں کے برخلاف جہاد کرنیکے لیئے آئے تہے۔ اور مذہبی جوش کے ساتہہ گورنمنٹ کی ترغیب بہی اونکے تحریک کرنیمین شامل تہی۔ فرانسیسیوں کی تہوڑانہ جلد بازی اور سیماب وشی عام مشہور ہے اوکی طفیل اونکو گو بیشمار میدانوں مین فتوحات نمایاں حاصل ہوئی ہین مگر شکستین بہی کچہہ کم نہین ہین۔ قلعہ مین پہونچتے ہی انکے دماغ مین خبط سماگیا کہ ہمارے ہلہ کرنے کی دیر ہے۔ ترک محاصرہ چہوڑکر بہاگ جائینگے۔ انہوں نے موروسینی کو ہلہ کرنیکے لئے کہا۔ مگر اوسکی سپاہ ایسی کمزور ہو رہی تہی کہ اوسنے دیواروں کی پناہ چہوڑنے سے انکار کر دیا۔ اسپر انہوں نے بلا مدد خود ہی ہلہ کرنے کا عزم کر لیا۔ اور ڈیوک فولاڈ کے زیر کمان جسنے از راہ تکبر تلوار کی جگہہ صرف چابک ہاتہہ مین رکہا۔ انہوں نے آخر باہر نکل کر حملہ کر دیا۔ صرف چند مالٹی نائیٹ اُنکے ساتہہ شریک ہوئے۔ ڈیوک کے آگے آگے چہہ راہب ایک بڑی صلیب اُٹہائے ہوئے تہے۔ اونکے حملہ کی تُندی سے ترکی کیمپ مین افراتفری پڑگئی اور بارہ سو مسلمان آن کی آن مین شہید ہوگئے مگر وہ جلدی ہی سنبہل گئے۔ اور ہزاروں ترکی سپاہیوں نے فرانسیسیوں کو احاطہ مین کر لیا جو ایک سو مقتول و مجروح میدان جنگ مین چہوڑکر ناکام و نامراد قلعہ کو جان بچاکر بہاگ گئے۔ اور اس ہزیمت سے اونکی شیخی ایسی کرکری ہوگئی کہ وہ زیادہ عرصہ کینڈیا مین نہ ٹہہر سکے اور اپنا سا منہہ لیکر فرانس کو واپس چلے گئے۔

باب عالی کو فرانسیسی والنٹیئروں کے معاملہ کی جب خبر پہونچی تو اُس نے برافروختہ ہوکر فرانسیسی سفیر ال انجار کو اور زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا حتی کہ لوئی نے مصالحت سے جسمین وہ ایماندار خود ہی جتنا ملتفت ہوا کرتا تہا مایوس ہوکر مسی ڈی ال ہیرس

کے ماتحت چار جہاز ڈی لاہے اور کل ایسے اہالی فرانس کو جو واپس آنا چاہین لانیکے لئے قسطنطنیہ کو بہیجدیئے اور سفیر کو
طلبی کا حکم پیشتر سے بہیجدیا۔ اُس نے قایم مقام وزیر کو بادشاہ کے حکم سے اطلاع دیکر کہا کہ اب مین صرف جہازون کے
پہونچنے اور بابعالی کے پروانہ راہداری کا منتظر ہون۔ قایم مقام نے دریافت کیا کہ کیا تمہارا کوئی جانشین بہی آیا ہے۔
ڈی لاہے نے جواب دیا کہ فرانسیسی سفیر کا واجب احترام نہ ہونے کی وجہ سے بادشاہ نے آیندہ یہان سفارت نہ رکہنے
کا فیصلہ کردیا ہے۔ مین معمولی کاروبار کسی تاجر کے سپرد کر جاؤنگا۔ اور جبتک گذشتہ برسون کی ذلتون کی تلافی نہ ہوگی
تعلقات برابر منقطع رہین گے۔ مگر دل مین ڈی لاہے بہی واپسی پر خوش نہ تہا۔ اور بابعالی بہی فرانس کو علانیہ
دشمن بنانا پسند نہ کرتا تہا۔ وہ سفیر کو پروانہ دینے مین پس و پیش کر رہا تہا کہ اتنے مین افواہ مشہور ہوئی کہ لوئی کینڈیا
کی امداد کے لئے تیاریان کر رہا ہے۔ اور اُس نے ترکون کے ساتہہ کہلم کہلا جنگ کرنیکا پختہ ارادہ کرلیا ہے
یہہ افواہ سُنتے ہی اودہر بابعالی نے سفیر کو پروانہ دیدیا۔ اور اودہر احمد کوپرلی کو کینڈیا کے حتی الامکان جلد فتح کرلینے کا
فکر ہوگیا۔ ٭

اِس افواہ کا پہلا حصہ واقعی درست تہا۔ لوئی جو جبر و تحکم سے کام لینے کی وجہہ سے قیام مصالحت کے مدعا مین کامیاب
نہ ہوسکا تہا ترکون کے اصرار و استغنا سے کمال برافروختہ ہوکر اور ساتہہ ہی عیسائیون کی نگاہ مین دین کا حامی
و محافظ بننے کے لئے فی الواقع جنوری ١٦٦٩ء مین کینڈیا کو امداد پہنچانے کی تیاریان کر رہا تہا۔ اُس نے فوج پیدل
کی بارہ پلٹنون تین رسالہ سوارون اور اپنے ذاتی معزز ملازمون اور درباریون مین سے دوسو والنٹیرون جملہ چہہ ہزار
آدمیون یا بقول ترکی مؤرخ - چہہ ہزار بدنیت خنازیر کی مہم تیار کی۔ اور ڈیوک نوالیس کو اوسپر کمانڈر مقرر کیا۔ یہہ
فوج ۲۷ بار برداری کے جہازون پر سوار ہوئی اور ڈیوک بوفورٹ کے زیر کمان ۱۵ جنگی جہاز حفاظت کے لئے ساتہہ گئے
سمندر مین ترکون کے جہازات سے محفوظ رہنے اور نیز اونکو قبل از وقت خبر نہ ہونے دینے کے لئے جہازون پر
مذہبی (یعنی پوپ کا) جہنڈا بلند کیا گیا اور ۱۳ پوپی جہاز بطور ہراول آگے ہوئے۔ اس مہم کا پہلا ڈویژن (حصہ)
جسمین ۵۰۰ آدمی تہے جون ١٦٦٩ء مین جبکہ کینڈیا آخری دم توڑ رہا تہا وہان پہنچا۔ فرانسیسی سپاہیون نے
رات کے وقت چوری خشکی پر اُترنے مین کسر شان سمجہی۔ اور علانیہ دن کے وقت ترکی توپون کی سخت گولہ باری
مین خشکی پر گئے۔ اس مجنونانہ تہور کی بدولت اونکو بہت نقصان اُٹہانا پڑا۔ مگر اس سے اونکو کوئی ہوش نہ آئی
اور دوسرے ہی دن باقیماندہ فوج کے آنیکا انتظار کرنیکے بغیر محاصرین پر دہاوا کرنیکا عزم کردیا۔ موروسینی
نے پہلے تو اس ارادہ سے اونکو روکا۔ اور جب نہ رُکے تو کہا کہ کچہہ سپاہی ساتہہ لے لو۔ نوجوان ڈیوک

نوالیس نے اسے بھی منظور نہ کیا۔ اور اپنی ہی فوج لیکر ترکون پر کود پڑا۔ غضب یہ ہوا کہ انہون کی پہلی صف تاب مقاومت نہ لاکر پسپا ہوگئی۔ اور کل فوج مین عام سراسیمگی پھیلنے کا سخت احتمال ہوگیا۔ اتنے مین ہی فرانسیسی صفون کے درمیان بارود کے متعدد پیپے پھٹ جانے سے اونپر بے حواسی چھا گئی۔ اور وہ پانسو مقتول جن مین ڈیوک بوفورٹ بھی شامل تھا میدان مین چھوڑکر قلعہ کو واپس ہٹ گئے۔

دوسرا ڈویژن بھی جلد پہنچ گیا۔ مگر پہلی فوج کو شکستہ دل دیکھکر اسکے حصہ کی فوج کا حوصلہ بھی پست ہوگیا۔ اور سب کو یقین ہوگیا کہ کینڈیا کا بچنا اب محال ہے۔ تاہم فرانسیسی بیڑہ وینشی بیڑہ سے ملکر سارا دن ترکی کیمپ پر گولہ باری کرتا رہا۔ جس سے ترکون کو تو کچھہ نقصان نہ پہنچا مگر اونکے گولون سے ایک فرانسیسی جہاز غرق ہوگیا۔ آخر ڈیوک نوالیس اہالی وینس سے رنجیدہ خاطر ہوکر ۲۱ اگست کو پھر جہازون پر سوار ہوگیا۔ اور فرانس کو واپس چلا گیا۔ لوئی نے اوسے ایسی عجلت کے ساتھہ واپس آجانے پر سخت زجر و توبیخ کرکے دربار سے خارج کردیا۔ ادہر فرانسیسی فوج کے چلے جانے پر موروسینی مین مقابلہ کی کوئی سکت نہ رہگئی۔ ریاست وینس نے اسی اثنا مین کئی دفعہ کوشش کی کہ ترک کینڈیا کا خیال چھوڑدین۔ اور روپیہ لیکر صلح کرلین۔ مگر کوپریلی یہی جواب دیتا تھا۔ "ہم روپیہ کے شائق اور صراف نہین ہین۔ ہم کینڈیا کو فتح کرنیکے لیے لڑائی کر رہے ہین اور خواہ وینس کے خزانے دو اوسے نہین چھوڑینگے۔" آخر موروسینی نے اطاعت کا جھنڈا کھڑا کرکے ۶ ستمبر ۱۶۶۹ء کو باعزت شرائط پر کینڈیا وزیر کے حوالہ کردیا۔ اور تین بندرگاہون (قرہ بوسہ، سودا اور سپینالونگا) کے سوا کل جزیرہ پر ترکون کا تسلط ہوگیا۔ وان ہیمر لکھتا ہے کہ جس قدر روپیہ۔ وقت اور ہمت و کوشش کینڈیا کی فتح پر صرف ہوئی اتنی کسی اور قلعہ کی فتح پر خرچ نہین ہوئی۔ اسکے قبضہ کے لیے مسلسل ۲۵ برس لڑائی ہوتی رہی۔ اور اسی عرصہ مین اوسکے تین محاصرے ہوئے جن مین سے آخری کامل تین برس[1] رہا۔ ترکون نے ۵۶ دفعہ اوسے حملہ کرکے فتح کرنے کی کوشش کی۔ اور ۵۵ مرتبہ سرنگ لگاکر اوس مین داخل ہونے کی سعی کی۔ محصورین نے ۱۱۷۲[2] اور ترکون نے اس سے تگنی سرنگین اڑائین۔ وینس والون کے پچاس ہزار اور ترکون کے ایک لاکھہ سے زیادہ آدمی ضائع ہوئے۔

فتح کینڈیا کے بعد وینس اور باب عالی مین صلح کا معاہدہ ہوگیا جسکے رو سے اول الذکر نے کریٹ سلطان کی ملکیت

---

[1] درست ۲ برس ۴ مہینے ہین۔

[2] کریسی دونون فریق کی سرنگون کی تعداد ۱۳۰۴ بتاکر لکھتا ہے کہ محصورین نے محاصرہ کو توڑنے کے لیے ۹۶ مرتبہ دھاوا کیا۔ اسکی روایت ہے کہ تیسرے محاصرہ مین ۳۰ ہزار وینشی اور تیس ہزار ترک ہلاک ہوئے۔

ہوگیا۔ احمد کوبرلی نے شرائط جو الگی شہر کی کمال ایمانداری سے تعمیل کرکے موروسنی اور اوسکے بقیۃ السیف فوج سے کوئی تعرض نہ کیا اور نہ سکنائے شہر پر جو سرنگون اور گولاباری سے کھنڈرات کا تودہ ہو رہا تھا۔ کچھہ سختی کی فتح کے بعد جزیرہ کا انتظام درست کرنے اور نیا نظم ونسق قائم کرنیکے لئے وہ نو ماہ وہین رہا۔ اور پھر عزت وسرخروئی کے ساتھہ دار الخلافہ کو واپس آیا۔ سلطان نے وزیر اور اوسکے ماتحت افسرون اور سپاہیون کو انعام واکرام سے مالامال کردیا۔ اور تمام ترک اس نمایان فتح سے خوشی کے مارے کپڑون مین پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اکثر عیسائیون کو یقین تھا کہ کینڈیا وہ چٹان ہے جس سے سلطنت عثمانیہ کا جہاز ٹکراکر پاش پاش ہوجائیگا۔ +

فرانس سے مزید رنجش

احمد کوبرلی نے کینڈیا کو فتح بھی کرلیا۔ ڈی لاہے کو لینے کیلئے ولکیسر کا بیڑہ بھی پہنچگیا۔ اور اوسکو پروانہ راہداری بھی مل چکا تھا۔ مگر وہ بدستور قسطنطنیہ مین موجود رہا۔ کیونکہ اوسکو عثمانی دار الخلافہ سے کچھہ ایسا انس ہوگیا تھا کہ وہ وہان سے جانیکا نام نہین لینا چاہتا تہا۔ اور اپنے عہدہ پر بحال رہنے یا دوسرے لفظون مین فرانسیسی سفارت کو ٹرکی مین بحال رکھنے کیلئے اوس نے بڑے کمینہ پن کے ساتھہ درپردہ جد وجہد شروع کردیا تھا۔ اوسنے ڈالمیراس کے جہازات کو واپس بھیجکر شاہ کو خط لکھدیا کہ باب عالی میرے ساتھہ واجب عزت و احترام سے پیش آتا ہے۔ اور خود بظاہر الوداعی ملاقات کرنیکا بہانہ بناکر لاریسا چلاگیا۔ جہان سلطان اوس وقت مقیم تھا۔ وہان پہونچکر اوس نے ایسی استادی کی کہ دیوان نے تجدید اتحاد کیلئے سلطان کا مراسلہ دیکر اپنا سفیر پیرس کو روانہ کرنا منظور کرلیا۔ اس سفارت پر سلطانی گارڈ کا افسر (متفرقہ) سلیمان پاشا مامور کیا گیا۔ اور اوسے صرف دو ہزار کرون زادراہ کے لئے دیئے گئے۔ مگر ڈی لاہے نے باقی مطلوبہ اوسے اپنی گرہ سے دیدیا۔ وہ ایک فرانسیسی جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور پیرس پہنچکر محل سینٹ جرمین مین شاہ فرانس سے ۵ دسمبر ۱۶۶۹ء کو بھرے دربار مین ملاقی ہوا اور اپنے آقا کا خط پیش کیا۔ اوس خط کی عبارت نفس مدعا کے متعلق یہ تھی "تمکو معلوم ہے کہ تمہارے آباؤ اجداد شاہان فرانس عرصہ مدید سے قیامت تک قائم رہنے والے عثمانیہ خاندان کے سچے دوست اور رفیق چلے آئے۔ اور اس اتحاد و رفاقت کی طفیل دونون قومین کامل امن و آرام اور خوشحالی مین رہی ہین۔ صرف دونون قومین ہی نہین بلکہ یہ اتحاد کل دنیا کے امن و امان کے قیام کا باعث رہا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپنے اپنے سفیر کو جو ہمیشہ ہمارے عدل و انصاف کے سایہ ہما پایہ مین رہا ہے۔ اور تمہارے سوداگر اور رعایا ہماری حفاظت و حمایت مین برابر ہمارے بندرگاہون مین داخل ہوتے رہے ہین۔ اور کوئی ایسا معاملہ نہین ہوا جس سے اس عرصہ دراز کی دوستی، محبت و صداقت مین ذرہ بھر بھی فرق پڑسکے۔ کیون واپس چلے آنیکا حکم بھیجدیا ہے؟"

مگر لوئی کو نہ تو سلطان کے خط اور نہ اوسکے ایلچی کی عادات و اطوار سے جو دہقانی خصایل تندخو شخص تھا کچھہ تشفی ہوئی - وہ عملی تلافی چاہتا تہا - اور بابعالی نے اوسے باتون مین ٹالدیا - اوسکے اکثر مشیرون نے تجدید اتحاد کے برخلاف رائے دی - اونکا بیان تھا کہ یہ ترکون کے دماغ مین یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ ہمارے ملک کے بغیر کسی کا گذارہ نہین ہوسکتا - ہماری گورنمنٹ کل بادشاہان روئے زمین کا ملجا و ماوا ہے - اونکی جہالت نے اونکو پٹی پڑہادی ہے کہ کل عیسائی اونکی رعیت ہین - اون مین اتنی نخوت بڑھ گئی ہے کہ جب کبھی اونسے ناانصافی کی شکایت کی جائے تو وہ برروے جواب دیتے ہین کہ اگر ہم کسی فرنگی کی ایک آنکھہ پھوڑکر اوسکو اپنے ملک سے باہر نکالدین تو وہ دوسرے ہی دن دوسری آنکھہ پھڑوانیکے لئے واپس آجائے گا؟

فرانسیسی مدبر ڈاروڈ نے لوئی کو لکھا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ سلطان تم سے مساوی برتاؤ کرے تو جبتک سلطان بہی ایک ایسا معزز شخص بطور سفیر تمہارے دربار مین نہ رکھے جسکا اوسے یہ پاس ہو کہ اگر مین نے فرانسیسی سفیر سے بدسلوکی کی تو میرے سفیر سے بھی یہی برتاؤ ہوگا تب تک تمہاری خواہش پوری نہین ہوسکتی - مگر یہ امر ناممکن معلوم ہوتا ہے - کیونکہ ترکون مین اپنے رفیق بادشاہون کے دربارون مین ترکی سفیر رکہنے کا مطلقاً رواج ہی نہین ہے - عثمانیہ سلاطین صرف عیسائی سفراہی کو اپنے دربار مین رکہنے کے عادی ہورہے ہین - کیونکہ یہ اپنی اپنی اغراض کے حصول کے لیے بیش بہا تحائف سلطان کی نذر کرتے رہتے ہین - اور اس طرح سے وہ اسے بھی اپنی ایک خاص عزت اور فخر کی بات سمجھنے لگ گئے ہین - کہ اور تو سب اونکی دوستی کے خواہان ہون اور وہ خود کسی کی رفاقت کی خواہش نہ کرین گے -

لوئی اُس وقت جوانی اور طاقت اور حکومت کی ترنگ مین تہا - وہ ان مشورون کے ماننے پر جہٹ تیار ہوگیا خواہ اونکا انجام آخر یہ ہوتا کہ ترکی کے ساتھہ لڑائی چھڑجاتی مگر کولبرٹ نے اوسے سمجہایا کہ سلاطین جو اپنے تئین عیسائی فرمانروایون سے برتر سمجھتے ہین - یہ مشرقیون کی ایک معمولی بات اور خودستائی ہے - اسکی اہلیت فی الحقیقت کچھہ نہین - اسکی تصدیق ترکی فرانسیسی اتحاد سے بخوبی ہوچکی ہے - اس اتحاد کی وجہ سے ہم ہی انسے کام لیتے رہے ہین - ہم تو اونسے کبھی کام نہین آئے - چند الفاظ سے بگڑکر ایسے اتحاد کو معرض خطر مین ڈالنا جو ہمارے دشمن خاندان آسٹریا کی کمزوری کا باعث رہا ہے اور جسے ہمارے اعدا رشک و حسد سے دیکھتے ہون ہرگز مناسب نہین - لوئی اپنے قابل وزیر مال کی دلایل سے قایل ہوگیا - اور فیصلہ ہوا کہ ڈی لاہے کو جسکی سازشون اور کرتوتون کی قلعی کہل گئی تہی - واپس بلاکر نیا سفیر بہیجا جائے - پیرس مرسیلیا اور لاونیس کے سربرآوردہ تاجران مین سے

بیس منتخب کرکے لیوانٹ مین تجارت کرنیکے لئے اونکی کمپنی بنائی جائے - اور فرانسیسی سفارت کے ترجمانون کے لئے قسطنطنیہ مین ایک مدرسہ کہولا جائے - اور اسی طرح کے اور کئی انتظام کئے گئے - باہمی تجارت کے لئے خاص قواعد وضع کئے گئے - فرانس کی طرف سے پہلے جس قدر قونصل ٹرکی مین مامور تہے وہ زیادہ تر نامعلوم یا اجنبی اشخاص تہے - اونکو ہٹا کر خالص فرنچ مقرر کئے گئے اور اونکو سخت تاکید کی گئی کہ فرانسیسی سفیر سے ہروقت خط وکتابت جاری رکہکر اوسکو اپنے اپنے بندرگاہ اور مقام تعیناتی کی تجارت عامہ ہان کے فرنچ اور دیگر اجنبی تجار کی حیثیت وتعداد وغیرہ ضروری امور سے اوقات معینہ پر اطلاع بہیجتے رہین - خود سفیر کو بہی پہلے سفرا کی طرح خود ہی بادشاہ کے نایب کی حیثیت سے احکام جاری کرکے فرانسیسی تاجرون پر جرمانہ کرتے اور اون سے وصول کرنے کی قطعًا ممانعت کردی گئی اور بحری فوج کو تجارتی جہازون کی حفاظت اور نگرانی کے لئے سخت تاکیدی احکام دیئے گئے - +

تجدید معاہدہ

دربار فرانس نے ۱۶۷۰ء مین ڈیلا ہی کی جگہہ مارکوئیس ڈی نوئٹل کو سفیر مقرر کیا - وہ نہایت عالم فاضل شخص تہا اور بلاد مشرقی کی پہلے سیاحت کرچکا ہوا تہا - کالبرٹ نے روانگی سے پہلے اوسے نہایت مفصل ہدایتین دین جنکا لب لباب یہ تہا کہ وہ بابعالی سے سابقہ معاہدون کی تجدید ان ترمیون کے ساتہہ کرائے - (۱) محصول درآمد پانچ فیصدی سے گہٹا کر تین فیصدی کیا جائے - (۲) شاہ فرانس کو بلاد مشرق کے رومن کیتہولک عیسائیون کا واحد وتنہا محافظ تسلیم کیا جائے - (۳) ہندوستان کی طرف سے فرانسیسی جو تجارتی مال لائین اوسے بحیرہ قلزم اور مصر کے رستہ بار روک ٹوک اور بلاکسی قسم کے محصول کے گذرنے دیا جایا کرے - کولبرٹ کو فرانسیسی تجارت کے فروغ کا ہروقت سخت خیال رہتا تہا - اور دن رات اسی اودہیڑبن مین رہتا تہا - اسی وجہ سے اُس نے نئے سفیر کو آخری امر کے حصول پر بالخصوص بہت زیادہ زور دینے کی تاکید کی - وہ جانتا تہا کہ ہند کا اصل رستہ مصر ہی ہے جسکو اپنے قابو مین کرکے وہ انگلستان اور ہالینڈ کی تجارت کو ایشیا سے معدوم کرنا چاہتا تہا - اُس نے اسکے متعلق نوئٹل کو تحریر کیا کہ "ہمکو سلطان سے ایسا معاہدہ کرنے کی بے حد سعی کرنا لازمات سے ہے - جسکے رو سے ہمکو اسکندریہ یا قاہرہ مین اپنے جہاز رکہنے کی اجازت مل جائے - تاکہ وہ اوس مال واسباب تاجرانہ کو جسے ہمارے دوسرے جہاز بحیرہ قلزم کے رستہ عدن سے سویز کو لائین پار کرسکین - اس طرح جزائر شرق الہند اور ہندوستان کا راستہ ہمارے لئے ہزار بارہ سو میل (دو سو لیگ - جو کہین چار اور کہین پانچ سوا پانچ میل انگریزی کا ہوتا ہے) کم ہوجائیگا" +

قونصل جنگی جہازات کا بیڑہ ہمراہ لیکر قسطنطنیہ پہونچا۔ یہ بیڑہ جنگی ترتیب سے سلطانی محلسرا کی سلامی اتارنے
کے بغیر بندرگاہ گولڈن ہارن مین داخل ہوا۔ اس گستاخی اور تمرد سے رعایا اور عثمانی ملاحون کی آنکھون مین خون
اتر آیا۔ اور عنقریب مقابلہ ہونے ہی والا تہا کہ سلطان والدہ نے بیڑہ کے کمانڈر کو کہلا بہیجا کہ میری ہی خاطر
سلامی اتار دو۔ اسپر چار پردن فرانسیسی جہازون کو ریشمی بیرقون اور جہنڈیون سے آراستہ کرکے اونکی کل توپون
سے محلسرا کی سلامی اتاری گئی۔ اور فرنچ ملاحون نے قومی نعرہ "ویولا رائے" (شاہ کی عمر دراز ہو) سے زمین
کو سر پر اٹہا لیا۔ سلامی کردینے سے ایک اندیشہ معدوم ہوا تہا کہ ملاحون کی اس نعرہ بازی سے معاملہ پہر بگڑ گیا۔ دیوان نے
اسے اپنے سلطان کی ہتک سمجہا چنانچہ جب قونصل بڑے طمطراق سے جس نے دیوان کو اور کبیدہ خاطر بنا دیا شہر
مین داخل ہوا۔ اور دوسرے روز ملکر اپنی سفارت کا مدعا بیان کیا تو وہ نہائیت بے رخی سے پیش آئے۔ اور کوبرلی
نے جواب دیا کہ یہ درخواستین اعتدال سے متجاوز ہین۔ تمکو اپنی گورنمنٹ کی ہدایات سمجہنے مین دہوکہ ہوگیا ہوگا۔ مناسب
ہے کہ اپنے بادشاہ کا خط منگوا کر پیش کرو جسمین فرانس کی کل درخواستون کی نوعیت و مدعا بالوضاحت مندرج ہو۔ قونصل
جب سلطان کی خدمت مین باضابطہ حاضر ہوا تو وہان بہی اوس نے سلطانی عہدہ داروں کے تیور اپنی طرف سے بدلے ہوئے
پائے۔ کوبرلی سے جب اوس نے اپنے آقا کی کثرت افواج۔ تمول اور طاقت کا ذکر کیا تو وزیر اعظم نے جواب دیا "شہنشاہ
فرانس بیشک بڑا بادشاہ ہے مگر اوسکی تلوار ابہی نئی ہے" (یعنی میدان جنگ مین اوسکی ابہی پوری آزمائش نہین ہوئی)
اسکے بعد قونصل نے فرانس اور ٹرکی کے اتحاد کی قدامت یاد دلائی تو وزیر نے کہا "ہان فرنچ ہمارے لاریب بہترین
دوست ہین۔ مگر افسوس ہم اونکو ہر جگہ اپنے دشمنون کے درمیان پاتے ہین!" سب سے آخر قونصل نے کہا کہ میرا
آقا بحیرہ قلزم کا راستہ ملنے کا آرزومند ہے۔ اسکا وزیر نے جواب دیا کہ "کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسا جلیل القدر بادشاہ
محض ایک تجارتی معاملہ کے لئے ایسا متردد اور بےچین ہو؟ یہ تو تاجرون کا کام ہے!" تاہم شکر رنجی اور باہمی
رمز و کنایہ کے باوجود اس معاملہ کے متعلق نامہ و پیام اور گفتگو کا سلسلہ برابر جاری رہا مگر قونصل سے جسکی گورنمنٹ کو یقین
تہا کہ بگاڑ کا باعث صرف کوبرلی کی ذاتی رنجش اور کد ہے۔ گو یہ معاملہ خود سلطان کے سامنے لیجانیکی بہت کوشش
کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اوسے کل گفتگو دیوان کے ترجمان اول یونانی پناجوئی کے توسط سے کرنی پڑتی جو دیوان
کی نیچہ کا بال بنا ہوا تہا۔ اور ساتہہ ہی فرانس کا سخت دشمن تہا۔ وزیر نے تجویز پیش کی کہ فقط پرانے معاہدون کی
تجدید کرالو۔ قونصل نے اس سے بری طرح سے انکار کرکے کچہہ دہمکی آمیز الفاظ کہے۔ اسپر وزیر نے صاف صاف کہدیا
"سلطان اعظم دنیا کے دیگر بادشاہون سے جنکے ساتہہ اونکو کوئی جہگڑا یا وجہ تنازعہ نہین ہے۔ اتحادی یا تجارتی معاہدہ

لینیکے عادی نہین - یہ کیپی چولیشنز (امتیازات) ایکطرح سے بطور رعایت ونوازش امیر المومنین نے اپنے معاصرین کو عطا کر رکھے ہین - اور شاہ فرانس کو انہی امتیازات پر جو کہ دیجا چکی ہین قناعت کرنی چاہیئے - ماسوا ازین اس امر کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ باب عالی نے اجنبی لوگون کو جو رعایات عطا کی ہین وہ کبھی بزور شمشیر نہین حاصل کیگئین بلکہ لطف و نرمی سے - پس اگر آپ سابقہ امتیازات کی تجدید پر رضامند نہین تو آپ بیشک فرانس کو واپس چلے جائیے" لوئی چہاردہم یہ حالات سنکر کمال برافروختہ ہوا - اور بقول فرنچ مورخ چارٹون[1] یہ صلاح و مشورہ شروع ہوگئے کہ آیا باب عالی سے قطع تعلق کر لیا جائے یا ترکون کے اس ناواجب سلوک کو بالکل نظرانداز کرکے اوسکا کوئی نوٹس نہ لیا جائے - آخر ایسے اہم معاملہ مین جلدبازی مناسب نہ سمجھی گئی - اور فرانس کے جنوبی صوبہ پراونس کے صدر مقام آیکس کے حاکم اعلے ایم ڈامیڈسی کو حکم بھیجا گیا کہ وہ تمام ایسے تجار وغیرہ کو جو لیوانٹ سے تجارت کرتے ہین یا ترکی معاملات سے بخوبی واقف ہین مرسیلیا مین جمع کرکے اون تجاویز پر جو شاہی کونسل مین اکثر اراکین نے پیش کی ہین اونکی رائے لے - وہ تجاویز حسب ذیل تہین - فرانس اول تو قطعی ورنہ چند برسون کے لئے لیوانٹ سے تجارت کرنا چھوڑ دے - اور ترکون کے برخلاف بحری جنگ شروع کردے جس سے وہ اونکو باسانی اسقدر نقصان پہونچا سکیگا کہ سلطان اوسکے روکنے کے لئے خود بخود شاہ کے تمام مطالبات کو منظور کر لیگا مجلس تجار نے ان تجاویز کو پسند کرکے اپنی طرف سے یہہ اور اضافہ کیا کہ صوبہ پراونس مین لیوانٹ کا تجارتی مال اسکثرت سے موجود ہے کہ اگر دس برس تک وہان سے کچھہ نہ منگایا جائے تو وہ فرانس کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے - اور اگر شاہ کلہم دس جہاز ہی بحیرہ مجمع الجزائر بالخصوص آبنائے ڈارڈینلز کے دہانہ کو بھیجدے تو تہوڑے ہی عرصہ مین قسطنطنیہ مین قحط پڑ جائیگا جس سے تنگ آکر خود ترکی رعایا ہی برسر فساد ہوکر باب عالی کو فرانس کے مطالبے مان لینے پر مجبور کردیگی" +

الغرض کل ملک کی رائے یہی تہی کہ لڑائی کیجائے - چنانچہ بزور شمشیر امتیازات کی تجدید اور اونکے آیندہ کے استحکام و قیام کی ضمانت کے لئے مجمع الجزائر کے چند بڑے بڑے جزیرون پر قبضہ کرنیکے واسطے بیڑہ جہازات تیار کیا گیا - اور کل ملک مین صلیبی جنگون کے زمانہ ایسا مذہبی جوش اور جنون پہیل گیا - ہزارون رسالے اس مضمون پر شایع ہوئے کہ ترکون کو یورپ سے نکال لینے کا وقت پہونچ گیا ہے - ملک الشعرا بوئیلو نے لوئی کو ایک دن بڑے چاؤ سے کہا کہ "چھہ مہینون کے اندر مین آبنائے ڈارڈینلز کے سواحل پر گلگشت کرتا ہونگا" یہ اوسکا ذاتی خیال یا خواہش

---

[1] ناظرین اس حصہ کو غور سے پڑہین گے تو اونہین واضح ہوجائیگا کہ مسٹر گلیڈسٹون کا ہذیانات یا عیسائی دول کی شوخیان ڈارڈینلز کی ناکہ بندی کی دہمکیان کوئی نئی بات نہین ہین - صدیون سے یہی ہوتا آیا ہے - اور ترک خدا کے فضل سے بیچتے چلے آئے ہین - معلف

نہ تھی - بلکہ اوسنے اسعلئے - جاہل و ناکل فرینچ رعایا کو بہی خواب آرہا تہا - اور کئی پراٹسٹنٹ مذہب عیسائی بہی ہمارے زمانہ کے مسٹر گلیڈسٹون کیطرح اس تیقن مین اونکے شامل تھے - قسطنطنیہ مین بہی یہہ خبر بہت جلد مشہور ہوگئی کہ شاہ فرانس پچاس جنگی جہاز اور تیس ہزار فوج اپنے بندرگاہ ٹولون مین تیار کر رہا ہے - اسپر فرینچ لوگون نے یہ حاشیے بڑہانے شروع کر دیئے کہ یہ تیاریان عنقریب قسطنطنیہ کو گولہ باری سے منہدم کر دینے مجمع الجزائر پر قابض ہونے اور ترکون کو یورپ سے نکال دینے کے لئے کیجا رہی ہین - مگر لوئی اوس وقت ہالنڈیون سے بدلہ لینے کے لئے تیار ہو رہا تھا - کیونکہ جب شاہی کونسل مین یہ بحث پیش ہوئی کہ کس کے ساتھہ لڑائی کیجائے تو یہہ فیصلہ ہوا کہ ہالنڈ کے ساتہہ جنگ کرنا مقدم ہے - اوسپر فتح پانے سے فرانس کا اقتدار کل دنیا کے سمندرون پر قایم ہوجائے گا - اور ٹرکی کو مغلوب کرنے سے صرف بحیرۂ روم پر - مگر اسکے ساتہہ ہی یہ لازمی شرط لگادی گئی کہ ہالنڈ کے ساتھہ اس طرح جنگ کیجائے کہ اوسکا اثر مشرق مین بہی محسوس ہو - اور ترک ذرا سید ہو ہو جائین -

اس فیصلہ کے بعد لوئی کے وزیر لیون نے کوپرلی کو لکہا کہ متعجب ہے کہ بابعالی نے شاہ فرانس کے سفیر پر اعتبار نہین کیا - اور اوسکی پیش کردہ تجاویز اور درخواستون کی درستی اور راستی پر شک کیا ہے - حالانکہ پہلے کبہی ایسا نہین کیا گیا تہا - مگر شاہ موصوف اپنے سفیر کے سوا اور کسی ذریعہ سے بابعالی کے ساتہہ نامہ و پیام نہین کرے گا - اور اگر سلطان اعظم کو اوسپر اعتبار نہین اور وہ ہمارے سفیر کی اوسکی حسب حیثیت عزت کرنا نہین چاہتے تو بادشاہ نے سفیر مذکور کو اوسی جہاز پر جو یہ خط لیکر جا رہا ہے واپس آجانے کا حکم دیدیا ہے "

یہ مراسلہ پڑہکر کوپرلی نے ذرا نرمی اختیار کر لی اور گفتگو پہر شروع ہوگئی - مگر پہر ایسی ہی التویق بے ترتیبی اور دو طرفہ بدگمانی کے ساتہہ - لیکن نونٹل نے حوصلہ بالکل نہ ہارا - کولبرٹ نے اوسے سخت تاکید کر رکہی تہی کہ جس طرح ہو ٹرکی کے ساتہہ صلح قایم رکہے - آخر طول طویل بحث اور غور و فکر کے بعد بابعالی نے محصول درآمد کو گہٹا دینا قدس کے متبرک مقامات کی تولیت پہر فرانسیسی پادریون کو تقریباً چالیس برس کی بیدخلی کے بعد واپس دلا دینا - اور شاہ فرانس کو بلاد مشرق کے عیسائیون کا محافظ تسلیم کر لینا منظور کر لیا - مگر فرانسیسی علم کی حمایت مین ہی دیگر یورپین اقوام کے ترکی سمندرون اور بنادر مین تجارت کر سکنے کی رعایت پر کوپرلی نے کہا کہ "انگلستان ہالنڈ - وینس - جنوا اور آسٹریا کی رعایا کو یہہ رعایت دیجا چکی ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک کے زیر حمایت ٹرکی مین تجارت کر سکتے ہین - اب مین اونکو اس سے محروم نہین کر سکتا " سفیر فرانس کل شرائط کی منظوری پر مصر تہا - اسپر کئی دفعہ پہر بگاڑ ہوا اور فرانسیسی سفیر نے وزراء کو رشوت دیکر اپنے حق مین فیصلہ کرانے کی کئی مرتبہ بیفایدہ کوشش کی

کیونکہ کل معاملہ یونانی پاجوئی پر منحصر تہا اور اوسے آسٹریا و انگلستان نے بطمع زر اپنا طرفدار بنا رکھا تہا یہ تنازعہ ابہی یکسو نہ ہوا تہا کہ اتنے مین شاہ فرانس کو جس نے سنہ ۱۶۷۲ء مین خشکی اور تری دونون جگہہ ہالنڈ کے برخلاف جنگ شروع کر دی تہی اپنے غنیم پر کامل فتح نصیب ہوگئی۔ اوسنے ہالنڈ کے پے درپے کئی صوبے چند ہفتون مین فتح کر لئے۔ اور سمندر پر بہی ڈچون کو پوری زک دی۔ فرانس کی ان فتوحات کا غلغلہ تمام لیوانٹ مین بلند ہوگیا۔ اور فرنچ لوگون کو اپنے بادشاہ کی عظمت وجبروت پر لن ترانیان ہانکنے اور ترکون کو اوسکے قہر وجلال سے دہمکیان دینے کا موقعہ ملگیا۔ ابنوئنٹل نے اس خداداد موقعہ سے فایدہ اوٹہایا جسکی تاک مین وہ ابتک بیٹہا ہوا تہا باب عالی کو کل امتیازات مطلوبہ کے عطا کرنیکے لئے تحریری پیغام بہیجا۔ اور باب عالی نے فی الفور ۵ جون سنہ ۱۶۷۳ء کو معاہدہ امتیازات پر دستخط کر کے اوسکے پاس بہیجدیا۔ اور اس طرح فرانسیسی وزرار کو جنگ ہالنڈ سے عین اپنی تجویز کے مطابق یک کرشمہ دوکار پوری کامیابی ہوگئی۔ ہالنڈ کے شکست پا ہوجانے پر نہ صرف انکا ایک بہت بڑا رقیب پامال ہوگیا۔ بلکہ انگلستان کا بہی ایک زبردست رقیب کم ہوگیا جسکو فرنچ کی فتح گو ناگوار تہی مگر ہالنڈ کی بربادی کی خوشی اس ناگواری پر غالب آگئی۔ نوئنٹل کے مطالبہ کرنے پر ترکی کو کسی دوسری سلطنت کا سہارا نہ تہا۔ یا دوسرے لفظون مین یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اوس وقت نوئنٹل کی مخالفت کرنے والا کوئی نہ تہا۔ ہالنڈ کا عدم و وجود برابر ہو رہا تہا۔ انگلستان ایک رقیب کی کامیابی اور دوسرے کی تباہی پر کبیدہ و مسرور تہا اور آسٹریا وغیرہ کو فرانس کی بالادستی سے اپنے اپنے قدم کے خیر منانے کی فکر دامنگیر ہوگئی تہی۔ پس میدان اکیلے نوئنٹل کے ہاتہہ مین تہا اور وہ کامیاب ہوگیا۔ اس معاہدہ کی شرائط مین بحیرہ قلزم اور مصر کے راستہ کا کوئی ذکر نہ کیا گیا کیونکہ اسکا انتظام فرانس نے پاشاے مصر سے نامہ وپیام کر کے براہ راست کرلیا تہا کہ خزانہ مصر کو کل اسباب پر جو سویز سے اسکندریہ جائے دو فیصدی محصول راہگذری دیا جائے۔ اور سلطان نے اس انتظام کو منظور کر لیا تہا مگر مکہ معظمہ کے امام و مفتی نے اس کی سخت مخالفت کی۔ وہ بحیرہ قلزم مین عیسائیون کے جہازون کی آمدورفت کو ہرگز پسند نہین کرتے تہے۔ انکے علاوہ سفیر انگریزی نے بہی دیوان کو ڈرایا کہ فرانس کی نیت بخیر نہین وہ اس رعایت کی آڑ مین کسی دن مصر پر قابض ہوجانے کا ارادہ رکہتا ہے۔ ان اسباب نے مل ملاکر فرانس کو بحیرہ قلزم و مصر کے راستہ کے معاملہ مین کامیاب نہ ہونے دیا۔ مگر لوئی چہاردہم کی گورنمنٹ نے اسکا خیال کبہی نہ چہوڑا۔ اس امر کی تصدیق ایم ڈی میلیٹ کی سرکاری تحریرون سے بخوبی ہوتی ہے۔ وہ سنہ ۱۶۹۲ء مین قاہرہ مین فرانسیسی قونصل تہا۔ اور سن مذکور مین اوسنے راستہ کے متعلق پہر سلسلہ جنبانی کی تہی مگر قایز بمرام نہ ہوا۔ سنہ ۱۷۰۶ء مین بہی قونصل تجارتی

تعلقات کے قیام اور جزایر بوربون و مدغاسکر کے فرنچ آباد کاروں اور سویز و مصر کے درمیان آمد و رفت مین آسانیان پیدا کرنے کے لئے حبش گیا تھا۔

الغرض رومن کیتھولک عیسائیون کی امداد اور محمد چہارم و لوئی چہاردہم مین مصالحت ہو جانے سے فرانس کا اقتدار پھر لیوانٹ مین قایم ہوگیا۔ ترکی و فرانس کا اتحاد ابتداءً محض پالیسی پر مبنی تھا اور اوسکا مدعا آسٹریا کے حکمران خاندان ہیپسبرگ کو ضعف پہونچانا تہا۔ ہنری ثانی کے جانشینون کے عہد مین اوسکی یہ نوعیت نہ رہ گئی۔ اور اوسکی غرض و غایت جہانتک فرانس کا تعلق تہا صرف تجارت کا فروغ اور مذہبی اقتدار کا استحکام رہ گئی۔ ۱۶۰۵ء سے لیکر ۱۶۷۳ء تک اوسکی جو کیفیت رہی وہ اوپر مندرج ہو چکی ہے۔ اس عرصہ مین گویا اوسکا وجود معطل رہا لیکن جونہی اسکی دوبارہ تجدید ہوئی تو گو اوسکا مدعا وہی تجارتی و مذہبی اغراض کا استحکام تہا۔ مگر چونکہ لوئی چہاردہم آسٹریا کی مخالفت کو اپنا اہم فرض سمجھے ہوئے تہا۔ اتحاد جدید نے تہوڑے ہی عرصہ مین وہی فرانسس اول کے زمانہ کی پولٹیکل نوعیت اختیار کر لی۔ مگر ستر برس کی مغایرت نے کل کہیل بگاڑ دیا ہوا تہا۔ اوسنے اب اپنے جوہر دکھانے شروع کئے اور نیا اتحاد آسٹریا کو ضعیف کرنے مین متحدین کو کوئی مدد نہ دے سکا۔ کیونکہ اس طویل بیگانگت سے دونون گورنمنٹون کے دلون مین اس قدر کدورت بیٹھ گئی تہی کہ وہ جدید معاہدہ سے کماحقہ دور نہ ہو سکی۔ اگر یہ دور ہو جاتی۔ اور دونون فریق ایک دوسرے کی طرف سے سینہ صاف کر کے اپنا ایک معین مدعا اور غرض قرار دے لیتے۔ اور پہر اوسکے حصول کے لئے متفقہ عملی کوشش کرتے تو اس مین کوئی شبہ نہین کہ وہ کل یورپ پر اپنا اقتدار قایم کر لیتے اسوقت آسٹریا و جرمن جنگ سی سالہ سے نحیف و کمزور ہو رہے تہے۔ انگلستان فرانس کی حمایت اور سرپرستی کو اپنے لئے فخر سمجہتا تھا۔ اور پروس ایسی گمنامی مین پڑا ہوا تہا کہ یورپین طاقتون مین اوسکا شمار ہی نہین ہوتا تہا۔ مگر خداوند کریم کو یہہ منظور نہ تہا۔ ایک طرف ترک تعصب جہالت قومی فخر و مباہات اور نشہ قوت و حکومت مین ایسے مستغرق تہے کہ یورپ کی متغیر شدہ حالت موجودہ کی کوئی پروا۔ اور اپنے عیسائی رفقا اور معاونین کے صلاح و مشورہ کا کوئی لحاظ نہ کر کے منفرد و تنہا رہنے کو اپنے لئے بڑے فخر کی بات اور کسی دوسری سلطنت کے ساتھ ملکر کارروائی کرنے کو کمزوری اور نامردی کی علامت سمجہتے ہے۔ ادہر دوسری طرف لوئی چہاردہم نے گو ترکون کے ساتہہ اتحاد کر لیا تہا۔ مگر وہ اوسی مذہب (رومن کیتہولک) کا پابند اور ان ہی مذہبی دیوانون کا جانشین تہا جنہون نے مسلمان تو بیچارے خود رہے لاکھون عیسائیون کو رومن کیتہولک مذہب سے مختلف عقاید رکہنے کے جرم مین کتون کی موت ہلاک کرایا اور زندہ جلوا دیا تہا۔ اس مذہبی تعصب۔ تنگدلی اور محدود الخیالی نے جو رومن کیتہولک جماعت

کا خاصہ ہے۔ بلاد مغرب ہی مین جہان اوسے دیگر عقائد کے عیسائیون سے سابقہ رہتا تہا الونی کو آسٹریا کی بربادی کی پالیسی مین بے انتہا فرمگذاشتون اور غلطیون کا مرتکب بنایا۔ بلکہ بلاد شرق مین بہی جہان اوسے ترکون سے جو بعقیدہ رومن کیتہولک کافر و واجب القتل تہے معاملہ پڑا اپنی چال مین کامیاب نہ ہونے دیا۔ اس مذہبی تعصب کیوجہ سے دل مین تو وہ ترکون کی کامل تباہی و بربادی کا خواہان تہا اور ملکی اغراض اور مذکورہ بالا پالیسی نے اوسے ترکون سے اتحاد کرنے پر مجبور کردیا ہوا تہا۔ اگر دونون سلطنتون کی قسمت اچہی ہوتی۔ تو وہ ملکی بہبود پر مذہبی تعصب کچہ غالب نہ آنے دیتا لیکن تقدیر مین ایسا نہ تہا۔ اوسنے دینی مین رویہ اختیار کرکے ترکون سے صرف اس قدر کام لینے پر کفایت کی کہ وہ وقتاً فوقتاً آسٹریا جرمن پر حملہ آور ہوکر فرانس کا ہاتہہ بٹاتے رہین۔ واجب تو یہہ تہا کہ دونون ملکر ایک ہی وقت اپنے مشترکہ دشمن پر یورش کرکے اوسکو نیست نابود کردیتے۔ مگر دونون کی حمیت جاہلیہ و غرور و نخوت نے اسے پسند نہ کیا۔ اور بطور خود علیحدہ علیحدہ کارروائی کرتے رہنے کو مستحسن خیال کیا۔ پس جب فرانس آسٹریا سے مشغول کارزار ہوتا تو ترک اور جب ترک اوس سے برسر پیکار ہوتے تو فرانس خاموش بیٹہا رہتا جس اہم غلطی سے دونون سلطنتون کی مستقبلہ قسمت پر نہایت مہلک اثر پڑا۔ اس سے نہ فقط آسٹریا تباہی سے بچکر بتدریج طاقتور اور زبردست ہوگئی بلکہ روس کی عظمت و ترقی کے لئے راستہ صاف ہوگیا۔ اور دوسری طرف سلطنت عثمانیہ اور فرانس ایسی مشکلات مین گرفتار ہوگئی۔ جن سے وہ اب تک خلاصی نہین پا سکی۔ ++

محاربہ پولنڈ و روس

سلطنت عثمانیہ کو جو عظمت و شوکت سلیمان اعظم کے زمانہ مین حاصل ہوئی وہ اوسے پہلے یا بعد مین اب تک نصیب نہین ہوئی۔ البتہ خاندان کوبرلی کے زمانہ وزارت مین اس اسلامی سلطنت کو تقریباً ویسا ہی عروج حاصل ہوگیا تہا مختلف بر اعظمی صوبون سے بغاوت و سرکشی کی بیخکنی ہوجانے سے ملک کی اندرونی خوشحالی اور فارغ البالی مین ترقی ہوگئی تہی سلیمان اعظم کے وقت جتنے باجگذار صوبے تہے وہ پہر بار مطیع فرمان کرلئے گئے۔ بلکہ سلطنت کی حدود کریٹ کی فتح سے اور زیادہ وسیع کردی گئین۔ اور اس نمایان فتح کے بعد ہی ایک اور وسیع علاقہ سلطنت کے شامل ہوگیا۔ جو اوسوقت پہلے ہی سے چالیس وسیع صوبون اور چار باجگذار ریاستون (مالڈیویا و والیشیا۔ کریمیا ٹرینسلوینیا و ہنگری) پر مشتمل تہی۔ ان چالیس ولائتون یا صوبون مین یونان و ٹائر کی قدیم جمہوری ریاستون کے علاوہ بیس قدیم بادشاہیون کے ممالک شامل تہے۔ اور ترکی جہنڈا مراکو کے کوہ اطلس سے لیکر دہانہ دریائے فرات تک منبع دریائے نیل سے لیکر وائینا کے دروازون تک اور بحر کیسپین سے لیکر کوہ قاف کی چوٹیون اور ماسکو کے قریب تک لہراتا تہا

اوس زمانہ کا انگریز مورخ نالسش[1] اپنی کتاب کے دیباچہ مین ترکی سلطنت کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتا ہی:۔

"اگر تم اوسکی ابتدا۔ ترقی اور مسلسل فتوحات پر غور کرو۔ تو اوس سے زیادہ کوئی امر حیرت افزا اور قابل تعریف نہ پاؤ گے۔ اگر تم اوسکی عظمت اور شان و شوکت پر غور کرو تو اوس سے زیادہ شاندار اور عالیشان کسی کو نہ پاؤ گے۔ اگر اوسکی قوت و طاقت پر غور کرو تو اوس سے زیادہ مہیب یا خطرناک کسی اور کی طاقت و قوت نہ پائی جائیگی۔ ترکون کی ہمیشہ قسمت یاوری کرتی رہی ہے۔ اور دولت کے دریا ہمیشہ اونکے خزانہ مین گرتے چلے آئے ہین۔ اس سے سرمست ہو کر عثمانلی اگر دنیا کی دوسری قومون کو حقارت سے دیکھتے ہین تو وہ ایکطرح سے معذور ہین"۔

اس عظیم الشان وسعت و عظمت مین اونہی کاسکون کے بطوع و رغبت عثمانیہ حمایت و اطاعت قبول کر لینے سے جنکے ساتھہ ترکون اور تاتاریون کو ہمیشہ مشغول کارزار رہنا پڑتا تہا اور اضافہ ہو گیا۔ کاسکون کا ایک گروہ جیسا کہ پہلے کسی حاشیہ مین لکہا جا چکا ہے دریاء نیپر و نیسٹر کے درمیان رہتا تہا۔ اس علاقہ کا نام یوکرین ہے جو تاتار خورد (کریمیا) پولنڈ اور ریاست ماسکو کے درمیان ہے اوسکا عرض طول تقریباً تین تین سو میل ہین۔ دریا بوگ شمال مغرب سے جنوب مشرق کو جاتا ہوا اسکے وسط مین سے گذرتا ہے۔ والٹیر اپنی کتاب تاریخ چارلس دوازدہم[2] مین لکہتا ہے کہ "یوکرین کا شمالی حصہ زیر کاشت اور زرخیز ہے۔ جنوب ترین حصہ جو ۴۸ درجہ عرض بلد کے قریب واقع ہے دریا کے نہایت ہی زرخیز اور ساتھہ ہی نہایت ہی ویران ممالک مین سے ہے۔ ناقص حکومت سے علاقہ کی تمام طبعی زرخیزی خاک مین مل رہی ہے۔ ان اضلاع کے باشندے جو تاتار خورد کے ہمسائے ہین کاشتکاری اور تخم ریزی مطلقاً نہین کرتے۔ کیونکہ اونکو خوف رہتا ہے۔ کہ پریکاپ و بڈزیاک کے تاتار اور سکنائے مالڈیویا جو سب کے سب قزاق و راہزن ہین۔ یورش کر کے اونکی فصلون کو نیست و نابود کر جائین گے۔ کاسک ہمیشہ سے آزادی کے مدعی رہے ہین۔ مگر ریاست ماسکو۔ مقبوضات سلطان اور پولنڈ سے چو طرفہ محیط ہونیکے باعث اونکے لئے ان تینون مین سے کسی کو اپنا محافظ اور بالآخر

---

[1] یہ انگریز مورخ سنہ ۱۵۴۵ء مین پیدا اور سنہ ۱۶۱۰ء مین فوت ہوا پہلے آکسفورڈ کے لنکن کالج کا فیلو تہا پہر سینڈوچ (واقع ضلع کنٹ) کے گریمر سکول کا ہیڈ ماسٹر ہو گیا۔ اوسکی مشہور تصنیفات یہ ہین۔ "ترکون کی تاریخ" جسکے کئی ایڈیشن چہپ چکے ہین۔ انا منجملہ ایک ایڈیشن انگریز ڈیلومیٹ ریکاٹ نے جسکا متن مین ذکر آ چکا ہے حواشی ایزاد کر کے شایع کیا۔ (۲) "عثمانیہ سلاطین کے سوانح و فتوحات"۔ (۳) "سلطنت عثمانیہ کی عظمت"۔ (۴) لاطینی۔ یونانی اور عبرانی زبانون کے قواعد۔

[2] شاہ سویڈن سنہ ۱۶۸۲ء مین پیدا سنہ ۱۶۹۷ء مین تخت نشین اور ۱۱ دسمبر سنہ ۱۷۱۸ء کو محاصرہ ... مین توپ کے گولہ سے ہلاک ہوا۔ مولف

مالک واقعا منتخب کرنا ضروری ہوگیا۔ عرصہ دراز تک یہ جنگجو قوم جسکے کیسقدر مفصل حالات آئندہ بھی کسی موقع پر درج کیئے جائینگے تاتاریون اور ترکون سے یورپ کو محفوظ رکھنے مین وہی کام دیتی رہی جو یروشلیم کے طبقہ سینٹ جان (حضرت یوحنا) کے نایٹ مسیحی یورپ کو اول جزیرہ رہوڈس مین اور پھر مالٹا مین دیتے رہے مگر جب سلطنت عثمانیہ کی فتوحات کا سیلاب تھمگیا اور وہ یورپ کے نظام دولیہ مین داخل ہوکر دوسری عیسائی سلطنتون سے اتحاد و معاہدہ کرنے لگ گئی تو کاسکون کی مطلق العنانی کو روکنا لازمی ہوگیا۔ ڈان کے کاسکون نے سنہ ۱۵۴۹ء مین ایوان ظالم زار ماسکو کی اطاعت تسلیم کرلی تہی۔ مگر یوکرین کے کاسک اس سے بعد بھی عرصۂ دراز تک آزاد رہکر زیادہ تر ترکی مقبوضات اور گاہ گاہ روسی و پولش علاقون مین بھی برابر تاخت و تاراج کرتے رہے۔ اور جب اونکو آخر ہمسایہ سلطنتون مین سے کسی ایک کا ہوکر رہنا لابدی ہوگیا تو انہون نے شاہ پولنڈ کی حمایت کو پسند کیا۔ اعدا اہالی پولنڈ گو اونکو اپنا باجگزار تصور کرتے تہے۔ مگر پہلے مدبر و مآل اندیش پولش فرمانروا ان جنگجو اور جفاکش قبایل پر اتنا تحکم کرتے رہے جسکو وہ سہار لین اور چمک نہ جائین۔ مگر ایسے بادشاہون کا سلسلہ برابر قایم نہین رہتا۔ اونکے جانشین تیز مزاج اور نا مآل اندیش بادشاہون نے اپنی باجگزارون کی ہمسایہ علاقون مین یورشین کرتے رہنے کی متواتر شکایتون سے تنگ آکر طبعی سفاکی اور حرص و طمع سے اونپر جابرانہ حکومت کرنی چاہی۔ کاسکون نے تشدد کو گوارا نہ کرکے جان توڑ مزاحمت کی۔ اعدا اپنے نئے ظالمون (اہالی پولنڈ) کے برخلاف پرانے اعدا تاتاریون سے مدد لی۔ اور جب چند برسون کے بعد تاتاریون نے اونکا ساتھ چھوڑ دیا تو وہ روسی زار الیکس کیطرف جو انہی کاسکون کے متعلق عرصہ تک کو بیلی سے خط و کتابت کرتا رہا۔ ملتجی ہوئے۔ اور کئی برسون کی خونخوار معرکہ آرائی اور جنگ و جدال کے بعد کاسکون کا علاقہ آخر سنہ ۱۶۶۷ء مین پولنڈ اور روس نے عہدنامۂ اندروسان[1] کے رو سے برابر نام آپسمین تقسیم کرلیا۔ اس قرارداد کے مطابق دریائے نیپر دلوگ کے دہانون کے قریب رہنےوالے کاسک بھی جو زاپوروفسکین[2] کاسک کہلاتے تہے پولنڈ کے حصہ مین آئے تہے مگر پولنڈ کے ماتحت جانا قبول نہ کرکے روس کے ماتحت ہوگئے۔ سنہ ۱۶۸۶ء مین یوکرین کے اوس باقیماندہ حصہ کاسکون نے جو پولنڈ کے پاس رہنے دیا گیا تہا پولش مجلس امرا کے پاس چند مراعات کے لئے درخواست دی

[1] عارضی صلح یا التوائے جنگ کے معاہدہ کو عربی مین "الھدنة" کہتے ہین۔ مؤلف ۱۲

[2] روسی تلفظ زاپوروژ بھی ہے۔ اسکے معنے ہین "وہ لوگ جو آبشارون سے پرے بستے ہین"۔ آبشارون سے مراد دریائے نیپر کی آبشارین ہین۔ انگریزی انکو زاپوروغ نیپر بھی کہتے ہین۔ مؤلف ۱۲

جونامنظور کردیگئی۔ اور نارضامند کاساکون کی سرکوبی کے لئے جرار فوج پولش امیر و جرنیل جان سوبی اسکی کے ماتحت
یوکرین کو بہیجدی گئی۔ بہادر کاسکون نے اپنے رئیس ڈارس سنسکو کے ماتحت حملہ آورون کا شجاعانہ مقابلہ کیا۔ لیکن آخر
یہ دیکھکر کہ وہ تن تنہا کچھ نہین کرسکین گے انہون نے باب عالی کی ماتحتی قبول کرنے کا فیصلہ کرکے اپنے ڈمن کو باب عالی
کے پاس بہیجدیا۔ ایک مورخ لکھتا ہے کہ وہ سنہ [illegible]ء مین قسطنطنیہ پہونچا۔ دوسرے کا بیان ہے کہ کینڈیا ابہی فتح نہین
ہوا تہا کہ ڈارس سنسکو نے سلطان محمد چہارم کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی قبیلہ کیطرف سے اوسکی ماتحتی کو قبول کیا۔ مگر
پچہلی روایت غلط معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال سلطان نے اوسکی التجا کو قبول کرکے یوکرین کو اپنی پناہ مین لے لیا
اور ڈمن کو وہان کا سنجق بیگ مقرر کرکے دو دمون والا جہنڈا عطا کیا۔ اور یہ الحاق و تقرری جنگ پولنڈ کا باعث
ہوئی۔ مگر جنگ مین ابتدا کنندہ کی نسبت بہی مختلف روایتین ہین۔ مسٹر [illegible] صاحب بحوالہ [illegible] لکہتے ہین کہ
اس معاملہ کی خبر سنتے ہی ہمسایہ اقوام مین سخت تشویش پیدا ہوگئی۔ اور اس اتحاد سے اونکو اپنے لئے ہر قسم کی
تکلیف و اذیت کا خطرہ [illegible] ولدلی ملک مین جسے بیشمار نالون اور گہاٹیون نے اور بہی دشوار گذار
بنا رکہا تہا آباد تھے۔ مسکوبی اور پولش جو اب تک اونسے دوستانہ راہ و رابطہ رکہتے تہے کاسکون سے بہت
[illegible] کام لیتے تہے۔ وہ اپنی جبلی بہادری اور ملک کی طبعی دشوارگذاری کے طفیل ان دونون ریاستون کو ترک
مسلمانون کے برخلاف سد سکندری کا کام دیتے رہتے تہے۔ بلکہ [illegible] کا عادی اور شائق ہونے کی وجہ سے
مقبوضات [illegible] مین ہر وقت یورشین کرکے سلطنت مذکور کو ضعف پہنچاتے رہتے تہے بالواسطہ طور پر ان دونون
[illegible] کرتے رہتے تہے نئے اتحاد سے ان تمام فوائد کا ترکون کے حق مین چلا جانا یقینی ہوگیا
[illegible] اس معاملہ کو دوسری طرح سمجہا تہا۔ اور اوسکے لئے لابدی تہا کہ جس طرح ہو اپنے سابق باجگذارون
[illegible] ملائے رکہے اور انکو ترکون کے ساتھ شامل نہ ہونے دے۔ پس قبل اس کے کہ ترکوں
[illegible] ثابت قدم کر دین۔ پولش فوج یوکرین مین بہیجدی گئی۔ اور چونکہ
[illegible] جہان [illegible] چلی گئی۔ اور حسب پسند موقعہ
[illegible]

اوسے فی الفور اعلان جنگ کر دینے کی وجہ موجہ گردان سکتا تہا۔ مگر اوسنے پہلے نرمی و آشتی اور دہمکی و تخویف سے مطلب برآری کی کوشش کرنا زیادہ مناسب سمجہا۔ اور شاہ پولنڈ کو ایک خط لکہا۔ جسکے آخری الفاظ یہ ہین۔ "اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل سے انکار کرکے بزور شمشیر اپنی ناانصافی پر قایم رہنے مین اصرار کروگے توہم تمہاری ہلاکت۔ تمہاری ریاست کی بربادی۔ اور تمہاری رعایا کی گرفتاری کا حکم صادر کرینگے اور تمام دنیا تمہاری شرارت اور ضد کو ان کل تباہیون کا باعث قرار دیگی"۔ شاہ نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا اور اسپر ٹرکی نے اعلان جنگ کر دیا۔"

اسکے برعکس سر ایڈورڈ کریسی جنکا بڑا ماخذ دان ہیمر ہے حسب ذیل تحریر کرکے ٹرکی کو بادی قرار دیتے ہین "یوکرین کو عثمانیہ صوبون کے زمرہ مین داخل کرکے ہٹمن کو وہان کا سنجق بے بنا دیا گیا۔ اور اسیوقت ۱۰ ہزار ترکی فوج کو یوکرین کیطرف بہیجکر خان کریمیا کو کاسکون کے مددکرنے کا حکم بہیجدیا گیا۔ شاہ پولنڈ ان کارروائیون پر جرجے زور سے معترض ہوا۔ اور وزرا نے بہی اوسکے ساتہہ ہم آہنگ ہوکر پولنڈ کے ہمراہ ٹرکی سے جنگ کرنے کی دہمکی دی۔ وزیر اعظم نے اونکو بڑی حقارت کے ساتہہ جوابدیا کہ یہ دہمکیان خالی باتین ہی نہین بے محل بہی ہین بابعالی یوکرین کی نسبت اپنے ارادہ پر قایم رہیگا۔ اس جواب سے تہوڑا ہی عرصہ پہلے پولنڈ کی دہمکیون کا ایک دوسرے وزیر نے بہی اسی انداز سے جوابدیا تہا۔ جسکے الفاظ یہ تہے "الحمدللہ اسلام کی طاقت ایسی ہے [illegible] کہ ہم کو نصرانیون اور [illegible] کے اتحاد کی ذرہ بہر پرواہ نہین ہماری سلطنت تاریخ قیام سے قوت و شوکت مین برابر بڑہتی چلی آئی ہے۔ تمام عیسائی بادشاہ جو کئی دفعہ ہمارے برخلاف متحد ہوچکے ہین ہمارا [illegible] بال تک نہین اکہاڑ سکے۔ اور خدا کے فضل سے ہمیشہ یہی کیفیت رہیگی اور ہماری سلطنت [illegible] قایم رہیگی" پولنڈ کے سفیر نے بابعالی کو ناانصافی کا ملزم ٹہرایا تہا کہ اوس نے باغی رعایا کو پولنڈ کے برخلاف امداد دی ہے اس الزام کی تردید مین کوپرلی نے [illegible] خط لکہکر تحریر کیا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسری جگہہ پناہ لے لی اور اب وہ ترکی عَلَم کی حمایت مین ہین۔ اگر مظلوم ملک کے باشندے ظالمون سے مخلصی
پانیکے لئے ایک زبردست شہنشاہ کی اعانت کی ملتجی ہون تو کیا ایسی امن و پناہ تک اونکا تعاقب کرنا دانائی کا
فعل ہوگا؟ جب روئے زمین کے تمام شہنشاہون سے زبردست ترین اور سب سے زیادہ طاقتور شہنشاہ
مظلومون کو جو جوم ستمگار سے امان حمایت ہون اونکو ظالمون سے چھڑانے پر آمادہ ہوجائے تو دانا آدمی فوراً سمجھ سکتا ہے
کہ اگر جنگ برپا ہو تو اوسکے برپا کرنے کا ملزم کون فریق ہوگا۔ اگر آتش نزاع کو سرد کرنیکے لئے تم نامہ و پیام کے
خواہان ہو تو ہمین بھی کوئی عذر نہین لیکن اگر تنازعات کا تصفیہ تم اوس قطعی فیصلہ کنندہ اور تیز مزاج منصف پر
جسے شمشیر پکارا جاتا ہے چھوڑنا چاہتے ہو۔ تو لڑائی کا نتیجہ وہ ذات پاک و منزہ (خداوند کریم) ظاہر کرے گی
جس نے آسمان و زمین کو بلا سہارا قائم کر رکھا ہے اور جو ایک ہزار برس سے اسلام کو اوسکے اعداء پر
فتحیاب کرتی آئی ہے۔" اس تحریر سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ابتدا ترکون کیطرف سے ہوئی تھی مگر مجھے یہ
دیکھکر کمال حیرانی ہوتی ہے کہ سر کریسی ایسا منصف مزاج شخص بھی مدبر و دانا وزیر اعظم کی اس پالیسی کو جس پر
عملدرآمد کرنے ہی سے دول یورپ کو آج یہ عظمت و جبروت حاصل ہے اور جسکو بدقسمتی سے ترک کر دینے کے
وجہ سے یا بالفاظ دیگر یہ کہ کوبرلی کے بعد پھر کسی ایسے مدبر وزیر یا سلطان کے نہ ہونے سے جو اس بینظیر پالیسی پر ثابت
قدم رہتا ترکی سلطنت اور سلطانان عالم کی یہ گت بن رہی ہے۔ بنظر استحسان نہین دیکھتا۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ
"ترکوان پالیسی توم کے وزیر اعظم کا جسنے کئی دیگر اقوام کو اپنی ماتحتی مین جکڑبند کر رکھا تھا مظلوم رعایا کی طرفداری کرکے
دوسری سلطنتون کے معاملات مین دست اندازی کرنے کا یہ علانیہ اظہار بہت دلیری اور شوخ چشمی کا فعل تھا
اور بالخصوص کوبرلی کیطرف سے ایسا اظہار اور بھی زیادہ تعجب انگیز تھا جو مین اوسی موقعہ پر آزادی کی نو بیدار شدہ خواہش
کو جسے یونانیون نے محاربہ کریٹ کے دوران مین ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا دبانے کے لئے موریا مین بیشمار قلعے تعمیر کرا رہا
تھا۔" سر کریسی کو یہ اعتراض کرتے وقت پہلے اپنے گریبان مین مونھہ ڈال لینا چاہیئے تھا۔ انگلستان کی قدیم
رعایا آیرش توم اور روس کی پرانی رعیت جیسی کچھ اپنے حاکمون سے خوش ہے وہ دنیا پر ظاہر ہے۔ مگر ان دونو
سلطنتون اور نیز دیگر یورپین دول کے مقبوضات محض اس ہمدردی بنی نوع انسان اور مظلومون کی حمایت کے
بہانہ موجودہ صدی مین کئی گنا وسیع ہوگئے ہین اور ہوتے چلے جا رہے ہین۔ رسالہ **معروضہ مظالم آرمینیا**
اور دول **ثلاثہ** مین مدعیان ہمدردی کی مین قلعی اچھی طرح سے ظاہر کر چکا ہون یہان اعادہ کی ضرورت
نہین۔ البتہ یہہ افسوس رہ رہ کر آتا ہے کہ کوبرلی کے بعد عرصہ دراز تک عثمانیہ سلاطین کو دیگر مذاہب کی مظلوم

رعایا تو ورکنار خود اپنے ہم مذہب، عایائے ممالک غیر کی دستگیری کا خیال تک پیدا نہ ہوا جسکی سزا
مین خداوند کریم نے اونکو خود اپنی مصیبت مین گرفتار کر دیا۔ اور چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ترکون کو انکی
غفلت۔ لاپروائی اور بیدردی کی کافی سزا نہین مل چکی۔ ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کو تلافی مافات کا گو پورا
پورا خیال ہے مگر اوسی سزا کی وجہ سے اونکو اپنے ہی ملک کے دہندون سے اس قدر فراغت نہین ملتی کہ وہ سرون
کیطرف متوجہ ہوسکین۔ لیکن اگر ایسی مدبر اور مسلمہ لیاقت کے شہنشاہ کی خدمت مین مودبانہ مشورہ عرض کرنا بے ادبی
مین داخل نہ ہو تو مین یہہ گذارش کرنے کی جرات کرسکتا ہون کہ اب اوس سزا کی میعاد کو ختم کرنا اپنے اختیار مین ہے
فطرت اللہ ہے کہ قومین اپنی ہمت سے ابھرتی اور اپنی شامت اعمال سے برباد ہوتی ہین ہمت کے ساتھ لازمی طور پر
تائید ایزدی شامل ہوتی ہے اور سستی و غفلت ہمیشہ غضب الہی کی مستوجب۔ اس سنت اللہ کو مدنظر رکھکر جسکی تصدیق
تاریخ عالم کے ہر ایک صفحہ سے ہورہی ہے مین یہ کہنے پر جسارت کرسکتا ہون کہ ختم میعاد اب ہی نہین بلکہ عرصہ سے
سلاطین عثمانیہ کے اختیار مین تہی۔ مگر اوس جبن و بزدلی یا ٹومیح کا شن (بے اندازہ و بیجا حزم و احتیاط) کی وجہ
سے جو مسلسل مشکلات اور گوناگون مصائب مین گرفتار رہنے سے طبعی طور پر انسان اور نیز گورنمنٹون مین جو
اسپارہ مین بالکل افراد کے مشابہ ہین پیدا ہوجاتا ہے اونکو اسکے ختم کرنے کی جرات نہ پڑی۔ اوسکا خاتمہ ماضی
حال و استقبال مین دس منٹ مین ہوسکتا تہا اور ہوسکتا ہے کہ دبے رہنے کی پالیسی کو چہوڑکر محتاط دلیری اور خواہ مخواہ دخل
در معقولات دینے کی پالیسی کو اختیار کیا جائے۔ ہمارے امیر المومنین یا کوئی اور سلطنت خواہ کیسی ہی طاقت و عظمت
حاصل کرلے جب تک وہ ڈیفنسو دبچاؤ کے پہلو پر رہے کبہی نہین ابہر سکتی۔ اس سے دشمن اپنے اپنے ممالک اور
اونکے اندرونی معاملات و حفاظت سے بالکل بیفکر ہوکر ایسی پالیسی رکہنے والی سلطنت کیلئے بوقت امن و سکون
کو عنقا رکہتے ہین۔ اور اوسکو ہر وقت کی مداخلت اور دراندازی سے ایسا پریشان بنائے رہتے ہین کہ اوس بیچاری
کو سر ابہارنے کی فرصت ہی نہین ملتی۔ لیکن اگر قسمت یاور ہو اور ایسی سلطنت کے اولیاء امور کو خداوند کریم ہوش
دیدے کہ وہ اپنی طاقت کو ڈیفنس کے لئے مضبوط کرکے خود بہی دوسرون کو پہلے تہوڑا تہوڑا اور پہر بتدریج
پوری طاقت سے چہیڑ چہاڑ بہی دکہہ دینا شروع کردین تو دشمنون کو اپنے گہر کی فکر پڑ جانے سے اوسکی بہت کچہہ گلو خلاصی ہوجاتی ہے
اور ممکن ہے کہ اس طرح اوسکو کچہہ مادی فائدہ ملک و دولت کی صورت مین بہی حاصل ہوجائے۔ جن لوگون نے
اسلامی اسلامی ریاستون۔ اور یورپین دول کے عروج کی تاریخ کو بغور پڑہا ہے اونسے پوشیدہ نہین ہوگا کہ اونکی ترقی کا
ایک بہت بڑا باعث یہی تہا کہ گو اونکا اندرونی کتنے ہی جہگڑے و قضئے ہون وہ دوسرون کے معاملات مین مداخلت ضرور کرتی

کرتے رہتے تہے۔ اور یہ دست اندازی آخر کار فتح و الحاق کا پیش خیمہ ثابت ہوتی رہی ہے۔ انگلستان نے جب
ایشیا و افریقہ مین پے درپے ممالک کثیرہ حاصل کئے تہے تو وہ اندرونی مخمصون سے آزاد نہ تہا۔ مگر اوسکے رجال
حکومت ان مخمصون کا دلیرانہ مقابلہ کرنے کے ساتہہ ہی ہر طرف باہر بہی برابر ہاتہہ پاؤن پہیلاتے رہے۔ اور آخر
ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر لی جسکو اس وقت بہی اس پالیسی کے طفیل روز افزون ترقی نصیب ہو رہی
ہے۔ مگر افسوس سلطنت عثمانیہ کی قسمتون کے مالک یورپ کی چالون کو دیکہہ نہ سکے اور اگر دیکہتے تہے تو اونکی
تہہ کو نہ پہونچ سکے۔ جسکا خمیازہ اب وہ اور مسلمانان عالم برداشت کر رہے ہین۔ قصہ مختصر حکومت عثمانیہ اگر ان یورپین
سلطنتون کے بغلی گہونسون سے محفوظ اور اپنی طاقت کو فی الواقع مضبوط کرنا چاہتی ہے تو اوسے موجودہ پالیسی
جو ڈیفنسو سی بہی گری ہوئی ہے اور جسے دبی ہوئی ہی نہین بلکہ بزدلانہ کہنا زیادہ مناسب ہے چہوڑ کر دلیرانہ پالیسی
اختیار کرنی چاہیئے جو پہلے اوس صورت مین ظاہر ہو جسکو دول یورپ نے ابتدا مسلمان حکومتون کے برخلاف
اختیار کیا یعنے دخل در معقولات کے لئے بہانہ و حجت ڈہونڈہتے رہنا اور بتدریج اوسسے فایدہ اوٹہا کر دست اندازی
کرنے لگ جانا اور پہر اپنے اعدا مین تفرقہ ڈالکر نہایت سوچ سمجہ سے آفنسو (جارحانہ) پہلو لے کرکے بعد
دیگرے اونکو ہوش مین لایا جائے۔ جسکی ادنیٰ مثال جرمنی کی چین مین تازہ ترین کارروائی ہے جس نے اپنے
دو مشنریون کے قتل ہو جانے پر نومبر ۱۸۹۷ء مین بے تحاشا چینی صوبہ کیا شو پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے۔ اگر
سلطنت عثمانیہ یورپین دول کے برخلاف سردست اس پالیسی کو کامیابی کے ساتہہ نباہ نہین سکتی تو چین وغیرہ
ممالک مین تو اوسکی کامیابی مین کوئی شک نہین۔ اسواسطے کہ وہان کل یورپین طاقتون سے بڑہکر دست اندازی
کا موقع حاصل ہے۔ مگر افسوس جرمنی نے اپنے دو پادریون کے قتل پر یہ جابرانہ کارروائی کرکے اون خلافت [illegible]
[illegible] مسلمان) کے
[illegible]
[illegible]

کے قریب دریائے نیسٹر کے کنارے پر خیمہ زن ہوئی۔ سلیم غوری خان کریمیا بھی تاتاری فوج لیکر سلطان کو وہان آن ملا
اگست مین سلطانی لشکر نے دریا کو عبور کر کے کامی نیک کے سامنے ڈیرے ڈالدیئے۔ یہ مقام بظاہر ناقابل الفتح معلوم
ہوتا تھا۔ مگر ترکون نے نو دن کے محاصرے کے بعد ۲۶ - اگست سنہ ۱۶۷۲ع کو اوسے اور ۹ ستمبر کو ایک اور مشہور مقام
[illegible] کو فتح کر لیا۔ پولنڈ کے کمزور مزاج بادشاہ میکائیل ترکون کی سریع اور متواتر فتوحات سے خوف زدہ ہوکر فوراً
[illegible] ملتجی ہوا۔ اور ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۶۷۲ع کو قریب ہی بمقام بوق ساکس صلح کا معاہدہ ہوگیا۔ جسکے رو سے پولنڈ نے
صوبہ پوڈولیا ترکون کو [illegible] اور علاقہ یوکرین اونکے متعلقہ باجگزار [illegible] کیا۔ [illegible] اور علاوہ بیس ہزار ڈکوٹ سالانہ خراج
دینے کا اقرار کیا۔ اور قصبہ لمبرگ کے چھوڑنے کے لئے اسی ہزار ڈکوٹ بکیشت وغیرہ کئے۔ اسکے معاوضہ مین
ترکون کے باجگزار خان کریمیا نے پولنڈ پر آئندہ یورشین نہ کرنیکا وعدہ کیا۔ اور سلطان بفتح و نصرت ایڈریانوپل کو واپس
آگیا۔ اور اسکو چارون طرف سے مبارکباد کے پیغام آنے لگ گئے۔ مگر یہ مبارکبادین ابھی قبل از وقت تھین۔ پوپ
اور جرمن قیصر کے اغوا سے پولنڈ کی مجلس امرا نے معاہدہ بوق ساکس کی تصدیق سے انکار کر دیا۔ اور وزیر اعظم پولنڈ نے
بے ایمان ہوکر کوبریلی کو اپنی گورمنٹ کے فیصلہ سے مندرجہ ذیل عبارت مین اطلاع دی " بادشاہ پولنڈ نے
چونکہ اعیان سلطنت کی منظوری کے بغیر صلح کی شرائط قبول کی تھین۔ گورمنٹ و مجلس امرا نے اونکو کالعدم
قرار دیدیا ہے اور وہ باجگزاری کی ذلت پر ہزار دفعہ مرنیکو ترجیح دیتے ہین " اسپر وزیر اعظم نے جدید معاہدہ پولنڈ اور
نیز نیا روس پر حملہ کرنیکے لیئے جس نے پولنڈ کی مدد کی تھی پھر فوج جمع کر کے سنہ ۱۶۷۳ع مین پوڈولیا پر چڑہائی کر دی
مگر پولش فوج جان سوبی اسکی کے زیر کمان دریائے نیسٹر پر سے جو اس وقت برف سے منجمد تھا پہلے ہی عبور کر آئی
تھی۔ اور اس دفعہ والیشیا اور مالڈیویا کے نمک حرام دیوودے بھی اوسکے ساتھ شامل ہوگئے تھے۔ جس سے ترکون
کی جمعیت کسیقدر کمزور اور ویسی ہی پولش کی مضبوط ہوگئی تھی۔ اوسنے ترکی کیمپ پر بمقام خوزیم اچانک حملہ آور ہوکر
۱۱ نومبر سنہ ۱۶۷۳ع کو ترکی فوج کو شکست فاش دی۔ اور اوسے تتر بتر کر دیا۔ لیکن کوبرلی اول و دوم کے حسن انتظام سے
ٹرکی کے وسائل ایسے ترقی پذیر اور خزانہ سلطانی اسقدر معمور ہوگیا تھا۔ کہ اس شکست سے اونکے حوصلے پست ہوئے
اور محاربہ کو جاری رکھنے کے لئے پھر ترت تازہ [illegible] کمک یوکرین کو بھیجدی گئی۔ جان سوبی اسکی
خوزیم مین ترکون کو شکست دیکر کامی نیک کے [illegible] ونکا تعاقب کرتا ہوا چلا گیا کہ اتنے مین شاہ میکائیل مر [illegible]

کے شمال مین ہے۔ معاہدہ مندرجہ بالا کے وقت یہ دونون شہر ریاست پولنڈ مین داخل تھے۔ جس ریاست کو جرمنی اور آسٹریا
اور روس نے معرکہ [illegible] تقسیم کر کے معدوم کر دیا۔ کامی نیک صوبہ پوڈولیا کا صدر مقام ہے۔ مؤلف۔

بمقام فرونا ابراہیم پاشا کا مردانہ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن اوسکی حالت ایسی ردی ہو رہی تہی کہ جب خان کریمیا نے ثالث بالخیر بنکر فریقین مین صلح کرانیکا ارادہ ظاہر کیا تو سوبی اسکی نے اسے بہت غنیمت سمجہا۔ اور ۲۷ اکتوبر ۱۶۷۶ء کو قسطنطنیہ[1] کے مضافاتی قصبہ داؤد پاشا مین فریقین مین صلح ہوگئی جسکے روسے کامی نیک و پوڈولیا اور باستثنار چند قصبات کے صوبہ یوکرین بہی ترکون کے پاس رہا۔ فرانس نے اس محاربہ کو ابتداہی سے رنج و قلق سے دیکہا۔ اس لڑائی سے اوسکے رقیب آسٹریا کے دو قدیمی دشمن آپسمین کٹ کر کمزور ہو رہے تہے۔ شاہ لوئی نے اپنے سفیر بشپ آف مرسیلیا کو جو وارسا مین رہتا تہا صلح کرادینے کی تاکید کی مگر اُسنے کچھ ایسے پیرایہ سے کوشش کی کہ کسی فریق نے اوسکے مشورہ کو توجہ سے نہ سُنا۔ اور آخر خان کریمیا کے سر صلح کرادینے کا سہرا بندہا۔ یہ صلح اور فتحیابی ٹرکی کے لئے مبارک نہ ثابت ہوی۔ معاہدہ سے تیسرے دن بعد سلطنت عثمانیہ کی روح رواں احمد کوپرلی عین عالم شباب مین پندرہ برس تک سلطنت کی وزنی ذمہ داریون کو نہایت قابلیت کے ساتھ اُٹھانے کے بعد اکتالیس برس کی عمر مین بعارضہ استسقا داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک انگریز مؤرخ کثرت شرابخوری کو استسقا کا باعث تحریر کرتا ہے۔ مگر کسی اور مؤرخ نے اسکی تصدیق نہین کی وان ہیمر اوسکی تعریف ان الفاظ مین کرتا ہے " احمد کوپرلی دراز قد تہا۔ آنکہین بڑی اور نمایان تہین۔ رنگ گورا تہا۔ اور اوسکی عادات و اطوار مین حیا۔ متانت۔ اور خداداد رعب و وقار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تہا۔ وہ اپنے باپ کی طرح بے رحم اور خونریز نہین تہا ہمیشہ ناانصافی اور جبر و ستم کی بیخکنی پر تلا رہتا۔ اور ذاتی اغراض۔ نفسانیت۔ بدنیتی حرص و طمع سے ایسا ارفع و بلند تہا کہ تحفہ تحائف کے پیش کئے جانے پر سائل کی طرفداری پر مائل ہونے کی بجائے اوسکا میلان اوسکے برخلاف ہو جاتا۔ لیکن یہہ آخری میلان بہی انصاف و عدالت مین مخرج نہ ہوتا۔ اوسکے خیالات بلند اور وسیع تہے۔ حافظہ نہایت تیز تہا۔ اور اپنی لیاقت خداداد اور قوت فیصلہ و تمیز سے بہت ہی جلد معاملہ کی تہ کو پہونچ جاتا تہا۔ کم سخن بہت تہا۔ اور جب بولتا کامل غور و فکر اور امور متعلقہ پر پوری آگاہی حاصل کرلینے کے بعد بولتا۔ اور پہر بہی احتیاط کو ہاتہہ سے نہ دیتا۔ اور کوئی لفظ زبان سے ایسا نہ نکلنے دیتا جسپر بعد مین افسوس کرنا پڑے۔ علم کا عاشق تہا۔ یہ زمانہ طفلی سے اوسکا رفیق اور مونس و غمگسار رہتا۔ جو دریاء رآب اور دریا ونیسٹر کے کنارون اور کینڈیا کے

---

[1] فریقین جب التوائے جنگ پر راضی ہو جاتے ہین تو عارضی صلح کا معاہدہ بالعموم میدان جنگ مین دونون طرفون کے کمانڈر ان اپنی گورنمنٹ سے اجازت منگا کر کرتے ہین لیکن قطعی صلح کے معاہدہ پر بغرض فالِ نیک دار الخلافہ مین فریقین کے وکلاء دستخط کرتے ہین۔ جیساکہ اب ۱۸۹۷ء کے محاربہ یونان کے بعد بہی صلحنامہ قسطنطنیہ مین تیار کیا گیا ہے۔ مؤلف ۲۲

کہنڈرات مین بہی کبہی ایک دم کے لئے اوس سے علیحدہ نہ ہوا۔ اور خود بہی علم دوست نہ تہا بلکہ علم پرور بہی تہا۔
تمام مذاہب کی رعیت کو ایک نظر سے دیکہتا۔ وہ کینہ ور دشمن نہ تہا۔ بلکہ گرم جوش دوست۔ جو وعدہ کرے خواہ دوست
سے ہو یا دشمن سے ادنی سے ہو یا اعلےٰ سے اوسے ہمیشہ پورا کرتا۔ خوزیم اور سینیٹ گوتہرڈ کی ہزیمتون سے
گو ترکون کا یہ خیال ہوگیا تہا کہ اون خوبیون کے ساتہ خداوند کریم نے اوسے سپہ سالاری کی لیاقت نہین دی۔ مگر
اوس نے سلطنت کی فوجی خدمت بہی کچہہ کم نہین کی۔ محاربات ہنگری۔ کریٹ اور پولنڈ مین تو حصل۔ کینڈیا
اور کامینیک کی فتح و سوڑنگ کینڈیا کی صلحون۔ اور ابی ساکس و داؤد پاشا کے معاہدون سے اوس نے اپنی فوجی لیاقت
اور تدبیر کا سکہ کل دنیا مین بٹہادیا۔ اور ان تینون محاربون مین چند شکستین کہانے کے باوجود اوس نے نہ فقط عزت
کے ساتہ صلح کی۔ بلکہ اپنے ملک کے مقبوضات کو بہی وسیع کرلیا۔ سقلی کے بعد وہ بیشک منتظم وزرا و سلطنت
عثمانیہ مین سب سے اعلےٰ درجہ رکہتا ہے۔ اور ترک مورخین نے اوسکو قوم کا لعل بابان۔ قابل تعریف قوانین
کا واضع اور جامع۔ اور اونپر عامل۔ نائب ظل اللہ۔ کامل اکمل اور عالم اجل وزیر اعظم۔ لکہنے مین ذرہ بہر مبالغہ سے
کام نہین لیا" اور افسوس کوبرلی کے ساتہہ سلطنت عثمانیہ کے اقبال و نصرت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اس ایک شخص
کی موت سے سلطنت کو چند برسون ہی مین وہ نقصان پہنچا جسکی اب تک تلافی نہین ہوسکی۔ جو عمارت صدیون کے
استقلال اور لاکہون جانون کے خون سے تیار ہوئی تہی اوسکا حصہ کثیر تہوڑے دنون مین منہدم ہوگیا۔ اور کل قوم
کو جو کوبرلی کی زندگی مین بہی اوسکی سچے دل سے شکور تہی مرنے کے بعد اوسکی اور بہی قدر و منزلت معلوم ہوگئی
اور جبتک پہر اسی خاندان کے ایک اور لائق رکن کو مہام سلطنت سپرد نہ کی گئی ذلت و ناکامی کا سلسلہ عارضی
طور پر نہ رک سکا۔

قرہ مصطفےٰ کی وزارت ۱۶۷۷ء سے ۱۶۸۳ء تک محاربہ روس۔ محاصرہ وائینا۔ ترکون کی پے در پے ہزیمتین و انتزاع صوبجات

احمد کوبرلی کے بعد اوسکا خسر پورہ اور سلطان کا داماد
قرہ مصطفےٰ جو قائم مقام یعنی نائب وزیر اعظم تہا۔ خاتون
حرم کے رسوخ اور سعی سپارش سے وزیر اعظم مقرر کیا گیا
یہہ ہر بات مین احمد کے متضاد تہا اور نالائق ہونیکے
علاوہ پرلے درجہ کا مغرور و متکبر تہا۔ اور اوسکا دماغ عرش کی خبرین لاتا تہا۔ اس نالائق کی وزارت نے سلطنت کو وہ صدمہ
پہنچایا جو اوس سے پہلے یا بعد کوئی شخص یا سلطنت اوسے نہین پہنچا سکی۔ اسکے وقت سے سلطنت عثمانیہ کے صریح انحطاط
اور علانیہ کمزوری اور بے رعبی کا دور شروع ہوگیا۔ نالیاقتی اور بیہودگی کے ساتہ ہی احمد کوبرلی کا جانشین شیخی خورا بہی

پوراتہا۔ اوراپنے تمول عظمت کی نمایش کا بڑا شایق تہا۔ اوسکے حرم مین ۱۵ سو سے زیادہ کنیزکین کم ازکم اسیقدر خدمتگذار لونڈیان اور سات سو حبشی غلام کنیزان حرم کی خدمتگذاری کے لئے تہے۔ اوسکے گہوڑون شکاری کتون اور بازون کا شمار ہزارون سے متجاوز تہا۔ اسمین کلام نہین کہ قسطنطنیہ۔ ایڈیانوپل اور بلغراد اوسکی اس عجب ونخوت اور خود نمائی سے کچھہ کم مستفید نہ ہوئے۔ اوسنے وہان اپنی بڑائی دکہانیکے لئے کئی عالیشان مسجدین فوارے حمام۔ اور مدرسے تعمیر کئے۔ مگر ذاتی خرچون کے علاوہ ان عظیم الشان عمارتون کے لئے زرکثیر درکار تہا جسکو وہ نہایت ہی قابل شرم وسائل اور بے اندازہ جبر وستم سے حاصل کرنے سے دریغ نہ کرتا۔ یورپین سفرار سے امتیازات کی تجدید بلکہ سلطان کے حضور مین اونکو شرف باریابی کے لئے بہی وہ نالایق دوکانداران کی طرح سودے کرتا۔ اور فوجی وملکی مناصب کی فروخت اور معدلت فروشی کے رواج قبیحہ کو پہر تازہ کردیا۔ اور اس طرح سے زربیکران جمع کرلیا۔ اسکی مدد سے وہ دریا ڈنیوب اور راین کے درمیانی وسیع وزرخیز علاقہ پر برائے نام سلطان کا گورنر جنرل ہوکر اپنی علیحدہ حکومت قایم کرنے کا خبط رکہتا تہا اور اسی لئے اوسکی بڑی تمنا تہی کہ کسی طرح آسٹریا سے پہر جنگ چہڑجائے۔ مگر محاربہ روس اور کاسکون کی بیوفائی نے اوسکی اپنی وزارت کے پہلے چند برسون مین اپنے مدعا کی تکمیل کی فرصت نہ دی۔

قرہ مصطفےٰ نالایق منتظم ہی نہین۔ فوجی مہارت مین بہی کامل نالایق تہا۔ اور اوسنے اپنی نالیاقتی سے ترکون کی شجاعت اور سلطنت کی نیک نامی کو خاک مین ملادیا۔ پہلے محاربہ پولنڈ مین ہٹمن ڈارس سنسکو نے بابعالی کو پولون کے برخلاف مدد دینی چاہی۔ مگر ترکون نے خدا معلوم پولنڈ ایسی حقیر سلطنت کے برخلاف مدد لینے مین کسر شان سمجھہ کر یا کسی اور وجہ سے اوسکی درخواست کو منظور نہ کیا۔ اس سے ہٹمن کو نہایت ملال گذرا۔ اور اوس نے یہ خیال کیا کہ ترکون نے مجہے حقیر سمجہکر مجھہ سے مدد لینا قبول نہین کیا۔ بہر نوع اس مفروضہ حقارت کا عوض لینے کے لئے یا یون ہی چڑکر اوس نے اپنی قوم سمیت ترکون کی ماتحتی چہوڑکر زار روس کی تابعداری قبول کرلی۔ اور چونکہ روسی صلح ژوروننا اور معاہدہ داؤرپا شامین فریق متعاہد نہ تہا۔ اوسنے کاسکون کو بلا تامل اپنی حمایت مین لے لیا یہہ ماجرا سنکر محمد چہارم نے قید زمانہ یدی قلہ سے کاسکون کے ایک سابقہ ہیٹمن کے فرزند جارج کیمل نسکی کو رہا کرکے ڈارس کی جگہہ ہیٹمن مقرر کردیا۔ کاسکون نے اوسے اپنا ہیٹمن تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ اسپر بابعالی کو اپنا اقتدار قایم رکہنے کے لئے تلوار سے کام لینا پڑا۔ اور چالیس ہزار ترکی فوج مالڈیویا اور پوڈولیا کے راستہ کاسکون کے صدر مقام سہرایم یا سہرین کے محاصرہ کے لئے بہیجدی گئی۔ اور دوسری طرف سے خان کریمیا تاتاری

فوج لے کر اوسطرف بڑھا۔ مقام مذکور کے قریب ساٹھہ ہزار روسی اور کاسک خیمہ زن تھے۔ اونکا افسر اعلےٰ نے دونون مخالف فوجون کے اجتماع کو روکنے کے لیے پیشقدمی کر کے تاتاری فوج کو راستہ ہی مین جا لیا۔ اور معرکہ جانگداز کے بعد اوسے تہ تیغ کر دیا۔ ترکی فوج اس شکست کی خبر سُنکر ایسی وحشت زدہ ہو گئی کہ بلا مقابلہ مدیا بگ یا بگ سے پھر پیچھے ہٹ آئی۔ یہ واقعات ۱۶۷۸ء مین گذرے۔

دیوان یہ حالات دیکھکر روسیون سے بذریعہ نامہ و پیام تصفیہ کر لینے پر آمادہ ہو گیا مگر قرہ مصطفےٰ نے اسکی بڑے زور سے مخالفت کی۔ اور چونکہ اودھر روسی بھی اس فتح سے دلیر ہو کر دریا نیسٹر تک یوکرین کا علاقہ لینے کا مطالبہ کر رہے تھے وزیر اعظم کی رائے غالب آ گئی اور لڑائی کا جاری رکھنا منظور کیا گیا۔ قرہ مصطفےٰ نے اس دفعہ خود فوج کی کمان لی۔ خان کریمیا نے تیس ہزار فوج سے مدد دی اور کمیل نسکی بھی چار ہزار کاسک لے کر عثمانیہ فوج سے آملا۔ وزیر نے اس جرار فوج کے ساتھہ "سہرین" پر حملہ کیا اور طویل محاصرہ کے بعد جسمین کئی دفعہ ترکون کو سخت زکین اُٹھانی پڑین مقام مذکور آخر ۲۱۔ اگست ۱۶۷۸ء کو فتح کر لیا گیا۔ مگر یہہ اونکی اس محاربہ مین پہلی و آخری فتح تھی ترکون کو روسیون کی تلوار اور روسی سرما کی شدت سے اس قدر نقصان پہونچا کہ قرہ مصطفیٰ کو فوج کا حصہ کثیر لے کر واپس آجانا پڑا جسکی یہ پسپائی فراری سے کچھہ کم نہ تھی۔ روسی ایک دفعہ شکست کھا کر پھر میدان مین تو بالمقابل ہوئے مگر ہمارے سرحدی آفریدیون اور دیگر قبایل کیطرح اندھیرے اوجالے متفرق دستون پر حملہ آور ہو کر سخت نقصان پہونچاتے رہے تھے۔ واپسی کے وقت بھی اونکا ہی وطیرہ رہا۔ وہ دشوار گذار درون (کمین گاہون) مین چھپے رہتے۔ اور جب فوج کا اکثر حصہ گذر جاتا تو فوج عقب اور بار برداری کے قافلہ پر حملہ آور ہو کر اکثر سپاہیون کو قتل کر جاتے اور بہت کچھہ مال و اسباب لوٹ لے جاتے۔ اور اس طرح ترکون کا اکثر اسباب اور توپین لوٹ لی گئین۔ لیکن روس کی طاقت ابھی ایسی نہ تھی کہ ترکون کی شکستہ دلی اور کمزوری سے کچھہ معتد بہ فایدہ حاصل کر سکتا یا قطعی حملہ کر کے اونکو ایک وسیع علاقہ متنازعہ سے باہر نکالدیتا۔ فریقین مین ۱۶۸۱ء تک کم و بیش محاربہ جاری رہا۔ آخر سن مذکور مین خان کریمیا نے بیچ بچاؤ کر کے دونون مین بمقام رادزین صلح کرا دی۔ اسکے روسے بابعالی نے متنازعہ علاقہ روس کو دیدیا۔ اور دونون سلطنتون نے وعدہ کیا کہ دریا نیسٹر اور دریا بگ کے درمیان کوئی سلطنت قلعہ تعمیر نہ کرے گی۔ اس معاہدہ سے پانچ برس بعد پولنڈ نے بھی روس کے ساتھہ سرحدات ملحقہ کی درستی کر کے کل علاقہ یوکرین پر روس کی حکومت تسلیم کر لی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس ابتدائی جنگ مین ہی جس سے محاربات روس و روم کے سلسلہ نامتناہی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ترکون کو دل مین روسیون کی ایک طرح کی ہیبت بیٹھہ گئی تھی۔ انگریز مورخ تھارنٹن اپنی کتاب مین

لہ کریسی صاحب کا بیان ہے کہ پہلی مہم بھی وزیر کے ماتحت گئی تھی۔ اور اوسنے سہرین کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مگر روس و کاسک فوج نے اوسکو شکست فاش دے کر پسپا کر دیا۔ دیگر مصنفین نے اسکے متعلق جو بیان کیا ہے وہ اوپر لکھا جا چکا ہے کیونکہ میری رائے میں وہی درست تھا۔ مولف

یورپین سیاح "سپیان" کے سفرنامہ سے جو سنہ ۱۷۷۶ء مین شائع ہوا تھا مندرجہ ذیل الفاظ نقل کرتے ہین: "تمام عیسائی بادشاہون مین سے کسی سے ترک اتنا نہین ڈرتے جتنا کہ زار ماسکو سے"۔ منتز صاحب اپنی رائے لکھتے ہین کہ "سنہ ۱۷۷۴ء سے بعد تہوڑے تہوڑے وقفون سے روس اور ٹرکی کے درمیان جو لڑائیان ہوتی رہی ہین محض اونکے حالات معلوم کرنا اس قدر مفید اور آگاہی بخش نہین ہے جس قدر کہ اون معاہدات پے در پے کے سلسلہ پر غور کرنا جو سلاطین اور زارون مین ہوتے رہے ہین۔ صرف انہی دستاویزون کو پڑہنے سے ہم روس کے اصل مدعاؤن اور روسیون کے اون بہانون کو جن سے وہ اپنے ان مدعاؤن کے حصول مین کام لیتے رہے ہین۔ اور نیز اونکی ثابت قدمی و ہٹ کو بخوبی معلوم کرسکتے ہین۔ اور انہی معاہدون سے ہمکو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ روسیون کو اپنے مدعا کے حصول مین بتدریج کس قدر کامیابی ہوئی۔ اور وقتاً فوقتاً اونکو حالات موجودالوقت سے مجبور ہوکر اوس مدعا کے حصول سے عارضی طور پر کسقدر بعید ہونا پڑا۔ جب سترہوین صدی کے آخری نصف مین روسی اور ترک پہلی دفعہ ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ اونکی اوس وقت کی حالت کو مد نظر رکھکر یہ کہنا کچہہ غلط نہ ہوگا کہ وہ متوحشیون کی دو عظیم جماعتین تہین۔ البتہ اونکی نسبتی حالت مین یہ فرق تھا کہ ترک ایسے متوحشی تھے جو برسر انحطاط تہے۔ اونکی ہمت و مستعدی امتداد زمانہ سے صرف یا ختم ہوچکی تہی۔ اونکی سابقہ فتوحات کا ٹرار ازیہ تہا کہ اونکے اسلحہ مخالفون سے عمدہ قسم کے تہے۔ اب اونکو اپنے اعدا پر یہ فوقیت حاصل نہین رہی تھی۔ اونکا پولیٹیکل (سیاسی) نظام اندرونی خرابیون اور عمال کی بددیانتیون سے بوسیدہ ہوگیا تہا۔ اور اسی بوسیدگی نے نظام مذکور کے عناصر طاقت اور وسائل قوت کو اب منبع انحطاط و کمزوری بنادیا تہا۔ برعکس اسکے روسی اوس جوش و تحریک سے ابہی متاثر ہونے لگے تہے جسکی طفیل صدیون پہلے ترکون نے مغربی ایشیا اور مشرقی یورپ کو فتح کیا تہا۔ یہ درست ہے کہ وہ وحشت و غلاظت اور جہالت کے قعر تاریک مین غرق تہے۔ اور گو بظاہر عیسائی تہے۔ مگر اونکی عیسویت توہم پرستی سے کچہہ ہی برتر تھی تاہم حسن اتفاق (یا مشیت ایزدی) سے اونپر چند ایسے بیںظیر لیاقت خداداد رکہنے والے مرد اور عورتین حکمران ہوگئے (جنہون نے اوسے ترقی کے معراج پر پہونچادیا) اور اپنی مسیحیت کے طفیل جو گو اونکے اخلاق کو درست کرنے مین بالکل ناکامیاب اور ناکارہ ثابت ہوئی تاہم ہم مذہبی کیوجہ سے) اونکی مغربی یورپ سے راہ و رسم پیدا ہوگئی۔ اور یہ ارتباط اونکے حق مین نہایت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوا۔" +

محاصرہ وائینا روس کے ساتہہ ایسی شرائط پر صلح کرلینے کی ایک اور بہی وجہہ تہی۔ چند اسباب ایسے

پیدا ہوگئے تھے جنسے قرہ مصطفےٰ کو اپنے مدعا کے حصول یعنی آسٹریا سے جنگ چہڑ جانے اور پہر اوسے مغلوب کرکے اپنی علیحدہ حکومت علاقہ مفتوحہ مین قایم کرنے کی آرزو کے پورا ہو جانے کی توقع ہوگئی تہی۔ یہ معاملہ ایسا اہم تہا جسمین اوسے اپنی پوری ہمت و توجہ لگانے کی ضرورت تہی۔ اسی یکسوئی کو حاصل کرنیکے لئے اوس نے روس سے مفید شرائط پر صلح کرلی۔ بدستور سابق اس دفعہ بہی ہنگری ہی سے آسٹریا اور ٹرکی کے نئے محاربہ کی بنا اوٹہی۔ اکثر باشندگان ہنگری[1] پراٹسٹنٹ مذہب رکہتے تہے۔ اور آسٹروی اور اونکے قیصر رومن کیتہولک تہے۔ جو اختلاف مذہب کیوجہ سے

[1] ہنگری اس وقت آسٹریا کے ساتہہ شامل ہے۔ اور قیصر آسٹریا شاہ ہنگری بہی کہلاتا ہے۔ اسکے مغرب مین جرمنی کا کچہہ حصہ شمال مین صوبہ گلیسیا مشرق مین مالڈیویا اور والیشیا اور جنوب مین سرویا و بوسینیا ہین۔ رقبہ ایک لاکہہ سترہ ہزار چہہ سو میل مربع اور آبادی دو کروڑ کے قریب ہے جس مین سے ۳۸ فیصدی باشندگان مگیر مجر ۱۸ فیصدی جرمن اور ۱۶ فیصدی سلیو و نین ہین۔ مذہب کے لحاظ سے اس وقت ۴۸ فیصدی رومن کیتہولک ۱۰ فیصدی کلیسای یونانی ۲۰ فیصدی پراٹسٹنٹ اور ۱۷ فیصدی بازنطین گریک چرچ کے معتقد ہین۔ ریاست ہنگری مین اسوقت ٹرنسلوینیا۔ کروشیا۔ سیلوونیا اور جنگی سرحد بہی شامل ہین۔ یہ ریاست سنہ ۹۰۰ء سے مستقل وجود مین آئی ہے۔ طرز حکومت اریسٹوکریٹک مانرکی ...... (یعنی بادشاہ بامداد امرا سلطنت حکومت کرے) ہے۔ یہ طرز سنہ ۱۲۲۲ء مین شاہ اندریو ثانی نے بروئے فرمان طلائی قایم کی تہی۔ سنہ ۱۸۴۹ء مین رعایا کے باغی ہوجانے پر سلطنت آسٹریا نے یہہ طرز سنہ ۱۸۶۰ء مین منسوخ کردی مگر موجودہ قیصر آسٹریا جوسف فرانسس نے ۸ جون سنہ ۱۸۶۷ء کو بحیثیت شاہ ہنگری تاج پہنکر اس طرز کو بحال کردیا اور آیندہ برابر قایم رکہنے کا وعدہ کیا۔ رومن لوگون کے وقت مین یہہ علاقہ جواب ہنگری کے نام سے موسوم ہے ریاست ڈیسیا (صوبہ ٹرنسلوینیا کا پرانا نام) کا مغربی اور ریاست پنونیا کا جنوبی حصہ تہا۔ تیسری صدی عیسوی مین زمانہ قدیم کی وحشی قوم گوتہہ نے جو ایشیا سے آئی تہی یورپ کے اس تمام نواح پر قبضہ کرلیا۔ سنہ ۳۷۶ء مین انکو ہون قوم نے نکالدیا۔ ہنگری کا نام اس ہون قوم اور ایک دوسری قوم موسومہ آوار دی سے ملکر پڑا تہا۔ آخرالذکر قوم کو سنہ ۷۹۶ء مین شالمین قیصر فرانس نے مغلوب کیا۔ اور سنہ ۸۹۴ء مین قوم مگیر جو آٹہوین صدی مین ایشیا سے آکر دریا ڈان اور نیپر کے درمیانی علاقہ مین آباد ہوگئی تہی ہنگری مین داخل ہوگئی۔ اونکا رئیس اعلیٰ ارپد پسر المس تہا اوسنہ قیصر جرمنی کے ساتہہ ملکر اکثر قبایل کو جو ہنگری پر قابض تہے شکست دی۔ مجر تاتاری النسل ہین۔ اور ترکون کے ہم قوم ہین۔ اسوقت تک اونکا مذہب بت پرستی تہا۔ اسپکے جانشینون نے عیسویت اختیار کرلی۔ اور مگیرون کے رئیس سٹیفن اول کو جو ولی کے خطاب سے مشہور ہے اور سنہ ۹۹۷ء سے قوم کا رئیس تہا سنہ ۱۰۰۰ء مین باقاعدہ طور پر بادشاہی کا لقب اختیار کیا۔ یہ خاندان سنہ ۱۳۰۱ء مین ختم ہوگیا۔ اور ترکون کے حملہ اور پہر ہنگری کو فتح کرنے تک متعدد خاندان حکمران رہے۔ سنہ ۱۶۸۷ء مین ہنگرین نے میکسیملین قیصر آسٹریا کے اقتدار کو تسلیم کیا۔

ہنگری کے اوس حصہ کے باشندون کو جو سلیمان اعظم کے حکم بعد ۱۵۲۶ء مین اونکے ماتحت ہوگیا تہا بہت اذیتین پہونچاتے رہتے تہے۔ آسٹریون کا اقتدار آخر ایسا سخت اور متعصبانہ ہوگیا کہ اہالی ہنگری اوسے برداشت نکرسکے قیصر لیوپولڈ نے جو کٹر رومن کیتہولک اور نہایت ہی متعصب تنگ خیال تہا پروٹسٹنٹی عقیدہ کی اشاعت و ترقی کو روکنے کے لئے بے تعداد پروٹسٹنٹ پادریون۔ واعظون اور منادون کو سولی پر چڑہا دیا۔ بادشاہ سلامت تو یہہ رعیت پروری کر رہے تہے اور اوسکے جرنیل اور جرمن عمال نے تمام علاقہ مین قیامت برپا کر رکہی تہی۔ اونکو یہ یاد نہین رہگیا تہا کہ ہنگریون نے بطوع ورغبت آسٹریا کے اقتدار کو تسلیم کیا ہے۔ برخلاف اسکے وہ ہنگری کو مفتوحہ علاقہ سمجہکر رعیت کے جان و مال اور ننگ و ناموس کو برباد کرنا اپنے لئے مباح سمجہتے تہے۔ اہالی ہنگری نے حاکمان وقت کو بغایۂ پرانے معاہدون اور سندون کے حوالہ دیکر جنکے رو سے اونکی قومی و مذہبی آزادی کے قیام کے وعدے کئے گئے تہے۔ حاکمان وقت کو جور و ستم سے ہٹانے کی کوششین کین۔ اونکی جایز سے جایز درخواست کا لیوپولڈ یہ جواب دیتا کہ سائلون کو خوفناک سزائین دیجاتین۔ اس جابر نے تعصب سے اندہا ہوکر غربا و عوام الناس ہی نہین امرا اور بڑے بڑے آدمیون کو بہی خالی نہ چہوڑا۔ اور کئی ہنگرین امرا جلادون کے ہاتہہ سے دوسرے جہان کو بہیجدیئے گئے۔ ایسے ظلم و ستم کا لازمی نتیجہ تہا کہ بغاوت ہو۔ چنانچہ ۱۶۶۹ء مین چند اعلے امرا نے لیوپولڈ کے برخلاف سازش شروع کردی لیکن اسکا راز فاش ہوگیا۔ اور وہ بڑی سختی سے دبائی گئی۔ کئی امرا قتل اور کئی قید کئے گئے اس سختی سے ظاہر ہے ہنگریون کی ناراضمندی اور تیز ہوگئی۔ حتے کہ ۱۶۷۸ء مین ایک ہنگرین امیر کونٹ امیرک ٹکلی نے زندان سے بہاگ کر اپنے ہمقوم ناراضمندون کو جمع کیا اور بغاوت مہیب صورت مین ظاہر ہوگئی۔ ہنگریون نے اپنے اس جوانمرد سردار کے خاندانی موٹو (استیان) "خدا کے لئے اور اپنے ملک کے لئے جان قربان کرنا جوانمردون کا کام ہے" کو اپنا موٹو بنایا۔ ٹکلی نرا محب قوم و ملک ہی نہ تہا بلکہ فنون حرب ضرب اور تدبیر مین بہی یدطولی رکہتا تہا۔ اوسکا دل اپنے ہم قومون کی بیبسی اور مظلومیت

اور ۱۶۸۷ء مین آسٹریا کے حکمران خاندان کو ہنگری کا بہی موروثی حکمران مان لیا گیا۔ اسکے بعد گو ترکون نے کئی دفعہ حملہ کرکے کچہہ علاقہ پر قبضہ کرلیا اور ہنگرین نے بہی جو عیسائی ہم مذہب آسٹریون کی نسبت مسلمان ترک ہم قومون کی حکومت کو ترجیح دیتے تہے متعدد بغاوتین کین۔ اور اب ۱۸۹۶ء تک سلطنت آسٹریا اندرونی تنازعون اور فسادون سے پریشان رہی ہے جو غالباً آخر ایک دن برباد کرکے رہین گے۔ تاہم آسٹریا کا قبضہ ہنگری پر بدستور قایم رہا اور گو ہنگری دل سے کبہو بہی ناراض کیون نہون اونکے ملک کے الحاق اور اونکے سپاہیون کی مدد سے آسٹریا کو بے اندازہ مدد پہونچتی رہی۔ اور پہونچ رہی ہے۔ مؤلف ۱۲

دیکھ کر کباب ہو رہا تھا۔ اور اس نے خاندان آسٹریا کی بربادی کی حلف اٹھالی تھی۔ اس نے بارہ ہزار آدمی لیکر
ہنگری کے بالائی حصہ پر حملہ کیا اور آسٹرین فوج کو پے در پے شکستین دے کر کئی قلعون کو فتح اور کوہسار کارپیتھیس
کے تمام ضلع کو اپنے تصرف مین کر لیا۔ اور آسٹرین جرنیلون کونٹ ووآب اور لسکی نے اوسکی من مانتی شرائط پر عارضی
التوا جنگ کر کے اپنی خلاصی کرالی۔ ان شکستون کی خبر ملنے پر لیوپولڈ کو کچھ ہوش آگیا اور اوسے اصلاحات مطلوبہ کے
عطا کرنے کی ضرورت محسوس ہوگئی اور اوس نے ١٦٨١ع کے آخری حصہ مین مقام اولڈن برگ کے اجلاس ڈائٹ
(پارلیمنٹ) مین اہالی ہنگری کی چند شکایتون کی تلافی کر دی۔ مگر اس جزوی تلافی سے فقط چند امرا ہی خوش ہوئے
آزادی کی خواہان جماعت خوشنود نہ ہوئی۔ لیکن بحوالہ بالا امرا کی علیحدگی سے اوسکی طاقت کمزور ہوگئی تھی۔ اور
مزید بران معاہدہ نمگن سے جو حال ہی مین فرانس سے ہوا تھا لیوپولڈ اپنی کل فوجی طاقت سے باغیون کی سرکوبی کرنے
کے قابل ہوگیا تھا۔ اسپر ٹکلی نے بابعالی کیطرف رجوع کر کے محمد چہارم سے امداد کی التجا کی۔ قرہ مصطفے آسٹریا سے
لڑائی کرنے کا کوئی بہانہ خدا سے چاہتا تھا۔ اوس نے جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے روسیون کے ساتھ جھٹ پٹ ذلیل مضر شرائط
پر ١٦٨١ع مین صلح کر لی۔ اور ہنگرین کی علانیہ اعانت پر کمربستہ ہوگیا۔ ٹکلی نے اس اعانت کے معاوضہ مین بابعالی کی
شہنشاہت قبول کرنیکا اقرار کیا۔ بہادر ہنگرین نے فرانس سے بھی مدد کی استدعا کی۔ لوئی چہاردہم نے لمسے نقد
امداد بھیجکر سلطان سے ہنگری مین فوج بھیجدینے کی درخواست کی سلطانی افواج کے لئے فرانسیسی انجنیر اور فوجی
افسر بھیجدئے اور ساتھ ہی ١٦٨٢ع مین آسٹریا کے برخلاف ولیشیا۔ ٹرنسلوانیا اور ہنگری مین اتحاد کرادیا۔ مگر خود اوسی
مہلک پالیسی پرکار بند رہکر جسکی توضیح اوپر ہوچکی ہے لڑائی سے علیحدہ رہا۔ اگر خدا اوسے عقل دیدیتا اور ان خفیہ کاروائیون
کی بجائے خود بھی ایک طرف سے حملہ کردیتا تو فرانس اور ٹرکی کو وہ مصیبتین نہ اوٹھانی پڑتین جن کے ذکر سے اگلے صفحے
بھرے ہوئے ہونگے جب کہ وہ آسٹریا کی بربادی پر تلا ہوا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ ٹکلی نے بغاوت کر دی ہے اور ممکن ہے
کہ ٹرکی بھی اوسکے ساتھ شامل ہو جائے تو اوس نے نمگن مین آسٹریا سے صلح کیون کر لی۔ اور اگر کر لی تھی تو کیا وہ پہلے یا بعد
مین اکثر معاہدہ شکنی کا مرتکب نہین ہوا تھا کہ علانیہ تجدید حرب سے باز رہا۔ اور کیا یہہ درپردہ کاروائیان نقض عہد سے کچھ
کم تھین۔ مگر افسوس وہی مذہبی تعصب جہالت اور تنگدلی عین موقعہ پر اوسکی کامیابی مین مانع ہوتی رہی۔

قرہ مصطفے نے ٹکلی سے عہد و پیمان تو کرلیا۔ مگر ١٦٦٤ع کے معاہدہ وسور کی بیس سالہ میعاد صلح ابھی ختم نہین ہوئی
تھی۔ اور شیخ الاسلام و اکثر نیک نیت اراکین نقض عہد کے سخت مخالف تھے۔ اسپر دیوان مین کچھہ عرصہ بحث ہوتی
رہی کہ میعاد سے پہلے آسٹریا کے ساتھ جنگ کیا جائے یا نہین۔ خواہان حرب جماعت نے دلیل پیش کی کہ

اس موقعہ پر ہنگرین کے طرفدار ہونے کی وجہ سے ہم دشمن اسلام وسلطنت کو بالکل تباہ کرسکین گے۔ اور صرف
معاہدہ کے لحاظ سے ایسے موقعہ کو ہاتھ سے دینا واجب نہین۔ یہہ رائے غالب آگئی اور سلطان نے نقض معاہدہ
کا حکم دیدیا۔ خلیفۃ المسلمین ہوکر اسلام کے پاک احکام کی ایسی صریح مخالفت کرنا اپنا خمیازہ دکہائے بغیر نرہا۔ ترکون کو
عوض معاوضہ مین ایسی ہی بدعہدی سے سابقہ پڑنے کے علاوہ مزید سزا کے طور پر ایسی زک پہونچی جسکی نظیر تاریخ عالم
مین بمشکل ملے گی۔ ورنہ بظاہر احوال اونکی تیاری ایسی مکمل اور جمعیت ایسی مضبوط تہی کہ کسی کو ناکامیابی کا وہم وگمان بہی نہین
ہوسکتا تہا۔ دنیاوی اسباب پر بہروسہ کرکے خدا کی امداد سے لاپرواہ ہوجانے۔ اور اوسکے احکام کی تعمیل سے پہلوتہی کرنے
کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ وزیر نے مندرجہ بالا تصفیہ ہوتے ہی ابراہیم پاشا گورنر بودا کو ٹکلی کی مدد کرنے کا جس نے شاہ ہنگری
کا لقب اختیار کرلیا تہا۔ حکم بہیجدیا۔ آسٹریا مین اس سے سخت تشویش پہیل گئی۔ اور تہوڑے ہی دن بعد لیوپولڈ کا خاص ایلچی
کونٹ البرٹ معاہدہ صلح کے قیام کا مطالبہ کرنیکے لئے قسطنطنیہ پہونچگیا۔ قرہ مصطفی نے بحالی صلح کے لئے
یہ شرائط پیش کین۔ آسٹریا بالعابلی کو ۵ لاکہ فلورن سالانہ خراج دے۔ قلعجات لیوپولڈ سٹاٹ لورگنہ منہدم کردیئے
جائین۔ جزیرہ شط۔ قلعہ موران اور بعض دیگر مقامات ٹکلی کے حوالہ کردیئے جائین۔ تمام اہالی ہنگریا کو اونکی سابقہ
مقبوضات واپس دیئے جائین اور اونکے کل حقوق قائم رکھے جائین تمام خطاکارون کو جو پچہلے ہنگامون مین ملوث
ہوئے ہون عام معافی دیجائے۔ سفیر یہہ شرطین اپنے آقا کو سنانیکے لئے اگست ۱۶۸۲ء مین وائینا کو واپس آگیا
اور وزیر نے سفیر کی واپسی کا انتظار نکرنے یا محض دفع الوقتی اور ابلہ فریبی کے لئے اوس سے نامہ وپیام کرتے رہنے کی
مزید بے ایمانی کا مرتکب ہوکر چند ہی دنون بعد اعلان جنگ کے نشان مین ہلسرا کے مقابل کے میدان مین سلطانی خیمہ
نصب کردیا۔ اور بڑے زور شور سے جنگی تیاریان شروع کردین۔ ۱۶۸۲ء کے موسم خزان اور ۱۶۸۳ء کے موسم بہار
مین باقاعدہ وبیقاعدہ افواج پیدل وسوار۔ توپخانہ۔ اور ہر ایک قسم کا سامان حرب اس عظیم پیمانہ پر ایڈریانوپل مین جمع ہوتا
رہا کہ اوس سے نہ فقط ٹرکی کے وسائل کی زرخیزی اور اوسکی خوشحالی جو کوپریلیون کے حسن انتظام سے پیدا ہوگئی
تہی دنیا پر واضح ہوگئی۔ بلکہ اوس تمول۔ افراط اور خوشحالی کو اچہی طرح سے چوس لیا گیا۔ لیوپولڈ قیصر جرمن نے ان
تیاریون سے مخوف ہوکر قسطنطنیہ کو پہر ایک عالیشان سفارت بہیجکر معاہدہ وسوار کی تجدید کی التجا کی مگر بیفائدہ۔ وزیر نے
اپنے مطالبات کو اور زیادہ بڑہا دیا۔ کریسی صاحب لکہتے ہین کہ یہ فوجین ایڈریانوپل مین جمع کی گئی تہین۔ اور سلطان نے مین
سے اونکی کمان وزیر کو دیکر آسٹریا کیطرف بہیجدیا تہا۔ مگر مسٹر بز صاحب تحریر کرتے ہین کہ یہ تیاریان قسطنطنیہ مین کیگئی تہین
اور ۱۶۸۳ء کے موسم بہار مین خود سلطان اس فوج کو لیکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تہا اور بلگریڈ پہونچکر اوسکی کمان قرہ مصطفی

کو تفویض کی تھی۔ بہرحال ان مین سے خواہ کوئی روایت درست ہو۔ اس مین کسی کو اختلاف نہین کہ اس کروفر اور جمعیت کے
ساتھہ سلیمان کے بعد یہ پہلی مہم تھی۔ اور اسکے بعد پھر آجتک اس قدر فوج کسی مہم پر نہین گئی۔ قرہ مصطفے کے خیمہ سے
جو فوج کے رجسٹر فاتحین کے ہاتھہ آئے تھے۔ اُس مین باقاعدہ فوج کی تعداد ۲ لاکھہ ۷۵ ہزار درج تھی۔ تاتاری اور ہنگرین
والیشی وغیرہ ملکی فوجین ملکر کل جمعیت سات لاکھہ پیدل۔ ایک لاکھہ سوار اور بارہ سو توپین ہوگئی تھی۔ شاگرد پیشہ وغیرہ علیحدہ
رہے۔ تکلی فوج لے کر بمقام اسک ترکون سے آملا۔ بودا کے تجربہ کار پاشا نے وزیر کو مشورہ دیا کہ وائنا پر حملہ سال آئندہ پر
ملتوی کر کے اس سال ملحقہ علاقجات کو فتح کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اوسنے اپنے مشورہ کی درستی اس مثال سے واضح کرنے
کی کوشش کی کہ فرش کے درمیان اگر کوئی گیند پڑا ہوا ہو تو اُسے پکڑنے کے لئے سب سے عمدہ اور متحقق طریقہ یہ ہوگا
کہ اچک کر اُسے پکڑنے کی سعی کی جائے۔ بلکہ فرش کو ایک سرے سے لپیٹتے ہوئے وہان تک پہونچا جائے۔ فرش سے اوسکی
مراد آسٹریا کا ملک اور گیند سے وائنا تھا۔ وزیر نے اوسکے مشورہ کو بڑی حقارت سے مسترد کردیا۔ اور ایسا کرنے مین وہ کسیقدر
معذور بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ غنیم نے اب تک ایسی خفیف مزاحمت کی تھی کہ زیادہ احتیاط سے کاربند ہونے کی بظاہر کوئی
احتیاج نہین معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ قرہ مصطفے نے تکلی ابراہیم پاشا اور کئی دیگر آزمودہ کار جرنیلون کے مشورہ کے
برخلاف دریاۓ ڈینوب کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ وائنا پر پیشقدمی کردی۔ اور راستہ مین چند مقامات کو تھوڑے تھوڑے
عرصہ مین فتح کر کے ۱۴ جولائی کو وائنا کی دیوارون کے سامنے خیمہ زن ہوگیا۔

لیوپولڈ اس جرار فوج کے مقابلہ کی مطلقًا طاقت نہ رکھتا تھا۔ اوسکے عزیز ڈیوک آف لارین کے ماتحت جو
موجودہ قیصر آسٹریا کا مورث اعلےٰ ہے صرف ۳۳ ہزار فوج تھی جسکا کثیر حصہ مختلف قلعون کی محافظت پر مامور کیا گیا
تھا۔ مطیع ہنگری امرا نے قیصر کی مدد کے لئے تین ہزار فوج جمع کی۔ لیکن ترکی افواج کے بحر متلاطم کے مقابلہ پر
یہ ناچیز قطرے کیا کر سکتے تھے۔ ترکون کی فوجی تیاریون کے ساتھہ ہی دوسری طرف لوئی چہاردہم نے قصبہ
سٹراسبرگ[1] پر قبضہ کر لیا تھا اور اوسکی فوجین دریاۓ رہاین کو عبور کرنے پر آمادہ نظر آتی تھین۔ تمام یورپ مین اس سے

---

[1] یہہ شہر جرمنی کے صوبہ آلسس لورین کا صدر مقام ہے اور دریاۓ رہاین سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے دریاۓ ال
اسکے وسط مین سے گذرتا ہے۔ اس شہر کے برابر روۓ زمین پر کوئی اور مقام محفوظ اور قلعبند نہین سمجھا جاتا۔ لوئی چہاردہم نے
اسپر ۱۶۸۱ء مین قبضہ کر کے صوبہ مذکور کو فرانس کے ساتھہ ملالیا۔ اس سے پہلے صدیون سے وہ جرمنی کے ماتحت چلا آتا تھا مگر
اہالی شہر کو اندرونی آزادی حاصل تھی۔ یہ شہر اور صوبہ دو صدیون کے بعد ۱۸۷۰ء کی جنگ مین پھر جرمنی کو واپس ملا۔ جسکا رنج فرانس کو
اب تک فراموش نہین ہوا۔ شہر کی آبادی ایک لاکھہ سے متجاوز ہے۔ اوسکے ایک گرجہ کا مینار ۴۶۶ فیٹ بلند ہے۔ مؤلف ۱۲

عام تہلکہ برپا ہوگیا اور لوگون کو یقین ہوگیا کہ فرانس اور بابعالی نے آسٹریا و جرمنی کی فتح اور باہمی تقسیم کا آپسمین اقرار کرلیا ہے۔ مگر اونکا یہ خیال غلط تہا۔ لوئی ترکون کی فتح سے بیشک خوش تھا مگر ساتہہ ہی اُس ایماندار نے یہ ارادہ کر کہا تہا کہ اگر وہ بہت ہی آگے بڑہ آئے تو اونکا مقابلہ کرکے اونکو پیچہے ہٹادے اور کل دنیا کی نظرون مین عالم مسیحی کا محافظ و خلاصی کنندہ بنجائے۔ لیوپولڈ نے چارونطرف سے مایوس ہوکر آخر جان سوبی اسکی کیطرف جسکی وہ کئی دفعہ تذلیل و تحقیر کرچکا تھا۔ رجوع کیا۔ پولنڈ والوں پاشا کے معاہدہ کے مطابق اُس وقت بابعالی سے صلح رکہتا تہا۔ اور ترکون نے معاہدہ مذکور سے کوئی انحراف نہین کیا تہا کہ اوسے معاہدہ شکنی کا بہانہ مل سکے۔ مگر جان سوبی اکی یا ترکون کے دیگر عیسائی اعداد ایسے معاہدون کی کیا پروا کرتے تہے۔ شاہ پولنڈ نے ۴۰ ہزار فوج سے قیصر کی مدد کرنے کا وعدہ کردیا۔ اور آسٹریا و پولنڈ مین معاہدہ اتحاد لکہا گیا۔ لیکن یہ عیسائی سلطنتین مسلمانون سے ہی نہین آپسمین بہی اپنے اقرارون کی ایسی ایمانداری سے نگہداشت کرتی تہین کہ العیاذ باللہ۔ جس فریق کو معاہدہ شکنی کی احتیاج معلوم ہوئی اوسنے جہٹ پوپ صاحب کو کچہہ نذر کرکے معاہدہ کی پابندی سے بریت حاصل کرلی۔ اس بات سے ڈر کر قیصر نے جسکا سہارا ابہی اوس وقت اس اتحاد پر تہا معاہدہ مین فریقین کی طرف سے آخر مین یہہ حلفیہ اقرار ایک کارڈینل کے روبرو درج کرالیا کہ یہ معاہدہ پوپ کی منسوخی سے بہی کالعدم نہ ہوسکیگا۔ بعض یورپین مورخ اپنے بزرگون کی اس ایمانداری پر بہت افسوس ظاہر کرتے ہین۔ مگر کیا یورپین پالٹیکس سے اب بدعہدی کا وجود خارج ہوگیا ہے؟۔ اور کیا وہ اب بہی پرانا روپ بدلکر زمانہ کے مطابق مہذبانہ پیرایہ مین بدستور موجود نہین ہے؟۔

قیصر کی خوش قسمتی اس انتہا ہی سے واضح نہین ہورہی۔ اس اڑے وقت پر خلاف دستور جرمن ریاستین وفاداری پر ثابت قدم رہین اور اونہون نے فی الفور حسب حیثیت کمک بہیجدی۔ اور سب سے بڑی خوش قسمتی یہ تہی کہ اوسکے پاس ڈیوک آف لارین ایسا قابل جرنیل تہا اور ترکون کا نیک و بد مصطفی ایسے نالایق کے ہاتہہ مین تہا گو ترک بڑہے ہے چلے آرہے تہے۔ اور شاہ پولنڈ و جرمن کمکی فوجین ابہی اپنے اپنے ملک ہی مین تہین۔ اور شہر کی فصیلین ایسی خستہ احوال تہین کہ ترکون ایسے ماہر انجنیرون سے بچار ہنا تو درکنار وہ معمولی محاصرہ کو بہی برداشت کرنے کے قابل نہ تہین۔ بے سروسامانی کی یہ حالت تہی کہ اونکو درست کرنیکے لئے اوزار تک شہر مین موجود نہ تہے ایک مورخ کا بیان ہے کہ اگر وزیر راستہ مین سہل انگاری سے توقف کرکے اہالیان شہر کو سنبہلنے کی مہلت نہ دیتا تو ظن غالب ہے کہ وائنا بلا مزاحمت ترکون کے قبضہ مین چلاجاتا۔ دارالخلافہ کا یہ رنگ اور رفتار کا ڈ رنگ (جو مجبوری سے تہا نہ کہ عمداً) دیکہکر لیوپولڈ کے ہاتہہ پاؤن پہول گئے وہ شہر کو کونٹ سٹہر نبرگ کے حوالہ کرکے خود بڑی

نامردی کے ساتھہ معہ متعلقین بویریا کے شہر لنتر کو بہاگ گیا - اور شہر کے نصف باشندے (۶۰ ہزار آدمی) بہی اوسکے ساتھہ شہر سے فرار ہوگئے - باقیماندہ شہر کی فصیلون کی درستی مین مصروف ہوگئی - طلبا اور کاریگرون نے پلٹنین بناکرون رات قواعد سیکھنی شروع کردی - ۱۲ ہزار باقاعدہ فوج ڈیوک آف لارین نے جو خود شاہ پولنڈ کے انتظار مین باہر رہا - ترکون کے آنیسے پہلے شہر مین داخل کردی تھی - الغرض جس وقت ترکی فوج نے ۱۵ جولائی کو شہر کا محاصرہ شروع کیا اس وقت تقریبا بیس ہزار اسلحدار آدمی شہر کے محافظ تہے -

لیوپولڈ نے وائینا سے بہاگنے کے بعد چارون طرف امداد کی التجا کی - جبپر پوپ نے لوئی کو مذہبی اخوت و یگانگت کا واسطہ دالکر اعانت کرنیکے لئے لکہا - مگر حامی دین لوئی اسکے برعکس کل یورپ مین یہ کوشش کررہا تہا کہ کوئی عیسائی شاہزادہ آسٹریا کی مدد نہ کرے - پوپ کے اصرار پر اوس نے ان شرائط پر آسٹریا کی مدد کرنا منظور کیا - جرمن پارلیمنٹ (جو سترہوین - اٹھارہوین صدی مین بویریا کے شہر راٹسبان مین اجلاس کرتا تہا) صوبہ آلسس لورین کا الحاق فرانس سے باضابطہ منظور کرلے - اور میرے فرزند کو (جرمنی کی ماتحت ریاست) اطالیہ کا بادشاہ منتخب کرے اوسکا خیال تہا کہ اگر یہ شرطین منظور ہوگئین تو مین ترکون کو سمجہا کر پیچہے ہٹا دونگا - اور جرمنی سے ان شرائط کی بناء پر باضابطہ صلح کرلونگا - جو خاندان آسٹریا کے لئے پیغام اجل ہوگا - کیونکہ اگر پارلیمنٹ اوسکے بیٹے کو شاہ اطالیہ[1] یعنی ولیعہد تسلیم کرلیتا تو تاج قیصری لیوپولڈ کے بعد اوسکے خاندان مین منتقل ہوجاتا - مگر پولون نے آسٹریا کی بروقت امداد کرکے اوسکی توقع کو پورا نہ ہونے دیا - لوئی کو یہی اندیشہ تہا کہ شاہ پولنڈ آسٹریا کا معاون ہوکر میرے مدعا مین حارج ہوگا چنانچہ اوس نے سوبی اسکی کو آسٹریا کی اعانت سے باز رہنے کی بڑی کوشش کی - اوسنے اوسے سلطان کا بہیجہ خط بہیجکر اطمینان دلادیا کہ ترک فتح آسٹریا کے بعد پولنڈ پر حملہ آور ہونیکا مطلقا ارادہ نہین رکہتے - تم اس خوف سے آسٹریا کی رفاقت پر آمادہ نہ ہوجاو - تمہارے اصل دشمن ترک نہین بلکہ یہی آسٹریا - جرمن ریاست رینیڈن برگ[52] اور شمالی ہمسایہ روس تمہارے حقیقی عدو اور ان سے پولنڈ کو جب نقصان پہونچے گا انہی سے پہونچے گا - کیا تم کو یاد نہین کہ سینٹ گوتہرڈ کی لڑائی مین آسٹریا کو فرینچ فوج

---

[1] جرمنی قیصر ولیعہد کو اپنی حین حیات ہنگری یا اطالیہ کا بادشاہ بنا دیا کرتے تہے چنانچہ شاہ اطالیہ ہونا ولیعہد ہونیکے مترادف تہا - مؤلف ۱۲

[52] رینیڈن برگ پرشیا کا ایک صوبہ ہے مگر یہان مراد کل پرشیا سے ہے - شاہ پولنڈ نے لوئی کی نصیحت نہ مانی - اور آخر جیسا ویساہی ہوا جیسے کہ اوس نے پیشینگوئی کی تہی - ریاست پولنڈ کو ان تینون ریاستون ہی نے دو دفعہ آپس مین تقسیم کرکے اوسکا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا - اور پول قوم کی آزادی کا خاتمہ کردیا - غدارون عہد شکنون اور بے ایمانون کا آخر یہی انجام ہوتا ہے مگر نشہ طاقت وتمارفت مین ایمانداری کی کوئی پروا نہیں کرتا اور آخر اوسکا خمیازہ اٹھاتا ہے - مؤلف ۱۲

ہی۔ نے تباہی سے بچایا تہا۔ مگر اُس نے اس خدمت کا صلہ یہ دیا کہ فاتحین کو رسد تک نہ دی۔ جنمین سے سینکڑون
بہوک سے مر گئے۔ اور بابعالی کو ہمیشہ فرانس کے برخلاف اُکساتا رہا۔ یہی صلہ تمکو ملیگا۔ لیکن لوئی کی تمام نصیحتین بیکار
تہین۔ تعصب مذہبی نے سوبیسکی کو نیک بد کے سوچنے اور مآل اندیشی سے معذور کر رکہا تہا۔ وہ تو کافرون
کی تباہ کرنے پر تلا ہوا تہا۔ اور اوسکی فوجین وائینا کی امداد کے لئے ڈبل کوچ کرتی چلی جا رہی تہین۔ کاشکے! آج سوبی
اسکی ایک ساعت کیلئے زندہ ہوجائے۔ اور اوس جور و ستم کو جو پولون پر ہو رہا ہے اپنی آنکہہ سے دیکہہ لے!!۔

ترکون نے وائینا اور اوسکے مضافات کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ اونکے کیمپ کا دور ۱۹ - ۲۰ میل سے کم نہ تہا
یہ محاصرہ ۱۵۔ جولائی سے ۱۲ ستمبر ۱۶۸۳ء تک رہا۔ اور اس اثنا مین محصورین نے پوری داد شجاعت دی۔
ترکون کے توپخانہ اور سرنگ اندازون نے شہر کے تقریباً تمام برجون اور فصیلون کو منہدم کر دیا۔ اور محصورین کی
تعداد ترکون کے حملون کے روکنے اور اکثر خود باہر نکلکر ترکی خندقون اور سرنگون کو آگے بڑہنے سے روکنے کے لئے
حملے کرنے مین بہت کم ہوگئی تہی۔

چالیس دن کے اندر محاصرین نے چالیس اور محصورین نے اونکے روکنے کے لئے دس سرنگین اڑائین۔
ترکون نے اٹہارہ دفعہ سے اور محصورین نے ۲۴ حملے کئے۔ ایک ایک انچ زمین پر دونون فریق کٹے مرتے تہے
سب سے خونریز مقابلہ برج لیبل پر ہوا جسکی مٹی غنیم و دوست کے خون سے تر ہوگئی۔ اگست کے آخیر مین ترک آخر شہر کی
خندقون تک پہونچگئے۔ اور ۴ ستمبر کو برج لوبل کے نیچے سرنگ اُڑائی گئی جس سے آدہا شہر لرز گیا اور فصیل مین بہت بڑا
شگاف پڑ گیا۔ ۱۰ ستمبر کو اسی موقعہ پر اور سرنگ اُڑائی گئی جس سے فصیل مین اتنا بڑا شگاف ہوگیا کہ سالم پلٹن ایک
قطار مین ہوکر اُس مین داخل ہوتی تہی۔ اور شہر کو عام حملہ کرکے فتح کر لینے کا اب موقعہ تہا۔ بلکہ اگر مصطفے وہی طریقہ اختیار
کرتا جو مراد چہارم نے فتح بغداد مین کیا تہا یعنے فصیل شہر مین ۴ ستمبر کو شگاف ہوجانے پر کل فوج کو عام حملہ کا حکم
دیکر ہر روز اوسے جاری رکہتا تو شہر یقیناً دو چار روز مین فتح ہوجاتا۔ مگر اوس نمک حرام غدار نے طمع سے فوجکو
آگے نہ بڑہنے دیا۔ وہ چاہتا تہا کہ محصورین تنگ مایوس ہوکر خود ہی شہر اوسکے حوالہ کر دین تاکہ وہ وہان کی کل دولت و
حشمت پر قابض ہوجائے۔ کیونکہ اگر سپاہی حملہ کرکے شہر کو فتح کرتے تو غنیمت اونکا حق ہوتا۔ بیت المال (یعنے
وزیر) کو صرف پانچوان حصہ ملتا۔ ۱۰ ستمبر کو محصورین کی حالت ایسی مخدوش ہوگئی تہی کہ کونٹ سٹارہمبرگ نے مدد کے لئے
قاصد پر قاصد ڈیوک لورین کو بہیجنے شروع کر دیئے۔ اوسکے سب خطوط کا مضمون یہی تہا "صاحب من۔ ایک منٹ کا
توقف نہ کرو۔ ایک منٹ کا توقف نہ کرو" ۔ اگر مصطفے نے محصورین کے کامل انحطاط حتی کہ ۱۰ ستمبر کے شگاف سے بہی

فایدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کی۔ ترکی فوج وزیر کی نالیاقتی، خودغرضی اور سرمستی سے تنگ آ کر چلا اُٹھی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ محصورین کی کمک کے لئے فوج چلی آ رہی ہے۔ مگر وزیر اپنی بیوقوفی سے فتح کا ایسا کامل یقین رکھتا ہے کہ وہ اس فوج کو روکنے کا کوئی انتظام نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی بے انتہا فوج میں سے صرف چند دستے دریاے ڈینیوب پر بھیجدیتا تو جان سوبی اسکی کمکی فوج لیکر اوسپر سے کبھی عبور نہ کر سکتا۔

سوبی اسکی اگست سے پہلے وطن سے روانہ نہ ہو سکا تھا۔ اور اس قدر توقف کے باوجود ۲۰ ہزار سے زیادہ فوج ہمراہ نہ لا سکا۔ مگر راستہ میں اُسے ڈیوک لورین اور فرمانروایان بویریا و سکسنی و دیگر جرمن شہزادگان تقریباً ۵۰ ہزار تازہ دم فوج لیکر مل گئے۔ اور سوبی اسکی ستر ہزار فوج سے وائینا کے اوپر مقام تلم سے ڈینیوب کو عبور کر آیا۔ یہاں سے وہ کلمبرک پہاڑیوں کے عقب کیطرف جو وائینا سے شمال مغرب میں ہیں ہو گیا تاکہ ترکوں کے پیچھے سے آ لے۔ وزیر نے سوبی اسکی کی کوئی پروا نہ کی۔ اور نہ اس دشوار گذار ملک میں سے جسمیں سے اوسے لازمی طور پر گذرنا پڑتا تھا اوسکی پیش قدمی کو روکنے کا کوئی بندوبست کیا۔ اور وہ ۱۱ ستمبر کو وہ کلمبرگ کی چوٹی پر پہونچگیا۔ اُسکی حالات قلمبند کرنے والا مورخ مسی کویر لکھتا ہے کہ "اس پہاڑی کی چوٹی سے عیسائیوں کو انسانی طاقت کی عظمت کا نہایت ہی خوبصورت اور ساتھ ہی نہایت ہی مہیب منظر دکھائی دیا۔ ڈینیوب کے تمام جزیرے اور وائینا کا متصلہ وسیع میدان خیموں اور شامیانوں سے ڈھنپا ہوا تھا جنکی عالی شانی اور زرق برق کو دیکھ کر یہہ گمان ہوتا تھا کہ یہ تفریح کنندگان کی فرودگاہ ہے نہ کہ تیر آزماؤں کی۔ بے تعداد گھوڑے۔ اونٹ اور بیل تاتاریوں کے دل بادل اور کل ہم تقریباً بیس لاکھ انسان پہاڑ کے دامن میں ادہر اُدہر چل پھر رہے تھے۔ محاصرین کی گولہ باری مسلسل اور نہایت سخت تھی۔ اور محصورین بھی تا بمقدور جواب دے رہے تھے۔ الغرض وائینا کا خوبصورت شہر صرف میناروں کی چوٹیوں اور آگ و دہوئیں سے پہچانا جاتا تھا۔"

سوبی اسکی ترکی کیمپوں کے بظاہر مہیب منظر سے ناواقف نہ تھا۔ مگر اوسکی عقابی نظر نے کیمپ کی ترتیب کو دیکھتے ہی فوراً تاڑ لیا تھا کہ وزیر نالائق محض ہے۔ جس نے اپنے کیمپ کو اچانک اور مہلک حملہ سے بچانیکے لئے خندقیں وغیرہ تیار کرنے سے مطلقاً کوئی انتظام نہیں کر رکھا تھا۔ اوسنے باواز بلند پکار کر کہا کہ "یہ شخص بہت بُری طرح سے مقیم ہے۔ وہ فن حرب میں ذرہ درک نہیں رکھتا۔ ہم اوسے یقیناً شکست دینگے۔" چنانچہ حملہ سے پہلی رات اپنی پیاری ملکہ کو جو اوسنے خط لکھا اوسکے چند الفاظ یہ تھے "یہ بآسانی سمجھہ میں آ سکتا ہے کہ جس جرنیل نے اپنی فوج کی محافظت کیلئے کوئی خندقیں و مورچے نہیں کہودے نہ اپنی فوج کو مجتمع کرنے کی پروا کی ہے

بلکہ اس طرح سے خیمہ زن ہو کہ گویا مین ابہی سر سیل کے فاصلہ پر ہون۔ اوسکی قسمت مین شکست مقدر ہو چکی ہے"۔

سوبی اسکی نے دوسرے دن (۱۲ ستمبر کو) حملہ کے لئے پہاڑی سے نیچے اترنے سے پہلے کلبرگ کے گرجہ مین تائید ربانی کی استدعا کے واسطے نماز ادا کی پیش امام پادری مارکو واڈیانو بنا جو قیصر کا خاص پادری تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر شاہ پولنڈ نے اس واقعہ کی یادگار مین اپنے بیٹے جیمز کو نائیٹ کا مرتبہ دیا۔ اور پہر اپنی فوج کے افسرون کو مخاطب کر کے باواز بلند دل بڑہانے والی تقریر کی۔ اونکو خوتیم کی فتح یاد دلائی گئی اور کہا گیا کہ یہہ نہ سمجہنا کہ تم وائینا کو بچانیکے لئے لڑ رہے ہو۔ بلکہ خود اپنے دار الخلافہ وارسا و کراکو اور تمام کل عیسائی دنیا کو کافرون سے محفوظ رکہنے کے لئے۔ تم اپنے دنیاوی پادشاہ کے لئے نہین بلکہ احکم الحاکمین کے راہ مین تلوار مار رہے ہو۔ اب بہادری دکہانیکا وقت پہونچگیا ہے۔ تقریر کے ختم ہونے پر اس امر کے نشان مین کہ پیش قدمی شروع کیجاوے پانچ توپون کی شلک کی گئی۔ سوبی اسکی نے عیسوی فوج کی یمین کی ڈیوک آف لورین نے یسار کی اور شاہ بویریا نے قلب کی کمک کی۔ ہونہار اونیس سالہ شہزادہ یوجین لورین کے ماتحت تہا۔ پہاڑی سے اترتے وقت جس زمین مین سے سوبی اسکی نے گذرنا تہا وہ نالون اور مغاکون کی وجہ سے بہت ہی ناہموار تہی۔ اور فوج کے گذرنے کیلئے ایسی مشکل و دشوار تھی کہ اگر وزیر اپنی فوج کے کچہہ حصہ کو لیاقت و سلیقہ کے ساتہہ مختلف نالون اور ضروری موقعون پر مامور کر دیتا تو وہ بہت عرصہ تک پولون کو آگے بڑہنے سے روک سکتا تہا۔ کیونکہ یہہ امر ایک اور اوسکی حق مین تھا کہ سوبی اسکی جلدی کی وجہ سے صرف ہلکی توپین ساتہہ لا سکا تہا۔ مگر وزیر نے اس موقعہ پر بہی بدستور سابق کمزوری اور سستی ظاہر کی۔ اوسے پہلے تو یہی یقین نہ آیا کہ غنیم کلبرگ پر پہونچگیا ہے۔ اور جب آخر اس امر کا اوسے اپنی آنکہون سے دیکہنے پر یقین ہوا۔ اور جان گیا کہ عیسائی حملہ ہوا چاہتا ہے تو اوسنے اون درون پر تعاقب ہو جانے کا حکم دینے مین جنمین سے ہو کر پولون کو پہاڑی پر سے میدان مین اترنا تہا بہت دیر لگا دی۔ جس سے حملہ آورون کو بہت آگے بڑہ آنے کا موقعہ ملگیا۔ آخر مصطفے وائینا کے مقابل ینگچری فوج کا حصہ کثیر خندقون اور مورچون مین چہوڑ کر اور تیس ہزار عیسائی قیدیون کو جن مین سے زیادہ تر عورتین تہین قتل کرا کر باقیماندہ فوج کو لیکر پہاڑیون کیطرف جنسے عیسائی اتر رہے تہے بڑہا۔ عیسائیون کی فوج یسار نے سخت مقابلہ کے بعد موضع نسڈورف کو فتح کر لیا۔ اور دوپہر کے وقت سوبی اسکی نے میدان مین داخل ہو کر پولش فوج سواران کے ساتہہ ترکی سوارون کے مختلف دستون اور عثمانیہ فوج کے قلب پر حملہ کیا۔ ترک اون اون موقعون پر جہان

انہون نے ترکون کے کچھہ حصے مورچہ بند کر لئے تہے۔ اب تک حملہ آوردون کا مردانہ مقابلہ کرتے رہے تہے مگر جب سوبی اسکی بجلی کیطرح قلب لشکر مین دہس آیا تو سلیم غوری اوسے پہچانتے چلا اُٹھا "شاہ پولنڈ سچ مچ ہمارے سر پر آپہونچا ہے"۔ یہ کہکر اوسنے گھوڑے کو مہیز لگا راہ فرار اختیار کی۔ اور اوسے دیکہکر دوسری فوج کا بہی حوصلہ پست ہوگیا۔ اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئی۔ الغرض عیسائیون کی فوج بیمین کے ایک ہی ہلہ مین شام کے سات بجے تک میدان صاف ہوگیا اور وائینا کی خلاصی ہوگئی۔ دس ہزار سے زیادہ ترک اس معرکہ مین کام آئے۔ مگر یہ ابہی اصل فتح کی تمہید تہی † ہزارہا ترکی خیام ابہی سامنے کے میدان مین حد نظر تک پہیلے ہوئے تہے۔ اور ترکی باٹریان شہر پر ابہی برابر گولہ باری کر رہی تہین فاتح سپہ سالار نے پہلی فتح کے بعد تمام افسرون کو اس مشورہ کے لئے طلب کیا کہ سپاہیون کو آرام دینے کے لئے آیا لڑائی کو صبح آیندہ پر ملتوی کر دیا جائے یا وہ جاری رکہی جائے۔ کہ اتنے مین ایک قاصد خبر لایا کہ ترک کیمپ چھوڑ کر سراسیمہ وار بہاگے چلے جا رہے ہین۔ اسپر فی الفور آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا اور یہہ خبر درست پائی گئی۔ البتہ وہ ینگچری جن کو مُصطفےٰ نے شہر کے مقابل چھوڑا تہا ثابت قدم رہے۔ اونپر اب ایک طرف سے سوبی اسکی نے اور دوسری طرف سے محصورین نے حملہ آور ہو کر سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اور کل کیمپ مع سامان حرب و ضرب فاتحین کے ہاتھ آیا۔ †

ایک عیسائی مورخ اس لڑائی کے متعلق یہ عجیب روایت لکھتا ہے کہ پہلی لڑائی کے بعد جب سوبی اسکی اپنے افسرون سے مندرجہ بالا مشورہ لے رہا تھا تو وہ قرہ مصطفےٰ کو اپنے خیمہ مین بڑے استغنا سے بیٹھا ہوا چاء پیتا دیکھکر بگڑ گیا۔ اوسنے خیال کیا کہ وزیر ہمیں چڑا رہا ہے۔ اس سے غصہ مین آکر اوسنے اوسیوقت کیمپ پر حملہ کر دیا اور کل فوج کو بہگا دیا۔ مگر تحقیق یہی ہے کہ دوسرے ہلہ مین لڑائی تک نوبت نہ پہونچنے پائی۔ ترک پہلی شکست ہی سے حوصلہ ہار گئے تہے۔ اور راوی بدحواسی مین خود بخود کیمپ کو چھوڑ گئے۔ فاتحین کو تین سو وزنی توپین پچیس ہزار خیمے بیشمار مع سامان اسلحہ۔ کل جنگی خزانہ جسمین ۲۰ لاکہ فلورن نقد تہے۔ صرف وزیر کے شامیانہ سے چار لاکہ فلورن نقد نو ہزار بارود کی گاڑیان۔ ایک لاکہ بیل۔ بارہ تیرہ ہزار من بارود۔ اور کل نقد می ڈیڑہ کرور فلورن دستیاب ہوئی۔ مفرورین بہاگتے وقت اپنے اسلحہ اور جھنڈون کو بہی پہینک گئے۔ مصطفےٰ

---

† کریسی صاحب نے اس لڑائی کا حال بہت ہی مجمل لکہا ہے اور وہ اس پہلی شکست کو قطعی شکست سمجہتے ہین حالانکہ یہہ کسی قدر درست نہین جیسا کہ ناظرین کو مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہو جائے گا۔ مؤلف ۱۲

صرف علم محمدی کو بچا کر لے گیا۔ شاہ پولنڈ کو غنیمت میں سے چار لاکھ فلورن ملے۔ فتح کے بعد اوس نے
اپنی انیس و محرم ملکہ میری اٹ کو بڑی خوشی سے کل حالات تحریر کرکے غنیمت کی مقدار عظیم پر بڑا فخر
ظاہر کیا۔ دوسرے دن جان سوبی اسکی نے بکر و فر شاہانہ شہر میں داخل ہو کر نماز شکرانہ ادا کی۔ سر کونٹ
سٹہر نبرگ نے وزیر کے عالیشان خیمہ میں شاہ سے ملاقات کی اور اوسے شہر کا نجات دہندہ کہکر مخاطب
کیا۔ اس شکست سے نہ فقط مصطفے کے تمام ہوائی سلمے جو بقول مورخ کا نتی مرو جرمن و پولنڈ و آسٹریا کو
فتح کرکے وہان اپنی شہنشاہی قایم کرنے اور ابراہیم پاشا حاکم بودا کا جسے فوج پر بہت اقتدار حاصل تھا مونھ بند
کرنیکے لئے ہنگریا کا بادشاہ بنا دینے کے متعلق اپنے دماغ میں تیار کر رہا تھا خاک میں مل گئے۔ بلکہ کل
یورپ مین گھر گھر گھی کے چراغ جلائے گئے اور کل عیسائیون کو یقین ہو گیا کہ سلطنت عثمانیہ اب چند دنون
کی مہمان ہے۔ قیصر لیوپولڈ ۱۶ ستمبر کو وائینا میں داخل ہوا۔ مگر بہادر کمانڈرون کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے
وہ اوسی دربار آسٹریا کے آداب و قواعد کے مطابق کمال سرد مہری اور بڑی بے اعتنائی سے پیش آیا۔ تاہم
شاہ پولنڈ خدمت گذاری پر ثابت قدم رہکر مفرور ترکون کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ وزیر نے خود پرستی کے نشہ سے
بیدار ہو کر ترکی کا راستہ لیا اور راآب جاکر اپنی بقیۃ السیف فوج کو درست کیا۔ وہان سے اوسنے بودا کا رخ کیا
اور راستہ مین صوبہ سٹیریا کے قصبہ للن فلڈ پر حملہ کیا اور جب اوسے فتح نہ کر سکا تو اوسکا غصہ جنوبی سٹیریا
کے علاقہ کو برباد کرکے نکالا۔ دریائے ڈینوب کو اوسنے بمقام پارکن کشتیون کا پل بنا کر عبور کیا۔ سوبی اسکی بھی برابر
تعاقب کئے چلا آرہا تھا۔ اس مقام پر فریقین مین سخت لڑائی ہوئی جسمین گو ترکون کے آٹھ ہزار آدمی ہلاک و غرق
ہوئے۔ مگر شاہ پولنڈ کو بھی جواب ترکون کو بالکل بے حقیقت سمجھنے لگ گیا تھا ایسا سبق ملا کہ آیندہ کے لئے
اوسے ترکون کو پھر ذلیل سمجھنے کی جرات نہ رہ گئی۔ اور اوسنے حزم و احتیاط سے کام لینا شروع کر دیا۔ پارکن
کے بعد سوبی اسکی نے مشہور قصبہ گران کا محاصرہ کیا۔ اور وہان کی فوج نے قلعہ مذکور کا خود بخود قبضہ دیدیا۔ وزیر
نے اون تمام افسرون کو جنہون نے معاہدہ حوالگی قلعہ پر دستخط کئے تھے قتل کرا دیا۔ اور اپنی نکبتون کا الزام
ماتحت جرنیلون پر تھوپ کر اونہین اور نیز الزام دینے والون کو قتل کرا دینے کا ارادہ کر لیا۔ فوج اسس
سراسیمگی اور بے ترتیبی سے پیچھے ہٹ رہی تھی کہ گویا وہ اپنے سایہ سے بھی کانپ رہی ہے۔ ترکان کی
بے رعبی کا یہ عالم ہو رہا تھا کہ قرہ مصطفے نے جب ایک یہودی قاصد کے ہمراہ حفاظت کے لئے چند سوار
بلگریڈ کو بھیجنے چاہے تو اوس نے جواب دیا "مجھے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں مین ٹوپی کو جرمنون کی طرح پہن

لو لنگا۔ اور کوئی ترک مجھے چھونیکی جرأت نہ کرے گا۔“ +

شکست وائینا کی خبر جب قسطنطنیہ پہونچی تو وزیر کے مخالفون کو اوسکے برخلاف سازش کرنیکا موقعہ ملگیا اور خواہان صلح جماعت کی چڑہ چلگئی مصطفی بلگریڈ پہونچکر اپنے ماتحتون کو قتل کرانے کی فکر مین تہا کہ سلطان محمد نے شکستون سے برافروختہ ہوکر اپنے گرینڈ چیمبرلین کو وزیر کا قتل کرانیکا حکم دیکر بلگریڈ روانہ کردیا اور منحوس ۱۶۸۳ء کے ختم ہونے سے پہلے چیمبرلین نے حکم کی تعمیل کرکے وزیر کا سر نقرئی قاب مین سلطان کے سامنے پیش کردیا۔ +

مقتول وزیر کی جگہ قائم مقام ابراہیم پاشا مقرر کیا گیا جس نے اس عہدہ کو ایسے خطرے کے وقت جبکہ کل یورپ ترکون کا دشمن ہو رہا تہا بڑے زور سے منظور کیا۔ اور گو اوسنے میگزینون کو پہر معمور اور تازہ فوج تیار کرنے مین بڑی سرگرمی سے کوشش کی۔ مگر مخالفین کو سلسلہ فتوحات مین کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو سکی۔ وائینا کے محاصرہ ثانی سے کل عیسائی طاقتون کو اپنی اپنی جگہہ ترکون سے خطرہ پیدا ہو گیا تہا۔ اور لیوپولڈ نے اس مشترکہ اندیشہ سے اون سب کو ”اتحاد مقدس“ مین شامل کرکے ترکون کے برخلاف متفق کردینیکا فائدہ اٹہایا۔ پولنڈ پہلے ہی تہا اب وینس اور روس بہی اس غرض کے لئے آسٹریا کے ساتہہ شامل ہوگئے اور انہون نے ٹرکی کے برخلاف جنگ کا اعلان کردیا لیوپولڈ نے روسیون کو خود ہتیار بہیجکر بحیرہ اسود کے راستہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کی پٹی پڑہائی۔ اور کہلا بہیجا کہ یونان اور ایشیا تمہارے منتظر بیٹھے ہین باب عالی کو اس وقت بالکل یکہ و تنہا تہا۔ فرانسیسیون سے کچہہ امید ہوسکتی تہی۔ مگر بحری قزاقون کی طفیل پہر اون سے کہٹ پٹ ہوگئی ہوئی تہی۔ +

سنیٹ ونسنٹ[۵] کی بحری جنگ۔ ٹائیسان مالٹا وریاست ہا اٹلی سے اتحاد ہو جانے سے سٹرمبولی اگوسٹا وپلرمو کے قریب بیچ بیڑہ پر فتوحات پانے اور بالخصوص باب عالی سے مجدداً امتیازات حاصل ہونیکے وقت سے بحیرہ روم پر فرانسیسی اقتدار غالب آگیا تہا۔ مگر ایک خلش (بحری قزاقی) بدستور باقی تہی۔ بربری قزاقون نے ۱۶۷۲ء کی لڑائی سے فائدہ اٹہا کر معاہدون کی پہر خلاف ورزی شروع کردی۔ سلطان نے اونکو بہتیرا سمجہایا کہ ٹرکی کے دوست فرانس کے جہازون کی حرمت کرو۔ لوئی نے بیفائدہ اونکو بالکل برباد کردینےکی دہمکیان دین وہ اپنی کرتوتون سے باز نہ آئے۔ بلکہ پراونس کے ساحل پر سے بہی فرنچون کو اٹہا لیجاتے۔ اسپر اونکی کامل تباہی کا فیصلہ کرکے فرانسیسی بیڑون کو اس کام پر مامور کیا گیا۔ اور فرانسیسی امیر البحر کی ایک کارروائی

[۵] جزائر غرب الہند کا ایک جزیرہ جو انگلینڈ کے ماتحت ہے۔

سے ترکی اور فرانس مین پہر بگاڑ کا احتمال ہوگیا۔ اوسے طرابلس والون کے آٹھ جہازون کا تعاقب کرتے ہوئے معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ ساموس کے بندرگاہ مین پناہ گزین ہوئے ہین۔ اونپر حملہ کرنیکے لیئے وہ ۱۶۸۱ء مین بندر مذکور مین داخل ہوگیا۔ ترکی کمانڈر نے اوسے سلطانی علاقہ کی حرمت کرنیکا حکم دیا۔ اور جب اوسنے انکار کیا تو فرانسیسی جہازون پر گولہ باری کی۔ امیر البحر نے اسپر گولہ باری کرکے قلعہ کو منہدم کردیا۔ اور خود شہر کا بہی کچھہ آور دو مسجدین گولیون سے گر گئین جب نوبت یہانتک پہونچ گئی تو خوباشندگان شہر نے اوس سے گولہ باری بند کرنیکی التجا کی۔ اور کہا کہ اس معاملہ پر سلطان سے استصواب کرلو۔ امیر البحر نے اونکی درخواست قبول کرلی۔ سلطان نے قپودان پاشا کو معہ گیلی دیگر موقعہ پر بہیجدیا۔ فرنچ امیر البحر نے اوسے کہا کہ اگر تم قزاقون کو فرانس کی متابعت قبول کرنے معاہدات کی تعمیل کرنے اور فرانسیسی اسیرون کے واپس کر دینے پر مجبور نہ کروگے تو مین اونکی آٹہون جہازون کو قصبہ ساموس اور عثمانیہ بیڑہ سمیت جلادونگا۔ قپودان پاشا نے اس معاملہ کو صلح و آشتی سے طے کرنا چاہا۔ مگر سلطان مساجد کے انہدام سے نہایت برافروختہ ہو رہا تہا۔ اس نے صاف کہدیا کہ اگر فرانس نے اسکی تلافی نہ کی تو مین اسکا عوض لیکر چہوڑونگا۔ فرنچ سفیر اسوقت مارکوئیس گلگس تہا جو ۱۶۷۹ء مین نوئنٹیل کے بعد مقرر ہوا تہا۔ اور تاریخ تحریر سے اوس وقت تک وزیر سے سفرا کے طریقہ تعظیم پر جہگڑ رہا تہا۔ وزیر اعظم نے اوسے بلاکر کہا کہ تمہاری اور کل فرنگیون کی جان صرف اسی طرح بچ سکتی ہے کہ مساجد کے ہرجانہ مین کثیر رقم ادا کرو۔ سفیر نے جواب دیا کہ سلطان منصف مزاج بادشاہ ہے اور میرا آقا زبردست فرمانروا ہے۔ اسلیئے مجہے اپنی اور اپنے ساتہیون کی سلامتی کا کوئی اندیشہ نہین ہے۔ مین ایسی دستاویز پر کبہی دستخط نہین کرسکتا جس مین میرے آقا کی طرف سے معذرت اور نقد ہرجانہ کی ادائیگی کا اقرار ہو۔ اسپر وزیر نے اوسے یدی قلعہ مین قید کرنیکی دہمکی دی تو اوسنے جوابدیا کہ اگر مین ایک دفعہ وہان داخل ہوگیا تو جبتک میرا بادشاہ خود آکر دروازہ نہ کہولے مین باہر نہین نکلونگا اس دہمکی سے ڈر کر وزیر نے اوسے اپنے ہی ایک کمرہ مین نظر بند کردیا۔ مگر تہوڑا ہی عرصہ بعد فرنچ امیر البحر دس جنگی جہاز لیکر ڈارڈنیلز پر پہونچگیا۔ اور باب عالی کو اطلاع دی کہ اگر سفیر کو کچہہ ایذا پہونچائی گئی یا مسئلہ تعظیم کا تصفیہ فرانس کے حسب مراد نہ کیا گیا تو مین جبراً داخل ہوکے سفیر کو قسطنطنیہ سے لیجاونگا۔ یہہ پیغام ملتے ہی وزیر نے گلگس کو صلاح دی کہ وہ محض اپنی طرف سے سلطان کو نذرانہ دیکر تنازعہ مساجد کا تصفیہ کر دے۔ اوسنے اسکو قبول کرلیا۔ کیونکہ گورنمنٹ فرانس نے جسے ان معاملات کی خبر نہ تہی امیر البحر کو فوراً بحیرہ مجمع الجزائر سے دوسری جگہہ جانیکا حکم بہیجدیا تہا۔ کئی مہینون تک نذرانہ کی مالیت پر جہگڑا ہوتا رہا۔

آخر اوسنے پندرہ ہزار لیور[1] مالیت کی جواہرات و دیگر سامان سائیڈ کے معاملہ کا ذکر درمیان لانے کے بغیر
محض اپنی طرف سے فیصلہ کرکے پیش کئے اور اسکے معاوضہ مین مسئلہ تعظیم کا تصفیہ حسب خواہش کرالیا۔ اور
فرنچ تجار اور پادریون کے متعلق بہی اپنے مطالبات کے مطابق فرمان حاصل کرلئے۔ بابعالی نے اس حقیری
تلافی کو خوب لون مرچ لگاکر مشتہر کیا۔ سرکاری اعلان کے الفاظ یہہ تہے "یہ ایک نہایت شاندار
کارروائی ہوئی ہے جسکا ذکر لوگ کمال انبساط سے کرتے ہین۔ اسکی خبرین ایران۔ آرمینیا اور ہند مین مشتہر
ہوگئی ہین۔ اور ہمارے دوستون۔ باجگزارون۔ اور کل مسیحی طاقتون کو اسکے متعلق اطلاع دی گئی ہے دیگر
سفرا نے جیسی اس دفعہ فرنچ سفیر کی مخالفت کی ہے پہلے کبہی نہین کی تہی۔ وینس۔ ہالنڈ اور کل دیگر یورپین
ریاستون نے سلطان المعظم کو فرانس کے مخالف بنانے مین بڑی کوشش کی۔ مگر دانا و مدبر وزیر نے
سفیر کے تلافی کردینے کو کافی تصور کیا ہے" +

فرنچ امیر البحر اہالی الجیریا کی سرکوبی کے لئے فرانس کو واپس بلالیا گیا تہا۔ وہ سولہ جنگی جہاز۔ پندرہ
گیلی اور پانچ بمب کے گولے جلانے والے جہاز لیکر الجیریا پہونچا۔ اور کئی دن تک اوسپر گولہ باری کرتا رہا مگر
موسم کی خرابی کی وجہ سے واپس چلا آیا۔ دوسرے برس وہ پہر حملہ آور ہوا۔ اور کامل دو ماہ گولہ باری کرکے
شہر کو تقریباً منہدم کردیا۔ باشندگان شہر نے گہبراکر صلح کی التجا کی۔ فرنچ امیر البحر ڈوکسنی نے یہ شرائط پیش
کین۔ وہ کل عیسائی قیدیون اور اون توپون کو جو فرنچ الجیریا مین چہوڑ گئے تہے واپس کردین۔ اور بارہ لاکھ
پیاسٹر بطور تاوان جنگ ادا کرین۔ اسپر معززین شہر کی نیابت پیرس کے مضافاتی قصبہ ورسیلز جاکر
جو شاہان فرانس کا مسکن تہا ۴۔ اپریل سنہ ۱۶۸۴ع کو لوئی چہاردہم کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اور معافی مانگ کر
آیندہ کے لئے تمام معاہدون اور امتیازات کی جو فرانس اور ٹرکی مین ہوچکے تہے تعمیل کرنے کی حلف اوٹہائی
اور ڈوکسنی الجیریا سے طرابلس کو روانہ ہوگیا جسپر سنہ ۱۶۸۵ع مین اوسنے پانچہزار گولے برسائے۔ ٹیونس نے
ہمسایون کے حال سے عبرت حاصل کرکے پہلے ہی صلح کی درخواست کردی اور اوسکی ایمانداری سے نگہداشت
کی۔ اس اثنا مین ایک دوسرے فرانسیسی بیڑہ نے مراکو کے تمام بنادر کی ناکہ بندی کرکے اوسکے بیڑہ کو ایسا
نقصان پہونچایا کہ سلطان مراکو نے تجارتی و دوستانہ معاہدہ کرنے کے لئے لوئی کے پاس سفارت بہیجکر
اپنی خلاصی کرائی۔ شمالی افریقہ سے فارغ ہوکر فرانس اونکے معاونون کی طرف متوجہ ہوا جنمین سب سے بڑہ اہالی

---

[1] فرانس کا پرانا سکہ جو ۳ سو ۱۸½ سینٹ یعنی تقریباً ایک شلنگ کے برابر ہوتا تھا۔ مؤلف ۱۲ +

جنوا تھے - وہ قزاقون کے پاس جہاز مکمل کرکے بیچا کرتے تھے - فرانسیسی بیڑون نے جنوا کو گولہ باری سے برباد کرکے بحیرہ روم مین فرانسیسی اقتدار کو بخوبی قایم کردیا - +

کفار کی فتوحات اور سلطان محمد کی معزولی -

الغرض ٹرکی کے اپنے واحد دوست فرانس سے بھی ایسی عمدہ صفائی نہ تھی کہ آسٹریا و پولنڈ کے علاوہ روس اور وینس نے بھی اعلان جنگ کردیا - عیسائی طاقتون کا یہ مقدس اتحاد یا "مقدس جنگ" پوپ کے زیر حمایت سنہ ۱۶۹۹ع تک جاری رہا - اور اس مین ریاست وینس نے ایسی جوانمردی دکھائی جسکی اوس سے مطلقاً امید نہ تھی - اوسنے کئی ہزار جرمن فوج مین بھرتی کرکے موروسینی اور ایک سویڈش افسر کونٹ کوس مارک کو فوج کا افسر مقرر کیا چوطرفہ نرغہ مین مبتلا ہوجانے پر بابعالی نے فرانس سے گٹھنے کی کوشش کی - فرانسیسی سفیر کی بڑی خاطرین ہوتے لگین اور تجارت - مقامات متبرک اور مشنون کے متعلق اوسکی جتنی فرمائشین تھین اون سب کو پورا کیا گیا - مگر وضعداری ایسے بادشاہ سے جس نے حال ہی مین الجیرز اور طرابلس پر گولہ باری کی تھی - کھلم کھلا اتحاد کی درخواست کرنے سے مانع تھی - اسلئے بابعالی نے صرف اُسے بیچ بچاؤ کرا دینے کے لئے کہنے پر کفایت کی - دوسری طرف لوی کو بھی یہ امید تھی کہ لیوپولڈ نرمی و آشتی سے راٹسبان کے عارضی معاہدہ کو دیرپا عہدنامہ بنا دے گا - اور اسلئے وہ ترکون کی علانیہ امداد کی جرأت نہین کرسکتا تھا کہ لیوپولڈ سے تھرسے نہ اکھڑ جائے - اس لئے اوسنے صرف پولوں کو مخالفت سے باز آجانے اور اہالی ہنگری کو بغاوت پر قایم رہنے کی نصیحت کرنے پر کفایت کی - ان غلط چالون کا پہلے تو یہ نتیجہ ہوا کہ ترکون پر سے چوطرفہ حملے ہوگئے اور اونکو جابجا شکستین اٹھانی پڑین - اور پھر لوئی کو بھی مندرجہ بالا توقع سے مایوسی ہوجانے پر آخرکار خود ہتھیار اُٹھانے پڑے - مگر اُس وقت جبکہ اوسکے رفیق نے متواتر زکین اٹھانے کے بعد آسٹریا سے صلح کی التجا کردی تھی -

مقدس اتحاد کے ہوتے ہی ڈیوک لورین نے ہنگری پر - وینس نے موریا اور ڈلمیشیا پر اور پولنڈ نے مالڈیویا پر حملہ کردیا - اور بابعالی کو اس تہرے حملے کو روکنے کے لئے تین علیحدہ علیحدہ فوجین جنھین بعدالمشرقین تھا میدان جنگ مین بھیجنی پڑین - ڈیوک نے ہنگری کے قصبہ وسی گراد کو لیکر چند دن کے بعد جانگداز معرکہ سے ویزن کو فتح کرلیا - اور تھوڑا عرصہ بعد پسٹھ کی فوج نے حملہ آورون کے سامنے ہتھیار رکھدیئے مقام سینٹ اینڈری کے قریب ترکون کو دوبارہ شکست ملی اور وہ بودا کو ہٹ گئے - جہان ابراہیم پاشانے آسٹریون کا بہادرانہ مقابلہ کرکے اونکی پیشقدمی

مین رکاوٹ پیدا کردی۔ اور آخر محاصرین کو بے نیل مرام محاصرے سے ہاتھ اُٹھانا پڑا۔ ترکی مصنفون نے رسول مقبول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تائید غیبی کو اپنی مخلصی کا باعث قرار دیا کیونکہ انہون نے بزعم خود دو دفعہ حضرت سرور کائینات (صلعم) کو شہر کی فصیلون پر نماز فجر کے وقت ٹہلتے ہوئے دیکھا تہا۔ ایک طرف ابہی بودا کا محاصرہ قایم تھا کہ ڈیوک لورین نے سرعسکر سلیمان پاشا کو سخت شکست دی۔ اور اُسی کے قریب جرنیلان مارٹنز منس ڈورف اور لسلی فاتحان گورنران بوسینیا و کروشیا نے صوبہ کروشیا مین وَیروو ز اور کئی دیگر قلعجات ترکون سے فتح کرلئے۔ یہ کل واقعات سنہ ۱۶۸۳ع مین ہی گذرے۔

دوسرے برس ترکون نے ویزن کو پھر فتح کرلیا۔ لیکن راآب اور وسی گراد کو نہ لے سکے۔ رومیلیا کا بیگلربیگی اسمٰعیل پاشا اس سال کی مہم کا سرعسکر تھا۔ اوسکی استروی جرنیل ہاسلر کے سامنے کوئی پیش نہ گئی اور اُسے پیچھے ہٹ آنا پڑا۔ سنہ ۱۶۸۶ع مین ڈیوک آف لورین نے پہلے قلعہ گران کے گرد سے ترکون کا محاصرہ اُٹھا کر ہنگری کے مشہور و مضبوط مقام نوحسل کو حملہ کرکے بزور شمشیر فتح کرلیا۔ دوسری طرف کونٹ ہربرسٹین نے علاقجات لکا۔ کاربیوی۔ اور وادی اڈونیا کو تاخت و تاراج کیا اور جنرل لسلی نے اسیک کو جلا کر خاکستر کردیا۔ آخر کار اسی سال کے محاربہ مین ترکون کو مقامات ویزن اور نووی گراد چہوڑکر پیچہے ہٹ آنا پڑا۔ اور تکلی بہی جنرل شولز سے شکست کہاتا ہوا پیچہے ہٹ آیا جسپر وزیر اعظم اُسکے خفا ہوکر اوسے یدی قلہ مین قید کئے جانے کے لئے قسطنطنیہ بہجوادیا۔ ✦

آسترا کی طرح وینس کی حقیر و کمزور جمہوری ریاست کو بہی اپنے قابل جرنیلون کی طفیل ڈلمیشیا اور موریا وغیرہ مین کچہ کم کامیابی نہ ہوئی۔ ریاست مذکور کے ایک کمانڈر کو گو مقام سائین[۱] کے محاصرے سے دست بردار ہونا پڑا لیکن تاہم ڈلمیشیا۔ البانیا۔ اور موریا کے کوہستانون کے عیسائی باغی ہوکر وینیشیون کے ساتہہ مل گئے اور انہون نے اپنے علاقون کے ترکی گورنرون کے سر کاٹ کر وینس کو بہجدیئے۔ اور جزیرہ سنٹا مورا اور پریویسا عیسائیون کے قبضہ مین آگئے۔ سنہ ۱۶۸۶ع مین اوسی موروسینی نے جسکی وزیر احمد نے کینڈیا مین جان بخشی کی تہی موریا کے مشہور قصبہ کرون کا محاصرہ کیا اور جو فوج اوسکی کمک کے لیے آئی تہی اوسے پسپا کرکے مقام مذکور کو فتح کرلیا وہان کی غنیمت سے اوس نے ایک علم اور دو دُم دار جہنڈے سینٹ کو بہیجے جو بطور نشان فتح وینس کے بڑے گرجہ مین لٹکائے گئے۔ اسکے بعد اوسنے صوبہ مذکور کے عیسائی باغیون کی امداد سے زرنا٘ٹا۔ کالاماٹا۔ اور دیگر قلعون

۱؎ یہ شہر صوبہ ڈلمیشیا کے شمالی حصہ مین واقع ہے۔ صوبہ مذکور بحیرہ ایڈریاٹک کے مشرقی ساحل پر واقع اور اب آسٹریا کے ماتحت ہے۔ ۱۲ مولف

کو فتح کرکے موریلسے براہ سمندر روانہ ہوکر البانیا پر حملہ کیا۔ دوسرے برس جرنیل کونگر مارک بہی موروسنی کو آملا۔ اور ان دونون نے قصبات نوارینو۔ مودون۔ ناپولی ڈی رومینیا۔ آرکیڈیا۔ پطراس۔ لیپانٹو۔ کارنتہہ مسیطرا۔ اتہنز وغیرہ کو فتح کرکے یونان کے حصہ کثیر پر تصرف کرلیا۔ اتہنز کے بندرگاہ پائیرس کی ٹسی دروازہ بر جو دو شیر ببر سنگ مرمر کے نصب تہے وہ وہان سے اکہیڑ کر وینس کو بہیجدیئے گئے۔ اور وہان اسلحہ خانہ کے دروازہ پر کہڑے کردیئے گئے۔ اور اس فتح کے صلہ مین موروسنی کا مجسمہ بہی دار الوکلا کے ایوان مین کہا گیا اور اوسپر یہ عبارت کندہ کی گئی "سینٹ کیطرف سے موروسنی کی خدمات کے اعتراف مین۔ اس مجسمہ کو سنہ ۱۶۸۶ء مین پیلو ونی سیارک نے اصل سے تیار کیا"۔

پولنڈ کی سرحد پر البتہ ترکون کو ایسے نقصان نہ اُٹہانے پڑے۔ سوبی اسکی نے قسطنطین کانٹی مر حاکم مالڈیویا کو اپنے ساتھ ملانے کی بہت کوشش کی۔ اور جب اوسکے انکار سے برافروختہ ہوکر سوبی اسکی اوسپر چڑہائی کی تو یاجو کے مقام پر اوس سے شکست فاش کہائی۔ اسکے بعد سر عسکر سلیمان پاشا نے شاہ پولنڈ کو پے در پے چند ہزیمتین دین۔ اس کارگذاری سے خوش ہوکر محمد چہارم نے اُسے ابراہیم کی جگہہ وزیر اعظم بنادیا مگر جس امید سے اوسکو وزیر اعظم بنایا گیا تہا وہ پوری نہ ہوئی۔ اوسنے مستعدی اور سرگرمی تو بہت دکہائی۔ لیکن عیسائی سپہ سالار ڈیوک لورین کی قابلیت اور مہارت جنگی کو نہین پہونچتا تہا اس عیسائی ڈیوک کے ماتحت ۴۰ ہزار جرار فوج تہی۔ اور یورپ کے کل ممالک کے فوجی افسر اوسکی ماتحت جنگی فن کی تکمیل اور اوس سے اکتساب فیض کے لئے اوسکے پاس جمع تہے۔ اوسکے سٹاف مین جرمن۔ فرنچ۔ انگریز ہسپانوی اور اطالین امرا موجود تہے۔ اور وہ ایسے نامور کے زیر کمان لڑائی کرنے کو اپنے لئے بڑا فخر سمجہتے تہے۔ ۱۸ جون سنہ ۱۶۸۶ء کو ڈیوک کے ماتحت آسٹریون نے دوسری دفعہ بوڈا کا جو ہنگری مین ترکون کا مضبوط ترین حصن حصین تہا اور اوسکا دار الخلافہ ہے محاصرہ شروع کیا۔ وہان کے ترکی گورنر عبدی پاشا نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کرکے عیسائیون کے دو زبردست حملون کو نہایت مردانگی کے ساتھہ پسپا کیا۔ مگر ۲ ستمبر کو تیسرے حملہ مین شگاف فصیل پر چار ہزار جان نثارون کے ساتھہ شہید ہوگیا۔ اور عیسائیون نے شہر مین داخل ہوکر وہان کے ایک مکان کو ایستادہ اور ایک مسلمان کو زندہ نہ رہنے دیا۔ بوڈا جو اسلامی ممالک کی سد سکندری اور عثمانیہ سلطنت کی کلید تہا ۱۴۵ برس سے ترکون کے قبضہ مین چلا آتا تہا۔ اسکے فتح ہوتے ہی بیشمار دیگر مقام عیسائیون کے تصرف مین آگئے۔ اور سلیمان پاشا نے موسم زمستان بسر کرنیکے لئے بلگریڈ کو ہٹ کر صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی مگر اوسے جلد معلوم ہوگیا کہ سخت

ذلت بخش شرائط مانے بغیر صلح نہین ہوسکتی۔ اوسپر اوسنے عیسائیون کے برخلاف پہر غزا کرنے کی لئے دگنی سرگرمی سے تیاریان شروع کردین۔ سلطان نے جنگی مصارف کے لئے سلطنت کے باشندون پر چندہ لگایا اور مثال نیک قایم کرنیکے لئے سب سے اول اپنے ذاتی خزانہ سے پانسو کیسہ زر چندہ مین دیئے۔ آخر وزیر نے ۷۰ توپین۔ ۶۰ ہزار فوج جمع کرکے بلگریڈ سے پیشقدمی شروع کی۔ مہاٹس کے قریب وہ عیسائی لشکر سے دوچار ہوا۔ اس مقام پر جہان سنہ ۱۵۲۶ء مین سلیمان نے عیسائی لشکر کو پامال کرکے ترکی شجاعت کا سکہ تمام عالم مین بٹہا دیا تہا فریقین مین سخت خونخوار لڑائی ہوئی۔ مگر اس دفعہ نتیجہ عین برعکس ہوا ترکون کو کامل زک ملی۔ اونکے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے اور کل توپین اور سامان عیسائیون کو غنیمت مین ملا۔ یہ مہیب معرکہ باختلاف روایت ۲ یا ۱۲[1] اگست سنہ ۱۶۸۷ء کو وقوع مین آیا۔ اس ہزیمت سے ترکون کی کمر ہمت بالکل ٹوٹ گئی۔ انہون نے اسک والپو۔ اور جنوبی ہنگری و صوبجات سلیوونیا و یالوٹلکے ۴ و دیگر مضبوط قلعے اور صوبہ کروشیا کی کئی مقام خود بخود ترک کردیئے۔ اور کل ہنگری اور ٹرنسلونیا پر آسٹریا کا کامل تصرف ہوگیا۔ اسیوقت دوسری طرف وینس نے تاتاریون پر حملہ کردیا۔ اور شاہ پولنڈ نے مالڈیویا پر حملہ آور ہوکر اوسے تاخت و تاراج کردیا۔ اور جبتک قحط نے مجبور نہ کیا اوسے خالی نہ کیا۔ دوسرے برس (سنہ ۱۶۸۸ء) اوسنے کامی نیک کا محاصرہ کیا۔ مگر جب ترک اور تاتاری فوج بیکران بیگلربیک کو آپہونچے تو اوسے محاصرہ چہوڑکر واپس ہٹ جانا پڑا۔

فرانسیسی سفیر گلگس سنہ ۱۶۸۵ء مین مرگیا تہا اور جب اوسکا جانشین جیراڑدن بہی سنہ ۱۶۸۹ء مین فوت ہوگیا تو اوسکی جگہہ شاٹونو مقرر کیا گیا۔ جسے اپنی گورنمنٹ کی طرف سی یہ ہدایتین ملی تہین کہ وہ بابعالی کو آسٹریا کے ساتہہ لڑائی جاری رکہنے اور پولنڈ سے صلح کرلینے کی تاکید کرتا رہے۔ شاہ فرانس کے کہنے سننے سی اسمین کلام نہین کہ شاہ پولنڈ نے پہلا زور شور اور مستعدی چہوڑدی تہی۔ مگر لوئی کی زبانی و اخلاقی امداد آسٹریا کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے کافی نہ تہی۔ لورین کو روکنے کے لئے عثمانیون کو عملی و حقیقی امداد کی ضرورت تہی۔ لوئی کو خود بہی آسٹریا کی جدید طاقت سی اندیشہ اور اوسکو آسٹریا سے لڑائی کرنا اصل ہوگیا تہا۔ لیکن اوسنے مناسب موقعہ کو نہ پہچانا۔ اور قیصر آسٹریا کو ترکون کے کامل طور پر مغلوب کرنیکا وقفہ دیدیا۔ اگر وہ اس وقت جیساکہ اوسنے بعد مین کیا تہا۔ رائن کیطرف پیش قدمی کردیتا تو آسٹریا کو اپنی فوج کا ایک حصہ مجبورًا ادہر اوسکے مقابلہ پر روانہ کرنا پڑتا۔ جس سے لازمی طور پر ترکون کے مقابلہ مین اوسکی فوج کم رہجاتی۔ اور ترک مغلوب ہونے سے بچجاتے کی

---

[1] اکثر مورخین نے ۱۲ اگست لکھا ہے۔ ۱۲ مؤلف۔

بجائے فاتح ہوجاتے۔ افسوس اوسنے ایسا نہ کیا اور سلطان کو تن تنہا مقابلہ پر رہنے سے شکستون کے سوا اور کچھہ نصیب نہ ہوا۔ اور ان شکستون نے قحط کے ساتھہ ملکر جو اوسوقت عجیب صورت مین تمام قلمرو مین پہیلا ہوا تہا بغاوت و سرکشی کے مادہ کو پہر تازہ کردیا۔ ٹرکی کو کوبرلی وزراء کے حسن انتظام سے کچھہ عرصہ کے لئے جو ہوش آگئی تہی۔ اور وہ نکبت و افلاس سے بہت کچھہ سنبہل گئی تہی۔ ان متواتر شکستون نے جن کے ساتھہ ہی فوج کی خودسری پہر شروع ہوگئی۔ کل کی کرائی پر پانی پہیر دیا۔

مہاکس کی شکست کے بعد سپاہیون اور ینگچریون نے سلیمان پاشا کے برخلاف شورش برپا کردی اوسنے اونکو زر و دولت اور تحائف سے خوش کرنیکی کوشش کی۔ مگر اوسکی اس کمزوری سے باغیون کو اور جرات ہوگئی۔ اونکی اذیت سے محفوظ رہنے کے لئے وہ چوری بہاگ کر مقام پیٹر واردن اور وہان سے بلگریڈ کے راستہ قسطنطنیہ چلا آیا۔ اوسکی فراری کے بعد سپاہ نے خود ایک پاشا کو وزیر اعظم بناکر سلیمان کے برخلاف سلطان کے پاس باضابطہ عرضی ارسال کی۔ محمد نے اونکی شورہ پشتی سے ڈرکر اونکے مطالبات کو قبول کرلیا۔ اور سلیمان کا سر اونکے پاس بہجوادیا مگر سرکشی کا جن ایک دفعہ جب فوج کے سر پر سوار ہوگیا تو وہ آسانی سے کب دور ہوسکتا تہا۔ اب فوج نے سلطان کو متہم کرنا شروع کیا کہ وہ دن رات شکار مین غرق رہتا ہے اور سلطنت کے معاملات سے کوئی سروکار نہین رکہتا۔ وہ حکومت کے قابل نہین ہے۔ چنانچہ وہ سرحد کو بالکل خالی چہوڑکر سلطان کو تخت سے اتارنیکے ارادہ سے قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوگئی۔ اور احمد کوبرلی کے چہوٹے بہائی مصطفے کوبرلی نے جو اوسوقت قایم مقام (نایب وزیر اعظم) تہا سلطنت اور دارالخلافہ کو ان جنون کی دست برد سے محفوظ رکہنے کے لئے سلطان کو اطلاع دی کہ قوم اور فوج آپکی معزولی کی خواہان ہین۔ مناسب ہو کہ آپ اونکے مطالبہ کو منظور کرلین۔ سلطان نے یہہ سنکر بآواز بلند کہا کہ تقدیر کا حکم کبہی ٹل نہین سکتا اور ۴۸ برس کی حکومت کے بعد ۴۰ برس کی عمر مین تخت کو بلا حجت چہوڑ دیا۔ فوج نے اوسکی جان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اوسے بآسایش باقی عمر محلسرا مین بسر کرنے کی اجازت دیگئی۔ جہان وہ پانچ برس کے بعد فوت ہوگیا۔ اور اوسکو عزل پر اوسکا بہائی سلیمان ثانی ۸ نومبر ۱۶۸۷ء کو تخت قیصری پر بٹہلایا گیا۔ +

محمد چہارم کا کیرکٹر اور علم دوستی

محمد چہارم کی خوش قسمتی تہی کہ اوسے اپنے عہد کے حصہ کثیر مین قابل و مدبر وزراء ملتے رہے۔ مگر جیسا کہ کمبخت و نالایق قرہ مصطفے کی تقرری سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ اوسے خود دوسرون کی قابلیت و جوہر کے شناخت کرنیکی قابلیت نہ تہی۔ بلکہ جو مقرر ہوتا تہا بیگمات حرم کے رسوخ سے۔ یا سلطان کی ذاتی مہربانی سے۔ چنانچہ کوبرلیون کا انتخاب بہی اسی ذریعہ سے ہوا۔ ایک مورخ

کا یہ قول بالکل درست ہے کہ محمد چہارم بادشاہ تو تہا۔ مگر حاکم نہین تہا۔ اوسے صید و شکار کے سوا اور کوئی کام نہ تہا
حتی کہ خود دار الخلافہ مین اوسکی رہایش بہت کم رہتی تہی۔ کبہی اوسکا ڈیرہ کوہ المپس کے دامن مین بمقام بروسہ یا
اوسکے مغربی میدانی ترائی مین ہوتا۔ کبہی ایڈریانوپل کے قریب کوہ بلقان کے دامن مین بمقام جامبولی جو ایڈریانوپل
سے پچاس میل بجانب شمال ہے۔ اور کبہی تہیسلی کے صوبہ مین لاریسا اور ٹرنوواس کے میدانون مین۔ مگر
جامبولی اور لاریسا کے پر فضا میدان اور فرحت بخش سبزی سے اوسے خاص اُنس ہو گیا تہا۔ اور وہان سال کا
زیادہ حصہ جنگل مین بند رہتا تہا۔ فوجین سرحد پر مصروف کارزار ہین اور بادشاہ سلامت سیر و شکار مین مشغول
ہین۔ اور کل عملہ فعلہ اور سفراء و امراء تہیسلی کے جنگلون اور بلقان کے کوہسار کو ظل اللہ کی سلامی کے لیے دوڑے جا
رہے ہین۔ جب وہ دار الخلافہ سے بروسہ۔ جامبولی یا لاریسا پہونچتا یا وہان سے روانہ ہوتا تو پندرہ متصلہ اضلاع
کے باشندون کا فرض ہوتا تہا کہ حاضر ہو کر اوسے شکار کہلائین۔ انکے علاوہ لاکہون تماش بینون اہل الغرض
کے اجتماع سے بادشاہی قیام کے دوران مین وہان ایک عظیم الشان شہر خیام و خرگاہ کا موجود ہو جاتا تہا
بادشاہ کا یہہ شوق اور وارفتگی دیکہکر عوام الناس کو اعتقاد ہو گیا تہا کہ وہ پہٹکار مین آیا ہوا ہے۔ اوسکی تخت
نشینی پر جب اوسکے باپ ابراہیم کو قتل کیا گیا تہا تو اوسنے بد دعا دی تہی کہ اس ناخلف کی عمر جنگلی جانورون کی
طرح کوہ و دشت مین آوارہ پہرتے رہنے مین کٹے گی۔ محمد طبعاً ظالم نہ تہا۔ مگر جب اوسکی اپنی اولاد پیدا ہو گئی۔
تو اوسنے اپنی بادشاہی کے قیام کے لئے دونون بہائیون[1] کو مروا دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور اگر سلطان والدہ
اور وزراء نہ روک دیتے تو ضرور اپنے ارادہ کو فوراً پورا کر دیتا۔ تاہم اوسکے دل سے یہ خیال دور نہ ہوا جسپر سلطانہ
ترخانہ نے اپنے دونون چہوٹے فرزندون کو مزید احتیاط و حفاظت کے لئے محل کے اندرونی حصہ مین رکہنا شروع
کر دیا۔ جہان سلطانہ کے کمرون مین سے گذر کر پہونچا جا سکتا تہا۔ اس احتیاط کے باوجود وہ ایک رات
خنجر ہاتہہ مین لے کر اون کمرون کیطرف چلدیا۔ سلطانہ کے کمرہ مین جو اوس وقت سو رہی تہی دو غلام موجود تہے
وہ بادشاہ کو اوس کمرہ مین سے دبے پاؤن شاہزادون کیطرف جاتا دیکہکر بولنے کی تو جرات نہ کر سکے۔ مگر ایک
نے حوصلہ کر کے سلطانہ کو ہلا کر جگا دیا۔ وہ نیند سے فوراً چونک اٹہی اور پلنگ سے کود کر بادشاہ کو لپٹ گئی۔ اور کہا
کہ پہلے میرا سر کاٹ لو پہر بہائیون کو قتل کرنیکے قصد سے بڑہو۔ محمد نے ابتک والدہ کے سامنے گستاخی نہین کی تہی

[1] ابراہیم کے محمد کے علاوہ حسب ذیل چہ بیٹے تہے۔ سلیم۔ عثمان۔ احمد۔ سلیمان۔ مراد۔ جہانگیر۔ اسفان و بایزید۔ ان مین سے چار صغر سنی مین فوت ہو گئے
محمد کی تخت نشینی پر سلیمان و احمد صرف دو زندہ تہے جو محمد کے بعد بہ نوبت فرمانروا ہوئے۔

اس موقعہ پر بھی وہ معدل حکمی نہ کرسکا۔ اور اپنے گھرون کو واپس لوٹ گیا۔ اوس دن سے بعد اوسے پہر برادر کشی

نہ کی تہا۔ کہ بہت سی بری۔ گرودنون غلامون کو جو ہارج ہوئے تہو صبح ہوتے ہی قتل کردیا۔ وہ کینہ ور تو تہا۔ مگر

ندویں اورگو خود غرض تہا مگر ناانصاف نہ تہا۔ اوسکا عمل تو ہمیشہ قتل برادران پر تلا رہا لیکن کر گذرنے کا حوصلہ

نہ پڑا۔

اسی سلطان کے عہد مین سلطنت کا ایک قدیم دستور منسوخ ہوا جسکا باعث کسی قدر کمزوری اور کسی قدر رحم دلی

تہی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ سلطان ارخان نے ینگچری فوج کو قایم کرتے وقت ہر سال عیسائی بچون کا پانچوان حصہ فوجی

خدمت کے لئے بیٹوں کا مقرر کیا تہا۔ جو صدیون تک برقایم رہا۔ اس قاعدہ کی تعمیل مین مراد چہارم کے بعد

انتظام کی خرابی اور اندرونی بدعملی کی وجہ سے بتدریج تساہل واقع ہونے لگ گیا۔ حتی کہ احمد کوپرلی کے وزارت کے

آخری برس یعنی ۱۶۷۶ء مین تین ہزار عیسائی بچوں کی جو فوج مین بہرتی ہوئی وہ آخری بہرتی تہی۔ اس قاعدہ کا صحیح منشاء

اور حکم یہہ تہا کہ ینگچری فوج مین عیسائی بچون کے سوا اور کوئی بہرتی نہ کیا جائے۔ مگر جب اس فوج کو رفتہ رفتہ بیشمار

ملکی و فوجی مراعات اور حقوق ملنے لگے تو وہ لوگ بھی جو قوم سے ترک اور اباً عن جدٍ مسلمان چلے آتے تہے فوج مذکور

مین بہرتی کئے جانیکے خواہان ہوگئے۔ چنانچہ اس قاعدہ مین جو رہائی رکہی گئی۔ وہ یہ تہی کہ ینگچریون کی اولاد کو بہی بہرتی

ہونے کی اجازت دیدیگئی۔ پہر کیا تہا۔ دوسرے مسلمانون کے لئے بہی راستہ صاف ہوگیا۔ اور وہ بہ تعداد کثیر داخل

ہونے شروع ہوگئے۔ اور جب خالی شدہ جگہین اس طرح پر ہونے لگ گئین تو عیسائی بچون کی طرف سے لازمی طور

پر لاپروائی ظہور مین آئی تہی کہان ہر سال بعینہ عمر کے عیسائی بچون کا پانچوان حصہ لیا جاتا تہا۔ پہر گورنمنٹ گاہ گاہ

اپنا حق لینے پر کفایت کرنے لگ گئی۔ اور وہ بہی صرف اس غرض سے ان لڑکون کو محلسرا شاہی کے خدمتگزار اور محافظ

غلامون کے زمرہ مین جنکی تعداد ہزارہا مین تہی داخل کیا جائے۔ اور جب کبھی مزید فوج کے لئے اتفاقیہ ضرورت

آپڑتی تو انہی غلامون مین سے حسب ضرورت فوج مین بہیجدیے جاتے۔ اور آخر ۱۶۷۶ء کی بہرتی آخری ہوگئی۔

اس دست برداری سے سلطنت کو دوہرا ضعف پہونچا۔ ایک تو مسلمان آبادی پر حفاظت ملک کا سارا بوجہ پڑگیا

جس سے اوسکی تعداد مین مسلسل کمی ہونے لگ گئی اور دوسری طرف عیسائی رعایا کی آبادی اور طاقت مین اوسی

نسبت سے اضافہ ہونا شروع ہوگیا جسکا نتیجہ آخر یہہ ہوا کہ اس احسان فراموش قوم نے سلطنت کے مقابلہ پر کمر ہمت

کرلی۔ اور تدریجاً مختلف صوبون کو ترکون کی محکومی سے آزاد کرانا شروع کردیا جو سلسلہ ۱۸۱۶ء تک بلکہ تا این دم

برابر جاری ہے۔

محمد کو شوق شکار نے گو امور سلطنت کیطرف سے غافل کر دیا تہا۔ مگر وہ عثمانیہ خاندان کے موروثی خاصہ علم دوستی پر غالب نہ آسکا۔ وہ علماء و فضلا کا بڑا قدردان تہا۔ اور کل مورخین کی بالعموم اور اونکی بالخصوص جو اوسکے زمانہ کی تاریخ لکہہ رہے ہون بہت پرورش کرتا تہا۔ وہ ایسے وقایع نگارون کو اپنے دربار مین دیکہکر بہت خوش ہوتا تہا اور بسا اوقات اپنی قلم سے اونکی تصانیف کی اصلاح کرتا تہا۔ مگر ہر دوستی کے ساتہہ ہی ایک بیرخی ہی لگی ہوئی تہی کہ سلطان اپنے ہر ایک شکار کی مفصل کیفیت قلم بند کئے جانے پر مصر رہتا تہا۔ ترکی مورخ عبدی پر اوسکی خاص نظر عنایت تہی جسکو وہ ہر وقت اپنے ساتہہ رکہتا تہا۔ سلطان کے عہد کے کل واقعات کو احاطہ تحریر مین لانا اسکا خاص فرض تہا۔ ایک دفعہ شام کو سلطان نے اوس سے پوچہا "آج تو نے کیا لکہا ہے؟" اوس نے جواب دیا "آج کوئی واقعہ لکہنے کے قابل نہین گذرا" اسپر سلطان نے بے تحاشا ایک مصاحب پر جو اپنے درمیان [illegible] تہا برچہی پہینک کر اوسے سخت زخمی کر دیا۔ اور کہا "لے اب تو تجہے لکہنے کے لئے کچہہ مصالح ملگیا"

سلطان ابراہیم اور محمد چہارم کے زمانہ مین نابی مشہور شاعر گذرا ہے جسنے اپنے ہمعصر ایرانی شاعر صائب کی فلسفیانہ طرز غزل نویسی کی ترکی مین نہایت عمدہ نقل اوتاری۔ اوسکے شاگردون مین احمد پاشا اور رسالی نہایت قابل شاعر گذرے ہین۔

چارلس ثانی شاہ انگلستان نے سلطان محمد کے دربار مین ارل آف ونچلسی کو سفیر مقرر کیا تہا۔ اس امیر کا سکرٹری مسٹر پال ریکاٹ جو بعد مین سر ہوگیا نہایت لایق آدمی تہا اوسنے سلطنت عثمانیہ کی اقامت سے فایدہ اوٹہا کر "سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت کی تاریخ" کے نام سے ایک نہایت قابل قدر کتاب تالیف کی جسکے تین ایڈیشن چند برسون مین فروخت ہوکر چوتہا ۱۶۷۵ء مین لکہا گیا۔ اوسکا بیان ہے کہ ترک پولنڈ کے اہل خیر خواہ ہین۔ اور روس سے اونکو اسی وقت ہی مین اندیشہ پیدا ہوگیا تہا وہ اسلام کی بے تعصبی کو تسلیم کرکے آخر مین ترکون پر متعصب ہونیکا الزام لگاتا ہے مگر اوسکی تردید خود کئی عیسائی مورخون نے کر دی ہے اور مین بہی رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا مین اسپر کافی بحث کر چکا ہون۔ اور حسب ضرورت اس کتاب کی دوسری جلد مین مناسب موقعون پر [illegible]۔ واللہ المستعان علی ما تصفون ۔

جلد اول تاریخ عثمانیہ ختم شد

سلطنت عثمانیہ کا عروج و انحطاط دکھانے کیلئے یہ نقشہ مسٹر لین پول کی کتاب ٹرکی سے لیا گیا ہے۔ عمودی طور پر اسمیں فی انچ ایک صدی کے حساب سے زمانہ کی مقدار دکھائی گئی ہے اور شرقاً غرباً اسے تین بڑے حصوں میں تقسیم کر کے اُن میں آیشیا یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے عثمانی صوبجات جس ترتیب سے وہ ملحق ہوئے اور پھر نکل گئے دکھلائے گئے ہیں۔ خط دار حصہ سے وہ علاقے مراد ہیں جو ترکوں کے براہ راست اقتدار میں یا انکے ماتحت (جیسا کہ اب سے پہلے شاہان سرویا تھے) رہے یا ہیں۔ اس نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ پہلے ایشیا میں عثمانیہ طاقت کی ابتدا بہت چھوٹے سے پیمانہ پر قائم ہوئی۔ جو چودہویں صدی کے پہلے نصف میں صوبہ تھینیا میں۔ اسی صدی کے دوسرے نصف میں رومیلیا اور بلغاریا سے گذر کر والیشیا اور سرویا تک یورپ میں۔ اور صدی مذکورہ کے اخیر پر یکبارگی کل اناطولیا میں پھیل گئی۔ اور پھر ویسے ہی اچانک تیمور کے ہاتھوں سے تقریباً بلیا میٹ ہو گئی۔ بعد ازاں۔ وہ یورپ میں یونان۔ قسطنطنیہ۔ البانیا۔ مالڈیویا۔ ہنگری وغیرہ کے الحاق سے۔ اور ایشیا و افریقہ میں صوبجات قرمان۔ آرمینیا۔ عرب شام۔ مصر۔ الجزائر۔ طرابلس و ٹیونس کی فتوحات سے بتدریج بڑھتی گئی حتی کہ سولہویں صدی کے آخری ربع میں اسکے مقبوضات کی وسعت عین کمال کو پہنچ گئی۔ اسکے بعد انحطاط کا دورہ شروع ہوا۔ یہ نقشہ کی دوسری جزو میں دکھایا گیا ہے۔ اولاً سترھویں صدی کے پہلے نصف کے گذرنے سے پہلے الجزائر نیم آزاد ہوا۔ اور پھر ٹیونس کی باری آئی۔ سنہ ۱۷۰۰ع سے پہلے ہنگری نکل گئی۔ اس سے پیچھے روس نے کریمیا کو باب عالی سے غصب کیا محمد علی ایک طرح مصر میں بالکل آزاد ہو گیا۔ جزیرہ نما بلقان میں یونان۔ بوسینیا۔ سرویا۔ اور رومانیا وغیرہ ریاستوں نے علم بغاوت بلند کر کے آزادی حاصل کر لی۔ فرانس نے الجزائر اور ٹیونس کو ہضم کر لیا۔ اور سنہ ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس روم کے بعد اناطولیا میں بھی روس کی دستبرد کا آغاز ہو گیا۔ اس جزو میں خطوط وحدانی دیکر بتا دیا گیا ہے کہ یہ صوبہ عثمانیہ قبضہ سے نکلکر خود مختار ریاست ہو گیا ہے۔ اور یہ فلاں سلطنت کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔ الجیریا اور ٹیونس جب نیم مختار ہو کے اُسوقت خط وحدانی میں ڈالے اور بے جو وہاں کے نیم آزاد فرمانرواؤں کے لقب تھے لکھدیئے گئے ہیں اور جب فرانس کے قبضہ میں چلے گئے تو اُسوقت خط وحدانی میں فرانس لکھدیا گیا ہے

نقشۂ عروج سلطنت عثمانیہ

نقشۂ انحطاط سلطنت عثمانیہ

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۶	کی نسبت	کا نسب
۵	۲۱	پلنڈ	پولنڈ
۶	۴	بہ تنگ	تنگ
۷	۲۳	اس	اسی
۸	۱۹	ونڈن	ونڈال
۹	۱۴	سنہ ۵۱۰ء پر ۵۲۶ء	سنہ ۵۲۶ء و سنہ ۵۶۰ء
۹	۱۶	ابوآبائی	ابوالآباد
۱۰	۱۷	تباصرہ	وہ قیاصرہ
۱۱	۹	کرلیا۔	کرلیا"
۱۷	۲۳	جان ستاں	جان ستان لڑائی
۱۹	۱۷	ایالیا	اباسیا
۲۱	۲۳	دوغلی	اوغلی
۲۴	۱۱	سلطان	سکندربیگ سلطان
۲۴	۱۴	ولی	والی
۳۳	۱۴	اورنتہ	اورنہ
〃	〃	نیچے	پیچھے
۳۴	۲۱	ایلچی	ایلچی کو
۳۵	۳	تے	نے ازسرنو
〃	۲۲	مین	نہین
۳۶	۴	وہ	وہ پہلے
۳۷	۲	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۳۹۵ء
۳۸	۱۰	پہار کا	پہار کے
〃	۲۲	جاتا	جاتا
۳۹	۱	ڈاروینلر	ڈوارڈنیلز
〃	۳	کیفیت	کیف
۳۹	۱۶	وقت س	وقت امن
〃	۱۸	فیصلہ	فاصلہ
۴۰	۹	کے تہو	کا تہون
۴۱	۱۷	مرتے	مارتے
۴۲	۸	ہے۔جس	تہا۔اس
〃	۱۴	اونکو	اونکے
۴۳	۹	تہا	تاہم
〃	۱۲	حام	عام
〃	۱۵	شکر	سنکر
۴۹	۲۱	ہوا	ہو
۵۱	۸	دارغ	دماغ
〃	۱۳	ہوتی	ہوتی
〃	۲۳	پرچڑہای ہی	پر بہی چڑہائی
۵۳	۴	پوپ	یورپ
۱۸۲	۱۴	رعائیت گو	روائیت بظاہر گو

تمام شد